القانون

طب اسلامی کا انسائیکلوپیڈیا

جلد دوئم

☆

فصل آٹھویں تاثیر تغیرات ہوا جو ارضی ہیں اور مخالف مجرائے طبیعت کے نہیں ہیں

ضرور ہے کہ اس وقت ہم تمام اور کمال تغیرات غیر طبعی ہوا کے جو مخالف طبیعت کے نہیں ہیں اور بحسب امور ارضی اور سماوی کے پیدا ہوتے ہیں بیان کریں اگرچہ اکثر امور کی طرف ہمنے ذکر فصول میں بھی اشارہ کر دیا ہے جو تغیرات تابع امور سماوی کے ہیں انہیں سے ایک قسم کا تغیر یہ بھی ہے کہ جو بسبب تاثیر کواکب کے عارض ہوتا ہے اس لئے کہ اکثر ایسا ہو جاتا ہے کہ بہت سے ستارے حیز یعنی مکان واحد میں آفتاب کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں اس وجہ سے تسخین بافراط ان بلاد میں پیدا ہوتی ہے جو اس مقام اجتماع سے مسامحت رکھتے ہوں قریب مسامحت ہوں اور کبھی اکثر بلاد کے سمت الراس ستارے بہت دور ہو جاتے ہیں اس کی وجہ سے حرارت میں کمی ہو جاتی ہے مگر تاثیر مسامحت کی گرمی پیدا کرنے میں ایسی نہیں ہے جیسے ہمیشہ مسامحت یا مقاریت کے وقت میں ہوتی ہے زمین کے وہ امور جو باعث تغیرات ہوا ہیں ان میں سے ایک سبب اختلاف عرض بلد کا ہے خط استواء سے اور ایک سبب بلد کا اونچا اور نیچا ہونا خواہ پہاڑوں کی وجہ سے خواہ بجہت دریا کے بھی اختلاف پیدا ہوتا ہے اور ایک سبب اختلاف ہواؤں کا یہ بھی ہے اور مٹی کے اقسام بھی ہو جب اختلاف ہوا کرتے ہیں جو بلد کہ قریب مدار راس سرطان کے شمال میں واقع ہے یا قریب مدار راس جدی کے جنوب میں ہے اس کی صیف بہت گرم ہوتی ہے بہ نسبت اس بلد کے جو اس مدار سے دور ہے خط استوار اور شمال تک واب ہے کہ اس شخص کے قول کی تصدیق کی جائے جس کی یہ رائے ہے کہ جو مقام نیچے معدل النہار کے ہے قریب باعتدال ہے اس واسطے کہ سبب آسمانی اس جگہ پر گرمی پیدا کرنے والا ایک ہی ہے اور وہ سبب مسامحت آفتاب کی سمت الراس سے ہے اور یہ مسامحت یعنی سامنا تنہا زیادہ موثر نہیں ہے بلکہ

مسافت کا ہمیشہ رہنا البتہ موثر قوی ہے اس واسطے گرمی بعد نماز عصر کے شدید ہوتی ہے
بہ نسبت ٹھیک دو پہر کے اور اس واسطے گرمی بروقت ہونے آفتاب کے آکر سرطان
اور اوائل اسد میں زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اس کے آفتاب نہایت میل کلی کو پہنچے
حالانکہ قرب اور مسافت بہ نسبت ہمارے اس وقت زیادہ ہوتی ہے۔ اور اس واسطے
جس وقت کہ آفتاب راس سرطان سے پھرتا ہے اس حد تک کہ جو اس سے میل جزئی
میں کمتر ہے تسخین اور حرارت اس کی زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت اس وقت کے کہ جب
آفتاب کو میل عدل النہار سے برابر اس حد کے ہو اور ابھی راس سرطان تک نہ پہنچا ہو
اور جو بقعہ کہ برابر خط استواء کے ہے اس کی سمت الراس سے آفتاب کو مسافت چند
روز رہتی ہے اس کے بعد بہت جلد آفتاب اس مقام سے دور ہو جاتا ہے اس لئے کہ
زیادتی اجزائے میل کے نزدیک عقدتین (یعنی وہ دو نقطے جو نقطۂ اعتدالی کہلاتے ہیں)
کے بہت زیادہ ہے بہ نسبت زیادتی اجزائے میل نزدیک دونوں نقطۂ انقلاب کے یعنی
انقلاب ربیعی و خریفی بلکہ اکثر نزدیک دونوں نقطۂ انقلاب کے ہیں یا چار خواہ کچھ زیادہ
دن کی حرکت چونکہ محسوس نہیں ہوتی کچھ اثر ظاہر نہیں کرتی ہے پھر چونکہ متصل میل کلی
کے یہ بھی کیفیت ہوتی ہے شمالی ہو خواہ جنوبی کہ آفتاب گویا یا حیز واحد میں اس مقام پر
مدت دراز تک رہتا ہے اس جہت سے فعل تسخین کا اس سے زیادہ صادر ہوتا ہے۔

مترجم کہتا ہے قریب قریب کے مدارات یومی جو متصل میل کلی کے
ہیں اگر چہ بعد انصراف کے نقطۂ میل کلی سے ہر روز بعد میں کمی اور بیشی ہوتی ہے مگر یہ کمی
اور بیشی حرارت اور تمازت کی کمی کرنے میں کچھ موثر نہیں ہوتی اور قیاس مقتضی اس کا ہے
کہ بہت دنوں تک موثر نہ ہو۔ فرض کرو کہ ایک مکان کی ہوا دس من کوئلے کی آگ
سے گرم کیجائے جب وہ مکان خوب گرم ہو چکے تو پھر اس مکان کی اسی مقدار گرمی باقی
رکھنے کے واسطے تھوڑی سی آگ کافی ہوگی اور گرمی بڑھانے کے واسطے بشرطیکہ وہ گرمی
سابق موجود ہو تھوڑی سی آگ کافی ہوگی یہی حال حرارت جو ساوی کا ہے کہ جس وقت

آفتاب میل کلی پر پہنچتا ہے اور جو ساوی پر حرارت غالب آجاتی ہے بہ نسبت اس
حرارت کے میل کلی سے انصراف آفتاب کا اور مائل بجنوب ہونا جس قدر قرب میں
کمی کرتا ہے حرارت بہت دن تک نہیں گھٹتی بلکہ تھوڑے دنوں تک بڑھتی جاتی ہے
متن ضرور اسباب کا اعتقاد کرنا چاہئے کہ جن بلاد کا فرض قریب میل کلی کے ہے
انہیں حرارت اور گرمی زیادہ ہوتی ہے اور بعد ان کے ان بلاد میں گرمی زیادہ ہوتی ہے
جو دونوں طرف کے میل کلی سے پندرہ درجہ کے قریب ہو ایسی گرمی خط استواء کے نیچے
باوجود مسامت آفتاب کے سمت الراس پر نہیں ہوتی جیسے ان آبادیوں میں جو قریب
راس سرطان کے ہیں بوجہ مسامت آفتاب کے گرمی کی زیادتی ہوتی ہے اور جو شہر اور
بلاد کہ انکا فاصلہ میل کلی سے پندرہ درجے پر زیادہ ہے سردی زیادہ ہوتی ہے یہ اختلاف
حرارت اور برودت ہوا کا بحسب اختلاف عرض بلد کے ہے اور کچھ حرارت اور
برودت کی تخصیص نہیں ہے کہ اکثر احوال اور اعراض میں یہ متشابہ ہیں جو اختلاف
بحسب وضع مخصوص بلد کی بلندی یا پستی میں ہوتا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ نشیب کے
مقام کا شہر ہمیشہ زیادہ گرم رہتا ہے اور بلند مقام کا شہر اس میں سردی زیادہ ہوتی ہے
اس لیے کہ نشیب کے مقام کی آبادی چونکہ زمین سے ایسی جگہ متصل ہے جس میں
سخونت اور گرمی بوجہ اشتداد شعل شمس کے قرب ارض کی وجہ سے زیادہ ہے اس میں
حرارت بھی زیادہ ہے مگر یہ کیفیت انہیں مقامات کی ہے جو قریب ہمارے ساکن کے
ہیں۔ اور بلندی پر جو بلد واقع ہیں چونکہ اس جگہ سے دور ہے جہاں شعاع آفتاب کی
بشدت ہوتی ہے اس سبب سے اس مقام میں سردی زیادہ ہوتی ہے ویسے اس مسئلہ کی
طبیعات میں بیان ہوتی ہے۔ اگر عمق مثل اس گڑھی کے ہو جسکا عمق عرض سے زیادہ ہو
شعل اس مقام پر زیادہ بند ہوگی اور گرمی بھی زیادہ ہوگی اور جس مقام میں پستی بسبب
پہاڑوں کے ہو اگر پہاڑ اس مقام میں بمنزلہ جائے فرار کے ہو تو وہ اسی قسم میں داخل
ہے جس کا ابھی بیان ہوا اور گرم پہار اس کے گرد ہو یہ قسم وہ ہے جس کے بیان تفصیلی

برودت بھی پیدا ہوگی اس لئے کہ ریح شمال پانی پر چل کر اور اس کی برودت حاصل کر کے اس سہر تک پہنچے گی۔ اور اگر دریا دکن طرف ہو ہوائے جنوبی زیادہ تر غلیظ ہوتی ہے خصوصاً اگر ہوا کوئی منفذ نپائے مثل پہاڑ وغیرہ کے کہ اس پر ٹھہر کر شہر تک پہنچے۔ اگر دریا پورب طرف ہو اسکی ترطیب واسطے جو کے بہت زیادہ ہوگی بہ نسبت اس کے کہ پچھم طرف واقع ہو اس واسطے کہ حرارت آفتاب کی پورب طرف کے دریا پر زیادہ ٹھہرے گی اور تحلیل میں بھی زیادہ پیدا ہوا کرے گی اور قرب بھی زیادہ آفتاب کو اس صورت میں ہوگا اور مغرب کی جانب میں ایسا نہ ہوگا حاصل یہ ہے کہ قرب دریا کا ترطیب ہوا میں زیادہ پیدا کرتا ہے پھر اگر ہوا بکثرت چلے اور زمین پر چلنا اس کا کسی پہاڑ وغیرہ کے ذریعہ سے رک نہ جائے تو عفونت سے محفوظ ہوگا اور اگر ہوا دریا کی روانگی پر قادر نہ ہو اور رک رک کر چلے تو خود ہوا بھی مستعد عفونت پر ہوگی اور اخلاط میں بھی عفونت پیدا کریگی۔ ایسی ہوا جو مستعد بعفونت نہ ہو باد شمال ہے اس کے بعد پروا بعد اس کے پچھوا اور بہت مضر ہواؤں میں ہوائے جنوبی ہے۔ جو تغیرات ہوا میں نظر نفس ہوا کے ہوتے ہیں دو طرح پر ہوتے ہیں اور ان کا بیان بھی ہم دو طرح سے کرتے ہیں ایک بیان بطور کلی۔ اور دوسرا بیان بطور جزئی اور مخصوص واسطے ہر بلد کے یہ بات علی العموم ہے کہ ہوائے جنوبی اکثر بلاد میں گرم اور تر ہوتی ہے حرارت تو اس وجہ سے کہ جس طرف گرمی زیادہ ہے اور آفتاب نزدیک ہے ادھر سے آتی ہے۔ اور رطوبت کی یہ وجہ ہے کہ دریا بطرف جنوب کے ہملو گون سے جو سکان تعلیم چہارم کے ہیں واقع ہیں اور باد صفیکہ ہوا جنوبی حرارت آفتاب کا فعل اس میں قوی ہوتا ہے اور بخارات زیادہ اٹھ کر ہواؤں سے ملتے ہیں اسی جہت سے اس میں ارخاء اور سستی بدن کی زیادہ پیدا ہوتی ہے سال ہوا سرد ہے اس لئے کہ پہاڑوں پر اور سرد مقامات جن میں برف بکثرت ہے اس پر گذر کر ہم تک پہنچتی ہے اور یا بس بھی ہے کہ اس کے ہمراہ بخارات کثیرہ نہیں ہوتے اس لئے کہ تحلیل جانب شمال میں کم ہے اور نہ یہ ہوا دریا کے جاری

پانی پر گذر کر آتی ہے جو اس میں رطوبت پیدا ہو بلکہ یا تو بستہ پانی پر اس کا مرور ہوتا ہے یا میدانوں پر سے گذر کر آتی ہے۔ پروا ہوا برودت اور رطوبت میں معتدل ہے مگر خشکی میں بہ نسبت پچھوا کے زیادہ ہے اس لیے کہ شمال میں مشرق کے دریا بہ نسبت شمال مغرب کے کم ہیں اور ہم شمال ضرور ہیں **مترجم کہتا ہے** یہ خاصیت پروا ہوا کی بہ نسبت ان بلاد کے ہے جہان کا شیخ الرئیس متوطن ہے ہمارے بلاد میں جس کا عرض بلد ستائیس اور طول قریب چودہ کے ہے پروا ہوا مرطوب ہے اور اس وجہ سے ہاتھ پاؤں کا ٹوٹنا اور اوجاع مزمنہ کا اشتداد اور دیگر عوارض رطوبی زیادہ ہوتے ہیں

متن پچھوا ہوا میں رطوبت ہے مگر کم اس لیے کہ وہ دریاؤں پر سے گذر کر ہم تک پہنچتی ہے اور اس جہت سے کہ حرکت آفتاب کی اور حرکت پچھوا ہوا کی آپس میں ضد رکھتی ہے باین وجہ اس ہوا کی تحلیل آفتاب نہیں کرتا ہے جیسے پروا ہوا کی کرتا ہے خصوصاً اکثر ابتدائے بہار میں پروا ہوا چلتی ہے اور پچھوا اکثر آخر روز میں چلتی ہے اس واسطے اکثر پچھوا ہوا میں گرمی کم ہوتی ہے بہ نسبت پروا کے اور مائل بطرف برودت کے ہوتی ہے اور پروا بہت گرم ہوتی ہے اگر چہ پروا اور پچھوا دونوں بقیاس باد شمال اور جنوب کے متعدل ہیں کبھی ان احکام میں بہجت اختلاف بلاد کے فرق ہوجاتا ہے کم اسباب اور قسم کے پیدا ہوتے ہیں مثلاً بعض بلاد میں ایسا فرق ہوتا ہے کہ ہوائے جنوبی سرد ہوجاتی ہے بہجت قریب ہونے برف کے پہاڑوں کے کہ ان پر ہوائیں گذر کر مائل بہ برودت ہوجاتی ہیں اور کبھی شمالی ہوا بہ نسبت جنوبی کے زیادہ گرم ہوجاتی ہے اس لئے کہ خشک میدانوں میں اس کا گذر رہوتا ہے۔ اور سموم وہ ہوائے گرم ہے جو گرم میدان سے گذر کر آئے یا از قسم ان دخانات کے ہے جو جو میں علامات ہائلہ اور خوف انگیز سے پیدا ہوتے ہیں مشابہ آگ کے اس لیے کہ وہ دخانات اگر ثقیل اور مگر ان میں انہیں اسی جگہ پر شعلا ٹھ کر بھڑک پیدا ہوئی ہے اور جزو لطیف اس سے جدا ہوجاتا ہے اور ثقیل نیچے اتر آتا ہے کہ اس سے کسی قدر التہاب اور ناریت باقی رہتی

ہے جتنی ہوائیں قوی ہیں بنابر تجویز علمائے فلاسفہ کے ان کی ابتداء جہت فوق سے ہوتی ہے اگرچہ ان کے مواد کا مبدء نیچے ہے مگر مبدء ان کے حرکات اور چلنے اور سخت ہونے کا اوپر کی جانب ہے اور یہ حکم یا تو عا اور کلی ہے یا اکثری اثبات اس حکم کا حکیم طبعی کے ذمہ ہے تحقیق میں اس مسئلہ کے ہم ایک فصل جداگانہ لکھیں گے جس وقت بیان مسان اور بلاد کا کرینگے۔ اختلاف بلاد کا بہجت مٹی کے کئی کئی طرح پر ہوتا ہیا اور اقسام اس کے مختلف ہیں بعض قسم وہ ہے جس طین الحر کہتے ہیں یہ وہ مٹی ہے جو آمیزش ریگ اور شورے وغیرہ سے پاک ہو جیسے ہندوستان میں پنڈول ہوتا ہے اور ایک وہ قسم ہے جو مشابہ پتھر کے ہوتی ہے اور اس میں حجریت غالب ہوتی ہے۔ اور ایک قسم ایسی ہے کہ اس میں ریگ کی آمیزش بہت ہوتی ہے اور بعض قسم مٹی کی سیاہ ہوتی ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں ایک قسم غری ہے یعنی زباب ناک اور دوسری مشورہ ناک اور بعض ایسی ہے کہ اس پر قوت معدنی غالب ہوتی ہے مگر ہر قسم کی مٹی اپنے شہر کی اب و ہوا میں تغیر پیدا کرتی ہے

فصل نویں بیان میں تاثیر ان تغیرات ہوا کے جو دی ہیں اور خلاف مجری طبعی کے ہیں جو تغیرات خارج طبیعت سے ہیں یا بوجہ بدلنے جوہر ہوا کے ہوتے ہیں یا بہجت متغیر ہونے کیفیت ہوا کے جوہر ہوا کا تغیر یہ ہے کہ اس میں روایت پیدا ہوا اور یہ روایت اس جہت سے نہ ہو کہ اس کی کوئی کیفیت میں کمی اور بیشی پیدا ہو۔ یہ ہوا وبائی ہے کہ اسمیں عفونت آجاتی ہے جیسے پانی میں عفونت پیدا ہوتی جو کسی گڑھے میں بھرا ہوا اور اس کا مزہ اور رنگ بدل جائے۔ ہماری مراد ہوا سے ہوائے بسلیط محض نہیں ہے اس لئے کہ وہ ہوا گرم ہمارے بدن کے نہیں ہے اور اگر ہوائے بسلیط کا وجود ہے تو شاید اس ہوا کے مخالف ہے ہر واحد بسلیط مجرد سے عفونت کو قبول نہیں کرتا بلکہ یا اسکی کیفیت میں استحالہ ہو جاتا ہے یا اس کا جوہر مستعبل ہو کر کسی دوسرے بسلیط کی طرف چلا جاتا ہے۔ بلکہ ہماری مراد ہوا سے وہ ہوا ہے کہ جس کا جسم جو میں بھرا ہوا اور پراگندہ ہے اور

اس میں ہوائے حقیقی اور اجزائے مائی جو بخارات زمین سے پیدا ہوتے ہیں اور اجزائے ارضی جو دخان میں ملکر صعود رتے ہیں اور غبار اور اجزائے ناری سب ملے ہوئے ہیں۔ پھر اس جسم مرکب کا جو ہم ہوا نام رکھتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے۔ جیسے آب دریا اور نالوں کے پانی کو ہم پانی کہتے ہیں اگر چہ وہ آب خالص اور بسلیط نہیں ہے بلکہ مرکب ہے اور ارض اور نار ء سے مگر جزو غالب اس میں پانی ہے یہ ہوا جس کا ذکر اوپر ہوا کبھی متعفن ہو جاتی ہے اور اس کے جوہر میں روایت آجاتی ہے جیسے نالے اور گڑھوں کے پانی میں عفونت پیدا ہوتی ہے اس کا جوہر بھی ردی ہو جاتا ہے۔ اکثر عارض ہوتا وبا اور عفونت ہوا کا آخر گرمی اور آخر خریف کے ہوتا ہے۔ جو بیماریاں وبا سے پیدا ہوتی ہیں ان کا ذکر ہم اور کسی مقاپر کرینگے یعنی آخر کتاب چہارم میں بعد حمیات کے مگر وہ بیان جو اس ہوا کی کیفیات سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ حرارت اور برودت میں اس کیفیت تک پہنچنے کہ جس کا تحمل نہ ہو سکے۔ تا کہ زراعت اور تولید تناسل میں فساد عارض ہو اور یہ فساد دیا بوجہ استحالہ کے طرف ہم جنس کے ہو جیسے شدت سے گرم ہو جانے اور فساد عارض ہو یا استحالہ رف غیر جنس کے ہو جیسے سرد ہو جانا ہوا کا گرمیوں میں کسی سبب خارجی کے عارض ہونے س ہو ہوا میں جس وقت تغیر ہو بہت سے عوارض بدنی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ہوا جس وقت متعفن ہوتی ہے اخلاط میں تعفن پیدا ہوتا ہے اور اخلاط کے تعفن سے جو خلط قلب میں محصور ہے یعنی خون وہ بھی متعفن ہو جاتی ہے اس لئے کہ تعفن ہوا کا بہت جلد قلب تک پہنچتا ہے بہ نسبت اور اعضا کے اور اگر ہوا میں گرمی زیادہ پیدا ہوتی ہے جوڑ بند ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور رطوبات تحلیل ہو کر پیاس زیادہ معلوم ہوتی ہے اور تحلیل روح کی ہو کر قوت ساقط ہو جاتی ہے ہضم جید نہیں ہوتا اس لئے کہ حار غریزی یعنی خون جو اندر بدن کے ہے اور طبیعت کی صحت افعال کا وہی آلہ ہے تحلیل ہو جاتا ہے اسی وجہ سے رنگت میں زردی آجاتی ہے کہ رنگ سرخ کرنے والے اخلاط تحلیل پاتے ہیں اور صفراسب اخلاط پر

غالب ہوتا ہے اور قلب میں گرمی غیر طبعی پیدا ہوتی ہے اور اخلاط میں روانی پیدا ہو کر عفونت آجاتی ہے اور جو تجادیف اندرونی ہیں اور جو اعضا ضعیف ہیں ان کی طرف متعفن اخلاط میل کرتے ہیں۔ ہوائے گرم اچھی نہیں ہے حق میں ان بدنوں کے جو خوشحال ہیں البتہ کبھی مستسقی مفلوج اصحاب کزاز بارد و نزلہ بارد و تشنج رطوبی اور لقوہ کو مفید ہوتی ہے۔ ہوائے بارد حار غریزی یعنی روح اور خون کو اندر جسم کے محصور اور بند کرتی ہے جب تک اس میں اس قدر افراط نہو کہ تمام باطن میں حار غریزی کو بجھادے کہ اس سے موت واقع ہوتی ہے اور جب ہوائے سرد میں افراط ہو مواد کو سیلان سے باز رکھتی ہے مگر اس سے نزلہ پیدا ہوتا ہے اور پٹھوں میں ضعف ہوجاتا ہے اور قصبہ زیہ کو ضرر شدید پہنچتا ہے اور جب برودت ہوا میں اس سے کم ہو ہضم کو قوی کرتی ہے اور تمام افعال باطنی کو قوت دیتی ہے اور آثار شہوت اور خواہش طعام کو بقوت ظاہر کرتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ تندرست آدمیوں کو ہوائے سرد بہت مناسب ہے بہ نسبت ہوائے زیادہ گرم کے ہوائے سرد کے ضرر ان افعال میں ہیں جو متعلق پٹھوں سے ہیں اور مسامات کو بند کرتی ہے اور ہڈیوں کے اندر جو رطوبت بھری ہوئی ہے اس کو نچوڑ لیتی ہے ہوائے مرطوب اکثر مزاجونکے موافق ہے رنگ اور جلد کو درست کرتی ہے اور نرمی پیدا کرتی ہے اور مسام کو پاک اور کشادہ کرتی ہے مگر عفونت پر آمادگی پیدا کرتی ہے خشک ہوا کے افعال بالکلیہ ہوائے مرطوب کے خلاف ہیں

فصل دسویں

ہواؤں کی اصلی طبیعت کے بیان میں

ہمنے حالات ہوا کے از قسم تغیرات کسی قدر بیان کیے مگر اب ہمارا یہ ادارہ ہے کہ بہ نسبت ہواؤں کے اثر کے ایک قول جامع دوسری ترتیب پر کہیں اور باد شمالی سے شروع کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ باد شمالی تقویت دیتی ہے اور بدن کو مضبوط کرتی ہے اور سیلان رطوبت کا جو ظاہر بدن میں ہوتا ہے اس کو منع کرتی ہے اور مسامات کو بند کرتی ہے اور ہضم کو قوی کرتی ہے روانی شکم بر طرف کرتی ہے اور بول میں اور پیدا کرتی ہے ہوائے دبائی کی

عفونت کو زائل کر کے اس کو درست کر دیتی ہے۔ اگر پہلے باد جنوب چلے اور اس کے بعد شمال چلے تو ہوائے جنوبی سے سیلان رطوبت ہوتا ہے اور ہوائے شمالی اس رطوبت کو نچوڑ کر بطرف باطن جسم کے لیجاتی ہے اور کبھی اس رطوبت کو کھول کر بطرف خارج دفع کرتی ہے اس لیے واسطے ایسے وقت سیلان مواد کا سر سے زیادہ ہوتا ہے اور بیماریاں سینہ کی بہت ہوتی ہے جو بیماریاں باد شمالی سے پیدا ہوتی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے پٹھوں میں درد ہونا وجع مثانہ وجع رحم عسر بول سرفہ درد پہلو اور پسلی اور سینہ اور قشعریرہ پہلوؤں میں ہوائے جنوبی بدن میں سستی پیدا کرتی ہے مسامات کھول دیتی ہے اخلاط میں جو ہیجان ہوتا ہے ان کو بطرف خارج دفع کرتی ہے۔ سر میں گرانی پیدا کرتی ہے۔ قروح میں فساد برپا کرتی ہے امراض میں نکس پیدا کرتی ہے۔ بدن میں ضعف پیدا کرتی ہے۔ قروح اور نقرس میں ایک قسم کی خارش پیدا کرتی ہے دردسر کا ہیجان ہوتا ہے۔ نیند میں غلبہ پیدا ہوتا ہے حمیات میں عفونت پیدا ہوتی ہے مگر حلق میں خشونت اس ہوا سے پیدا نہیں ہوتی۔ پروا ہوا اگر آخر شب اور اول نہار میں چلے تو اس ہوا سے ملکر آتی ہے جس میں اعتدال بذریعہ آفتاب کے ہو جاتا ہے اور لطافت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور رطوبت کم ہو جاتی ہے۔ پھر اس وقت کی پروا ہوا گرم خشک لطیف ہوتی ہے۔ اور اگر آخر روز اور اول شب میں پروا چلے اس کا حکم خلاف اس حکم کے ہے یعنی سرد تر غلیظ ہو گی حاصل یہ ہے کہ پروا پچھوا سے بہرحال بہتر ہے۔ پچھوا ہوا اگر اول روز اور آخر شب میں چلے تو آفتاب کی حرارت اسمیں کچھ اثر نہیں کرتی اس جہت سے کثیف اور غلیظ ہوتی ہے اور اگر آخر روز اور اول شب میں چلے اس کا حکم برعکس ہے

فصل گیارھویں طبائع مساکن کے موجبات کا بیان

تغیرات ہوا کے بیان میں کچھ حالات مساکن اور بلاد کے بھی ہم بیان کر چکے مگر اب ہم چاہتے ہیں کہ ایک کلام مختصر دوسری ترتیب پر بیان کریں اور اس کا لحاظ نہیں کیا گیا کہ مضامین گذشتہ کی تکرار ہو کہ بدن تکرار کے ادائے مطلب بھی نہیں

ہوسکتا ہے یہ بات تو اوپر بیان معلوم ہو چکی کہ مساکن اور بلاد کے حالات بہ نسبت بدن انسان کے بلندی اور پستی اور دریا اور پہاڑوں کی وجہ سے جو گرد بلاد کے ہوں مختلف ہوتے ہیں اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ مٹی کی تاثیر بھی آب و ہوا میں اختلاف پیدا کرتی ہے اگر مٹی خالص ہو یا سیاہ ہو یا اس میں قوت معدنی ہو ان سب کی تاثیر بدن انسان میں جدا جدا ہے اور پانی کا زیادہ اور کم ہونا اور درختوں کا گرد شہر کے ہونا یا نہونا یا معاون اور قبروں کا قریب شہر کے واقع ہونا اور مردار چیزیں متعفن سڑی ہوئی گرد شہر کے ڈالنا ان اسباب سے بھی مزاج میں شہر کے تغیر عظیم واقع ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ مزاج ہواؤں کے بہ نسبت عرض بلد اور مٹی اور قرب پہاڑ اور دریاؤں سے اور خالص بنظروں ہواؤں کے اس بلد میں چلتی ہیں کیونکر دریافت کیا جاتا ہے۔ الغرض جو ہوا بہت جلد سرد ہو جائے بروقت غروب آفتاب اور گرم ہو جائے بروقت طلوع آفتاب کے وہ لطیف ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ کثیف پھر سب ہواؤں میں بدتر وہ ہوا ہے جو دل میں تنگی پیدا کرے اور سانس کو روکے۔ اصحاب ہر ایک مسکن کا حال جدا جدا ہم بیان کرتے ہیں جس شہر میں گرمی زیادہ ہو رنگ بدن کا سیاہ ہوتا ہے اور بال پیچدار اور گول مثل سیاہ مرچ کے ہو جاتے ہیں۔ ہضم میں ضعف ہوتا ہے۔ اگر اس ہوا میں تحلیل زیادہ پیدا ہو اور رطوبات کم ہوں پیری جلد تر عارض ہوتی ہے جیسے حبش کے رگ تیس برس کی عمر میں بڈھے ہو جاتے ہیں دلمین انکے خوف بہت ہوتا ہے اس لئے کہ روح میں تحلیل زیادہ ہوتی ہے اور گرم بلاد کے لوگوں کے بدن نرم ہو جاتے ہیں مساکن سرد کے لوگ قوی اور شجاع ہوتے ہیں ہضم انکا بہت درست ہوتا ہے جیسا اوپر بیان ہوا۔ پھر اگر برودت کے ساتھ رطوبت بھی ہو لحیم و شحیم ہوت ہیں۔ اور رگیں گوشت سے بند ہوتی ہے مفاصل اپنی جگہ پر نہیں ٹھہرتے۔ اور نرم اندام اور نازک بدن ہوتے ہیں مرطوب مقامات کے لوگ سحنا ملکے اچھے اور جلد انکی نرم استرخا انکے اعضا میں ریاضت کرنے سے جلد آجاتا ہے فصل صیف ان کی بہت گرم نہیں ہوتی اور

نہ خشتا میں ان کے برودت غالب ہوتی ہے کہ جس رطوبت سے ان کے بدن منفعل ہوتے ہیں اس کو نچوڑ ڈالتے ہیں۔ حمیات مزمنہ اور اسہال اور نکلنا خون حیض اور بواسیر کا انہیں بکثرت ہوتا ہے۔ قروح اور بواسیر اور عفن اور قلاع اور صرع کی ان میں کثرت ہوتی ہے۔ بلاد یابسہ کے آدمیوں کو یہ بات عارض ہوتی ہے کہ ان کے مزاج میں خشکی پیدا ہوتی ہے اور ان کی جلد میں کھرا پن عارض ہو کر جلد پھٹ جاتی ہے۔ اور یبوست ان کے دماغ تک پہنچ جاتی ہے۔ صیف کی فصل ان میں بہت گرم ہوتی ہے اور شتا میں سردی کی زیادتی ہوتی ہے۔ بلند زمین کے امکانات کے رہنے والے بہت صحیح اور قوی اور بزرگ اور مسن عمریں بڑی بڑی ہوتی ہیں پست بلاد کے رہنے والے ہمیشہ شدت حرارت سے اندوہناک رہتے ہیں اور پانی سرد ان کو نہیں ملتا خصوصاً اگر پانی ان کے شہر میں بستہ ہو یا پتھروں میں جاری ہو خواہ زمین شورہ زار میں علاوہ یہ ہے کہ ایسے بلاد کے پانی بسبب ہوا کے بھی ردی ہو جاتے ہیں۔ جو بلاد زمین سنگ لاخ میں آباد ہوں اور کھلے ہوئے زیر آسمان ہوں کہ پہاڑ یا درخت وغیرہ سے ان کی ہوا بند نہ ہو جائے ان بلاد کی ہوا نہایت گرم ہوتی ہے اور شتا میں سرد ہو جاتی ہے اور ان کے بدن سخت ہوتے ہیں اور بدقوارہ اور بال بہت اور مفاصل قوی یبوست اور بیداری ان پر غالب ہوتی ہے اور بدخلق اور متکبر اور دعوٰی یکتائی کا دماغ میں بھرا ہوا لڑائیوں میں آزمودہ کار صناعات میں ذکی الطبع اور تیز۔ برف کے پہاڑوں کی آبادی وہاں کے لوگوں کا حکم مثل اور بلاد بارده کے ہے اور ان کے بلاد میں ہوا بہت چلتی ہے جب تک برف نہیں پگھلتی ہے ہوا پاکیزہ ہوتی ہے اور بعد پگھلنے کے اگر پہاڑ ایسے جانب میں ہوں کہ شہر میں ہوا آنے کو روکیں گرم ہو کر پلٹ جاتی ہے دریائی بلاد کا یہ حال ہے کہ وہاں کی حرارت اور برودت معتدل ہوتی ہے اس لئے کہ رطوبت ان بلاد کی انفعال میں عاصی اور نافرمان ہوتی ہے اور جو چیز رطوبت میں نافذ ہونے والی ہے اس کے نفوذ کو قبول نہیں کرتی ہے مگر کیفیت رطوبت کی ان بلاد میں غالب ہوتی

ہے۔ اگر یہ بلاد شمالی ہوں قرب دریا کا اور نشیب زمین کا ان کی تعدیل کریگا۔ اور اگر جنوبی ہوں اور رہوا وہاں کی بنظر عرض بلد کے گرم ہو اس وقت قرب دریا اور نشیب زمین کا ان کے اعتدال کا مضر ہے بلکہ ان دونوں کی ضد میں اعتدال حاصل ہوتا ہے یعنی ارتفاع مکان اور بعد دریا ان بلاد کا اعتدال قائم کرے گا شمالی بلاد احکام اور فصول میں ان بلاد باردہ کے مثل ہیں جن میں امراض عصب اور احتقان بخارات بکثرت ہوتے ہیں اور اخلاط بلاد میں بکثرت باطن میں جمع ہوتے ہیں۔ مقتضا ان بلاد کا یہ بھی ہے کہ ہضم جید ہوتا ہے اور عمر طویل ہوتی ہے اور رعاف بکثرت عارض ہوتا ہے اس لئے امتلا بدن میں زیادہ ہوتی ہے اور تحلیل کم ہوتا ہے پس رگیں پھٹ جاتی ہے۔ صرع ان بلاد میں عارض نہیں ہوتا اس لئے کہ اندرون جسم میں صحت ہوتی ہے اور حار غریزی کی باطن میں کثرت ہوتی ہے پھر اگر کسی کو صرع عارض ہو نہایت قوی ہوگی اس لیے بدن کا سبب قوی کے عارض نہ ہوگی۔ قروح ان کے بدن کے بہت جلد اچھے ہوتے ہیں اس لئے انہیں قوت ہوتی ہے اور خون ان کے بدن میں صالح ہوتا ہے اور خارج سے کوئی سبب ایسا نہیں ہوتا کہ ان کے قروح میں ارخا اور نرمی پیدا کرے چونکہ حرارت ان کے قلب میں زیادہ ہوتی ہے اخلاق سبعی یعنی مثل درندوں کے رکھتے ہیں ان کی عورتیں خون حیض سے بخوبی پاک نہیں ہوتیں اس لئے کہ حیض کے خون کی روانی ان کے بدن میں پوری نہیں ہوتی کہ مسامات میں قبض ہوتا ہے اور جو چیز خون کو رواں کرے اور مسالک میں ارخا پیدا کرے وہ ان کے بدن میں نہیں پیدا ہوتی اس واسطے وہ عورتیں بنابر قول اطبا کے عاقر یعنی بانجھ ہوتی ہیں اس لئے کہ ان کے رحم حیض سے پاک اور صاف نہیں ہوتے۔ حالات عورتوں کے ہمارے مشاہدہ اور تجربہ کے بلاد بزرگ میں مخالف ہوتے ہیں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ ان عورتوں کی شدت حرارت غریزی قائم مقام ہوتی ہے اس نقصان کے جو ان کے بدن میں فقدان اسباب خارجی سرخی اور سیلان پیدا کرنے والی سے پیدا ہوا ہے یعنی جو کام سیلان اور ارخا کا اسباب سے

خارجی پیدا ہونا چاہئے وہ ان کی حرارت غریزی سے حاصل ہوتا ہے اطبا یہ بھی کہتے ہیں کہ ان عورتوں کو اسقاط کمتر عارض ہوتا ہے اور یہ ایک دلیل صحیح ہے اسباب پر کہ ایسے بلاد کے رہنیوالے قوی المزاج ہوتے ہیں۔ ولادت ان کے لڑکوں کی بدشواری ہوتی ہے اس واسطے کہ اعضاے ولادت ان کے لیف اور عروق وغیرہ سے بنے ہوئے ہوتے ہیں اور راہیں بند ہوتی ہیں اکثر اگر اسقاط کرتی ہیں سبب اس کا برودت ہوتی ہے۔ دودھ ان میں کم پیدا ہوتا ہے اور قوام میں غلیظ ہوتا ہے اس لئے کہ برودت کا غلبہ نفوذ اور سیلان کو منع کرتا ہے کبھی ایسے بلاد میں خصوصاً ضعیف القویٰ کو مثل عورتوں کے کزاز اور سل عارض ہوتی ہے بالتخصیص جس وقت وضع حمل کرتی ہیں ان کو سل اور کزاز بہجت شدت زیر یعنی مچپش کے عارض ہوتا ہے اسلیے کہ عسر ولادت کے سبب سے جو رگیں اطراف صدر میں ہیں پھٹ جاتی ہیں اس طرح اجزا عصب اور لیف کے بھی پھٹ جاتے ہی عروق کے پھٹ جانے سے سل عارض ہوتی ہے اور عصب او رلیف کے پھٹنے سے کزاز ہوتا ہے۔ سراق بطن ان کا بمنزلہ نشانہ کے ہوتا ہے بوقت شدت عسر ولادت کے لڑکوں کو فتق مائی عارض ہوتا ہے اور جب جوان ہوتے ہیں خود بخود زائل ہو جاتا ہے۔ لڑکیوں کو ماء البطن اور رطوبت رحم عارض ہوتی ہے جب سن زائد ہوتا ہے خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔ آشوب چشم ان لوگوں کو شاذ و نادر عارض ہوتا ہے۔ اور اگر ہو تو نہایت شدید ہوتا ہے بلاد جنوبی کے احکام وہی ہیں جو بلاد حارہ اور فضول حارہ کے احکام ہیں۔ پانی ان بلاد کے اکثر شور اور کبریتی ہوتے ہیں سروں میں ان لوگوں کے مواد رطوبی بھرے ہوتے ہیں اس لیے کہ باد جنوبی کا فعل یہی ہے۔ روانی شکم ان کے گرانی خواہش طعام اور شراب کا خمار بہ سبب ضعف سر اور معدے کے زیادہ ہوتا ہے۔ قروح ان کے دیر میں اچھے ہوتے ہیں اور ترہل پیدا ہوتا ہے۔ عورتوں کا حیض بکثرت جاری رہتا ہے اور بدشواری حاملہ ہوتی ہیں اور اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اس لیے کہ یہ بیماری ان میں کثرت سے ہوتی ہیں اور کوئی سبب اسقاط کا

نہیں ہے۔ مردوں کو اسہال خونی اور بواسیر اور مدرطب جو بہت جلد تحلیل ہوتا ہے عارض ہوتے ہیں کہول کا یہ حال ہے کہ جس کا سن پچاس برس سے بڑھ جائے ان کو فالج بجہت کثرت نوازل کے لاحق ہوتا ہے۔ اور عامہ کہول کو بسبب امتلاے سر کہ ربو اور صرع اور تمدد عارض رہتا ہے حمیات غشی پیدا ہوتے ہیں جنہیں حرارت اور برودت مجتمع ہوتی ہے۔ حمیات ان کے طویل اور شتوی اور لیلی ہوتے ہیں۔ حمیات حادہ کمتر عارض ہوتے ہیں اس لیے کہ اسہال انہیں بکثرت ہوتا ہے اور لطیف اخلاط کی تحلیل ہوتی رہتی ہے۔ شرقی بلاد میں جو ایسے شہر ہیں جن کے پورب کی جانب کھلی ہوئی اور اسی کھلتی ہوئی جانب کے سامنے آباد ہیں صحیح اور ہوا وہاں کی جید اور آفتاب اول نہار میں ان پر طلوع کرتا ہے اور وہاں کی ہوا کو صاف کرتا ہے اور جب اس جانب سے نکل آتا ہے ہوا صاف ہو جاتی ہے ہوائیں ایسے شہروں میں لطیف چلتی ہیں کہ آفتاب کی طرف سے آتی ہیں اور آفتاب خود بھی ان کے پیچھے اپنی عرض حرکت سے متحرک ہوتا ہے اور حرکت ہوا اور آفتاب کی یکساں ہوتی ہے۔ بلاد مغربی جنکی جانب مغرب کھلی ہوئی ہے اور پورب کی جانب بند ہے ان کے سامنے تھوڑی دیر تک نہیں آتا اور ادھر آفتاب کا سامنا ہوا کہ انسے بعد آفتاب کا شروع ہوتا ہے اس وجہ سے وہاں کی ہوا میں لطافت نہیں پیدا ہوتی ہے اور نہ ان بلاد میں آفتاب خشکی پیدا کرتا ہے بلکہ انکو تر اور غلیظ چھوڑ دیتا ہے۔ اگر ایسے شہروں میں آفتاب کی طرف سے ہوا آئے تو ہوائے مغربی آسکتی ہے اور رات کے وقت آتی ہے اسی وجہ سے احکام اس بلاد کے مثل احکام بلاد مرطوب المزاج اور غلیظ حرارت میں معتدل کے ہوتے ہیں۔ اگر ہوا میں ان بلاد کے کثافت عارض نہ ہوتی البتہ طبیعت ہوا کی مشابہ ربیع کے ہوتی مگر یہ ہوا صحت میں بلاد شرقی کی ہوا سے بہت کم ہے پس التفاف کرنا اس شخص کے قول کی طرف جن سے یقیناً یہ بات تجویز کی ہے کہ قوت ان بلاد کے مثل قوت ربیع کے علی الاطلاق ہے کچھ ضرور نہیں بلکہ یہ بلاد بقیاس اور جانب کے شہروں کے بیشک اچھے

ہیں۔ایک قسم کی برائی ان شہروں میں یہ ہے کہ آفتاب جب ان کے سامنے آتا ہے اس وقت بہت گرم ہوتا ہے اور تسخین اقلیم پر بہت بلندی کے امادہ ہوتا ہے اور دفعتہً بعد برودت شب کے ان پر طلوع کرتا ہے۔اور چونکہ ان کی ہوا کا مزاج مرطوب ہے آوازیں ان کی بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں خصوصاً فصل خریف میں بجہت نزلے کے اختیار مساکن اوران کے تہیہ اسباب کا بیان جو شخص کسی شہر میں رہنا اختیار کرے اس کو لائق ہے کہ پہلے ذہان کی مٹی کی قسم کو پہچانے اور حال شہر کا بلندی اور پستی میں دریافت کرے اوراس کا بھی لحاظ کرے کہ اس کے جانب کونسی کھلی اور کون پوشیدہ ہے اور پانی اوراس کی خاصیت اصلی اوراس کا گذر اور کھلا اور بند ہونا اور نیچا ہونا بھی معلوم کرے اور یہ بھی سمجھ لے کہ معرض انکشاف ہے یا نہیں اور ہوا اس پانی تک پہنچتی ہے یا سطح زمین سے دور ہے اوراس مقام کی ہواؤں کو پہچانے کہ صحیح ہیں اور برودت ہوا میں ہے یا نہیں۔اوراس کے گرد دریا نالے پہاڑ معاون کیسے ہیں اور شہر کے آدمیوں کا حال صحت اور مرض میں کیسا اور کونسی بیماری کے خوگر ہیں قوت بدنی اور اشتہاء طعام اور جودت ہضم کیسی ہے اور کونسی غذا ان کی خورش ہے مکانات اس شہر کے وسیع اور کشادہ ہیں یا تنگ گلی کوچہ ہوادار ہیں یا نہیں۔بعد اس کے یہ بھی واجب ہے کہ روزن اور دروازے پورب یا اتر کی طرف مقرر کریں۔نبا مکانوں کی ایسی ہو کہ پروا بخوبی آسکے اور دھوپ کا رخ ہر طرف سے ہو کہ ہوا کی اصلاح اسی بات سے ہوتی ہے اور قرب چشمہ شیریں کا جو بڑے بڑے اور جاری بہوں اور پانی ان کا لذیذ ہو اور عمیق ہو اور صاف اور پاکیزہ ہو اور جاڑوں میں سرد ہو جائے اور گرمیوں میں گرم رہے برخلاف ان چشموں کے جو پوشیدہ ہیں ایسے پانی کا اختیار کرنا بہت اچھا اور نافع ہے اب ہم ہو اور مساکن کے بیان کو تمام کر چکے اور بشرح وبسط انکے حالات کو لکھ چکے مناسب ہے کہ جو اسباب ہوا اور مساکن کے ساتھ شمار کیے گئے ہیں ان کو بھی بیان کریں

فصل بارھویں موجبات حرکت وسکون کے بیان

میں حرکت کا فعل انسان کے بدن میں بحسب شدت اور ضعف اور قلت اور کثرت کے مختلف ہوتا ہے جس قدر حرکت کے ساتھ سکون مختلط ہوتا ہے اعتدال پیدا کرتا ہے اور یہ بات نزدیک حکماء کے ایک قسم سبب کی جداگانہ ہے اور اس سے بھی اختلاف ہوتا ہے کہ جو مواد جسم میں بھرے ہوتے ہیں ان میں حرکت سے غلبہ پیدا ہوتا ہے حرکت شدید اور کثیر اور قلیل جو سکون سے ملی ہوئی ہو حرارت میں ہیجان پیدا کرنے کی شرکت رکھتی ہے مگر جو حرکت شدید کثیر نہ ہو اس میں اور اس حرکت میں جو کثیر غیر شدید ہو اور وہ حرکت شدید جو سکون سے ملی ہوئی ہو یہ فرق ہے کہ حرکت شدید سخونت بدن میں زیادہ پیدا کرتی ہے اور تحلیل اگر ان میں ہوتی ہے تو کم ہوتی ہے۔ اور کثیر تحلیل بہ نرمی کرتی ہے مگر بہ نسبت تسخین کے تحلیل زیادہ کرتی ہے۔ جس وقت افراط ان دونوں قسموں کی حرکت میں ہو بالعرض برودت حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ حار غریزی میں تحلی ہوتی ہے اور خشکی بھی عارض ہوتی ہے اور اگر بروقت کثرت باغلبہ مواد کے واقع ہو تو کبھی مادہ کا فعل حرکت کے فعل کا معین ہوتا ہے اور کبھی مادہ کا فعل حرکت کے فعل میں نقصان پیدا کرتا ہے مثلاً جیسے حرکت دھوبیوں کی بروقت دھونے کے کہ اس میں برودت اور رطوبت ہوتی ہے۔ اور اگر ایسی حرکت ہو جیسے لہار بروقت کام کرنے کے کرتے ہیں اس سے نہایت گرمی اور خشکی پیدا ہوتی ہے۔ سکون سے ہمیشہ برودت حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ حرارت برانگیختہ حالت سکون میں نہیں ہوتی اور احتقان رطوبات کا اندر جسم کے پیدا ہوتا ہے اسی جہت سے سکون ترطیب کو بھی زیادہ کرتا ہے کہ تحلل فضول کا بروقت سکون کے مفقود ہوتا ہے

فصل تیرھویں موجبات خواب و بیداری کے بیان میں نوم مشابہ سکون کے ہے اور بیداری مشابہ حرکت کے ہے اور دونوں کو بعد اس مشابہت کے چند امور ایسے خاص ہیں جن کی تفسیر کرنی ضروری ہے۔ نوم قوائے طبعی کو تقویت دیتی ہے اس واسطے کہ بروقت سونے کے حرارت غریزی اندر جسم کے متحقق ہو جاتی ہے اور قوائے نفسانی کو

ڈھیلا کر دیتی ہے اس سبب سے مسالک رونفسانی کی ترطیب کرتی ہے اور ان مسالک میں ارخا اور سستی پیدا کرتی ہے جو ہر روح کو بہجت منع کرنے تحلیل کے کدورت ناک کرتی ہے مگر جمیع اقسام کی ماندگی زائل کر دیتی ہے اور جو اخلاط بافراط استفراغ پا رہے ہوں ان کو منع کرتی ہے اس لیے کہ حالت بیداری کی حرکت سیلان کو ان اخلاط کے جو مستعد بسیلان ہوں زیادہ کرتی ہے۔ مگر جو مواد کہ بطرف جلد ہوں ان کے نکالنے پر نوم دفعتہً اعانت کرتی ہے اس لیے کہ حرارت کو اندر محصور کر دیتی ہے اور غذا کی تقسیم بدن میں کر کے جو چیز قریب بجلد ہوتی ہے اس کو دفع کر دیتی ہے اس طرح کہ اس کے دفع کے مانع کو اندر تحقن کرتی ہے مگر بیدار اس فعل میں بہ نسبت نوم کے زیادہ ہے علاوہ بران نوم میں بہ نسبت بیداری کے پسینہ زیادہ برآمد ہوتا ہے اس لیے کہ تعریق نوم کی بر سبیل غلبہ کے مادہ پر ہے نہ اینکہ تحلیل رقیق متصل کی کر کے تعریق کرے جس کے بدن میں سے حالت نوم میں عرق بہت برآمد ہوا اور کوئی اور سبب تعریق کا ظاہر نہ ہونا جاننا چاہئے کہ اس کا بدن اتنی غذا سے ممتلی ہے کہ جس کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ اگر نوم کسی مادہ کو مستعد ہضم یا نضج پر پائے اس کا استحالہ بطرف طبیعت خون کے کر دیتی ہے اور اس مادہ میں سخونت پیدا کرتی ہے پس حار غریزی تمام بدن میں پھیل جاتا ہے اس وجہ سے حرارت غریزی سے تمام بدن گرم ہو جاتا ہے اگر نوم بدن میں اخلاط حار صفراوی پائے اور زمانہ خواب کا طولانی ہو بدن میں حرارت غریبہ پیدا کر کے گرمی ظاہر کرتی ہے اور اگر بدن اخلاط اور غذا سے خالی ہوا اسوقت بدن میں سردی پیدا کرتی ہے اس سبب سے کہ روح غریزی کی تحیل ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی خلط جو قوت ہاضمہ پر اس کا ہضم دشوار ہو بحالت نوم بدن میں موجود ہو جب بھی بدن سرد ہو جائے گا اس لیے کہ وہ خلط خاصی بدن میں منتشر ہوتی ہے۔ بیداری کے افعال خواب کے ضد ہیں مگر جس وقت بیداری میں افراط ہو مزاج دماغ کا فاسد ہو جاتا ہے کہ ایک قسم کی خشکی عارض ہوتی ہے اور ضعف دماغ پیدا ہو کر اختلاط عقل عاض ہوتا ہے اور اخلاط سوختہ ہو کر امراض

حادہ پیدا ہوتے ہیں۔ نوم میں اگر افراط ہو تو ان اعراض کے ضد پیدا ہوتے ہیں کہ بلادت قوائے نفسانی میں اور ثقل دماغ میں عارض ہوتا ہے اور امراض بارد پیدا ہوتے ہیں اس لیے کہ نیند تحلیل کو منع کرتی ہے اور افراط بیداری اشتہاء زیادہ کرتی ہے اور خوب بھوک پیدا کرتی ہے اس سبب سے کہ مادہ کی تحلیل کرتی ہے اور نقصان ہضم میں بوجہ تحلیل قوت کے ہوتا ہے بے چینی اور کروٹیں بدلنا درمیان خواب و بیداری کے نہایت بدحالی کی دلیل ہے۔ غالب حالت نوم میں یہی ہے کہ حرارت اندرون جسم کے ہوتی ہے اور برودت ظاہر جسم پر اسی جہت سے اوڑھنے کی ضرورت سوتے وقت اتنی ہوتی ہے کہ بیداری میں اس قدر نہیں ہوتی۔ بقیہ احکام نوم اور جو کچھ اس کے خواص اور آثار پہچانے گئے ہیں ان کی نسبت آئندہ مقامات میں اکثر مقامات پر تعرض کیا جائے گا

فصل چودھویں موجبات حرکات نفسانی کے بیان میں

جمع عوارض نفسانی کے تابع خواہ ہمراہ حرکات روح کے یا بطرف داخل یا بطرف خارج کے ہوتے ہیں اور یہ حرکت یا دفعتہً ہوتی ہے یا تھوڑی تھوڑی اور جس وقت حرکت روح کی طرف خارج کے ہوتی ہے۔ اندر جسم کا سرد ہو جاتا ہے اور اکثر جب حرکت بافراط ہوتی ہے دفعتہً تحلیل ارواح کی طرف ہوا سکے تابع برودت ظاہر اور حرارت باطن ہوتی ہے اور کبھی اختقان روح کا بشدت ہوتا ہے تو بظاہر اور باطن دونوں سرد ہو جاتے ہیں ان کے بعد بھی باغشی عظیم یا موت واقع ہوتی ہے۔ حرکت روح کی طرف خارج کے یا دفعتہً ہو جیسے بروقت غضب کے یا بتدریج ہوگی جیسے بروقت لذت اور فرح معتدل کے اور حرکت روح کی طرف داخل کے یا دفعتہً ہو جیسے بروقت فزع یعنی خوف شدید کے یا بتدریج ہو جیسے بروقت حزن اور ملال کے۔ اختقان اور تحلل جو اوپر بیان ہوئے جن کی وجہ سے غشی یا موت عارض ہوتی ہے اور وہ بعد اسی حرکت روح کے واقع ہوتے ہیں جو دفعتہً ہو مگر نقصان اور زبول اصلی اسی

حرکت کے تابع ہے جو اندک اندک ہو۔ ہماری مراد نقصان سے احتقان بتدریج ہے اور ایک ایک جزو میں احتقان ہو دفعتہً اور زبول اصلی سے تھوڑا تھوڑا تحلل مراد ہے جو دفعتہً نہ ہو کبھی حرکت روح کی ایک ہی وقت میں داخل اور خارج دونوں طرف ہوتی ہے جس وقت ایسا امر عارض ہو جس کو دونوں یا تین لازم ہیں مثلاً ہم کہ اس کے ساتھ کبھی غصب اور حزن دونوں ہوتے ہیں پس دونوں حرکتیں مختلف پیدا ہوتی ہیں یا خجالت کہ اس وقت پہلے حرکت روکی طرف باطن کے ہوتی ہے پس جب عقل اور تجویز پلٹتی ہے اور انقباض خاطر میں انبساط پیدا ہوتا ہے روح کی حرکت بطرف خارج کے ہوتی ہے اور رنگ سرخ ہو جاتا ہے کبھی انفعال بدن کا ایسی ہیات نفسانی سے ہوتا ہے جو مغائر ان اشکال کے ہیں ان کا ہمنے ذکر کیا مثلاً تصورات نفسانی ایسے امور طبعی برانگیختہ کرتے ہیں جیسے لڑکا کبھی اس صورت کا پیدا ہوتا ہے جس صورت کا خیال نزدیک مجامعت کے ہو اور اس ارنگ قریب اس رنگ کے ہوتا ہے جو بون بصر کو بروقت انزال کے لازم ہو یہ احوال ایسے ہیں کہ ان کے قبول کرنے سے ایک قوم کی طبیعت متنفر ہوئی ہے اور وہ ایسی باتیں صحیح نہیں سمجھتے ان کے انکار کی وجہ یہی ہے کہ باریک آثار وجود پر ان کو اطلاع نہیں ہے لیکن وہ لوگ جو دریائے معرفت حقائق اشیا میں ڈوبے ہوئے ایسی یا تو نکا انکار مثل محالات کے نہیں کرتے۔ ازیں قبیل اتباع حرکت خون کی ہے اس شخص کے بدن میں جو مستعد حرکت خون کا ہو جس وقت کہ سرخ چیزوں کی طرف بکثرت نظر کرے اور ان میں زیادہ تامل کرے جیسے سرخ چیزوں کے دیکھنے سے نکسیر جاری ہو جائے۔ یا آشوب چشم بڑھ جائے۔ ازیں قلیل دانتوں کا کند ہونا جس وقت کسی غیر کو کھٹائی کھاتا ہو اور دیکھے یا رنج پہنچنا کسی عضو میں جس وقت کسی دوسرے شخص کے عضو کو متالم باے اور اس کو خوف ہو۔ ازیں قبیل مزاج کا بدلجانا بروقت تصور خوفناک چیزوں کے یا سرور لانے والی چیزیں

فصل پندرھویں موجبات ماکول اور مشروبات کے بیان میں کھانے پینے کی

چیزیں انسان کے بدن میں تین طرح فعل کرتی ہیں کبھی ان کا فعل محض ان کی کیفیت کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور کوئی فعل ان کا بذریعہ عنصر یا مادہ کے ہوتا ہے ایک فعل ان کے مجموع امور ذاتی سے صادر ہوتا ہے بیشتر مفہوم اور معانی ان الفاظ کے بحسب استعمال متعارف اہل لغت کے قریب قریب ہیں لیکن ہم ان کے استعمال میں ایک اصطلاح خاص مقرر کرتے ہیں ان معنوں پر کہ قریب ہے کہ ان کے طرف ہم اشارہ کریں۔ جو فاعل کہ محض اپنی کیفیت سے کوئی فع کرے اس کی شان سے یہ بات ہوتی ہے کہ جب بدن انسان میں حاصل گرم ہو جائے یا سرد ایسی چیز بدن کی گرمی سے گرمی اور سردی سے سردی پیدا کرتی ہے مگر مشابہ بدن انسان کے نہیں ہو جاتی اور جو فاعل براہ اپنے عنصر اور مادہ کے فعل کرتا ہے وہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت کا استحالہ ہو جاتا ہے پس وہ کسی عضو اعضاے بدن انسان کے جزو کی صورت قبول کرتا ہے لیکن اس کا عنصر باوجودیکہ قبول صورت مذکورہ کرتا ہے کبھی اس میں ایک بقیہ ابتدا میں جب تک کہ انعقاد اور تشبہ تمام ہو اس کی اصلی کیفیت سابقہ کا باقی نہیں رہ جاتا ہے اگرچہ وہ کیفیت کیفیات بدن انسان میں بھی ہوتی ہے لیکن اس شئی مستحیل کی باقی ماندہ کیفیت بدن انسان کی کیفیت سے شدید ہوتی ہے جیسے خون کا جو کاہو کے کھانے سے پیدا ہو اسکے ہمراہ ایک برودت ایسی ہوتی ہے جو مزاج انسان کی برودت سے زیادہ ہے اور یہ برودت اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک کاہو خون طرف متحیل ہو کر صلاحیت اس بات کی رکھے کہ کسی عضو انسانی کا جزو بن جائے۔ یا جو خون کہ لہسن سے پیدا ہوتا ہے اس میں برخلاف خون متولد کاہو سے ایک قسم کی حرارت باقی رہ جاتی ہے جو حرارت بدن انسان سے زیادہ ہوتی ہے جو فاعل کہ مجموع اجزاے جوہری سے فعل کرتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنی صورت نوعیہ کے ذریعہ سے کرتا ہے جس کی وجہ سے اس کی ماہیت حاصل ہوئی ہے اور اس کا وجود خاص متعین ہوا ہے ابھی کسی کیفیت خاص کے ذریعہ سے جو داخل اس کی ماہیت میں نہیں ہے یہ فعل اس سے سرزد نہیں ہوتا ہے خواہ

وہ کیفیت مشابہ بدن انسان کے ہو یا نہو۔ کیفیت سے مراد ہماری ایک کیفیت ہے چاروں کیفیات حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست سے جو فاعل بذریعہ کیفیت کے ہے اس کے مادہ کو اس فعل میں کچھ دخل نہیں ہے اور جو عامل بذریعہ عنصر کے ہے اس کا یہ حال ہے کہ جب اس کا عنصر اپنے جوہر اصلی سے بذریعہ قوت بدل انسان کے مستحیل ہو پہلے قائم اس چیز کے ہوتا ہے جو بدن انسان سے متحلل ہوتی ہے اور دوبارہ حرارت غریزی اس کو تیز کر کے خون میں بڑھا دیتی ہے۔ اور کبھی اس کا کوئی فعل بذریعہ باقی کیفیت کے تسری مرتبہ پھر ہوتا ہے اور جو فاعل اپنے مجموع جوہر سے فعل کرتا ہے اس کا فعل بذریعہ اس صورت نوعیہ کے ہوتا ہے جو بعد ایسے مزاج کے حاصل ہو کہ بسائط کے یکجا ہونے سے پیدا ہوا کہ ان بسائط سے ملکر شئے واحد مستعد قبول نوع خاص اور ایک صورت زائد کے بسائط کی صورت پر حاصل ہوئی ہو اور یہ صورت نئی جو پیدا ہوتی ہے ان کیفیات اولی سے نہیں ہے جو واسطے عنصر اور مادہ کے تھی اور نہ یہ صرت بعینہ وہ نیا مزاج ہے جو ان بسائط سے پیدا ہوا ہے بلکہ بصورت ایک کمال ہے جو واسطے عنصر کے بحسب اس استعداد کے حاصل ہوتا ہے جو مزاج سے حاصل ہوتا ہے جیسے قوت جذب کی مقناطیس میں یا طبیعت ہر نوع کی انواع نبات اور حیوان سے جو بعد مزاج کے حاصل ہوتی ہے بوجہ آمادہ کرنے مزاج کے اور بسائط کے جیسے مزاج ہیں ان میں سے کسی مزاج کے بعینہ یہ طبیعت نہیں ہوتی اور نہ نفس مزاج مرکب کی یہ کیفیت ہے اس لیے کہ یہ حرارت نہیں ہے اور نہ برودت اور نہ رطوبت اور نہ یبوست ہے نہ یہ طبیعت بسیط ہے اور نہ مرکب بلکہ یہ طبیعت مثلاً رنگ ہے یا بو ہے نفس طبعی اور حیوانی ہے یا کوئی دوسری صورت ہے جو محسوسات میں داخل نہیں ہے۔ یہ صورت جو بعد مزاج کے حادث یا حاصل ہوتی ہے کبھی اس کا کمال منحصر اسی بات میں ہوتا ہے کہ دوسری سے کوئی اثر قبول کرے جس وقت یہ صورت عین قوت انفعالی ہو اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اس میں کمال کسی غیر میں اثر کرنے کا ہو جس وقت یہ

صورت محض قوت ہو غیر میں کچھ فعل کرنے کی یعنی قوت فاعلہ ہو۔ اور جو چیز کسی غیر میں اثر کرتی ہے کبھی اس کا فعل بدن انسان میں ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا ہے اور اس جس کا فعل بدن انسان میں ہوتا ہے اور وہ بھی کبھی فعل مناسب کرتی ہے اور کبھی غیر مناسب اور یہ سب اقسام کے فعل انکا مصدر اس شئے کا مزاج نہیں ہوتا بلکہ اسکی صورت نوعیہ سے بعد مزاج کے حادث ہوتی ہے صادر ہوتے ہیں اسی واسطے ہم کہتے ہیں کہ صدور اس فعل کا مجموع جو ہر شئے سے ہوتا ہے یعنی صورت نوعیہ سے نہ بذریعہ کسی کیفیت کے کیفیات اربعہ سے مناسب فعل کے مثال یہ ہے جیسے فاوانیا (جسے عود صلیب بھی کہتے ہیں) صرح کو باطل کرتی ہے۔ اور مخالف فعل کی مثال یہ ہے کہ خشکی ایسی پیدا کرے جو مفید جو ہر انسان کے ہو **اب ہم اصلی مطلب پر رجوع کرتے ہیں** جس وقت ہم کوئی چیز مشروبات بالمطوخ کو یعنی اوپر سے لگائی ہوئی دوا کو کہیں کہ یہ گرم ہے یا سرد ہے اس وقت ہماری مراد یہ ہے کہ اس میں قوت حرارت اور برودت ہے نہ اینکہ بالفعل گرم یا سرد ہے کہ قوت لمس سے اس کی حرارت دریافت ہو جیسے آگ یا برف اور یہ بھی ہم مراد لیتے ہیں کہ اس دوا میں جو قوت ہے اس سے جو حرارت یا برودت پیدا ہوگی ہمارے بدن کی حرارت و برودت سے زیادہ ہوگی اور اس قوت سے ہماری مرادف قوت ہے جس کو ہم ایسے وقت اعتبار کرتے ہیں کہ اس وقت حرارت ہمارے بدن کی اس دوا کی قوت میں کچھ فعل کرے اس طرح پر کہ جس وقت حامل اس وقت دوائی کا ہماری حار غریزی سے منفعل ہو تو اس دوا کی حرارت بالفعل پیدا ہو جاے۔ کبھی اس قوت سے ہم ایک اور چیز مراد لیتے ہیں یعنی قوت کو بمعنی خوبی استعداد کے بولتے ہیں مثلاً ہم کہتے ہیں کہ کبریت حار بالقوۃ ہے اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ حرارت پیدا کرنے کی استعداد اس میں قوی ہے کبھی ہمارا التفات مزاج غالب کی طرف ہوتا ہے مثلاً ہم کہیں کہ یہ شئے حار یا بارد ہے تو اس سے یہ مارد ہوتی ہے کہ اس کے ارکان اولی کے مزاجوں میں حرارت کا مزاج

غالب ہے اور اس وقت ہم کو التفات نہیں ہوتا کہ ہمارا بدن اس دوا میں کیا فعل کرے گا۔ اور کبھی ہم کہتے ہیں یہ شئے بالقوۃ ایسی ہے اس وقت قوت کو بمعنی ملکہ اور کیفیت راسخہ کے لیتے ہیں جیسے وقت اس کاتب کی جو بالفعل نازک ہو کتابت کا اور قادر ہو اوپر کتابت کے جیسے ہم کہیں کہ بیش بالقوۃ مفسد ہے اس معنی اخیر اور پہلے معنی میں یہ فرق ہے کہ پہلے جب تک بدن اس کا استحالہ ظاہری نہ کرے اس کی قوت کا اثر بالفعل ظاہر نہیں ہوتا اور یہ اخیر کی قسم یا تو اس کا اثر بمجرد ملاقات کے بدن انسان میں ہو جاتا ہے جیسے سانپ کا زہر خواہ تھوڑا سا استحالہ کیفیت میں جیسے بیش اور پہلی قوت میں اور اس قوت میں جس کو ہمنے بمعنی ملکہ اور استعداد کے لکھا ہے ایک اور قوت متوسط یعنی درمیانی ہے جیسے ادویہ سمیہ۔ مراتب ادویہ بنظر تاثیر کے چار مقرر کیے گئے **پہلا مرتبہ یہ ہے کہ** جس چیز کا استعمال بدن انسان میں ہو اس کی کیفیت کا فعل محسوس نہ ہو مثلاً گرمی یا سردی پیدا کرے کہ اس پر حس باطنی اور ظاہری کو آگہی نہ ہو جب تک کہ مکرر یا بکثرت اس کا استعمال نہ ہو **دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ** اس کا فعل بہ نسبت اول کے قوی ہو لیکن بالفعل ضرر میں اس سے محسوس نہ ہو اور انفعال بدنی کو مجرائے طبعی سے متغیر نہ کرے مگر کوئی اور عارض پیدا ہو مثل فصل اور سن اور بلد وغیرہ کے کہ اس کی اعانت سے اس کا ضروریت میں ہو جائے خواہ بکثرت اس کا استعمال کیا جائے **تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ** اس دوا کا فعل ضرر میں پیدا کرے مگر اس مقدار کو نہ پہنچے کہ ہلاک کرے یا مزاج کو فاسد کر دے **چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ** اس کا ضرر مہلک ہو اور مزاج کو فاسد کر دے یہ خاصیت ادویہ سمیہ کی ہے۔ اور یہ تاثیر جو بیان ہوئی تاثیر بالکیفیت ہے اور جو چیز کہ مجموع اجزاے جوہری سے مہلک ہو وہ سم ہے پھر ہم سرے سے دلیل انحصار ادویہ کے مراتب اربعہ میں بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جو چیز ایسی بدن انسان سے خود متغیر ہو جائے گی مگر بدن میں کوئی تغیر پیدا نہ کریگی۔ یا وہ چیز خود متغیر ہوگی اور بدن کو بھی متغیر کریگی۔ خود متغیر نہ

ہواور بدن میں تغیر پیدا کرے۔ یہ تمن صورتیں قابل لحاظ طبیب کے ہیں پہلی صورت یعنی جو چیز کہ بدن سے متغیر ہو اور اس میں کوئی تغیر معتد بہ پیدا نکرے اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ خود متغیر ہو کہ مشابہ بدن کے ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ متغیر ہو کہ مشابہ بدن کے نہ ہو۔ اگر مشابہ بدن کے ہو جاے تو وہ غذاے مطلق ہے ہماری اصطلاح میں اور اگر مشابہ بدن کے نہ ہوتو وہ دواے معتدل ہے اور جو چیز بدن انسان سے متغیر ہواور اس میں تغیر بھی پیدا کرے وہ بھی دو حال سے خالی نہیں ہے یا اینکہ جس طرح بدن سے متغیر ہوتی ہے بدن کو بھی متغیر کرتی ہے بعد اس کے اخیر میں اس کو بدن سے ایسا تغیر حاصل ہوتا ہے کہ بدن کے تغیر دینے کا اثر اس سے باطل ہو جاتا ہے یا یہ کہ اس کا حال انجام کار میں ایسا نہ ہو بلکہ بعد انفعال ثانی کے بھی بدن کو متغیر کرے اور اس میں فساد پیدا کرے۔ ان دونوں میں پہلی قسم یعنی جس کا انجام کار میں فعل تغیر کر دیتے بدن کا باطل ہو جاتا ہے اس کی بھی دو صورتیں ہیں یا یہ کہ بعد متغیر ہونے کے بدن سے مشابہ بدن کے ہو جاے اس کو اصطلاح میں غذائے دوائی کہتے ہیں۔ یا یہ کہ مشابہ بدن کے نہ ہو وہ دواے مطلق ہے۔ دوسری قسم یعنی جو آخر کار میں بھی بدن کو تغیر دے اور اس کو فاسد کرے اس کو اصطلاح میں دواے سمی کہتے ہیں اور جو چیز بدن انسا ن سے بالکل متغیر نہ ہواور بدن کو متغیر کر دے وہ سم مطلق ہے۔ ایسا نہ سمجھنا چاہئے کہ سم مطلق کو کسی طرح کا تغیر بدن سے نہیں ہوتا اور حرارت غریزی بدن کی بروقت ہضم کے سم میں کسی قدر گرمی نہیں پیدا کرتی اس لیے کہ اکثر سموم جب تک کہ حرارت غریزی کے فعل سے سخونت نہیں حاصل کرتے کچھ نہیں کرتے ہیں بلکہ ہماری مراد یہ ہے کہ سم کی صورت طبعی میں کچھ تغیر نہیں ہوتا بلکہ وہ فعل کرتا جاتا ہے اور صورت طبعی باقی رہتی ہے تا اینکہ بدن فاسد ہو جاے کبھی طبیعت سم کی خود حار ہوتی ہے پس اس کی حرارت طبیعت کی خاصۂ تحلیل روح میں اعانت کرتی ہے جیسے زہر سانپ اور بیش کا کبھی طبیعت زہر کی بارد ہوتی ہے اس کی طبیعت بالخاصہ روح کے بجھانے اور ست

کرنے میں معین ہوتی ہے جیسے زہر بچھو اور سوکران یعنی پہاڑی نہنگ کا۔ کل وہ چیز جس سے تغذیہ بدن کا ہوتا ہے کبھی آخر کار میں ایک تغیر طبعی یعنی تسخین بدن میں پیدا کرتی ہے اس لیے کہ جس وقت غذا مستحیل طرف خون کے ہوگی ضرور بدن کی تسخین کچھ بڑھے گی تاایکہ کاہو اور کدو سے بھی باوجودیکہ بارد ہیں یہ تسخین پیدا ہوتی ہے مگر ہم اس تغیر طبعی کا قصد اس مقام پر نہیں کرتے ہیں اور نہ اس تسخین کا لحاظ کرتے ہیں بلکہ جو تغیر بدن کا ہم اس بحث میں ذکر کرتے ہیں اس سے مقصود یہی ہے کہ شئے مستعمل کی کیفیت سے صادر ہو اور نوع اس شئے کی بھی اپنے حال پر باقی ہو اور کسی خلط کی طرف مستحیل نہ ہو۔ دوائے غذائی بدن سے جوہر میں مستحیل ہوتی ہیں اور کیفیت میں بھی استحالہ پاتی ہے مگر استحالہ اس کا کیفیت میں ہوتا ہے۔ کوئی قسم دوائے غذائی کی پہلے طرف حرارت کے مستحیل ہوتی ہیں پس گرمی پیدا کرتی ہیں جیسے لہسن۔ اور کوئی قسم پہلے طرف برودت کے مستحیل ہوتی ہیں پس تبرید کرتی ہیں جیسے کاہو۔ پھر جس وقت استحالہ اس کا تمام ہو کر خون حاصل ہوتا ہیں اکثر فعل اس کا تسخین ہوتا ہیں خون کو بڑھا کر اور کیونکر تسخین پیدا نہ کرے حالانکہ اس کا جز دحار مستحیل ہوگیا اور اس کی برودت باقی نرہے لیکن کبھی ہمراہ ہر لیک کے دونوں سے اصلی کیفیت سے کس قدر بعد استحالہ جو ہری کے بھی باقی رہتی ہیں اس جہتسے خون کاہو سے پیدا ہوتا ہے اس میں کسی قدر برودت بھی ہوتی ہے یا جو خون لہسن سے پیدا ہوتا ہے اس میں تھوڑی سی حرارت بھی زائد بر حرارت خون ہوتی ہے لیکن یہ برودت اور حرارت تھوڑی دیر رہتی ہے ادویہ غذا ئیں ان میں سے بعض اقسام قریب دوا کے ہے اور بعض قریب غذا کے جس طرح غذا بنظر اپنی ذات کے بعض قسم کی طبیعت قریب جوہر خون کے ہے جیسےشراب اور زردی بیضہ اور ماءاللحم۔ اور بعض قسم کی طبیعت جوہر خون سے کسی قدر بعید ہیں جیسےروٹی اور گوشت۔ اور بعض قسم ایسی ہیں جس کی طبیعت جوہر خون سے بہت بعید ہے جیسا غذیہ دوائیہ۔ غذا حال بدن میں تغیر کیفیت اور کمیت دونوں طرح سے کرتی ہے۔ کیفیت کا

تغیر تو اوپر معلوم ہو چکا اور کمیت کا تغیر اس طرح کہ اگر مقدار غذا کی بڑھ جائے اور تخمہ اور سدے سے پیدا ہو کر عفونت اخلاط میں واقع ہو گی۔ یا مقدار غذا کی بہت کم ہو تو ذبول اور لاغری پیدا ہو گی۔ زیادتی کمیت غذا سے ہمیشہ تبرید حاصل ہوتی ہے مگر جب عفونت پیدا ہو تو اس وقت بالعرض تسخین بھی ہوتی ہے اس لیے کہ عفونت جس طرح حرارت غریب سے پیدا ہوتی ہے اس طرح عفونت سے حرارت غریبہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ غذا طبیعت بھی ہوتی ہے اور کثیف بھی لطیف غذا وہ ہے جس سے خون رقیق پیدا ہو۔ اور کثیف غذا اس کہتے ہیں جس سے خون غلیظ پیدا ہو۔ ہر ایک لطیف اور کثیف یا تغذیہ بدن کا بکثرت کرے یا تھوڑا تغذیہ کرے **مثال غذائے لطیف کثیر الغذا کی** شراب ماء اللحم زردی بیضہ گرم کیا ہوا نیمبرشت یہ سب چیزیں تغذیہ زیادہ کرتی ہے بلکہ اکثر جوہر ان چیزوں کا مستحیل بغذا ہو جاتا ہے **مثال کثیف قلیل الغذا کی** جبن یعنی پنیر قدید یعنی گوشت کبوتر بچہ یا خشک گوشت یا بادنجان ہیگن اور مثل اس کے ان چیزوں میں سے خون کی طرف کم مستحیل ہوتا ہے **مثال لطیف قلیل الغذا کی** جلاب اور جوتر کاری معتدل القوام اور کیفیت ہو اور پھلوں میں جس طرح سیب و انار وغیرہ **مثال کثیر الغذا** کی بیضہ بھونا ہوا گوشت گاؤ و ایسا لطیف اور کثیف دونوں کبھی اردی الکیموس ہوتے ہیں اور کبھی ان کا کیموس محمود بنتا ہے مثال لطیف کثیر الغذا جید الکیموس کی زردی بیضہ شراب ماء اللحم مثال لطیف کثیر الغذا اردی الکیموس کی پھیپھڑا اور گوشت اس بچہ مرغ کا جس کے بال و پر زبر آمد ہو چکے ہیں مثال لطیف قلیل الغذا جید الکیموس کی کا ہو انار سیب مثال لطیف قلیل الغذا اردی الکیموس کی مولی رائی اور اکثر تر کاریاں مثال کثیف کثیر الغذا جید الکیموس کی بیضہ بریان بز غالہ یکسالہ مثال کثیف کثیر الغذا اردی الکیموس کی گوشت گاؤ اور گوشت بط اور گوشت اسپ مثال کثیف قلیل الغذا اردی الکیموس کی قدید انہیں غذاؤں میں سے غذائے معتدل بھی مرکب ہو سکتی ہے۔

فصل سولھویں پانی کے اقسام کا بیان پانی بھی ایک رکن ارکان بدن سے ہے اس کو خصوصیت یہ ہے کہ مشروبات میں داخل ہوتا ہے نہ بایں غرض کہ تغذیہ بدن کا اس سے حاصل ہو بلکہ غذا کو نافذ کر دیتا ہے اور اس کے قوام کو درست کر دیتا ہے جو ہمنے کہا کہ پانی سے غذا حاصل نہیں ہوتی ہے اس واسطے کہ جو چیز غذا دینے والی ہے اس کی قوت قریبہ یہ ہے کہ خون ہو جاوے اور اس کے بعد اس میں یہ قوت ہوتی ہے کہ عضو انسان کا جزو ہو جائے اور جسم بسیط میں قابلیت اس کی نہیں کہ صورت خون کی قبول کرے یا صورت کسی عضو انسان کی اس پر طاری ہو جب تک کہ اس جسم بسیط میں ترکیب نہ ہو مگر پانی میں اتنی بات ہے کہ غذا کے سیلان اور رقیق ہونے میں اعانت کرتا ہے اور پانی کو بطور بدرقہ کے پیبا غذا کو رگوں میں اور مخارج میں نافذ کر دیتا ہے اس نفوذ میں غذا کو پانی سے استغنا نہیں ہوسکتی اور اس کا فعل تغذیہ بدن کا بے رقت اور سیلان کے تمام نہیں ہوسکتا ہے۔ پانیوں کے اقسام مختلف ہیں جو ہر ماہیت میں تو اختلاف نہیں ہے مگر چونکہ مختلف چیزیں اس سے ملتی ہیں اور کیفیات چند سے متکیف ہوتا ہے اور وہ کیفیات اس پر غالب ہوتے ہیں اس جہت سے اس میں اختلاف پید اہوتا ہے افضل پانی کی قسموں میں چشمہ کا پانی ہے مگر سب طرح کے چشمہ کے پانی افضل نہیں ہے بلکہ اس زمین کا چشمہ جو زمین سنگ لاخ ہو جسکی مٹی پر کوئی حالت اور کیفیت غریب ایسی غالب نہ ہو جو پانی میں اثر کرے یا زمین پتھر کی ہو کہ اس میں قابلیت عفونت ارضی کی نہ ہو مگر زمین سنگ لاخ کا چشمہ سنگی زمین سے بہتر ہے پھر ہر ایک زمین سنگ لاخ کا چشمہ بھی بہتر نہیں ہے بلکہ وہ چشمہ جس کا پانی جاری ہے پھر ہر ایک چشمہ جاری بھی زمین سنگ لاخ کا اچھا نہیں ہے بلکہ اس زمین سنگ لاخ کا جاری چشمہ جس پر دھوپ پڑتی ہے اور ہوا کے سامنے کھلا ہو کہ اس صورت میں چشمہ جاری ایک فضیلت حاصل کرتا ہے اور جو چشمہ جاری نہ ہو بلکہ راکد ہو اس کو ہوا جہت آفتاب اور ہوا سے ایسی روات حاصل ہوتی ہے کہ اگر اس پر دھوپ نہ پڑے اور ہوا

اس تک نہ پہنچے اتنی روایت نہیں ہوتی ہے **یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ** جو چشمے مٹی پر جاری ہوں ان کا پانی ان چشموں سے بہتر ہوتا ہے جو پتھروں پر جاری ہوں اس لیے کہ مٹی پانی کو صاف کر دیتی ہے اور جو چیزیں غریب اور مختلف مزاج کے پانی میں ملی ہوئی ہیں ان کو کھینچ لیتی ہے اور پانی کو خوش رنگ اور صاف کر دیتی ہے اور پتھر سے یہ فعل صادر نہیں ہوتا مگر ضروری ہے کہ جس مٹی پر پانی اری ہو وہ مٹی سنگ لاخ ہونی چاہئے اور ارض حمات نہ ہو یعنی جس کے نیچے کبریت وغیرہ نکلتے ہیں اور نہ شورہ زار ہو اور نہ اور کسی قسم کی مٹی ہو پھر اگر با تفاق یہ پانی بہت گہرا ہو اور روانی میں تیزی ہو بوجہ اپنی کثرت کے جو چیز اس میں لمتی ہو اس کو اپنی طرف مستحیل کر لے اور دھوپ کی طرف جاری ہو یعنی پچھم کی طرف سے پورب کی طرف خصوصاً مشرق صیفی کی طرف جاری ہو یہ پانی سب سے بہتر ہے علی الخصوص جبکہ مبدء یا سر چشمہ دور ہو۔ جو پانی اتر یا دکن یا پچھم کی طرف بہتا ہے وہ نہایت ردی ہے خصوصاً جس وقت ہوا ے جنوبی چلے اور جو پانی اونچے مقام سے گرتا ہو اور تمام صفات مذکورہ بالا بھی اس میں موجود ہوں وہ سب سے بہتر ہے اور اس کا ایسا حال ہے کہ پینے والے کو شیریں معلوم ہوتا ہے۔ شراب کو اس کی مقدار زائد کی آمیزش کا تحمل نہیں ہے وزن میں سبک ہوتا ہے ٹھنڈا اور گرم بہت جلد ہوتا ہے اس لیے کہ اس میں تحلخل حالت برودت کا جاڑوں میں زیادہ ہوتا ہے اور گرمیوں میں حالت سیخونت کا نہ کوئی مزہ اس پر عالب ہوتا ہے اور نہ کوئی بو غالب ہوتی ہے اور انحد اراس کا شراسیف سے بہت جلد ہوتا ہے جو چیز اس میں پکائی جائے بہت جلد گل جاتی ہے اور بہت جلد پک جاتی ہے۔ **یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ** پانی کا وزن کرنا بہت مفید قاعدہ ہے اس کے حال کے پہچاننے میں پس سبک پانی اکثر اوصاف میں افضل ہوتا ہے کبھی وزن پیمانہ سے پہچانا جاتا ہے اور کبھی اس طرح کہ دو کپڑے ہموزن مختلف پانی میں بھگوئے جائیں خواہ دو ٹکڑے روئی کے بعد اس کے دونوں خشک کر کے وزن کیے جائیں جس کا

وزن زیادہ سبک ہو وہ پانی افضل ہے **مترجم** کہتا ہے وزنی اور سبک ہونا پانی کا پیانہ کے ذریعہ سے بدون دریافت وزن صنفی کے ممکن نہیں ہے۔فن کیمیا میں تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ پانی بہ نسبت سونے کے انیس حصہ کم ہے یعنی جس ظرف میں انیس تولہ سونا سما جائے اس میں ایک تولہ پانی آئیگا۔اس وزن صنفی کو مقیاس مقرر کر کے ہر پانی کا حال دریافت ہوسکتا ہے متن تصعید اور تقطیر سے بھی بری قسم پانی کی اصلاح ہوسکتی ہے اور تصعید اور تقطیر ممکن نہ ہو فقط جوش دینے سے اصلاح ہوسکتی ہے اس لیے کہ جوش دیا ہوا پانی بنا پر شہادت علمائے فن کے نفخ کم پیدا کرتا ہے اور جلد ہضم ہو جاتا ہے جہاں اطباء کو ایسا خیال ہوا کہ پانی کے لطیف اجزا جوش دینے سے اڑ جاتے ہیں اور کثیف باقی رہ جاتے ہیں پس جوش دینے میں پانی کے کچھ فائدہ نہیں ہے بلکہ مضرت ہے اس لیے کہ کثافت اس کی زیادہ ہوتی ہے مگر اس بات کو ضرور جاننا چاہئے کہ پانی اپنے حد ذات میں تمشابہ الاجزاء ہے لطافت اور کثافت میں اس واسطے کہ جسم بسیط ہے مرکب نہیں ہے پھر کثافت اس میں یا اس جہت سے پیدا ہوتی ہے کہ بشدت کیفیت برودت اس پر غالب ہوتی ہے یا اجزائے ارضی ایسے چھوٹے چھوٹے اس میں مل جاتے ہیں کہ ان کا جدا کرنا ممکن نہ ہو اور نہ وہ اجزا نیچے بیٹھ سکیں اس واسطے کہ ان کی مقدار ایسی نہیں ہوتی ہے کہ اپنے وزن سے پانی کے اتصال کو شق کر کے نیچے بیٹھ جائیں جب نہیں بیٹھ سکتے ہیں تو بالضطرار یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ پانی کے جوہر سے مل جاتے ہیں **مترجم کہتا ہے کہ** پانی میں جو چیز بیٹھتی ہے یا ڈوبتی ہے اس کا یہی قاعدہ ہے کہ جتنا وزن پانی کا جو خاص اس شئے کے پیچھے ہے اگر برابر ہے یا زیادہ تو نہیں ڈوبتی اور اگر کم ہے تو ڈوب جاتی ہے تجربہ اس قاعدے کا ملاح یا جہاز رانوں کو بخوبی ہوتا ہے کہ تھوڑے پانی ان کی ناؤ بیٹھ جاتی ہے **متن** جوش دینے سے وہ کثافت پانی کی جو بوجہ برودت حاصل ہے ضرور دفع ہو جاتی ہے اور اس قدر تخلخل پیدا ہوتا ہے کہ قوام پانی کا نہایت رقیق اور پتلا ہو جاتا ہے اس وقت چونکہ

بوجہ تخلخل کے اجزا میں خفت پیدا ہوتی ہے یعنی اجزائے ہوائی زیادہ شریک ہو جاتے ہیں ممکن ہے کہ وہ اجزائے ارضی جو پانی میں مل گئے تھے اور نیچے نہیں بیٹھ سکتے تھے اب بیٹھ جائیں اور پانی اس کے اختلاط سے پاک ہو کر قریب بسیط پانی کے ہو جائے اور جس قدر پانی بذریعہ بخارات کے اڑنے سے باقی رہا ہے لطافت اور خفت میں قریب اسی پانی کے جو جوڑا یا گیا ہے اس لیے کہ پانی جس وقت آمیزش سے پاک ہو جائے اس کے اجزا لطافت میں متشابہ ہو جاتے ہیں پھر اس وقت جو اجزاء دان ہو کر صعود کریں ان کو باقی ماندہ اجزاء پر زیادہ فضیلت نہیں رہتی۔ اس بیان سے واضح ہوا کہ پانی جوش کھانے سے لطافت اس طرح کی پیدا کرتا ہے کہ اس سے کثافت برودت کی بوجہ حرارت کے زائل ہو جاتی ہے اور اجزائے ارضی جو اس میں ملے ہوتے ہیں وہ بیٹھ جاتے ہیں ایک دلیل بطور تجربہ کے یہ ہے کہ اگر غلیظ پانی مدت تک کسی ظرف میں رکھا رہے اس کے اجزا نیچے اس قدر نہ بیٹھیں گے کہ رسوب ان کا معتد بہ ہوا گر وہی غلیظ پانی جوش دیا جائے فوراً سب اجزا بیٹھ جائینگے اور جو پانی نتھرا ہو باقی رہے وہ سبک اور صاف ہوتا ہے اور سبب رسوب کا یہی ہے کہ بذریعہ طبخ کے پانی کے قوام مس رقت حاصل ہوتی ہے ہم برابر دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے نہروں کے پانی مثل جیحون کے خصوصاً وہ پانی جو نیچے تہ سے لیا جائے بروقت چلو بھرنے کے اس میں نہایت کدورت ہوتی ہے بعد تھوڑے زمانے کے صاف ہو جاتا ہے اور ایک ہی مرتبہ میں اس قدر صاف ہوتا ہے کہ اگر دوبارہ اس کو صاف کریں پھر اس میں کوئی چیز معتد بہ تہ نشین نہیں ہوتی۔ ایک گروہ کے لوگ رود نیل کے پانی کی مدح میں افراط شدید کرتے ہیں اور چار وبیف اس میں ثابت کرتے ہیں۔ نمبع اس کا دور ہے اور گذرگاہ اس کی پاکیزہ دکن سے اتر کی طرف ہر مقام پر جاری ہے جتنے پانی اس میں بہتے ہیں لطیف اور پاکیزہ ہیں عمیق ہونا اس نہر کا خاص اس کی صفت نہیں اسمیں اور بھی نہریں شریک ہیں جتنے پانی خراب ہیں اگر ہر روز ان کو کریں ہر روز از سر نو کچھ کچھ تہ نشین ضرور ہوگا اور بالنہہ جو

چیز تہ نسین ہوتی ہے دیر میں ہوتی ہے جھٹ پٹ نہیں ہوتی ہے اور باوجود مکرر صاف کرنے کے پھر اچھی طرف صاف نہیں ہوتا ہے سبب اس کا یہ ہے کہ اجزائے ارضی بسہولت اسی پانی سے دفع ہوتے ہیں جس میں غلاظت اورلزوجت اور دہنیت نہ ہو اور کثیف میں اس کا تہ نشین میں اس کا تہ نشین ہونا ایسا آسان نہیں ہوتا۔ بعد طبخ اور جوش دینے کے مرتبہ محض کا ہے یعنی متھنے کا اس طرح پر کہ پانی کو کسی مشک وغیرہ میں بھر کے خوب ہلائیں۔ عمدہ پانی کی قسم سے آب باران ہے خصوصاً جو گرمیوں میں برسے گرجتے ہوئے بادل سے اور جو پانی ایسی بدلی سے برسے جس کے ساتھ سخت ہوائیں چلتی ہس اس کے بخار میں کدورت ہوتی ہے اور جو پانی ایسے ابر سے ٹپکتا ہوا اس میں بھی کدورت ہوتی ہے پس جوہر اس پانی کا خالص نہیں ہوتا بلکہ مغشوش ہوتا ہے عفونت آب باران میں بہت جلد آجاتی ہے اگرچہ یہ پانی جمیع اقسام آب سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ رقت اس میں زیادہ ہوتی ہے مفید ہوائی اور ارضی اس میں بہت اثر کرتا ہے اور اس کی عفونت سے اگر استعمال کیا جائے تعفن اخلاط پیدا ہوتا ہے اور آواز اور سینہ کو بہت ضرور کرتا ہے۔ ایک قوم نے جلد متعفن ہونا اس وجہ سے تجویز کیا ہے کہ اس کی پیدائش یا ایسے بخارات سے ہوتی ہے جو مختلف رطوبات سے اٹھتے ہیں اور اگر یہی بات صحیح ہو تو آب باران لائق مذمت کے ہو عمدہ اقسام میں شمار نکیا جائیگا بلکہ سب یہی ہے کہ اس کے جوہر میں لطافت زیادہ ہوتی ہے اور جوہر لطیف کا قوام قابلیت انفعال کی زیادہ رکھتا ہے اگر آب باران کو آگ پر چڑھا کر جوش دیں پھر عفونت کو کم قبول کرتا ہے۔ اگر ترش چیزیں کھائی جائیں اور آب باران کے پینے کی ضرورت ہو جو قابل عفونت ہے اس وقت اس کے ضرر سے امان ہوتی ہے کنویں اور کاریز کا پانی بقیہ اس چشمہ کے پانی کے ردی ہوتا ہیا اس لیے کہ یہ پانی مختقن اور بند ہوتے ہیں اور اجزائے ارضی کی مخالفت ان میں زمانہ دراز تک رہتی ہے کہ خالی کسی قدر عفونت سے نہیں ہوتے اور جس وقت نکالے اتے ہیں ایک قاصر کی قوت ان میں

ایک حرکت پیدا کرتی ہے یعنی نکالنے والے کی اپنی قوت طبعی سے یہ متحرک ہو کر مائل بظہور نہیں ہوتے اور نہ اپنی قوت سے پوشیدہ ہوتے ہیں بلکہ چند حیلہ اور کاریگری ان کے نکالنے میں خرچ کی جاتی ہے تب ان کو قابلیت ترشح کی حاصل ہوتی ہے ان سب میں جس پانی کی آمد سیسے کی نلوں میں ہو بہت برا ہے کہ قوت رصاص کی اخذ کرتا ہے اور قروح امعاء پیدا کرتا ہے پانی تالا کے گرد ہونے کا کنوین سے برا ہوتا ہے اس لیے کہ کنوین کا چشمہ بجہت آب کشی کے ہمیشہ متحرک رہتا ہے اور بہت دیر تک وہ پانی محل احتقان میں نہیں ٹھہرتا اور جو گڑھے تالاب یا دریا کے کنارے کھودے جاتے ہیں اس کی آمد وشد میں کے متعفن راہوں میں دیر تک ہوتی ہے اور چشمہ تک پہنچ کر باہر نکلنا اس کا بطی حرکت سے ہوتا ہے کہ وہ حرکت قوت اندفاع سے نہیں پیدا ہوتی بلکہ اس کے معدے میں کثرت ہوتی ہے اس سے باہر نکل آتا ہے اور سوائے زمین فاسد اور متعفن کے اچھی زمین میں نہیں ہوتا یا پانی زمین سخت یا اس زمین کا جو لٹپک آلود ہو اور وہ پانی جو برف کی زمین کا ہو غلیظ ہوتا ہے۔ آب بستہ خصوصاً جو دھوپ کے سامنے کھلا ہو ردی اور ثقیل ہوتا ہے جاڑوں میں بجہت برف ریزی کے سرد ہو جاتا ہے گرمیوں میں دھوپ اور عفونت کی وجہ سے گرم ہو جاتا ہے جاڑوں میں اس پانی سے بلغم پیدا ہوتا ہے اور گرمیوں میں صفرا اور بوجہ کثافت اور اختلاط اجزاے ارضی اور متحلل ہونے اس کے اجزاے لطیف کے پینے والوں کو مرض طحال عارض ہوتا ہے اور مراق ان کی پتلی ہو جاتی ہے اور احشا میں ان کے بدحالی اور خشکی پیدا ہوتی ہے اور اطراف اور مونڈھے اور گردن سخت ہو جاتی ہے اور خواہش کھانے کی بڑھ جاتی ہے اور پیاس غالب ہوتی ہے اور قبض شکم پیدا اور براز بدشواری ہوتا ہے اور بیشتر مبتلاء ہوتے ہیں اس واسطے کہ احتباس کھانے کی بڑھ جاتی ہے اور پیاس غالب ذات الریہ اور زلق الامعاء اور درد طحال میں مبتلا ہوتے ہیں پاؤں میں لوگوں کے پتلے اور جگر ضعیف ہو جاتے ہیں۔ خورش بوجہ مرض طحال کے م ہو جاتی ہے۔ جنون اور بواسیر اور دوالی اور ذات الریہ اور

ورم رخواں میں پیدا ہوتا ہے خصوصاً عورتوں میں۔ ان کی عورتوں میں بہت ہوتا ہے اور اس بیماری کو حمل کاذب کہتے ہیں۔ ان کے رگوں میں اور وہ یعنی وہ فتق جو آنت اترنے سے پیدا ہو بکثرت ہوتا ہے اور جوانوں کو دوالی اور قروح ساق بہت عارض ہوتے ہیں اور اکے قروح دیر میں اچھے ہوتے ہیں۔شہوت ان پر غالب ہوتی ہے۔ اسہال ان کا دشوار ہوتا ہے اور اسہال میں اذیت اور قرحہ احشا بھی ہوتا ہے۔ حمائے ربع اکثر ان کو عارض ہوتی ہے۔ اور مشائخ میں حمائے محرقہ پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ ان کے طبائع اور بطون میں بیس غالب ہوتا ہے بستہ پانی کسی قسم کا کیوں نہو معدے کو موافق نہیں ہے۔ اور چشمہ کا پانی چلو میں بھر کر جو لیا جائے اس کا حکم بستہ پانی کے قریب ہے مگر راکد پر اس قدر فضیلت ہے کہ اس کی بقا موضع واحد میں دیر تک نہیں ہوتی جب تک چشمہ کا پانی جاری نہ ہو اسمیں کسی قدر ثقل ضرور رہتا ہے اور اکثر اس میں قبض بھی ہوتا ہے اور اس کا استحالہ بطرف سخونت کے باطنی اعضا میں جلد ہو جاتا ہے اسی جہت سے اصحاب حمیات اور ان لوگوں کو جن میں غلبہ صفرا ہو موافق نہیں ہوتا بلکہ اس کا اس طرح وہ پانی جس میں جونک بکثرت پیدا ہو ردی ہوتے ہیں مگر بعض اقسام میں ایسے پانیوں کے منافع بھی ہوتے ہیں جس پانی پر قوت لوہے کی غالب ہو تقویت احشا کی اس سے منفعت حاصل ہوتی ہے اور ذرب کو منع کرتا ہے اور جمیع قوائے شہوانی کو برپا کرتا ہے۔ حال ایسے پانی کا اور جو اس کے قائم مقام ہے عنقریب ذکر کرینگے۔ یخ اور برف اگر خالص ہو اور کسی قوت ردی کی اس میں آمیزش نہ ہو خواہ اس کو پانی کر لیں یا اس میں پانی ٹھنڈا کریں یا اس کو پانی میں ڈال کر استعمال کریں ہر طرح بہتر ہے اور اس کے اقسام حالات میں زیادہ اختلاف ایسا نہیں ہوتا کہ جو ظاہر ہو لیکن کثافت اس کی ہر ایک پانی سے زیادہ ہے جس کے پٹھے میں درد ہو اس کو مضرت پہنچتی ہے اور جوش دینے کے بدیہ فساد بھی برطرف ہو جاتا ہے لیکن اگر یخ خراب پانی س بنی ہو اور برف کے قوت غریبہ اپنے گرنے کے مقام کی حاصل کی اس کا استعمال اسی طور

پانی کی دسومت اور حلاوت ہے۔نوشادری پانی طبیعت کو روان کرتا ہے پیا جائے خواہ اس میں بیٹھیں یا اس سے احتقان کریں شمی پانی میں جس میں پھٹکری کا اثر ہو روانی فضول حیض کو نفع کرتا ہے۔اور نفث الدم اور سیلان بواسیر کو بھی نافع ہے مگر تپ کو مستعد حمی کے بدن میں برانگیختہ کرتا ہے۔حدیدی پانی ورم طحال کو پگھلا دیتا ہے اور باہ پر معین ہوتا ہے۔نحاسی پانی فساد مزاج کی اصلاح کرتا ہے۔اگر چند پانی اچھے اور برے باہم مختلط ہو جائیں ان میں سے قوی اثر کا اثر غالب ہوگا ہمنے تدبیر فاسد پانی کے باب تدبیر کی مسافرین میں ذکر کی ہے اور باقی احکام پانی کے اور اس کی صفات اور اس کے اصناف کی قوتیں خاص پانی کے باب میں مقام پر ذکر کرینگے جہاں ادویہ مفردہ کا بیان ہوگا

فصل سترھویں موجبات احتباس اور استفراغ کے بیان میں احتباس اس چیز کا جس کو بالطبع نکل جانا چاہئے یا بجہت ضعف قوت دافعہ کے ہوتا ہے یا بوجہ شدت قوت ماسکہ کے کہ وہ شے قابل الدفع کو دیر تک ٹھہراتی ہے یا بجہت ضعف ہاضمہ کے اس کو قوائے طبعی تا اختتام ہضم اسی شے کی طرف میں دیر تک ٹھہراتا ہے یا مجارں میں تنگی اور سدے پڑ جائیں یا مادہ غلیظ اور بالزوجت ہو خواہ مادہ کثیر ہو کہ اس کے اخراج پر دفاعہ قادر نہ ہو یا قوت ارادیہ کو اس کے دفع کے احتیاج پر حس مفقود ہو جائے جیسے قولنج یرقانی میں ہوتا ہے۔یا قوت بعی کسی اور طرف متوجہ ہو جس طرح بحران میں احتباس بول و براز بہ سبب توجہ طبعیت کے استفراغ بحرانی پر کسی اور جہت میں ہو جاتا ہے جس وقت احتباس اس شئے کا جس کا استفراغ ضرور ہے واقع ہو اس وجہ سے اکثر امراض پیدا ہوتے ہیں۔جو امراض کہ بعد امراض وترکیب کے پیدا ہوتے ہیں ان میں سے سدے پڑ جاتا اور استرخا اور تشنج رطوبی اور مثل اس کے ہیں اور امراض سوے مزاج مثل عفونت یا اختقان روح اور خون کا خواہ اس کا استحالہ اطراف ناریت کے ایضاً حرارت غریزی بجہت طول زمانہ اختقان کے بجھ جاتی ہیں یا بجہت شدت اختقان کے

برودت پیدا ہوتی ہے ایضاً رطوبت کا غلبہ تمام بدن میں ہو جاتا ہے امراض مشترکہ جو بوجہ احتباس کے پیدا ہوتے ہیں مثلاً پھٹ جانا رگوں وغیرہ کا اور ان میں سے رطوبت کا جاری ہونا تخمہ بدترین اسباب امراض سے ہے خصوصاً جس وقت بعد خوگرفتہ ہونے خلوے اور خشکی معدہ کے واقع ہو جیسے نہایت پرخوری زمانہ جوش حالی کے جو بعد نہایت بھوک زمانہ قحط کے واقع ہو امراض مرکبہ مثل اورام اور ثبور کے ہیں۔ استفراغ اس چیز کا جس کا حبس واجب ہے۔ یا بجہت قوت واقعہ کے ہوتا ہے۔ یا ضعف ماسکہ سے۔ یا مادہ مستفرغ موذی ہوتا ہے کہ بوجہ کثرت کے گرانی پیدا کرتا ہے۔ یا بجہت بو کے تمدید پیدا کرتا ہے۔ یا بوجہ حدت اور تیزی کے لذع پیدا کرتا ہے۔ یا ایسا رقیق ہوتی ہے گویا کہ خود بخود بہنے لگتا ہے اور اس کا دفع ہو جانا آسان ہوتا ہے اور کبھی اس مادہ رقیق کے سیلان کو وسعت مجاری معین ہوتی ہے جیسے سیلان منی پیدا ہوتا ہے یا مجاری میں انشقاق طولاً پیدا ہوتا ہے یا انقطاع مجاری عرض میں خواہ مجاری کے منہ کھل جاتے ہیں جیسا رعاف میں کبھی وسعت مجاری کی ایک سبب جدید سے داخلی ہو یا خارجی پیدا ہوتی ہے جس وقت شے قابل احتباس کا استفراغ ہو جائے برودت مزاج کی پیدا ہوتی ہے اس لیے کہ جو مادہ حارغریزی یعنی روح اور خون کو نزکرتا تھا اور جس سے حارغریزی کو غذا ملتی تھی نکل جاتا ہے اور کبھی استفراغ کے بعد حرارت قراح کی پدا ہوتی ہے اگر مادہ مستفرغہ باردالمزاج مثل بلغم کے ہو یا قریب باعتدال مزاج مثل خون کے اس وقت خلط صفرادی جو نہایت گرم ہے غالب ہوتی ہے پس سخونت پید اہوتی ہے۔ کبھی استفراغ سے پیدا ہوتا ہے جو دائی اور بالذات ہوتا ہے۔ کبھی استفراغ سے رطوبت عارض ہوتی ہے جس طرح حرارت کا عارض ہونا ہمنے بیان کیا اور یہ رطوبت بروقت استفراغ اس خلط کے جو مخفف تھی پیدا ہوتی ہے یا بجہت عاجز ہونے حرارت غریزی کے ہضم غذا سے چونکہ بلغم زیادہ پیدا ہوتا ہے رطوبت عارض ہوتی ہے مگر یہ رطوبت مزاج اصلی کو نافع نہیں ہے اور نہ رطوبت غریزی کہلاتی ہے وہ

حرارت جو بعد استفراغ کے ہو حرارت غریزی نہیں ہے بلکہ جو استفراغ مفرط ہے اس کے بعد برودت اور یبس جو ہر اعضا اور ان کی طبیعت میں پیدا ہوتا ہے اگرچہ بعض اعضا میں حرارت غریبہ اور رطوبت غیر صالحہ بھی لاحق ہو جائے کبھی استفراغ مفرط کے بعد امراض آلیہ سے سدہ بھی پیدا ہوتا ہے اس لئے یبس رگوں میں اور انسداد ان کے مسالک ہیں بافراط ہو جاتا ہے اس کے بعد تشنج یبسی اور کزاز پیدا ہوتے ہیں۔

احتباس اور استفراغ جو بحد اعتدال ہوں اور بوقت حاجت دفع ہوں بہت نافع ہوتے ہیں اور حالت صحت کی حفاظت کرتے ہیں۔ اسباب ضروریہ کے احتباس میں ہمارا کلام پورا ہو چکا اگرچہ ان میں کچھ ایسے اقسام بھی بیان ہوء جو ضروری نہ تھے اب ہم اور قسم کے اسباب کا ذکر شروع کرتے ہیں

فصل اٹھارھویں کلام کلی ان ابساب میں کہ اتفاقاً بدن میں پیدا ہوتے ہیں نہ ان کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ان سے کچھ مضرت پہنچتی ہے

اسباب غیر ضروری اور غیر مغزوہ چیزیں میں جو براہ اپنی جنس کے طبیعت میں داخل نہیں ہیں اور نہ مخالف طبع تکے ہیں یہ وہی چیزیں ہیں جو بدن انسان سے ملتی ہیں اور سوائے ہوا کے کہ وہ اسباب ضروری ہیں داخل ہے بلکہ مثل استحمار اور اقسام ولک وغیرہ کے ہم ایک کلام کلی اُن اسباب کے بیان میں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو چیزیں بدن انسان میں خارج سے ملاقات کرکے کچھ عمل کرتی ہیں ان کا اثر دو طرح پر ہوتا ہے یا جز ولطیف شے کا بدن کے مسامات میں بوجہ قوت غائصہ کے نفوذ کرتا ہے۔ اس قوت کی شان یہی ہے کہ اندر بدن کے ڈوب کر نافذ ہو جاے یا جذب اعضا کا مسامات سے کرے خواہ دونوں باتیں جمع ہوں۔ یا اس طرح پر فعل کرے کہ اس میں مخالف کو یقیناً دخل نہ ہو بلکہ محض بوجہ کیفیت کے بدن کو کسی اثر کی طرف پھیرے اور یہ فعل یا اسوجہ ہوتا ہے کہ اس سے یہ کیفیت بالفعل محسوس ہوتی ہے جیسے طلا جو بالفعل

ٹھنڈا ہو بذریعہ برف وغیرہ کے کہ اس سے بالفعل تبرید حاصل ہوتی ہے۔ یا کماو مسخن یعنی سینک بالفعل کو بذریعہ آگ وغیرہ گرم کیا جائے کہ اس سے بالفعل سخونت حاصل ہوتی ہے۔ یا یہ اثر اس میں بالخاصیت ہو جیسے تعلیق سنگ یشم کی واسطے التہاب قلب کے بعض چیزیں بوجہ ملاقات کے تغیر دیتی ہیں اور کھانے پینے میں کچھ تغیر نہیں دیتی ہیں جیسے پیاز کہ اگر اس کا خارج ضماد کیا جائے قرحہ ڈال دیتی ہے اور کھانے میں کسی مقدار پر کیوں نہ قرحہ نہیں پیدا کرتی اور بعض چیزیں اس کے برعکس ہیں جس طرح سفیدہ کہ اگر پیا جائے تغیر عظیم پیدا کرے اور طلا کرنے سے کچھ اثر مضر نہیں کرتا۔ بعض چیزیں دونوں طرح سے اثر کرتی ہیں پہلی قسم کے اثر کرنے کا ایک سبب چھ اسباب میں سے ہوتا ہے۔ ایک سبب یہ کہ مثلاً پیاز جس وقت داخل بدن میں پہنچے قوت ہاضمہ جلدی کر کے اس کی قوت نوعیہ کو توڑ ڈالتی ہیں اور اس کے مزاج کو بدل دیتی ہیں پس اس کو اتنی دیر تک اپنی اصلی کیفیت پر باقی نہیں رکھی جتنا زمانہ اس کو باطن میں قرحہ ڈالنے کا در کار ہیں۔ دوسرا سبب یہ کہ ہمراہ کسی اور چیز کے کھائی جاتی ہیں جو اس کی قوت کو توڑ دیتا ہیں تیسرا سبب یہ ہیں کہ وعیہ غذا میں ایسی رطوبات سے مل جاتی ہیں کہ ان میں ڈوب کر اس کی قوت ٹوٹ جاتی ہیں۔ چوتھا سبب یہ ہیں کہ خارج میں بروقت ضماد کے مقام واحد ٹھہری رہتی ہیں اور اندر ایک جگہ ٹھہرنے نہیں پاتی۔ پانچواں سبب یہ ہیں کہ خارج میں بروقت ضماد وغیرہ کے اس کا اتصال باستواری ہوتا ہیں اور داخل میں فقط مس کرتی ہوئی لسحرک رہتی ہیں اور اتصال کامل نہیں ہونے پاتا چھٹا سبب یہ ہیں کہ جس وقت اندر پہونچتی ہیں قوت طبعی اس میں تدبیر وتصرف کرتی ہیں کہ اس کا فضلہ فوراً دفع ہو جاتا ہیں اور سعد ارجید مستحیل رنجوں ہو جاتی ہیں۔ سفیدی کا اثر پیاز کے اثر کے برعکس اس سبب سے ہیں کہ اس کے اجزا غلیظہ میں مسلمات میں نفوذ خارج سے نہیں کرتے اور اگر کسی قدر نفوذ بھی ہوتا ہیں تو مجاری روح اور اعضاے رئیسہ تک اس کی رسائی انجوبی نہیں ہوتی اور جس وقت کھایا جائے تو امر بالعکس ہو جائے گا یعنے غلیظ

اجزا سے ثقل اعضائے باطنی پیدا ہوگا مجاری روح اور اعضائے رئیسہ تک بخوبی نفوذ کرے گا۔اور پھر چونکہ طبیعت سمیہ جو سفیدی میں ہیں اس کا ثوران قوی تاثیر حار غریزی کے نہیں ہوتا ہیں کہ اور خارج سے ضماد کرتے ہیں بمجرد ملاقات یہ بات حاصل نہیں ہوسکتی اور داخل میں یہ بات بخوبی پیدا ہوتی ہے اس قسم کے احکام کا اعادہ بقدر ضرورت کتاب ادویہ مفردہ میں بھی کیا جائے گا۔

فصل اُنیسویں موجبات استحمام اور دھوپ کرنے کے بیان میں بعض اطبا جن کو دعویٰ حذاقت ہیں اُنھوں نے کہا ہیں کہ حمام وہ بہتر ہیں جو پُرانا ہو اور اس کی فضا وسیع ہو اس کی پاکیزہ ہو۔پانی اُس کا پانی اس کا شریں ہو۔اور بعض لوگوں نے یہ زیادہ کہا ہیں کہ مقدار اس کی گرمی کی بقدر مناسب اس مزاج کے ہو جو اس میں جانا چاہیے یہ بھی جاننا ضرور ہیں کہ فعل طبعی حمام کا یہ ہیں کہ اس کی ہوا اس کی ہوا سے سخونت اور پانی سے ترتیب پیدا ہو بیت اول حمام کا مبرد اور مرطب ہیں اور دوسرا درجہ مسخن اور مرطب ہیں ۔اور تیسرا درجہ مسخن اور مجفف ہیں ۔جس شخص نے کہا ہیں کہ پانی اعضاے اصلی کی ہر گز ترطیب نہیں کرنا بذریعہ پینے کے اور نہ بوسیلہ اتصال کے اس کے قول کی طرف التفات نکرنا چاہیے کبھی حمام میں جانے جانے سے سوائے تغیرات مذکورہ بالا کے اور تغیرات بھی عارض ہوتے ہیں بعض ان تغیرات کے بالعرض ہوتے ہیں اور بعض بالذات اس لیے کہ گو خود بھی کبھی یہ بات عارض ہوتی ہیں کہ اس کی ہوا بجہت کثرت تحلیل حار غریزی کے ترید پیدا کرتی ہیں۔اور جوہر اعضا یغنے بوجہ کثرت تحلیل رطوبات اصلی کے تجفیف پیدا ہو جاتی ہیں اگرچہ کچھ فائدہ رطوبت غریبہ کے پیدا ہونے کا بھی اس سے حاصل ہوتا ہے اور اگر پانی نہایت گرم ہو جلد میں بدن کے قشعریرہ پیدا ہوتا ہے پھر اس کے مسامات سمٹ جاتے ہیں اور پانی کی رطوبت بدن کے اندر نہیں پہنچتی اور اچھی طرح سے تحلیل مقصود حاصل ہوتی ہے۔پانی حمام کا کبھی سخونت اور برودت ساتھ ہی اس سے پیدا ہوتی ہے تسخین بجہت گرم ہونے کے پیدا کرتا ہے اگر اس کی گرمی فاتر

سے کم ہو اس وقت اس سے تبرید اور ترطیب حاصل ہوتی ہے اور بہجت احتقان حرارت کے اگر بارد ہو تو چونکہ اس کی ہوا سے احتقان حرارت حاصل ہوتا ہے اور تمام حرارت احشا میں جمع ہو جاتی ہے پھر جس وقت سرد پانی بدن پر وارد ہوتا ہے اندر جسم کے حرارت پیدا ہوتی ہے اور تبرید بھی اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ جس وقت پانی میں بدن زیادہ تر بھیگے حصول برودت کا دو سبب سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ پانی بالطبع بارد ہے آخر امر میں اس سے تبرید بھی اسی وجہ سے ہوتی ہے کہ جس وقت میں بدن زیادہ بھیگے حصول برودت کا دو سبب سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ پانی بالطبع بارد ہے آخر امر میں اس سے تبرید ضرور حاصل ہوگی اگرچہ حرارت ارضیہ کی وجہ سے گرم ہو جائے گی مگر یہ گرمی ثابت نہیں رہتی ہے بلکہ زائل ہو جاتی ہے اور فعل طبعی پانی کا یعنی تبرید اس مقدار میں جس کو بدن پی لیتا ہے باقی رہتی ہے۔ ایضاً پانی گرم ہو یا سرد ہر حال میں رطب ضرور ہوتا ہے اور جس وقت ترطیب میں افراط ہوئی احتقان حرارت غریزی کا بوجہ کثرت رطوبت کے اسکی حرارت کو بجھا دیتا ہے پس تبرید حاصل ہوتی ہے۔ حمام سے کبھی بوجہ تحلیل کے بھی سخونت حاصل ہوتی ہے جس وقت کہ غذائے غیر منہضم بدن میں ہو یا کوئی خلط بارد جس کا نضج نہ ہو اور پس غذا کو بوجہ تسخین کے ہضم کر دیتا ہیا ور خلط میں نضج پیدا کرتا ہے کبھی استعمال حمام کا بطور خشکی کے ہوتا ہے پس اسے تجفیف حاصل ہوتی ہے اور صاحبان استسقا کو اور جن کے بدن میں تریل یعنی ڈھیلا پن ہو فائدہ کرتا ہے اور کبھی حمام تر مستعمل ہوتا ہے۔ اور کبھی اس میں دیر تک بیٹھنے میں بوجہ تحلیل اور تفریق کے تجفیف پیدا کرتا ہے اور کبھی اس میں تھوڑا سا بیٹھتے ہیں پس ترٹپ پیدا کرتا ہے اگر قبل عرق نکلنے کے بدن سے اس کو پونچھ ڈالیں۔ اور کبھی استعمال حمام کا نہار منہ اور حالت گرسنگی اور خلاء معدے میں ہوتا ہے اس وقت تجفیف شدید پیدا کر کے بدن کو لاغر اور ضعیف کر دیتا ہے۔ اور کبھی شکم سیر ہونے کے تھوڑے زمانے کے بعد ہوتا ہے تو اس وقت فربہی پیدا کرتا ہے اس سبب سے کہ ظاہر بدن کی طرف جذب مادہ کرتا ہے

مگر اس وقت حمام کا استعمال سدے بھی پیدا کرتا ہے کہ اس کے سبب سے معدے اور جگر سے غذائے ناپختہ بطرف اعضا کے کھینچتی ہے۔ اور کبھی استعمال حمام کا بروقت آخر ہضم اول قبل از خلائے معدہ ہوتا ہے پس نفع کرتا ہے اور باعتدال فربہی پیدا کرتا ہے۔ جو شخص حمام کو بغرض ترطیب استعمال کرے جیسے مدقوق اس کو واجب ہے کہ پانی میں اس قدر بھیگے جب تک ہے ضعف پیدا نہ ہو بعد اس کے تیل کی مالش بدن میں کرے تا کہ ترطیب زیادہ حاصل ہو اور جو ماہیت اندر بدن کے مسام میں نافذ ہے اس کا جنس کرے اور اندر جلد کے اس مائیت کو تحقن کرے اور اس شخص کو زیادہ ٹھہرنا حمام میں مناسب نہیں ہے اور جتنی دیر ٹھہرے مقام معتدل میں قیام پذیر ہو اور حمام کی زمین پر پانی زیادہ گرایا جائے تا کہ بخارات بہت اٹھکر ہوا میں ترطیب پیدا کریں اور حمام سے بیرنج و مشقت جوان کو لازم ہے منتقل ہوں اور وہ سواری خاص جوان کے واسطے تیار کی جاتی ہے اور جس کا بیان باب حمیات میں اتا ہیاسی پر سوا کر دیئے جائیں اور سردخوشبو حمام سے نکلنے کے بعد فوراً لگائی جائے اور ایک گھنٹہ جامہ کن میں ٹھہرائے جائیں تا اینکہ معتدل سانس آنے لگے۔ مرطبات میں سے آب جو خواہ شیر الاغ یعنی گدی کا دودھ پلایا جائے جو شخص حمام میں زیادہ ٹھہریگا۔ اس پر خوف غشی کا ہوگا اس لیے کہ زیادہ ٹھہرنے سے قلب میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور پہلے ثوران متلی کا ہوتا ہے حمام میں باوجود کثرت منافع کے ضرر بھی ہوتے ہیں کہ اس کی جہت سے ریزش فضول کی طرف اعضائے ضعیف کے بسہولت ہوتی ہے اور بدن ڈھیلا ہو جاتا ہے اور پٹھے کو ضرور پہنچتا ہے۔ حرارت غریزی کی تحلیل ہو جاتی ہے۔ اور اشتہائے طعام ساقط ہو جاتی ہے اور قوت باہ میں ضعف پیدا ہوتا ہے۔ حمام کے واسطے بھی فضول یعنی اقسام مقررہ ہیں بوجہ ان مائیوں کے جو حمام میں مقرر ہیں۔ کہ اگر وہ پانی نطرونی یا کبریتی یا دریائی خواہ رمادی یا شور براہ طبیعت کے ہوں یا بذریعہ صناعت کے ان میں یہ مزاج پیدا کئے جائیں یا ان میں مویزج خواہ جب الغار یا کبریت وغیرہ جوش دیئے جائیں ایسے پانی

کا اور ریگ میں مدفون ہونا اور اس میں لوٹنا اور تیل میں بھیگنا اور پانی منہ پر چھڑکنے کا بیان

دھوپ کا اثر خصوصاً چلنے میں علی الخصوص جب حرکت شدید ہو جیسے جلد چلنا یا دوڑنا اس سے تحلیل فضول کی بقوت اور بذریعہ عرق کے ہوتی ہے اور نفخ پراگندہ ہوتا ہے۔ اوراورام کی تحلیل ہو جاتی ہے۔ اور فربہی اور استسقا بھی دفع ہوتا ہے۔ اور ریاو رالصاب نفث کو نفع ہوتا ہے۔ اور صداع باردمزمن دفع ہو جاتا ہے۔ اور وہ دماغ جس کا مزاج بارد ہے قوی ہو جاتا ہے۔ جب تک دھوپ میں بدن تر نہ ہو بلکہ خشک رہے وجع ورک اور درد گردہ اوراوجاع مفاصل اوراختناق رحم کو نافع ہے۔ اوررحم پاک ہو جاتا ہے۔ اگر دھوپ میں بدن کو کھول کر چلے تو کھال سمٹ جائیگی اور مثل کوئلہ کے سیاہ ہو جائیگی اور مسامات کے منہ پر مثل دماغ دینے کے نشان پڑجائیں گے اور تحلل بخار برطرف ہو جائیگا۔ دھوپ میں ٹھہرنا ایک جگہ پر جلد کے جلانے میں زیادہ اثر کرتا ہے بہ نسبت چلنے پھرنے کے اور تحلل اس میں بہت کم ہوتا ہے۔ سب قسم کی ریگ میں قوی تر ریگ دریا واسطے خشک کرکے رطوبات اطراف جلد کے ہے۔ کبھی اس کے اندر بیٹھتے ہیں جس وقت کہ گرم ہو اور کبھی اسمیں دفن کر دیتے ہیں اور کبھی بدن پر تھوڑی ڈالتے ہیں پس اوجاع اور امراض مذکورہ بالا کے تحلیل کرتی ہے اور خلاصہ یہ ہے کہ تجفیف شدید بدن میں پیدا کرتی ہے تیل میں ڈوبنا جیسے روغن زیتون میں کبھی جن کے بدن میں ماندگی ہوتی ہے۔ یا وہ لوگ جن کو حمیات طویل بارد عارض ہوں نافع ہے۔ اور ان لوگوں کو بھی نفع کرتا ہے جن کے حمیات کے ساتھ اعصاب اور مفاصل ہیں درد ہو اور اصحاب تشنج اور کزاز احتباس بول کو مفید ہے مگر روغن زیت حمام سے باہر گرم کیا جائے اور اگر روغن زیت میں ثعلب یعنی لومڑی اور ضبع یعنی گفتار کو جس طرح ہم آگے کہیں گے پکائیں یہ اصحاب اوجاع مفاصل اور نقرس کے واسطے عمدہ علاج ہے منہ بھگوانا اور اس پر پانی چھڑکنا اس قوت کو تیز کر دیتا ہے۔ جو بوجہ کرب اور

التہاب حمیات کے سست ہوگئی ہو اور بروقت غسکی کے بھی ہوشیاری پیدا کرتا ہے خصوصاً گلاب اورسرکہ۔ اور بیشتر شہوت کوصحیح اور برانگیختہ کرتا ہے۔ جو لوگ نزلہ یا درد سر میں مبتلا ہوں ان کو مضر ہے **جملہ دوسرا تعلیم دوسری کا شمار** ایک ایک سبب کا جو ہرایک عوارض بدنیہ کے واسطے ہوتا ہے اور اس میں

فصل یں انیس ہیں فصل **پہلی مسخنات کے بیان میں**

مسخنات یعنی گرم کرنے والی چیزیں کئی قسم کی ہیں جیسے غذا سے معتدل مقدار میں یا حرکت معتدل اور اسمیں ریاضیات معتدل بھی داخل ہیں اورولک معتدل یعنی مالش اور غیر معتدل یعنی دبانا اور وضع محاجم بلاشرط یعنی خالی سینگی توڑوانا اس لئے کہ پچھنے لگانے سے بہجت خون نکلنے کے برودت حاصل ہوتی ہے ایضاً جو حرکت کہ شدید اور تھوڑی سی اسی میں کثرت ہو اور حد افراط کو نہ پہنچے اس سے بھی تسخین پیدا ہوتی ہے اور غذائے گرم اور دوائے گرم اور حمام معتدل یعنی وہ حمام کو جس کے پانی اور ہوا کی گرمی کسی آلہ وغیرہ کے ذریعہ سے معلوم ہو۔ اور صناعت مسخنہ جیسے حداد اور طباخ اور روئیں وغیرہ اور ملاقات گرم کرنے والی چیزیں کی بشرطیکہ تسخین بافراط نہ کریں جیسے ہوا اور ضماد وغیرہ اور بیداری اور نوم معتدل جن شروط پر

فصل تیرھویں جملہ اول تعلیم دوسری میں بیان ہوئی اور غضبناک ہونا ہر حال میں تسخین پیدا کرتا ہے اور ہم یعنی اندوہ جب تک بافراط نہ ہو اور اگر بافراط ہو برودت حاصل ہوگی اور فرح معتدل ایضاً عفونت سے بھی گرمی پیدا ہوتی ہے اس کی خاصیت فقط یہی ہے کہ حرارت غریبہ پیدا کرے اور فعل اس حرارت کا تسخین مطلق اور احراق نہیں ہے اس لیے کہ تسخین احراق سے ضرور کم ہوتی ہے اور کبھی تسخین واقع ہوتی ہے اور عفونت نہیں ہوتی۔ اور کبھی قبل عفونت کے تسخین ہوتی ہے اس واسطے کہ عفونت اکثر اسی طرح واقع ہوتی ہے کہ بعد مفارقت اس سبب کے جو مسخن خارجی ہے ایک سخونت خارجی مادرطب میں مشتعل رہتی ہے اور اس رطوبت کو کیفیت صالحہ سے تغیر کردیتی

ہے بجہت اثر مزاج اس جوہر کے کہ یہ رطوبت اس میں بھری ہے بدن اس کے کہ اس مادہ کو کسی دوسرے مزاج کی طرف پھیر دے جس کی نوع اس مادہ کی نوع سے جداگانہ ہو عفونت کا فعل اسی قدر ہے اور کبھی مادہ رطب کو حرارت اپنی مزاج حال سے متغیر کر کے دوسری نوع کی طرف لیجاتی ہے اس کو تعفین نہیں بلکہ ہضم کہتے ہیں۔ اور احراق کے یہ معنی ہیں کہ جوہر رطب کو جوہر یابس سے جدا کرے اس طرح پر کہ رطوبت کی تصعید ہو جائے اور یابس تہ نشین ہو۔ اور تسخین ساذج یہ ہے کہ رطوبات سب کے سب اپنے طبائع نوعیہ پر باقی رہیں مگر سخونت ان کی بڑھ جائے، تکاثف ظاہر بدن میں بھی پیدا ہونے سے تسخین حاصل ہوتی ہے اس لئے کہ بخار اندر بدن کے بند ہو جاتے ہیں، اور تخلخل بھی اندر بدن میں پیدا ہونے سے سخونت حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ بخارات پھیل جاتے ہیں **جالینوس** کی عادت ہے کہ مجموع ان اسباب ہے جدہ گانہ کو پانچ قسموں میں منحصر کرتا ہے حرکت جو بافراط نہ ہو، ملاقات اس چیز کی جس کی سخونت بافراط نہ ہو، مادہ حارہ جو بوجہ تناول کسی چیز کے پید ہو، تکاثف، عفونت۔ **فصل دوسری مبردات کے بیان میں** تبرید جن چیزوں سے حاصل ہوتی ہے ان کی بھی بہت سی قسمیں ہیں ایک حرکت بافراط جس سے تحلیل حار غریزی کی ہو جائے، سکون بافراط جو حار غریزی کو اندر جسم کے تحقن کر دے، کثرت غذائے ماکول یا مشروب، قلت غذا کی جو افراط ہو، غذائے بارد، دوائے بارد، ملاقات اس چیز کی جو بافراط سخونت پیدا کرے، ضماد خواہ ہوا یا پانی زمین کبریتی کی، زیادہ تخلخل بدن میں پیدا ہونا کہ اس کی جہت سے حار غریزی تھوڑے مکان سے بہت پھیل جاتا ہے، دیر تک ملاقات کرنا جسم کا اس چیز سے جو باعتدال سخونت پیدا کرے جیسے حمام میں دیر تک ٹھہرنا، زیادہ تکاثف پیدا ہونا کہ اس کی جہت سے حار غریزی میں اختناق پیدا ہوتا ہے، ملاقات اس چیز کی جو بالفعل برودت پیدا کرے، ملاقات اس چیز کی جو لاقوۃ تبرید کرے اگرچہ بالفعل گرم ہو، بافراط احتباس پیدا ہونا

اس لئے کہ اس سے بھی اختناق حرارت غریزی کا ہوتا، بافراط استفراغ کرنا اس لئے کہ اس سے مادہ حرارت ملقوہ ہو جاتا ہے اور بعد اس کے کہ فضول دفع ہوں استفراغ روح اور سہ دن کا ہوتا ہے، بہت کھینچ کر باندھنا اعضا کا اور اکثر باندھے رہنا اس سے بھی برودت پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ راہ آمد و رفت حرارت کی بند ہو جاتی ہے، اور ہم جو بافراط ہو، اور خوف، اور خوشی، اور ذت جو بحد افراط پہنچے، اور پیشہ جو مبرد ہو جیسے ملاحی اور دھوبیوں کا پیشہ، اور نیم خام اور رخام رہنا غذا کا جو آمادہ عفونت کے ہو جاتی ہے **جالینوس** کی عادت ہے کہ ان بائیس قسموں کو چھ قسموں میں منحصر کرتا ہے حرکت مفرط، ملاقات اس کی جو تبرید کرے یا بہت سخونت پیدا کرے یہاں تک کہ تحلیل کرے، اور رمادہ مبرد، اور قلت غذا کی بافراط اور کثرت غذا کی بافراط

فصل تیسری مرطبات کے بیان میں

اسباب رطوبت پیدا کرنے والے بہت ہیں سکون، نوم، احتباس اس خلط کا جو خشکی پیدا کرے، کثرت غذا، غذائے مرطب، شہد والے مرب، ملاقات مرطبات کی خصوصاً حمام بالتخصیص بعد کھانا کھانے کے، ملاقات اس چیز کی جو تبرید کر کے رطوبت کو تحقن کرے، ملاقات اس چیز کی جو تسخین لطیف کر کے منجمد رطوبت بدن کو بہادے، فرح معتدل

فصل چوتھی مجففات کے بیان میں

خشکی پیدا کرنے والے اسباب بھی بہت ہیں حرکت، بیداری، کثرت استفراغ جس میں جماع بھی داخل ہو، قلت غذا، خشک غذا کا استعمال، دوائے مجفف تواتر حرکات نفسانی کا، ملاقات خشک کرنے والے چیزوں کی، اور ازیں قبیل نہانا ہے قابض پانی سے، سردی اس قدر جس سے انجماد ہو کہ عضو کا جذب غذا کو اپنی طرف بند ہو جائے، اور استعمال ایسی چیز قابض کا جو سدے پیدا کر کے نفوذ کو منع کرے، انہیں اسباب میں سے ملاقات اس چیز کی ہے جس کی حرارت شدید ہو جو بافراط تحلیل کرے تا اینکہ کثرت استحمام بھی اسی قسم میں شمار کیا گیا ہے۔

فصل پانچویں مفسدات

شکل کے بیان میں فاسد کرنے والی شکل کے اسباب کسی قدر تو خلقت اولی میں پیدا ہو جاتے ہیں کہ ان کے وجود سے قوت مصورہ یا مغیرہ جو منی میں ہے اپنے فعل کے تمام کرنے میں قاصر ہو جاتی ہے۔ اور بعض اسباب بعد جدا ہونے رحم کے پیدا ہوتے ہیں اور بعض اسباب بروقت گود میں لیٹے اور گھوارہ ہلانے کے پیدا ہوتے ہیں، اور بعض اسباب خارجی ہیں جیسے ضربہ وسقطہ، اور بعض اسباب متعلق اسباب کے ہیں کہ قبل سختی اور استحکام اعضا کے لڑکا چلنے پھرنے لگے۔ ایضاً کچھ اسباب متعلق بامراض مثل جذام اور سل اور تشنج اور استرخا اور تمدد کے اور کبھی فربہی زائد اور لاغری مفرط سے بھی فساد شکل پیدا ہوتا ہے اور کبھی بسبب اورام کے اور کبھی بجہت امراض وضع کے اور کبھی بوجہ اندمال قروح کے

فصل چھٹی اسباب سدہ ہونے اور مجازی تنگ ہو جانے کے بیان میں

سدے کا پیدا ہونا پہلے یا بجہت واقع ہونے کسی شے غریب کے کسی مجرب میں ہوتا ہے اور یہ غریب یا نئے جنس کا ہو جیسے پتھری یا مقدار اس کی غریب ہو جیسے ثفل براز کا مقدار میں بہت بڑا یا کیفیت میں غریب ہو اور کیفیت کی غرابت یا بجہت غلاظت کے ہو یا بوجہ لزوجت یا بسبب انجماد جیسے حلقہ یعنی خون منجمد جو قرب گوشت ہونے کے پہنچے یہ اقسام سدہ ڈالنے والے ایسے ہیں جو مجرب میں پچتے ہیں از جملہ اسباب وہ چیز ہے جو ایک ہی جگہ ٹھہری رہے اور وہ بھی چیز ہے جو اس مکان میں مضطر اور متردد ہو اور کبھی سدہ بوجہ مل جانے سوراخ کے جو بجہت اندمال زخم کے مل گیا ہو پیدا ہوتا ہے اور کوئی شے زائد اگنے سے جیسے لحم ثؤلولی یعنی گوشت بھینے کا ھی مجاری کو تنگ کر دیتا ہے اور بجہت شدت قوت ماسکہ کے اور بہ سبب باندھنے عصابہ کے خوب کھینچ کر بھی ضیق مجاری پیدا ہوتی ہے، قریب کا مجرب بجہت ورم زائد کے اپنے ہمسایہ کے مجرے کو تنگ کر دے۔ یا برودت شدید سے مجرے منقبض ہو جائے۔ یا بجہت خشکی کے جو بوجہ قابض چیزوں کے پیدا ہو۔

جاڑوں کی فصل میں سدوں کی کثرت بجہت احتقان فضول بہ سبب قبض برودت کے ہوتی ہے **فصل ساتویں اسباب کشادگی مجاری کے بیان میں** مجاری پھیل جاتے ہیں یا بجہت ضعف قوت ماسکہ یا حرکت قوی دافعہ کے اور ازیں قبیل تنگی نفس کے یا ادویہ مفتحہ خواہ ادویہ مرخیہ جو گرم اور تر ہوں ان کے استعمال سے مجاری وسیع ہو جاتے ہیں اور تنگی مجاری کی ان کے اضداد میں ہوتی ہے بوجہ سدہ کے **فصل آٹھویں اسباب خشونت اور درشتی کے بیان میں** خشونت پیدا ہوتی ہے یا بجہت شدت جلا کے تقطیع حاصل ہوتی ہے جیسے سرکہ یا فضول ترش میں یا تحلیل زیادہ ہو جیسے سمندہ چھین میں۔ یا فضول تیز اور حاد ہوں یا ایسی چیز قابض ہو کہ بوجہ یبوست کے خشونت پیدا کرے جیسے اشیائے عفصہ یعنی بکٹھی یا سرد چیز بوجہ کثافت پیدا کرنے کے خشونت لائے یا اجزائے ارضی کسی عضو پر جم جائیں مثل غبار وغیرہ کے **فصل نویں اسباب ملاست کے بیان میں** ملاست کا سبب یا وہ چیز ہے جو بوجہ اپنی لزوجت کے چسپندہ ہو۔ یا ایسی چیز محلل کہ تلطیف کر کے مادہ کو نرم کرے اور اس کو رواں کر کے تکاثف دور کر دے سطح عضو سے **فصل دسویں اسباب خلع اور مفارقت موضع کے بیان میں** اپنے مقام سے کسی عضو کا جدا ہو جانا یا بہ سبب کشش کے ہوتا ہے جیسے کسی شخص کا عضو کھینچا جائے اور دراز کیا جائے یہاں تک کہ اکھڑ جائے۔ یا بہ سبب ایک حرکت سخت کے جو باعتماد اس چیز کے ہو کہ اپنے مقام سے ہٹا دیتی ہو جیسے کوئی شخص اپنے پاؤں کو زور سے پھیرا کرے یا بہ سبب ایسی چیز کے جو مرخی ہو اور رطوبت پیدا کرے جیسے مرض قیلہ میں عارض ہوتا ہے یا بجہت حدوث ایسی چیز کے جو مفسد جوہر رباط کا ہو کہ اس کو سڑا دے یا اس کو اختدا سے باز رکھے جیسے جذام اور عرق النساء **فصل گیارھویں اسباب اس بات کے کہ قریب کا عضو اپنے قریب کو**

نزدیکی سے منع کرے اس کا سبب یا قریب کے عضو کا غلیظ ہو جانا۔ یا نشان کسی قرحہ کا پڑ جانا یا تشنج یا استرخا یا خشکی خلط کے جوڑ میں پیدا ہونی یا جوڑ کا متحجر اور سخت ہو جانا یا کوئی خلقی سبب ہوتا ہے۔ **فصل بارھویں اسباب اس بات کے کہ قریب کا عضو اپنے قریب کو دور ہونے سے منع کرے** سبب اس کا یا غلیظ ہونا یا مل جانا نشان زخم کا یا تشنج اور یا خلقی سبب ہو **فصل تیرھویں اسباب حرکت غیر طبعی کے بیان میں** سبب اس کا یا ایسی خشکی جس سے ضعف پیدا ہو جیسے خشک رعشہ یا ایسی خشکی سے تشنج پیدا ہو جیسے فواق یا بس یا تشنج یا بس یا ایسے فضول جن کی وجہ سے تشنج پیدا ہو یا ایسے فضول جو راہیں اور منہ رگوں کے بند کریں اور اپنے نفوذ کو طرف عضو کے بوجہ سدون کے منع کریں یا ایسے فضول جن کی حالت ورود میں اعضا کو ایذا پہنچے بجہت برودت کے جیسے لرزہ میں یا بوجہ لذع کے جیسے قشعریرہ میں یا بہ سبب اندر چلے جانے حرارت غریزی کے اور کم ہو جانے حرارت کے پس عضل کو مددگاری برودت کی پہنچتی ہے اور رنج پیدا ہو کر طالب تحلل ہوتی ہے اور اپنا خلاص چاہتی ہے جیسے اختلاج میں اور یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ اس قسم کا مادہ اگر تھوڑے بخار سے ہوا ہو تو انگڑائی پیدا ہو گی۔ اور جو اس سے زیادہ قوی ہو تو ماندگی پیدا ہو گی اگر مادہ ساکن ہو کبھی اور اقسام کی ماندگی پیدا ہوتی ہیں جن کا آگے ذکر ہو گا بجہت محترک ہونے مادہ کے اور اگر اس سے بھی قوی ہو تو قشعریرہ پیدا ہو گا۔ اور جو اس سے بھی قوی ہو تو لرزہ پیدا ہو گا رگی مادہ جس وقت عضل میں بند ہو جائے اختلاج عضو کا پیدا ہوتا ہے اور پھڑکنے لگتا ہے **فصل چودھویں اسباب زیادتی استخوان اور عدد اور مقدار کے بیان میں** اس کا سبب کثرت مادہ کی اور فی نفسہ قوت جاذبہ کا شدید ہونا اور بذریعہ دلک یا تسخین یا ضماد وغیرہ کے جاذبہ کی شدت کو مدد پہنچنا جیسے زفت وغیرہ کا ضماد۔ اور یہ دوسری صورت زیادتی استخوان کو خاص ہے غدد

سے اس کو کچھ واسطہ نہیں ہے۔ **فصل پندرھویں اسباب نقصان استخوان اور غدد کے بیان میں** یہ بات یا اصل خلقت میں واقع ہوتی ہے جیسے مادہ میں نقصان ہو جائے یا جس قوت سے حمل میں تصرف اور تدبیر ہوتی ہے اس میں خطا واقع ہو یا وہ قوت ضعیف ہو یا اور آفات خارجی نازل ہوں جیسے قطع یا ضرب خواہ فاسد کرنا برودت کا یا آفات داخل میں پیدا ہوں کہ ہڈی س جائے یا متعفن ہو جائے

فصل سولھویں اسباب تفرق اتصال کے بیان میں یہ اسباب کبھی داخلی ہوتے ہیں اور کبھی خارجی داخلی اسباب جیسے کوئی خلط اکال یا محرق یا تریا مرخی یا ایسی خشکی جس سے شگاف پیدا ہو یا امتلاء ریحی جس سے تمدد پیدا ہو یا امتلائے ریحی جو غائر یعنی اندر جا کر چھپے یا امتلائے خلطی جو تمدید خلط میں پیدا کرے اس کو پھاڑتا ہو یا بدن کے اندر نفوذ کرتا ہو تا کہ حرکت قوی سے اس کو غذا دے یا خلطی امتلا ایسا ہو کہ غائر ہو جائے یعنی فرو رفتہ ہو جائے یہ سب اسباب یا بجہت شدت حرکت کے پیدا ہوتے ہیں یا کثرت مادہ سے یا شدت حرکت دافعہ سے جو خلاف پر مجری طبعی کے ہو یا وہ حرکت بروقت امتلا کے اور جو چیز مشابہ حرکت کے ہو جیسے زیادہ چیخنا یا اچھلنا کودنا یا اورام کے شگافتہ ہونے تے تفرق اتصال ہوتا ہے اور جو اسباب خارج میں ہوتے ہیں ان کی مثال جیسے ایک جسم کسی جسم میں تمدد پیدا کرے مثل حمل کے یا اور بوجھ کی چیزیں یا کاٹ ڈالے جیسے تلوار یا جلا ڈالے جیسے آگ یا پیس ڈالے جیسے پتھر کہ ایسی چیزیں جس وقت جسم میں خلا پاتی ہیں طول میں چند ٹکڑے کر ڈالتی ہیں اور اگر امتلاء ہو طول میں شگاف اوعیہ کو نافذ کرتی ہیں یا کوئی جسم سوراخ پیدا کرے جیسے تیر یا دانت چبھا دے خواہ کاٹ کھائے جیسے کتا سانپ اور آدمی

فصل سترھویں اسباب قرحہ کے بیان میں

قرحہ کا پیدا ہونا یا ورم کے ٹوٹنے سے ہوتا ہے یا زخم کے پک جانے سے یا ثبور کے سڑ

جانے سے **فصل اٹھارھویں اسباب ورم کے بیان میں**

یہ اسباب کسی قدر بوجہ مادہ کے ہوتے ہیں اور کسی قدر بہیات عضو سے جو اسباب بوجہ مادہ کے ہوتے ہیں وہ منحصر اسی میں ہیں کہ امتلائے بدن میں ایک چیز کا چھ چیزوں سے ہو جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں یعنی چاروں خلطیں اور سبب مائی اور ریحی اور جو ورم صورت عضو سے پیدا ہوتا ہے اس کی یہ کیفیت ہے کہ عضو واقع قوی ہو اور عضو قابل ضعیف ہو اور آمادگی اس کو فضلہ کے قبول کرنے میں یا بوجہ طبیعت اصلی کے ہو کہ اس کی خلقت اسی طرح پر ہوئی ہے مثل جلد کے یا اس میں سخافت زیادہ ہو مثل گوشت نرم کے جو تین پیچیدگیوں میں واقع ہے پس گوش اور بغل اور راوربیہ یعنی کش ران کے یا قبول فضلہ کی آمادگی بوجہ وسیع ہونے راہ کی طرف اس کے اور تنگ ہونے راہ کے اس سے نکلنے میں یا قابلیت اس وجہ سے ہو کہ اس کی وضع جانب تحتانی میں ہو یا اس وجہ سے کہ اس کا حجم چھوٹا ہو جو چیز آئے اس میں سے بدشواری نکل سکے مادہ غذا وغیرہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ عضو ہضم غذا میں ضعیف ہو بوجہ پہنچنے کسی آفت کے یا کوئی چوٹ ایسی لگے کہ اس میں مادہ محتقن ہو جائے یا اس عضو سے تحلل مفقود ہو اس چیز کا جسے بذریعہ ریاضت کے متحلل ہونا چاہیے یا اس عضو میں حرارت زائد ہو کہ وہ جذب مادہ کرے پھر یہ حرارت یا طبعی ہو جیسے گوشت میں ہے یا اور کسی چیز کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہو مثلاً درد یا حرکت شدید خواہ کوئی اور چیز مسخن کے ذریعہ سے حزورت اس عضو کی بڑھ گئی ہو یہ سب اسباب قابلیت فضول کے ہیں کسر یعنی ٹوٹنے کی جہت سے جو ورم پیدا ہوتا ہے اس میں بھی ایک سبب ان اسباب مذکورہ سے ضرور ہوتا ہے جیسے پس جانے سے اور اسی طرح تنگی عضو کی یا تمدد جس سے درستی شکستگی ہوتی ہے اور ہڈی بذات خود اور دانت میں بھی کبھی ورم آجاتا ہے اس لئے کہ ہر ایک میں ان میں سے نموء ہوتا ہے اور غذا کو قبول کرتا ہے اور بھیگ جاتا ہے رطوبت سے اور عفونت کو بھی قبول کرے گا

فصل انسیویں اسباب وجع کے علی الاطلاق

ازانجا کہ وجع بھی ایک حال غیر طبعی ایسا ہے جو بدن حیوان کو عارض ہوتا ہے پس مناسب ہے کہ ہم اس کے اسباب بطور کلی بیان کریں درد کی تعریف ہم اس طرح کرتے ہیں کہ وجع دریافت کرنا بذریعہ حس کے ایک امر منافی کا ہے اور کل اسباب وجع کے دو جنس میں منحصر ہیں **ایک جنس** وہ ہے کہ جو مزاج کو دفعتہً متغیر کردے اس کو سوء مزاج مختلف کہتے ہیں **دوسری جنس** تفرا تصال کی ہے سوء مزاج مختلف سے ہماری یہ مراد ہے کہ اعضاء کے واسطے بنظر ذات کے ایک مزاج قائم اور درست ایسا ہو کہ بدون کسی سبب مخالف طبیعت کے اکثر اسی مزاج پر رہیں بعد اس کے اعضا کو ایک مزاج دوسرا غریب ایسا عارض ہو جو مزاج اصلی کے مخالف اور اس کی ضد ہو مثلاً بہ نسبت اصلی مزاج کے گرم یا سرد زیادہ ہو اس وقت قوت حس بجہت ورود اس مزاج کے امر منافی طبیعت کو حس کرے پس اس کو الم پہنچے اس لئے کہ الم کے معنی یہی ہیں کہ موثر منافی کو بنظر منافی کے دریافت کرے سوء مزاج متفق یہ ہے کہ اس میں احساس الم کا بالکل نہیں ہو اس وجہ سے کہ مزاج مخالف طبیعت کے جوہر اعضائے اصلی میں اس قدر متمکن ہو جاتا ہے کہ مزاج اصلی کو باطل کر دیتا ہے اور یہی مزاج مخالف بمنزلہ اعضائے اصلی کے ہو جاتا ہے اور اس سوء مزاج متفق سے درد نہیں پیدا ہوتا کہ یہ محسوس نہیں ہے حس تو اسی چیز کی ہوتی ہے جس محسوس سے قوت حاسہ منفعل ہو اور طبیعت بدن ایسی حالت متمکنہ سے جو اس میں تغیر حال میں پیدا نہ کرے منفعل نہیں ہوتی بلکہ انفعال اس ضد سے ہوتا ہے جو طبعیت میں ایسا تغیر دے کہ اس کو حالت اصلی سے دوسری طرف پھیر دے اسی جہت سے دق کے مریض کو گرمی تپ کی محسوس نہیں ہوتی جس قدر صاحب حمائے یوم کو حرارت اپنی تپ کی محسوس ہوتی ہے یا صاحب قائے غب کو باوجودیکہ گرمی دق کی ان دونوں تپ کی گرمی سے بہت زیادہ ہے سبب یہی ہے کہ حرارت دق کی مستحکم اور جوہر اعضا میں ایسی ٹھہر جاتی ہے کہ بمنزلہ حرارت اصلی کے ہو جاتی ہے اور غب کی حرارت بوجہ قریب ہونے عضو کے اس خلط سے جس

میں حرارت پیدا ہوتی ہے محسوس ہوتی ہے اصل عضو میں مستحکم نہیں ہوتی بلکہ اعضاء ابھی تک اپنے مزاج اصلی پر باقی ہوتے ہیں کہ جس وقت یہ خلط حار اس عضو سے دور ہو جائے پھر وہ عضو اپنی حالت اصلی پر آ جائے اور اس میں کسی طرح کی حرارت باقی نہ رہے ہاں اگر یہ تپ بطرف دق کے منتقل ہو گئی ہو اس وقت بعد دور ہونے خلط کے حرارت عضو میں باقی رہے گی سوء مزاج متفق آہستہ آہستہ عضو میں ٹھہر جاتا ہے کبھی اس کے ٹھہرنے کی مثال حالت صحت میں بھی واسطے سمجھانے کے اس طور پر دی جاتی ہے کہ جو شخص جاڑوں میں نہائے گرم پانی سے یا نیم گرم سے اس نہانے سے ایک تنفر اور اذیت پیدا ہو گی اس لیے کہ بدن کی کیفیتھ مخالف کیفیت پانی کے ہے پھر جب بار بار پانی بدن پر ڈالا جائے گا رفتہ رفتہ ایک لذت پانی کی اس کو معلوم ہوتی ہے یعنی جس قدر اس کے بدن سے سردی ہوا کی کیفیت دفع ہوتی جاتی ہے اسی قدر اس کو لذت حاصل ہوتی جاتی ہے پھر جب ایک گھنٹہ تک حمام میں بیٹھے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بدن اس کا گرم ہو جاتا ہے اتنے ہی گرم اپانی سے جو اس نے نہاتے میں استعمال کیا تھا پھر جب یکا یک وہی پانی اپنے بدن پر گرانا شروع کرتا ہے بدن میں قشعریرہ پیدا ہوتا ہے اگر اس کو بار بار گرائے جب یہ بات یعنی ایذا دہی سوء مزاج مختلف بلکہ ہر ایک چیز حار بالذات یا برد بالذات خواہ رطب و یابس بالعرض کو ضرور نہیں ہے کہ الم نہ پہنچائے اس لئے حار اور بارد اصطلاحی دو کیفیت فاعلی ہیں اور رطب و یابس دو کیفیت منفعلہ ہیں قوام ان کی ماہیت کا ایسا نہیں ہے کہ ان کی جہت سے ایک جسم دوسرے جسم میں اثر کرے بلکہ رطوبت اور یبوست ایسی کیفیتیں ہیں کہ ان کے سبب سے ایک جسم دوسرے جسم سے اثر قبول کرے یا ب چیز جو الم پہنچاتی ہے اس کا الم پہنچانا بالعرض ہوتا ہے اس لئے کہ یبوست کو ایک سبب جنس آخر سے مانع ہوتا ہے اور وہ تفرق اتصال ہے کہ یابس بجہت شدت قبض کے فقط تفرق اتصال کا سبب ہوتا ہے اور **جالینوس** نے یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ بعض کتابوں میں اسے شبہ ہوا ہے کہ

محسوس ہو اور اس برد سے بالفرض تفرق اتصال حادث نہ ہو تو اس مقام پر احساس منافی کا ہو گا یا نہ ہو گا اور اگر احساس منافی کا ہو گا تو یہ وجع ہو گا یا نہیں اسی بیان سے واضح ہوتا ہے کہ تغیر مزاج کا دفعتہً سبب وجع کا ہے مثل تفرق اتصال کے کبھی درد کی جہت سے حرارت پھیل جاتی ہے پس درد پھیل جاتا ہے یعنی وجع بعد وجع کے پیدا ہوتا ہے کبھی بعد درد کے ایک کھٹک باقی رہتی ہے کہ حقیقت میں وہ درد نہیں ہے بلکہ وہ ایسی چیز ہے کہ خود بخود متحلل ہو جاتی ہے اور جاہل نادانی سے اسکے علاج میں مشغول ہوتا ہے پس ضرر پہنچتا ہے

فصل بیسویں اسباب جملہ اقسام وجع کے علیحدہ علیحدہ

اقسام ان اوجاع کے جن کے واسطے اسمائے خاص مقرر ہیں پندرہ ہیں احکاک، خشن، ناخس، ضاغطہ، ممدد، مفسخ، مکسر، رخو، ثاقت، مسلی، حذر، ضربانی، ثقیل، اعیائی، الادغ **وجع حکام یعنی** چھیلنے والے درد کا سبب تیز خلط یا شور ہوتی ہے **وجع خشن۔** کا سبب ایسی خلط ہوتی ہے جس میں خشونت اور درشتی ہو **وجع ناخس یعنی** چبھنے والے درد کا سبب وہ چیز ہے جو غشا کو عرض مں کھینچے ایسی کشش سے کہ اس کے اتصال کو گویا جدا کر دے اور یہ درد کبھی حس میں یکساں ہوتا ہے اور کبھی یکساں نہیں ہوتا اور جو یکساں نہیں ہوتا ہے اس کا سبب یا تو یہ ہے کہ جس چیز پر جھلی کھنچتی ہے اور اسے ملمس کرتی ہے اس عضو کے اجزا سختی اور نرمی میں یکساں نہیں ہوتے جیسے تر قوہ واسطے غشاء متبطن اضلاع کے جس وقت ورم ذات الجب کا پہلو کہ ادھر کی طرف کھینچتا ہو یا اینکہ اس عضو کے اجزا یکساں حرکت میں نہ ہوں جیسے حجاب اسی جھلی کا جو ابھی مذکور ہوئی یا یہ کہ اجزا اس عضو کے حس میں یکساں نہ ہوں خواہ بوجہ طبیعت کے یا کوئی آفت خارجی بعض اجزا کو پہنچی ہو کہ اس کے حس میں کمی ہو گئی ہو **وجع ممدد** کا سبب یعنی وہ درد جو کھینچتا ہوا ہو ایک ریح یا خلط ایسی ہوتی ہے کہ عصب اور عضلہ کو کھینچے گویا دونوں کنارے عصب یا عضل کی طرف مجموع

عضو کا حال ایسا ہو جاتا ہے کہ ہر طرف سے گویا دباؤ میں پڑا ہے اسی جہت سے اس میں انضغاط اور تنگی پیدا ہوتی ہے **وجع مفنج یعنی** جو طول میں تفرق اتصال پیدا کرے اس کا سبب وہ مادہ ہے جو درمیان عضلہ اور اس کی غشا کے در آئے اور اتصال الغشا بلکہ اتصال عضل میں تفرق پیدا کرے **وجع مکسر یعنی** توڑنے والے درد کا سبب مادہ یا ریح جو درمیان استخوان اور اس کی غشائے محلل یعنی ڈھانپنے والے کی متوسط ہو یا ایک برودت ایسی ہو جو اس جھلی کو بقوت کھینچے **وجع رخو** یعنی نرم درد کا سبب ایسا مادہ ہے جو گوشت عضل میں تمدد پیدا کرے اور اس کے وتر میں تمدد پیدا نہ ہو اور نرم اس کو اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ گوشت بہ نسبت پٹھے اور جھلی اور وتر کے نرم ہوتا ہے **وجع ثاقب یعنی** گڑنے والے یا سوراخ کرنے والے درد کا سبب ایک مادہ غلیظ یا ریح ہے جو درمیان طبقات عضو سخت اور غلیظ مثل جرم معائے قولون کے بند ہو جائے اور ہر وقت اس کو پھاڑتا رہا اور اس میں نفوذ کرتا رہے پس ایسا محسوس ہو کہ گویا اس میں سوراخ کرتا ہے برمہ وغیرہ سے۔ **وجع مسلی** یعنی جس درد میں ایسا معلوم ہو کہ تلاسی کوئی چیز سمائی جاتی ہے اور مادہ اس درد کا بعینہ اسی عضو میں ہوتا ہے جو وجع ثاقب میں بیان ہوا مگر یہ مادہ بروقت پھاڑنے طبقات مذکور کے بھی تحبس رہتا ہے **وجع خدر یعنی** جس درد سے عضو سن ہو جائے سبب اس کا یا نہایت سرد مزاج ہے یا مسام کے بند ہونے سے منفذ اس روح حساس کے جو اس عضو تک جاری ہے بند ہو جائیں اور یہ انسداد مسامات منافذ روح کا بوجہ پٹھ کے ہو امتلا ظروف روح کی وجہ سے **وجع ضربانی** جس میں لپک سی پیدا ہو اس کا مادہ گرم ہوتا ہے سرد نہیں ہوتا اس لئے کہ سرد مادہ کیسا ہی ہو نرم یا سخت درد نہیں پیدا کرتا ہے جب تک کہ متحیل بطرف حرارت کے نہ ہو وجع ضربانی کا حدوث ورم حار سے اس طرح پر ہوتا ہے کہ جس وقت ورم گرم ہو اور اس کے قریب کا عضو حساس ہو کہ شریان کی ضرب ہمیشہ اس کو پہنچے جب تک کہ وہ عضو سلیم خالی ورم سے

ہے حرکت شریان کی جو اندر کی طرف ہوتی ہے اس کا حس اس عضو کو نہیں ہوتا اور جب اس عضو میں ورم پیدا ہو اور فضا درمیانی شریان اور عضو مذکور منضغط یہاں تک ہو جائے اس وقت اس کی حرکت کا حس عضو مذکور کو ایسا ہوگا کہ شریان کی حدت سے اس عضو میں درد پیدا ہوگا **وجع ثقیل** کا سبب ورم اس عضو کا ہے جس میں بالذات حس نہ ہو مثل ریہ اور گردہ اور طحال کے اس لیے کہ یہ ورم بجہت گرانی کے نیچے کی طرف کھینچتا ہے اس کشش کی وجہ سے وہ عضو بھی مع اس لفافہ کے جس میں یہ عضو لپٹا ہے اور حس اسی لفافہ کے ذریعہ سے ہی نیچے کو کھنچے گا اسی طرح وہ علاقہ جہاں اس لفافہ کا منبت ہے وہ بھی نیچے کو کھنچے گا پس لفافہ اور علاقہ دونوں حس کریں گے اس کے نیچے کے کھینچنے کا اور درد ثقل پیدا ہوگا۔ کبھی مادہ اس درد کا عضو حساس میں ہوتا ہے مگر شدت الم کی وجہ سے حس کی عضو باطل ہو جاتی ہے جیسے سرطان جو فم معدہ میں ہو کہ اس کی گرانی محسوس ہوتی ہے اور درد بجہت بطلان حس کے محسوس نہیں ہوتا **وجع اعیائی یعنی** جو درد بوجہ ماندگی کے پیدا ہو اس کا سبب یا تعب ہوتا ہے اس کا نام تعبی ہے یا ایک خلط ایسی ہو جو تمدد اور کشش پیدا کرے اس سے جو درد اعیائی پیدا ہوتا ہے اس کو تمددی کہتے ہیں یا بسبب ریح کے پیدا ہو اس کو نافع کہتے ہیں یا ایک خلط لاذع سے ہو اس کو اعمائی قروحی کہتے ہیں اور ان جمیع اقسام سے اوجاع مرکب پیدا ہوتے ہیں کہ اس کا بیان خاص مقامات پر کیا جائے گا منجملہ مرکبات وجع اعیائی وہ درد ہے جو بنام ورمی معروف ہے اور اس کی ترکیب تمددی اور قروحی سے ہوتی ہے **وجع لاذع** کا سبب وہی خلط ہے جس میں کیفیت حادہ موجود ہو

فصل اکیسویں اسباب سکون وجع کے بیان میں

سکون وجع کا کا سبب اس بجہت قطع ہو جانے سبب ماوجع کے اور استفراغ سبب مذکور کے ہوتا ہے جیسے سویا اور کتان جس وقت مقام درد میں ضماد کریں یا بوجہ ترطیب اور نوم کے چونکہ قوت اندر بیٹھ جاتی ہے اور اپنے فعل سے باز رہتی ہے اور درد

ساکن ہو جاتا ہے یا مسکرات کے استعمال سے یا وہ چیز جو برودت پیدا کرتی ہے مقام درد میں خدر پیدا کرے جیسے تمامی مخدرات مگر مسکن حقیقی وہی پہلی قسم ہے جس سے قطع سبب ہوتا ہے

فصل بائیسویں جو باتیں درد سے پیدا ہوتی ہیں ان کے بیان میں

درد سے قوت کی تحلیل ہو جاتی ہے اور اعضاء اپنے خاص افعال سے باز رہتے ہیں کہ ان کا فعل باطل ہو جاتا ہے تا اینکہ اعضائے تنفس سانس لینے سے باز رہتے ہیں یا اعضائے تنفس کے فعل میں تشویش ہوتی ہے کہ سانس منقطع یا متواتر ہو جاتی ہے حاصل یہ ہے کہ مجرائے غیر طبعی پر سانس کی درآمد برآمد ہوتی ہے کبھی درد سے پہلے عضو گرم ہو جاتا ہے بعد اس کے اخیر میں سردی پیدا ہوتی ہے بوجہ تحلیل کے اور بجہت اس کے کہ روح اور حیات سردی لازم ہے

فصل تیسویں اسباب لذت کے بیان میں

یہ بھی دو جنس میں منحصر ہیں **پہلی جنس** وہ ہے جو غیر طبعی کو مزاج طبعی کی طرف متغیر کر دے کہ اس کا احساس واقع ہو **دوسری جنس** وہ ہے جو اتصال طبعی کو دفعۃً پھیر لائے اور جو چیز دفعۃً نہیں واقع ہوتی ہے وہ محسوس نہیں ہوتی پس اس میں لذت بھی نہیں ہوتی لذت کے معنی یہ ہیں کہ ملائم اور مناسب طبیعت کا حس ہو وہ بذریعہ قوت حاسہ کے ہوتا ہے اور احساس بوجہ انفعال اسی قوت کے ہوتا ہے جس وقت احساس ملائم یا منافی کا ہو لذت یا الم بحسب تاثیر کے پیدا ہوگا اور چونکہ لامسہ میں بہ نسبت اور حواس کے کثافت زیادہ ہے اور جس تاثیر منافی یا ملائم کو قبول کرتی ہے اس کی حفاظت بخوبی کرتی ہے اسی وجہ سے احساس اس کا ملائم کو نزدیک صاحبات طبیعت کثیفہ کے نہایت لذیذ ہوگا اور احساس اس کا امر منافی کہ بہت الم پہنچائے گا۔ بہ نسبت اور قوائے حاسہ کے

فصل چوبیسویں کیفیت الم پہنچانے حرکت

کے حرکت سے درد پیدا ہوتا ہے اس جہت سے کہ تمدید یعنی کھچاؤ اور رض یعنی پاش پاش ہونا اور تسخ یعنی بکھر جانا پیدا ہوتا ہے واللہ اعلم

فصل پچیسویں کیفیت الم پہنچانے اخلاط ردی کا بیان۔ اخلاط ردی سے درد یا بہ سبب ان کی کیفیت کے پیدا ہوتا ہے کہ لاذع ہو یا بجہت کثرت اخلاط تمدد پیدا ہو یا دونوں مل کر پیدا کریں

فصل چھبیسویں کیفیت الم رسانی ریاح کے بیان میں ریح سے بوجہ تمدید کے درد پیدا ہوتا ہے اور جس ریح سے تمدید پیدا ہو یا وہ ریح تجویف اور بطون اعضا میں موجود ہو جیسے نفخہ معدے میں یا طبقات اعضا اور لیف اعضا میں ریح پیدا ہو جیسے قولنج ریحی میں یا طبقات عضل میں یا جھلی کے نیچے اور ہڈی کے اوپر یا گرد عضل کے درمیان ہڈی اور گوشت اور جلد کے یا کسی عضو کے جیسے اندر عضل صدر کے ریح پیدا ہوتی ہے اور جلدی پراگندہ ہو جاتا ریح کا یا دیر تک ٹھہرنا بحساب قلت اور کثرت اور غلاظت اور رقت مادہ ریح کے اور کثافت اور تخلخل عضو کے ہوتا ہے

فصل ستائیسویں اسباب احتباس اور استفراغ کے بیان میں اس کا پہچاننا بہت آسان ہے اگر اجناس احتباس اور استفراغ جو اوپر بیان ہو چکے ہیں ان میں غور کیا جائے پس وہیں دیکھنا چاہیے

فصل اٹھائیسویں اسباب تخمہ اور امتلا کے بیان میں تخمہ اور امتلا کے اسباب خارجی بھی ہوتے ہیں اور اسباب مادی سے استعمال اس چیز کا ہے جو بشدت ترطیب کرے پھر بدن کو حاجت ترطیب ماکول و مشروب کی نہ رہے بعد اس کے جب ماکول و مشروب کی ترطیب اس ترطیب کے ساتھ یکجا ہو مادہ کی افزائش بدن سے ہوگی اور تصرف طبیعت کا ہضم کرنے میں مادہ کے فاسد ہو جائے گا جیسے بکثرت حمام کرنا خصوصاً بعد طعام کے موانع تحلل رطوبت

جیسے زیادہ آرام دہی جسم کو اور ریاضت اور استفراغ کا ترک کرنا کھانے پینے میں ترفہ اورخوشحالی اور بدتدبیری۔اور کبھی اسباب تخمہ کے داخلی بھی ہوتے ہیں جیسے ضعف قوت ہاضمہ کو ہضم نہ کر سکے یا ضعف قوت دافعہ یا ماسکہ میں کہ اس کی جہت سے اخلاط اندر بند ہو جاتے ہیں اور دفع نہیں ہوتے۔یا مجاری بند ہو جائیں۔

فصل انتیسویں اسباب ضعف اعضا کے بیان

میں یا سبب ضعف کا جرم پر کسی عضو کے وارد ہو یا جو روح حائل قوت منصرفہ کی عضو میں ہے اس پر یا نفس قوت متصرفہ پر وارد ہو جو ضعف کہ اس میں اس کا سبب خاص عضو میں وارد ہو یا سوء مزاج مستحکم ہوتا ہے خصوصاً سوء مزاج بارد اگرچہ سوء مزاج حار بھی اکثر ایسا فعل کرتا ہے کہ اس سے ضعف پیدا ہو جیسے سوء مزاج بارد کہ تخدیر پیدا کر کے فساد مزاج روح کر دیتا ہے جس طرح کوئی شخص دیر تک حمام میں ٹھہرے بلکہ جس پر حمام وغیرہ میں غشی عارض ہو اور سوء مزاج یابس قوی کو نفوذ سے منع کرتا ہے کہ تکثیف مسامات پیدا ہوتی ہے اور سوء مزاج رطب بجہت ارخا اور ڈھیلا کرنے اور مانع ہونے کے ضعف پیدا کرتا ہے۔اور کبھی کوئی مرض امراض ترکیب سے خاص کر دہ مرض جس کی اذیت بخوبی ظاہر نہ ہو عضو کو ضعیف کرتا ہے مرض اور الم یا فث عضو کی پیٹھ میں ہے اس کو ڈھیلا کر دیتے ہیں اس لئے کل افعال طبعی اور ارادی بذریعہ لیف اور اس کی ترکیب اور تالیف کے تمام ہوتے ہیں اور ہضم بھی امساک جید کی طرف ہیات چند پر محتاج ہے اور یہ بھی بذریعہ لیف کے تمام ہوتا ہے اور جو ضعف بجہت اس کے عارض ہوتا ہے کہ سبب خاص روح میں ہو تو وہ یا سوء مزاج ہے یا تحلل روح کا بوجہ استفراغ خاص روح کے یا کسی اور چیز کے استفراغ کے روح کا استفراغ تابع ہو جس صورت میں سبب ضعف خاص قوت پر وارد ہوتا ہے اس کی وجہ کثرت اور تکرار انفعال ہوتی ہے کہ اس کی جہت سے قوت میں سستی آجاتی ہے اور اگرچہ ہمراہ اس کثرت کے تحلل رح کا بھی برسبیل یکجائی ایک سبب کے دوسرے سبب کے ساتھ واقع ہوتا ہے جس

وقت ہم شمار اسباب کا دوسرے طور پر کریں گے اور اس وقت اسباب بعیدہ کو جو واسطے اسباب ملاحقہ کے سبب واقع ہوئے ہیں بھی ذکر کریں گے تب اسباب سوء مزاج کے معلوم ہوں گے انہیں اسباب میں سے فساد آب وہوا اور اشیائے خوردنی کا ہے انہیں اسباب میں سے وہ چیزیں ہیں جو اولاً روح کو خالی کر دیتی ہیں جیسے بوئے بد یا خراب ہو جاتا پانی کا خواہ پھیلنا سمیت کا ہوا یا بدن میں منجملہ اسباب ضعف کے وہ چیزیں جو استفراغ سے متعلق ہے جیسے نزف الدم یا اسہال خصوصاً رقیق اخلاط کا۔ مائیت استسقا جس وقت اخلاط رقیقہ بکثرت دفعتہً رواں ہونے سے پیدا ہوئی ہو اور پیدائش اس کی بھی چاک کرنے دبیلہ کبیرہ سے ہوتی ہے جس وقت اس سے مدہ کثیر دفعتہً جاری ہو اور اسی طرح اگر خود بخود دبیلہ میں شگاف پیدا ہو اور پھٹ جائے اور **ایضاً** عرق کثیر اور ریاضت بحد افراط اور اوجاع ہر قسم کے یہ سب چیزیں تحلیل روح کی کرتی ہیں اگرچہ کبھی مزاج میں بھی تغیر پیدا کر دیتی ہیں بعض قسم کا درد ایسا ہوتا ہے کہ تحلیل روح میں تاثیر اس کی زیادہ ہوتی ہے جیسے درد فم معدہ کا ممدوہ ہو یا لاذع یا جو درد قریب اطراف قلب کے ہو حمیات سے بھی ضعف بوجہ تحلیل اور استفراغ بدنی اور روحانی کے ہوتا ہے اور تبدیل مزاج بھی ہو جاتی ہے مسامات کا وسیع ہونا حدوث ضعف تحلیلی پر معین ہے اور بہت بھوکا رہنا بھی اسی قسم سے ہے کبھی ضعیف تمام بدن کا ایک عضو یا اس کے جزو کے تابع ہوتا ہے جیسے ضعف بدن کا اس اذیت سے پیدا ہوتا ہے جو فم معدے کو پہنچے تاانیکہ قوت اس کی تحلیل ہو جائے جس شخص کا قلب اور دماغ تھوڑی اذیت سے زیادہ متاثر ہوتا ہو اس کو بیقراری اور انحلال قوت بہت جلد تھوڑی چیز سے ہو جاتی ہے کبھی سبب ضعف بدن کا بکثرت مشقت اٹھانے امراض سے ہوتا ہے اور کبھی بعض جزو اعضا کے خلقت میں ضعیف ہوتے ہیں بہ نسبت بعض اجزا کے اور کبھی ایک عضو بہ نسبت دوسرے عضو کے ضعیف ہوتا ہے جیسے ریہ اور دماغ پھر اس کا قبول بہ نسبت اس چیز کے جس کو قوی دفع کریں اصل خلقت میں بذاتہ ہوتا ہے اگر دماغ کو خصوصیت

ایسے مکان بلند سے نہ ہوتی جہاں اب ٹھہرا ہوا ہے ہر آئینہ اس قدر ضعیف ہوتا کہ اس میں طاقت قبول فضول کی مطلق نہ ہوتی اور بروقت پہنچنے فضول کے اس کی قوت باقی نہ رہتی **تعلیم تیسری میں گیارہ فصلیں اور دو جملہ ہیں فصل پہلی میں کلام کلی اعراض اور دلائل میں کیا جاتا ہے** اعراض وہ علامات ہیں جو ایک حالت پر حالات ثلاثہ بدنیہ سے دلالت کرتے ہیں یا کسی امر حاضر پر کہ یہ دلالت بقول **جالینوس** کے طبیب اور مریض دونوں منتفع ہوتے ہیں طبیب کو فائدہ پیشین بینی کا ہوتا ہے اور مریض بوجہ واقفیت کے تدبیر مناسب پر قائم رہتا ہے اور سوء تدبیر نہیں کرتا۔ حالت صحت کے بعض علامات ایسے ہیں جو اعتدال مزاج پر دلالت کرتے ہیں اور ان کا ذکر اپنے مقام پر کیا جائے گا اور بعض علامات استوائے ترکیب پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے بعض جوہری اور اصلی ہیں مثلاً خلقت وضع مقدار عدد اسی طور پر ہوں جو اس بدن کے لائق ہیں اس کی تفصیل اسباب گذشتہ میں بخوبی ہو چکی ہے اور بعض علامات عارضی ہیں جیسے حسن و جمال اور بعض علامات تمامی ہیں اور بھی از قسم تمام افعال کے اور متمر رہنے انہیں افعال کے اوپر کمال کے پس جس عضو کا فعل تمام ہو وہ حالت صحت پر ہے اور طریقہ استدلال کا افعال سے اعضائے رئیسہ پر یہ ہے کہ دماغ کے احوال افعال ارادی کے اور افعال حس اور توہم کے دیکھے جائیں اور قلب کا حال بذریعہ نفس اور نبض کے دریافت کیا جائے اور جگر کا بوسیلہ بول و براز کے ملاحظہ کیا جائے اس لئے کہ ضعف جگر کو بول و براز شبیہ بہ غسالہ گوشت تازہ کے تابع ہوتا ہے جو اعراض کہ امراض پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے بعض اعراض نفس مرض پر دلالت کرتے ہیں جیسے اختلاف نبض کا سرعت میں بیچ تپ کے کہ وہ نفس حمی پر دلالت کرتا ہے اور بعض اعراض مقام مرض پر دلالت کرتے ہیں جیسے منشاریت نبض کی جس وقت کہ درد اطراف صدر میں ہو دلالت کرتی ہے کہ ورم غشا اور حجاب میں ہے اور اوجی ہونا نبض کا ایسے ہی

وقت میں کہ درد اطراف صدر میں ہو دلیل ہے کہ ورم جرم ریہ میں ہے بعض اعراض سبب مرض پر دلالت کرتے ہیں جیسے علامات امتلا کے مختلف طور پر کہ ہر قسم کا حال ایک جداگانہ امتلا پر دلالت کرتا ہے۔ بعض اعراض معقطہ ہوتے ہیں کہ شروع ہو کر ہمراہ مرض کے منقطع ہو جاتے ہیں جیسے حمائے حادہ اور وجع ناخس اور ضیق النفس اور سرفہ یابس یا نبض منشاری ذات الجنب کے ساتھ اور بعض اعراض کے واسطے کوئی وقت معلوم نہیں ہے کبھی تابع مرض ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا ہے جیسے دردسر واسطے تپ کے اور بعض اعراض آخر مرض میں پیدا ہوتے ہیں ان میں سے علامات بحران وغیرہ علامات نضج کے اور علامات نضج نہ ہونے کے انہیں میں سے علامات ہلاکت کے ہیں اور یہ علامات اکثر امراض حادہ میں ہوتے ہیں بعض علامات ایسے ہیں جن کی دلالت امراض پر ظاہر اعضا میں ہوتی ہے اور وہی یا خاص محسوسات سے ہوں جیسے احوال لون کے اور حالات ملمس کی سختی اور نرمی اور حرارت اور برودت وغیرہ میں اور یا محسوسات مشترکہ سے ہوں یعنی دو حس خواہ زیادہ سے دریافت ہوں اور یہ ماخوذ خلقت اعضا اور اوضاع اور حرکات اور سکون اعضا سے ہوتے ہیں بیشتر ان میں سے احوال باطنی پر دلالت کرتے ہیں جیسے اختلاج ہونٹھ کا اوپر تے کے اور ان احوال کی زیادتی اور کمی مقدار اور عدد پر دلیل ہوتی ہیں کبھی ان کو دلالت احوال اعضائے باطنی پر ہوتی ہے جیسے چھوٹا ہونا انگلیوں کا جگر کے چھوٹے ہونے پر دلالت کرتا ہے استدلال براز سے اس طرح پر کہ سیاہ ہے یا زرد محسوس بحس بصر ہے اور قراقر سے استدلال نضج اور بدہضمی پر سمعی ہے ازیں قبیل استدلال خوشبو اور منہ کے ذائقہ وغیرہ سے ہے اور استدلال ناخن کے گول ہو جانے سے دق اور سل پر بحس بصر ہوتا ہے مگر از قسم محسوسات مشترکہ ہے کبھی ایک محسوس ظاہری ایک امر باطنی پر دلالت کرتا ہے جیسے رخسارے کا سرخ ہونا ورم ریہ پر اور ناخن کا گول ہونا قرحہ ریہ پر استدلال بذریعہ حرکات اور سکنات کے بیان میں بسط تفصیلی چاہتا ہے۔ جو اعراض از قسم سکون محسوس ہوتے ہیں جیسے سکتہ اور

ہوتی ہے اور کبھی ان سے امراض باطنی پر بھی استدلال کیا جاتا ہے جیسے سرخی رخسار سے اوپر ذات الریہ کے منجملہ علامات کے وہ علامتیں ہیں جن سے امراض باطنی پر استدلال کیا جاتا ہے مگر لائق بحال مستدل یہ ہے کہ اگر ان علامات سے امراض باطنی پر استدلال کرنا چاہیے تو پہلے معرفت علم تشریح کی حاصل کرلے تاکہ اس کو شناخت جوہر کی ہر ایک عضو کے حاصل ہو اور وہ بخوبی جانے کہ یہ عضو لحمی ہے یا غیر لحمی اور اس کی خلقت کیسی ہے مثلاً اس شکل کا ورم اس عضو میں ہوسکتا ہے یا اس کے غیر میں یعنی شکل اس عضو کی مناسب اس ورم کے ہے یا غیر مناسب ہے اور یہ پہچانے کہ اس عضو میں کوئی شے محتبس ہوسکتی ہے یا اس کے گرد نہیں جاسکتی بجہت اس کے کہ وہ مزلق ہے اور بوجہ لغزش دینے کے جو مادہ اس میں پہنچتا ہے اس کو ہٹا دیتی ہے جیسے معائے صائم اور اگر احتباس مادہ کا اس میں ممکن ہے یا بوجہ ازلاق کے کوئی چیز اس سے جدا ہوسکتی ہے پس کون سی چیز قابل محتبس ہونے کے ہے اور کون چیز قابل پھیل جانے کے ہے جب اس کا مقام پہچانے گا اس وقت جس چیز کا حس وجع یا ورم سے کرے گا اس پر حکم قطعی اس طرح پر کرے گا کہ یہ وجع یا ورم خاص اسی عضو پر وارد ہوا ہے یا اس سے کچھ دور ہے اور چونکہ مشارکت اس عضو کی پہچانے گا حکم کرے گا کہ یہ وجع اس عضو خاص میں ہے یا بمشارکت کسی دوسرے عضو کے ہے اور یہ بھی جانے گا کہ مادہ کا انبعاث یعنی برانگیختہ ہونا نفس عضو میں ہوا ہے یا اس کے شریک سے یہ مادہ وارد ہوا ہے اور اگر یہ مادہ جدا ہوا ہے تو خاص جوہر عضو سے جدا ہوا ہے یا یہ عضو راہ میں اس عضو کے واقع ہے جس میں سے انفعال اس مادہ کا ہوا ہے اور یہ پہچانے گا کہ یہ عضو کس مادہ کو محتوی ہے مثلاً پہچانے گا کہ اس چیز کا نکلنا اس عضو سے ممکن ہے یا نہیں اور فعل اس عضو کا پہچانے گا تاکہ اگر اس کے فعل میں کوئی آفت ہو اسی سے اس کے مرض کو پہچانے یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ ان پر بذریعہ علم تشریح کے واقفیت حاصل ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ جو طبیب امراض اعضائے باطنی کی تدبیر کرنا چاہے اس کو تشریح کے جاننے کی

کرتا ہے یا بجہت مقدار کے دلالت کرے جیسے چھلکے براز میں سحج میں اگر غلیظ ہوں قرحہ امعائے غلاظ پر دلالت کریں گے اور اگر رقیق ہوں تو باریک انتڑیوں کے قرحہ پر دلیل ہوں گے یا بوجہ لون کے دلالت کرے جیسے رسوب قشری سرخ بول میں اس کی دلالت اعضائے لحمی مثل گردہ وغیرہ کے خواہش پر یا رسوب ابیض ہو تو اس کی دلالت اوپر اعضائے عصبی مثل مثانہ کے ہوتی ہے جو چیز اس پر دلالت کرتی ہے کہ شے مستفرغ جوہر اعضائے اصلی سے نہیں ہے اس کی دلالت یا اس طرح پر ہوتی ہے کہ خروج شے کا غیر طبعی ہے جیسے اخلاط سلیمہ یا خون جس وقت خارج ہو یا اس سبب سے ہوتی ہے کہ اس کی کیفیت غیر طبعی ہے جیسے خون فاسد خروج اس کا معتاد ہو یا غیر معتاد یا اس سبب سے کہ شے متفرع ہر طرح سے غیر طبعی ہے جیسے پتھری یا اس سبب سے کہ اس کی مقدار غیر طبعی ہے اگرچہ خروج اس کا طبعی ہو اور مقدار کا غیر طبعی ہونا قلت سے ہو یا کثرت سے جیسے براز اور بول معتدل مقدار سے یا کم یا زیادہ یا اس سبب سے کہ اس کی کیفیت غیر طبعی ہو اگرچہ خروج اس کا معتاد ہے جیسے براز اور بول سیاہ یا اس جہت سے کہ جس راہ سے وہ نکلا ہے وہ راہ غیر طبعی ہو گو نکلنا اس کا کسی راہ میں طبعی ہے جیسے براز کا نکلنا منہ سے ایلاؤس میں وجع کے دلائل دو جنسوں میں منحصر ہیں اس لیے کہ درد یا اپنے مقام پر دلالت کرے مثلاً اگر داہنی طرف ہے تو جگر میں ہوگا۔ اور بائیں طرف ہو تو طحال میں ہوگا اور کبھی درد اپنی قسم سے اپنے سبب پر دلالت کرتا ہے جیسا تعلیم اسباب میں مفصل بیان ہو چکا مثلاً اگر ثقیل ہو دلالت کرے گا کہ ورم عضو غیر حساس میں ہے یا ایسے عضو میں ہے جس کی حس باطل ہوگئی ہے اور وجع ممدد کثرت مادہ پر دلالت کرتا ہے اور وجع لاذع مادہ حادہ پر دلالت کرتا دلائل ورم کے تین طرح پر ہوتے ہیں کبھی دلالت جوہر ورم سے ہوتی ہے جیسے سرخی اوپر ورم صفراوی کے اور سختی سوداوی پر اور کبھی موضع ورم سے دلالت ہوتی ہے کہ داہنی جانب کا ورم دلالت کرتا ہے کہ نزدیک جگر کے ہے اور بائیں جانب کا ورم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اطراف

طحال میں ہے کبھی دلالت بذریعہ شکل ورم کے ہوتی ہے اگر ہلالی ہو معلوم ہوگا کہ نفس جگر میں ورم ہے اور اگر طولانی ہو معلوم ہوگا کہ اس عضلہ میں ہے جو اوپر جگر کے واقع ہے اور دلائل وضع کے یا موضع ورم سے ہوتے ہیں یا مشارکات سے موضع ورم کے دلائل ظاہر ہیں اوپر مشارکات اس طرح پر جیسے استدلال کیا جائے اوپر ایک درد کے جو انگلی میں ہو سبب سابق سے باین طور پر کہ یہ الم بجہت ایک آفت کے ہے جو چھٹی زوج میں عنق کے ازواج عصبانی کے عارض ہوئی ہے

فصل دوسری علامات فارقہ درمیان امراض خاصہ اور مشارکہ کے بیان میں چونکہ امراض کی یہ کیفیت ہے کہ کبھی ابتداء ایک عضو خاص میں عارض ہوتے ہیں اور کبھی بمشارکت دوسرے عضو کے پیدا ہوتے ہیں جس طرح سر کو امراض معدے سے مشارکت ہوتی ہے لہذا واجب ہے کہ ایک حد فارق درمیان مرض اصلی اور مرض مشارک کے ایسی تجویز کی جائے جو علامت فاصل ہو اور ایک کو دوسرے سے جدا کرے پس ہم کہتے ہیں کہ واجب ہے تامل کرنا اس بات میں کہ دو بیماریوں میں سے پہلے کون عارض ہوئی وہی اصلی ہے اور دوری مشارک ہے یا دونوں میں سے کون بیماری ایسی ہے کہ ایک کے زائل ہونے کے بعد دوسری باقی رہتی ہے کہ وہی اصلی ہے اور کبھی شناخت بالضد بھی ہوتی ہے مثلاً مرض مشارک وہی تجویز کیا جاتا ہے جو کسی مرض کے پیچھے عارض ہو اس کی ضد یہ ہے کہ جو پہلے عارض ہو وہی اصلی ہے یا مرض مشارک وہ ہے جس میں سکون کسی اور مرض کے سکون سے پیدا ہو اس کی ضد یہ ہے کہ مرض اصلی وہ ہے کہ اپنے ہمراہی کے سکون سے اس میں سکون نہ ہو لیکن کبھی معرفت بالضد میں غلط واقع ہوتا ہے اس طرح پر کہ اکثر مرض اصلی محسوس نہیں ہوتا اور نہ ابتدا میں ایذا دہ ہوتا ہے بعد اس کے جب مرض مشارک ظاہر ہوتا ہے اصلی کا بھی ضرر محسوس ہوتا ہے حالانکہ مرض مشارک درحقیقت بعد مرض اصلی کے عارض ہے اور اس کے پیچھے پیدا ہوا ہے لیکن

چونکہ ظہور اثر میں مرض مشارک بمنزلہ اصلی کے معلوم ہوتا ہے اس جہت سے یہی گمان ہوتا ہے کہ مرض اصلی بھی مشارک یا عارض ہے اور بیشتر مرض اصلی سے بالکل غفلت ہوتی ہے اور فقط عارضی شرکی مرض پر آگاہی ہوتی ہے اس غلط سے بچنے کی تدبیر ہو لے کہ طبیب علم تشریح اعضا سے بخوبی واقف ہوتا کہ مشارکت اعضا کی اس علم کے ذریعہ سے پہچانے اور جو آفات ایک ایک عضو میں واقع ہوتے ہیں خواہ محسوس ہوں یا غیر محسوس پس توقف کرے گا مرض میں حکم قطعی کرنے سے اور اس کو اصلی بدون تامل صحیح کے قرار نہ دے گا اس لیے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ عروض اس مرض کا بالتبع ہو پس مریض سے ان علامات کو پوچھے گا جو مشارک اعضائے عضو علیل میں ہیں اور محسوس اور ایذا دہ نہیں ہیں کہ ان کی ایذادہی ظاہر ہو اور نہ ایسے اعراض پیدا کرتے ہیں جو قریب اعراض ایذادہندہ کے ہوں البتہ ان کے تابع چند امور بعید ایسے ہیں کہ جو محسوس ہیں اور مریض بجہالت ان کو عوارض مرض اصلی کا جو ان ظاہری اعراض کے واسطے معروض بعید ہی قرار دیتا ہے ان امور کی معرفت سوائے طبیب کے اور کسی کو نہیں ہوتی اور طبیب بھی اکثر ہدایت آپ اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ افعال کی مضرت میں تامل کرے اگر مضرت افعال کو سابق پائے حکم کرے گا کہ مرض مشارک ہے تاہم بعض اعضا ایسے ہیں کہ اکثر حال میں ان کے امراض متاخر ہوتے ہیں بہ نسبت امراض دوسرے اعضا کے مثلاً سر کا یہی حال ہے کہ اس کے امراض بمشارکت امراض معدے کے ہوتے ہیں عکس اس کا بہت کم ہے یعنی معدے کے امراض تابع امراض سر کے نہیں ہوتے ہیں ہم ناظر کتاب کے سامنے چند علامات امزجہ اصلی اور عارضی کے لاتے ہیں اور بطور عموم بیان کرتے ہیں اور وہ امراض جو ہر ایک عضو سے خاص ہیں ان کا بیان باب امراض خاصہ میں کیا جائے گا امراض ترکیب میں سے جو مرض ظاہر ہوا سے حس پہچانے گی اور جو مرض ان میں سے باطنی ہو سوائے امتلاء اور سدہ اور ورم اور تفرق اتصال کے محصور کرنا اس کا حکم کلی میں دشوار ہے اسی طرح جو اقسام امتلاء اور سدے

اور ورم اور تفرق اتصال کے ایک ایک عضو سے خاص ہیں کہ ان کا بیان بھی بطور کلی نہیں ہو سکتا اس لیے مناسب ہے کہ ان دونوں کا بیان مباحث جزئی میں کیا جائے

فصل تیسری علامات امزجہ کے بیان میں

جن دلائل سے معرفت احوال مزاجوں کی ہوتی ہے ان کی دس قسمیں ہیں **پہلی قسم** ملمس ہے اور ملمس سے اس طرح شناخت ہوتی ہے کہ تامل کیا جائے کہ ملمس مریض کا مساوی ملمس صحیح کے بدن معتدل سے ہوائے معتدل میں ہے یا نہیں اگر مساوی ملمس صحیح کے ہو اعتدال پر دلالت کرے گا اور اگر لامسہ صحیح المزاج کا اس بدن کی گرمی یا سردی یا نرمی یا سختی سے جسد طبعی سے زیادہ منفعل ہو اور اس وقت کوئی سبب خارجی ہو یا غسل یا اور پسم کے مسخن اور مبرد سے نہ ہو جس سے بدن میں گرمی یا سردی زیادہ ہوتی یا سختی اور نرمی بڑھتی یا گھٹتی ہے اس وقت اس بدن کے غیر معتدل مزاج ہونے پر حکم کرنا چاہیے کبھی اطراف بدن کی نرمی اور خشکی سے بھی حال بدن کا پہچانا جاتا ہے اگر اطراف کی نرمی اور خشکی کسی سبب غریب کی جہت سے نہ ہو با ایں ہمہ نرمی اور سختی کے جہت سے حکم کرنا صحت دلائل اعتدال کے تقدم پر موقوف ہے یعنی پہلے حرارت اور برودت کے اعتدال کے دلائل موجود ہوں لیں تب نرمی اور سختی کی طرف لحاظ کرنا چاہیے اس لیے کہ اگر یہ دلائل ہوں ممکن ہے کہ حرارت حادثہ ملمس سخت اور درشت کو نرم کر دے چہ جا کہ ملمس معتدل کہ اس کی تحلیل بہ نسبت ملمس خشن کے زیادہ کرے گی اور نرمی پیدا ہو گی پس تو ہم اس بات کا ہو گا کہ یہ ملمس بالطبع نرم اور تر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ حرارت موجودہ ملمس بارد اور لین کو سخت کر دے چہ جا کہ ملمس معتدل کہ اس میں انجماد پیدا کر کے تکثیف ظاہر کرے گی پس گمان کیا جائے گا کہ ملمس بالطبع خشک ہے جیسے برف اور گھی لیکن برف کا منعقد ہونا بستہ ہو کر ہوتا ہے اور گھی کا انعقاد بطور قوام غلیظ کے ہوتا ہے اکثر قابل اس انفعال کے اس مزاج کا بدن ہے جو نرم بالطبع ہو اگرچہ نحیف و لاغر ہو اس لئے کہ خامی اس میں زیادہ ہوتی

ہے۔ **دوسری قسم** وہ دلائل ہیں جو لحم اور شحم سے ماخوذ ہیں اس لئے کہ گوشت سرخ اگر زیادہ ہو دلالت حرارت اور رطوبت پر کرے گا اور اس بدن میں سختی ہو گی اور اگر گوشت تھوڑا ہو اور چربی زیادہ نہ ہو دلالت حرارت اور یبس پر کرے گی سمین اور شحم بافراط ہمیشہ دلالت برودت پر کرتے ہیں اور بدن ڈھیلا ہو جاتا ہے اگر ہمراہ اس کے رگیں تنگ ہوں اور خون کم ہو اور صاحب جسم بروقت بھول کے بہت ضعیف اور رنزار ہو جائے اس لیے کہ خون اصلی جس سے تغذیہ اعضا کا ہوتا ہے بروقت بھوک کے نہیں پاتا اس بات کو دلالت اسی پر ہے کہ یہ مزاج اس کا طبعی ہے اور اگر یہ پچھلی علامتیں ہمراہ سمین اور شحم اور ترہل بدن کے نہ ہوں جاننا چاہیے کہ مزاج اس کا غیر طبعی ہے بلکہ غرضی اکتسابی ہے سمین اور شحم میں کمی حرارت پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ ان دونوں کا مادہ خون کی وسومت سے ہے اور علت فاعلی ان دونوں کی برودت ہے اسی واسطے جگر پر ان کے کمی ہوتی ہے اور انتڑیوں پر زیادتی اور قلب پر سمین اور شحم کی زیادتی بہ نسبت جگر کے بجہت مادہ کے ہے نہ بوجہ مزاج اور صورت کے اس لئے کہ توجہ طبیعت کا اسی مادہ سے متعلق ہے سمین اور شحم کا بدن پر منجمد ہونا کم و بیش بحسب قلت و کثرت حرارت کے ہوتا ہے جو بدن لحیم ہو اور اس میں کثرت سمین اور شحم کی نہ ہو اس کا مزاج گرم و تر ہوتا ہے اور اگر گوشت سرخ زیادہ ہو اور سمین اور شحم کم ہو افراط رطوبت پر دلیل ہے اور اگر یہ دونوں زیادہ ہوں افراط برودت اور رطوبت پر دلیل ہے اور اس بات پر کہ بدن بارد رطب ہے زیادہ تر ضعیف بارد یابس بدن ہوتا ہے اس کے بعد حار یابس بعد اس کے یابس جو حرارت اور برودت میں معتدل ہو اس کے بعد بدن حار جو رطوبت اور یبوست میں معتدل ہو **قسم تیسری** جو دلائل بالوں کی جہت سے لیے جاتے ہیں اور اس میں لحاظ اتنے امور کا ہوتا ہے جلدی نکلنا یا دیر میں، کثرت بالوں کی یا قلت، باریک ہونا یا گندہ ہونا، سیدھا ہونا یا پیچدار ہونا، رنگ بالوں کا اس استدلال میں ایک قاعدہ مستحکم ہے جلدی بالوں کا نکلنا یا دیر میں نکلنا اس سے استدلال اس طرح

پر ہوتا ہے کہ جس کے بال دیر میں نکلیں یا نہ نکلیں اور اس کے بدن میں ایسے علامات نہ ہوں کہ اس میں خون کم ہے معلوم کرنا چاہیے کہ اس کا مزاج مرطوب ہے اور اگر جلد نکل آئیں تو بدن اس کا اتنا مرطوب نہ ہوگا بلکہ مائل بہ یبوست ہوگا مگر اس کے مزاج کی حرارت اور برودت پر استدلال اور دلائل سے کرنا چاہیے جس کا ذکر ہو چکا ہاں اگر بدن میں حرارت اور یبوست مجتمع ہو بہت جلد بال نکلیں گے اور ان میں کثرت اور گندگی ہوگی اس کی دلیل یہ ہے کہ بالوں کی کثرت زیادتی حرارت پر دلالت کرتی ہے اور گندہ ہونا کثرت کے ساتھ اس کو دلالت دخان کی زیادتی پر ہے جیسے جوانوں میں سوائے لڑکوں کے اس لئے کہ لڑکوں کا مادہ بخاری ہے دخانی نہیں ہے اور ان دونوں باتوں کی ضد یعنی برودت اور رطوبت سے دیر میں بال اگتے ہیں اور دقیق اور کم ہوتے ہیں اور استدلال شکل سے بالوں کی اس طرح پر ہے کہ جعودت یعنی پیچدار ہونا حرارت اور یبس پر دلالت کرتا ہے اور کبھی اس کو دلالت ہوتی ہے کہ سوراخ اور مسام پیچدار ہے اور یہ بات مزاج کے تغیر سے نہیں بدلتی ہے اور حرارت اور یبوست تغیر مزاج سے بدل جاتی ہے اور سیدھا ہونا بالوں کا پیچدار ہونے کے ضد پر دلالت کرتا ہے رنگ کے ذریعہ سے اس طرح استدلال کیا جاتا ہے کہ سیاہی بالوں کی حرارت پر دلالت کرتی ہے اور میگون ہونا بالوں کا برودت پر دلالت کرتا ہے اور اشقر ہونا اور سرخ ہونا اعتدال پر دلالت کرتا ہے اور سفید ہونا یا برودت اور رطوبت پر دلالت کرتا ہے جیسے پیری میں یا نہایت خشکی پر جیسے گھانس کو بروقت خشکی کے جب اس کی سیاہی جاتی رہے ایک سفیدی عارض ہوتی ہے اور وہ رنگ سبز مائل بسفیدی ہوتا ہے اور یہ بات آدمیوں کو بعد ان امراض کے عارض ہوتی ہے جن سے خشکی پیدا ہوتی ہے سبب پیری کا نزدیک **ارسطاطالیس** کے استحالہ ہے طرف لون بلغم کے اور نزدیک **جالینوس** کے پھپھوند لگنا جو غذا کو لازم ہے بروقت بال بن جانے کے اگر غذا سرد ہو اور بطی الحرکت ہو جب تک کہ مسام میں نفوذ کرتی ہے اور اگر

ارسطاطالیس اور جالینوس کے اقوال میں تامل کیا جائے تو قریب قریب معلوم ہوں گے اس لئے کہ سبب بلغم کی سفیدی کا اور علت سفید ہو جانے جسم حنکرح یعنی پھپھوندلگی ہوئی کی ایک ہی چیز ہے اور تحقیق اس کی طبیعات میں ہے اور بعد اس کے جاننا چاہیے کہ ابدان اور موادون کو بالوں میں تاثیر ایسی ہے کہ اس کی رعایت کرنی مناسب ہے حبشی سے امید نہیں کہ اس کے بال اشقر ہوں تاکہ اس کے اعتدال مزاج پر استدلال کیا جائے وہ مزاج معتدل جو اس کے صنف کے واسطے ہے اور صقلابی سے سیاہ بالوں کی امید نہیں ہے تاکہ اس کے مزاج کی گرمی پر استدلال کیا جائے یعنی وہ مزاج جو اس کے صنف خاص کے واسطے ہے رسن کو بھی بالوں میں تاثیر ہے پس جوانوں کا حال مثل سکان اقلیم جنوبی کے ہے اور لڑکوں کا مثل شمالی کے اور کہول متوسط ہیں کثرت بالوں کی لڑکوں میں دلالت کرتی ہے کہ مزاج اس کا سوداوی ہونا ضرور ہے جب بڑا ہوا اور بڈھا ہو کثرت بالوں کی اس بات پر دلیل ہے کہ بالفعل سوداوی مزاج ہے **چوتھی قسم**۔ وہ دلائل ہیں جو رنگ بدن سے متعلق ہیں سپیدی رنگ کی دلالت کرتی ہے کہ خون بدن میں نہیں ہے یا کم ہے اور برودت مزاج پر دلیل ہے اور زردی اور اشقر کثرت حرارت پر دلالت کرتے ہیں مگر زردی کو صفراوی بھی نہ ہو جیسے بعد نقاہت مرض کے رنگ زرد ہو جاتا ہے تیرگی رنگ کی شدت برودت پر دلالت کرتی ہے پس اس کے سبب سے خون بدن کم ہو کر منجمد ہو جاتا ہے اور طرف خلط سودا کے متحیل ہو جاتا ہے اور رنگ جلد کو سیاہی کی طرف بدل دیتا ہے گندم گون ہونا حرارت پر دلیل ہے اور بے چینی ہونا یبوست اور برودت پر دلیل ہے اس لیے کہ یہ رنگ سودائے خالص کے تابع ہوتا ہے جسی یعنی چونے کا رنگ صریح برودت اور بلغمیت پر دلالت کرتا ہے رصاصی یعنی سیسے کا رنگ رودت اور رطوبت پر مع کسی قدر سوداویت کے دلالت کرتا ہے اس لئے کہ اس رنگ میں سفیدی تھوڑی سبزی کے ساتھ ہوتی ہے پس سفیدی تابع بلغم کے رنگ یا مزاج مرطوب کے ہوگی اور سبزی تابع

خون جامد کے جو مائل بسواد ہو جس میں بلغم کی شرکت ہے کہ اس نے اس کو سبز کر دیا عاجی یعنی ہاتھی کے دانت کا سا رنگ بدن کا برودت بلغم پر جس میں تھوڑا صفرا ملا ہو دلالت کرتا ہے اکثر تغیر رنگ کا بسبب جگر کے طرف زردی اور سفیدی کے ہوتا ہے اور بسبب طحال کے طرف زردی اور سیاہی کے اور امراض بواسیری میں طرف زردی اور سبزی کے مگر یہ حکم دائمی نہیں ہے بلکہ اس میں کبھی اختلاف بھی واقع ہوتا ہے زبان کے رنگ سے استدلال بدن کے ساکن رگوں کے حال پر قوی ہے آنکھ کے رنگ سے استدلال مزاج دماغ پر قوی ہے کبھی ایک ہی مرض میں وہ عضو کے مختلف دو رنگ ہو جاتے ہیں جیسے سپیدی زبان کی بحالت بیاری یرقان کے جو بجہت شدت سوزش مرار کے عارض ہو تمام بدن میں اور جلد چہرہ کی سیاہ ہو جاتی ہے **پانچویں قسم** وہ دلائل جو بنظر ہیئت اعضا کے معتبر ہوتے ہیں گرم مزاج کا سینہ چوڑا ہوتا ہے اور بزرگی اطراف اور ان کا استادہ ہونا بے تنگی اور کوتاہی کے اور رگوں کا کشادہ اور ظاہر ہونا نبض کا عظیم اور قوی ہونا عضل کا عظیم ہونا اس کا مفاصل سے قریب ہونا یہ علامات گرم مزاج کے ہیں اس لئے تمام افعال تشویہ اور ہیئات کری حرارت اور برودت سے تمام ہوتے ہیں اور رتابع حرارت کے اضداد ان امور کے ہوتے ہیں اس لیے کہ قوائے طبعی بجہت حرارت کے تمیم افعال پیدائش اور اتمام خلقت سے قاصر رہتے ہیں خشک مزاج کے تابع سوختگی اور مفاصل کا ظاہر ہونا اور غضروف کا حجرہ اور بنی میں نمودار ہونا اور ناک کا سیدھا اور پتلا ہونا **چھٹی قسم** وہ دلائل جن کا اعتبار بوجہ انفعال دلائل اعضا کے ہوتا ہے اگر کوئی عضو بہت جلد گرم ہو جائے بے اس کے کہ اس کو زیادہ استعمال یا مزاولت یعنی یکجائی حرارت کی حاجت ہو وہ حار المزاج ہے یعنی جو بدن تھوڑی سی گرم شے کے استعمال سے زیادہ حرارت حاصل کرے اس کا مزاج حار ہے اس لیے کہ استحالہ جنس مناسب میں آسان ہوتا ہے بہ نسبت استحالہ کے طرف کیفیت مخالف کے اور اگر بہت جلد سرد ہو جائے امر بالعکس ہوگا دلیل بعینہ وہ ہے جو مذکور

ہوئی اگر کوئی معترض کہے کہ دونوں مقام پر امر بالعکس ہونا چاہیے اس لئے کہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہر شے میں اثر اس کی ضد کا زیادہ ہوتا ہے اور یہ ایسی بدیہی بات ہے کہ اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور تمہارا کلام کہ جنس مناسب کی طرف استحالہ بآسانی ہوتا ہے اس بات کو لازم کرتا ہے کہ انفعال شبیہ سے اولی اور بخوبی ہو اور ضد سے کم ہو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ جو شبیہ منفعل نہیں ہوتی ہے اپنی شبیہ سے وہ ایسی ہوتی ہے کہ اس کی کیفیت اور اس کی شبیہ کی کیفیت نوع میں واحد ہوتی ہے و نیز طبیعت میں اور اسخن شبیہ ابرو سے نہیں ہے بلکہ دو گرم چیزیں بھی کہ ایک ان میں کا بہ نسبت دوسرے کے زیادہ گرم ہو مختلف ہوتی ہیں اور ان میں ایک دوسرے کا شبیہ نہیں ہوتا پس جو چیز بہت گرم نہیں ہے گویا اس بہت گرم چیز کے سرد ہے اور اسی جہت سے کہ ان دونوں میں تضاد مشہوری پایا گیا بہ سبب اختلاف مقدار حرارت کے ایک دوسرے سے منفعل ہوتی ہیں پس جس میں گرمی کم ہو اس کو انفعال اسی جہت سے ہوتا ہے کہ وہ بہ نسبت بہت گرم بارد ہے نہ اس نظر سے کہ دونوں حار ہیں اسی طرح جو نہایت سرد ہے اس سے بھی اسخن منفعل ہوتا ہے اور جس میں کم برودت ہے اسے بھی انفعال بوجہ تضاد کے ہوتا ہے لیکن ایک ان دونوں کا جو بہت گرم ہے غیر اسخن یعنی کم گرم کی کیفیت کو بڑھا دیتا ہے یعنی جو ان میں سے قوی تر ہے اس کی کیفیت معین ہوتی ہے اور دوسرے کی کیفیت کا جس میں نقصان ہوتا ہے پس استحالہ اس کا طرف اس چیز کے جس کی کیفیت بڑھی ہوئی ہے اور اس کی کیفیت اس کے معین ہوتی ہے آسان تر ہے۔ **مترجم کہتا ہے** فرض کرو کہ ایک پانی نہایت گرم ہے اس کو ایک شیر گرم پانی سے ملائیں تو ضرور دونوں کی شیر گرمی اور گرمی میں تغیر ہو جائے گا لیکن محسوس اسی پانی کی کیفیت کا ہوگا جو شیر گرم تھا دونوں پانی میں دو کیفیتیں متضاد تھیں یعنی حرارت اور شیر گرم ہونا اور یہ ظاہر تھیں اسی طرح شیر گرم پانی میں کسی قدر حرارت ضعیف محسوس بھی تھی اور گرم پانی میں کسی قدر برودت مخفی تھی خفیف حرارت شیر گرم پانی

کو قوی حرارت گرم پانی کی بڑھائے گی اور خفیف برودت شیر گرم پانی کی شدید حرارت گرم پانی سے مل کر اکتساب حرارت کا کرے گی مگر یہ استحالہ بطرف ضد حقیقی کے نہیں ہے بلکہ استحالہ شیر گرم پانی کا طرف گرمی کے یعنی استحالہ ایک شے کا طرف ضد مشہوری کے سہل بھی ہے اور آسان بھی **متن** علاوہ یہ ہے کہ اس پر ایک اور چیز ہے جو مختص مشارکات کیفیت میں ہے اور ان میں ناقص بھی ہے مثلاً گرم مزاج براہ طبیعت کے جو بسرعت قبول تاثیر حار دوا کی کرتا ہے اس جہت سے کہ حار مزاج تاثیر اپنے ضد کی کہ وہ برد مانع ہے واسطے زیادتی تسخین حرارت موثرہ خارجیہ کے باطل کرتا ہے جب یہ دونوں یعنی حار مزاج اور حرارت خارجی مل کر اور برودت مانعہ کو باطل کر کے ایک دوسرے کے معین تسخین پر ہوتے ہیں اس کے بعد دونوں کیفیتوں میں اشتداد تام پیدا ہوتا ہے لیکن جس وقت حار خارجی قصد کرے کہ اعتدال باطل ہو جائے حار غریزی جو اندر بدن کے ہے اس کے اس ارادے کی مقاومت کرنا اور اس فعل کو خوب روکتا ہے حتے کہ گرم زہر کی مقاومت اور ان کے دفع مضرت اور ان کے جوہر کا فساد کرنا سوائے حرارت غریزی کے اور کسی سے نہیں ہوتا پس حرارت غریزی طبیعت کے واسطے ایسا آلہ ہے کہ ضرور اس حرارت کو جو خارج سے وارد ہو دفع کرتی ہے اس طرح پر کہ روح کو اس کے دفع پر حرکت دیتی ہے اور حار خارجی کے بخار کو ہٹا کر اس کی تحلیل کرتی ہے اور مادہ حار کو دور کر دیتی ہے اسی طرح شے بارد جو خارج سے وارد ہو حرارت غریزی بجہت ضد کے اس کے ضرر کو دفع کرتی ہے اور یہ خاصیت برودت غریزی کی نہیں ہے اس لئے کہ برودت فقط حار خارجی کی حرارت کو بوجہ ضد کے منع کرتی ہے اور برودت خارجی کی برودت کو منع نہیں کرتی حرارت غریزی کی نہیں ہے اس لئے کہ برودت فقط حار خارجی کی حرارت کو بوجہ ضد کے منع کرتی ہے اور برودت خارجی کی برودت کو منع نہیں کرتی حرارت غریزی ایسی عمدہ چیز ہے کہ رطوبات غریزی کی حفاظت کرتی ہے اس بات سے کہ حرارت غریبہ اس پر غالب ہو اسی وجہ سے جس

وقت حرارت غریزی قوی ہوتی ہے طبیعت اس کے ذریعہ سے رطوبات میں تصرف نضج اور ہضم کرنے پر قادر ہوتی ہے اور ان کے صحیح رکھنے پر محافظ ہوتی ہے پس رطوبات کو بطور اپنے تصرف کے طبیعت متحرک کرتی ہے اور حرارت غریبہ کے تصرف سے باز رکھتی ہے اسی جہت سے رطوبات میں عفونت نہیں آتی ہے اور جس وقت حرارت غریزی ضعیف ہوتی ہے رطوبات کے تصرف سے طبیعت الگ ہو جاتی ہے اس لیے کہ جو آلہ فعل طبیعت کا یعنی حرارت غریزی تھا اور جس کے توسط سے درمیان طبیعت اور رطوبات کے فعل تمام ہوتا تھا وہ ضعیف ہو گیا پس طبیعت اپنے فعل سے ٹھہر جاتی ہے اور سامنا رطوبات سے حرارت غریبہ کا ایسے وقت پر ہوتا ہے کہ حرارت غریزی کا تصرف رطوبات میں نہیں ہوتا اس جہت سے حرارت غریبہ ان رطوبات کے تصرف پر قادر ہو جاتی ہے اور ان رطوبات پر غالب آ کر بحرکت غریب ان کی تحریک کرتی ہے پس عفونت پیدا ہو جاتی ہے پس معلوم ہوا کہ حرارت غریزی آلہ جمیع قوتوں کا ہے اور برودت سب قوی کے منافی ہے اس کا نفع اصلی مطلق نہیں ہے بالعرض کسی قدر نافع ہے جس طرح فصل تیسری تعلیم دوسری میں بیان ہوا اسی وجہ سے کہا جاتا ہے حرارت غریزی اور برودت غریزی کوئی نہیں کہتا اور نہیں نسبت دی جاتی ہیں طرف برودت کے چگونگی حالات بدن کی جیسے نسبت دی جاتی ہے طرف حرارت کے **ساتویں قسم** حالت خواب و بیداری کی ان دونوں کا اعتدال اعتدال مزاج پر دلالت کرتا ہے خصوصاً دماغ کے اعتدال پر زیادتی نوم کی رطوبت اور برودت سے ہوتی ہے اور زیادتی بیداری کی حرارت اور یبوست سے ہوتی ہے خصوصاً دماغ کی حرارت اور یبوست سے **آٹھویں قسم** وہ دلائل ہیں جو بلحاظ افعال کے معتبر ہوتے ہیں اگر افعال کا استمرار مجری طبعی پر ہو اور ہر ایک فعل تمام اور کامل ہوا کرے اعتدال مزاج پر دلیل ہو گا اور اگر تغیر افعال کا بطرف حرکات مفرط کے ہو حرارت مزاج پر دلیل ہے اسی طرح افعال میں سرعت بھی حرارت پر دلالت کرتی ہے جیسے نشو نما میں سرعت یا

بالوں کا جلدی نکل آنا اور دانتوں کا جلدی برآمد ہونا اور اگر افعال میں بلادت اور ضعف ہو کسل اور ماندگی اور سستی رہا کرے برودت مزاج پر دلیل ہوگی اگرچہ کبھی افعال کا ضعف اور بلادت اور سستی بجہت حرارت مزاج کے بھی عارض ہوتی ہے تاہم تغیر مجری طبعی سے خالی نہیں ہے بشرطیکہ ضعف ہو کبھی بسبب زیادتی حرارت کے بھی اکثر افعال طبعی فوت ہو جاتے ہیں اور ان میں نقصان پیدا ہوتا ہے جیسے نوم کہ اکثر بسبب حرارت مزاج کے باطل یا کم ہو جاتی ہے اسی طرح بعض احوال طبعی بجہت برودت کے کبھی زیادہ ہو جاتے ہیں جیسے نوم مگر یہ افعال احوال طبعی میں علی الاطلاق نہیں ہیں بلکہ ان کا شمار افعال طبعی میں کسی شرط اور سبب کی وجہ سے ہوتا ہے نوم کی طرف حاجت حیات اور صحت کو علی الطلاق نہیں ہے بلکہ اس سبب سے ہے کہ روح شغل افعال سے خالی ہو کر آرام پائے تاکہ جو تعب اس کو حالت بیداری میں بوجہ فعل و انفعال کے عارض ہوا ہے نوم میں بوجہ سکون کے زائل ہو جائے یا اس وجہ سے کہ روح کو احتیاج ہضم کرنے میں غذا کی توجہ زائد کی ہے اور حالت بیداری میں دونوں فعل یعنی ہضم غذا و دیگر افعال کے پورا کرنے میں عاجز ہے پس حالت نوم میں چونکہ اور افعال سے معطل ہو جاتی ہے توجہ ہضم غذا پر بخوبی کرتی ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ نوم کا محتاج الیہ ہونا بجہت کسی قدر عجز کے ہے اور عاجز ہونا روح کا یا نیند کا ایک امر غیر طبعی ہے اور خارج حد طبیعت سے ہے اگرچہ یہ خروج طبعی ہے باین لحاظ کہ اس کی ضرورت ہے اس لئے کہ طبعی کا اطلاق ضروری پر باشتراک لفظی ہوتا ہے اس قسم کی دلالت بالتخصیص مزاج معتدل پر ہے باین طور کہ افعال معتدل ہوں اور تمام ہو جائیں اور حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست پر ان کی دلالت تخمینی ہے منجملہ قوی دلائل کے حرارت مزاج پر آواز کا قوی اور بلند ہو جانا اور کلام میں جلدی اور سلسلہ کلام کا منقطع نہ ہونا غصہ کا جلد آنا حرکات میں جلدی خصوصاً آنکھ کی حرکت اگرچہ ان امور کا ظہور کبھی سبب عام سے نہیں ہوتا بلکہ ایسے سبب سے ہوتا ہے جو کسی عضو سے

خاص ہے **نویں قسم** دفع فضول بدنی اور کیفیت اس چیز کی جو دفع ہوتی ہے پس دفع اگر مستمر ہو تو جو چیز براہ بول و براز اور عرق وغیرہ خارج ہوئی ہے تیز ہو اور اس کی بو اور رنگت تیز اور قوی ہو اگر وہ رنگین ہوتا ہے اور بریان اور پختہ ہو اگر اس کی شان سے بریان اور پختہ ہوتا ہے تو وہ مزاج گرم ہے اور جو فضول اس کے مخالف ہیں برودت مزاج پر دلیل ہیں **دسویں قسم** بلحاظ انفعال اور انفعالات قوائے نفسانی کی معتبر ہوتی ہے مثلاً ہر ایک کام میں کوشش زیادہ کرنی اور تھوڑی سی بات ناگوار خاطر ہونی کیاست اور فہم کا تیز ہونا مہالک میں دست اندازی اور بے کاموں کی طرف توجہ نہ کرنا اور بے شرمی اور حسن ظن اور امید قوی ہر چیز میں رکھنی اور قساوت قلبی اور نشاط اخلاق مردانہ اور کسل میں کمی اور قلت انفعال ہر چیز سے دلالت حرارت پر کرتی ہیں اور ان باتوں کی اضداد برودت پر دلیل ہیں ثابت رہنا غضب کا اور برقرار رہنا رضا کا اور جو چیز خیال میں آئے اس کا ثبات اور جو حافظہ میں ہو اور سوائے اس کے اور چیزوں کا ثابت اور برقرار رہنا خشکی مزاج پر دلالت کرتا ہے زوال انفعالات کا بسرعت رطوبت پر دلیل ہے ازیں قبیل احلام اور منامات یعنی بدخوابی اور اچھا خواب دیکھنا کہ جس شخص کے مزاج میں حرارت غالب ہو اکثر اس کو ایسے ہی خواب ہوتے ہیں کہ مثلاً آگ کے سامنے ہے اور دھوپ میں جلتا ہے اور جس کے مزاج پر برودت غالب ہو وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ برف میں ٹھہرا ہوا ہے یا سرد پانی میں ڈوبتا ہے اسی طرح ہر ایک خلط کا آدمی مناسب اپنی خلط کی چیزوں کو خواب میں دیکھتا ہے یہ سب دلائل جن کا ہم نے ذکر کیا خواہ اکثر دلائل کے علامات مزاج کے بنظر اصل خلقت کے ہیں لیکن مزاج غریب عارضی اگر حار ہو اس پر اشتعال حرارت کا بدن میں موذی ہونا اور حمیات سے اذیت پانا اور وقت حرکت کے قوت کا ساقط ہونا بجہت شوران حرارت کے اور پیاس میں افراط ہونی اور فم معدہ میں التہاب اور منہ میں تلخی اور نبض میں ضعف اور سرعت شدید اور تواتر اور گرم چیزوں کے استعمال سے ایذا پہنچنی اور

ہو محبوب ہونا اس کا ہر ایک کے نزدیک کشادہ رو اور ہشاش بشاش رہنا خواہش طعام اور شراب کی معدے میں ہضم جید اور جگر اور عروق میں اور اوضاع تشریحی میں تمام بدن کے معتدل حال نکال ڈالنے میں فضول کے مجاری معتاد سے

فصل پانچویں بیان علامات اس شخص کا جو اعتدال سے خارج ہو یہ وہی شخص ہے جس کے اعضاء کا مزاج متشابہ نہ ہو بلکہ اس کے اعضائے رئیسہ میں تغیر بوجہ خروج کے اعتدال سے ہوا ہو کہ ایک عضو اس کا طرف ایک قسم مزاج کے اعتدال سے خارج ہو اور دوسرا طرف ضد اس مزاج کے ہو پھر اگر بنائے اعضاء غیر متناسب ہو اس کا مزاج بہت ردی ہوگا یہاں تک کہ اس کے فہم و عقل میں بھی خرابی ہوگی جیسے کوئی شخص کہ پیٹ اس کا بڑا ہو اور انگلیاں چھوٹی چہرہ گول سر انداز مناسب سے بڑا یا چھوٹا پیشانی اور منہ اور گردن اور دونوں پاؤں پر گوشت ہوں گویا اس کا چہرہ نصف دائرہ ہے اگر دونوں فک اس کے گردی الشکل ہوں اس کے مزاج میں اختلاف زیادہ ہوگا اسی طرح اگر سر اور پیشانی گول ہو مگر منہ اس کا بہت لامبا اور گردن بہت موٹی دونوں آنکھوں میں بلادت حرکت ہو وہ شخص نیکی سے بہت ہے۔ **فصل چھٹی**

علامات امتلا کے بیان کی دو قسمیں ہیں ایک امتلائے ظروف اخلاط ہوتی ہے۔

دوسری بحسب قوت امتلا بحسب ظروف یہ ہے کہ اختلاط اور ارواح اگرچہ کیفیت میں درست ہوں مگر مقدار میں زیادہ ہوں تا اینکہ تمام مقامات ان سے بھر جائیں اور ان میں تمدد پیدا ہو ایسا شخص بروقت حرکت کے خطرہ میں ہوتا ہے اس لئے کہ اکثر بوجہ امتلا کے رگیں پھٹ جاتی ہیں ان میں سیلان یہاں تک ہوتا ہے کہ دم گھٹنے لگتا ہے اور خناق اور صرع اور سکتہ پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ اکثر بوجہ امتلا کے رگیں پھٹ جاتی ہیں ان میں سیلان یہاں تک ہوتا ہے کہ دم گھٹنے لگتا ہے اور خناق اور صرع اور سکتہ پیدا ہوتا ہے علاج ایسے شخص کا بہت جلد فصد کرا دینا قوت کا امتلا اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ اخلاط سے اس کو اذیت بوجہ مقدار اخلاط کے نہ پہنچے بلکہ بجہت

ردی ہونے کیفیت اخلاط کے کہ اسی وجہ سے اخلاط قوت کو مغلوب کرتے ہیں اور ہضم اور نضج میں مطیع نہیں ہوتے ہیں ایسے امتلا کا آدمی امراض عفونت میں گرفتار ہوتا ہے علامات جملہ امتلائے اوعیہ کے یہ ہیں اعضاء میں گرانی پیدا ہو چلنے پھرنے میں کسل اور ماندگی رنگ سرخ ہو جائے جلد پھول جائے اور تمدد پیدا ہو نبض میں امتلا قارورہ میں غلاظت اشتہا میں کمی بصارت میں کوتاہی اور ایسے خواب نظر آئیں جو گرانی پر دلالت کریں مثلاً دیکھے کہ اس میں حرکت کی طاقت نہیں ہے یا اٹھنے کی یا بار گراں اٹھا لیا ہے کلام کرنے پر بوجھ کے قادر نہ ہو جیسے خواب میں اڑتے ہوئے آپ کو دیکھنا اور بسرعت حرکت کرتے ہوئے اخلاط رقیق اور ان کے مقدار معتدل پر دلالت کرتا ہے علامات امتلا کے بحسب قوت یہ ہیں کسل اور ثقل اور رقلت شہوت مثل اول کے اس میں بھی ہوتی ہے اور اگر امتلا بحسب قوت کے تنہا ہو رگوں میں زیادہ انتفاخ اور جلد میں زیادہ تمدد نہ ہوگا اور نبض میں امتلا اور عظیم اور بول میں زیادہ غلاظت اور رنگ میں زیادہ سرخی نہیں ہوتی اور بدن ٹوٹنا اور ماندگی ہوتی ہے اور تہیج بعد حرکت اور تصرفات بدنی کے ہوتا ہے خواب اس کے خارش اور لذع اور احتراق اور بوئے بد کے زیادہ ہوتے ہیں اور جو اخلاط غالب ہوں ان پر خاص دلائل ہر ایک خلط کے جن کا آئندہ ذکر ہوگا دلالت کرتے ہیں اکثر اوقات امتلا بحسب قوت قبل استحکام اپنے دلائل کے مرض پیدا کرتا ہے

فصل ساتویں علامات غلبہ ہر ایک خلط کے بیان میں

خون اگر بدن میں غالب ہو اس کے علامات امتلاء اوعیہ کے علامات کے قریب ہیں اسی وجہ سے غلبہ خون سے ثقل بدن میں اور دونوں آنکھوں کی جڑ میں خصوصاً سر اور دونوں کنپٹیوں میں پیدا ہوتا ہے انگڑائی، جمائی متلی چھینکی جو ہر وقت لازم رہے اور کدورت حواس اور بلادت فکر اور ماندگی بدون تعب سابق کے اور شیرینی منہ کی وقت بیوقت ہو سرخی زبان کی اور بدن پر و بل اور زبان میں چھالے نکل

ہیں مگر درد نہیں ہوتا لیکن بوجہ محسوس ہونے ہڈی کی شکستگی کے اس عضو کو جو اس ہڈی کے متصل ہے نخس یعنی چبھن سے محسوس ہوتی ہے استدلال ریاح پر بوجہ حرکت اعضا کے بذریعہ اختلاج ریاحی کے ہوتا ہے کہ ریاح پیدا ہو کر متحرک ہوتے ہیں اور ان کی حرکت بطرف انقلاب اور تحلل کے ہوتی ہے استدلال بذریعہ اصوات کے اس طرح ہوتا ہے کہ کبھی آوازیں خود ریاح پر دلالت کرتی ہیں جیسے قراقر وغیرہ یا جیسے طحال میں آواز محسوس ہوتی ہے اگر وجع ریحی پیدا ہو کہ اس وقت طحال اندر کو دبا جاتا ہے یا یہ کہ جس عضو میں ریح پیدا ہو اس کے ٹھوکنے اور بجانے سے آواز پیدا ہو جیسے درمیان استسقائے زقی اور طبلی کی آواز سے تمیز کی جاتی ہے اور استدلال بذریعہ ملمس کے اس طرح پر ہوتا ہے کہ ملمس کے ذریعہ سے تمیز درمیان نفخہ اور سلعہ یعنی تبوڑی کے ہوتی ہے اس طرح پر کہ نفخہ میں تمدد ہوتا ہے اور دبانے سے گڑھا پڑتا ہے اور رطوبت رواں اور ہلتی ہوئی نہیں ہوتی یا خلط لزوج اس لئے کہ حس ملمس ان دونوں میں تمیز کرتی ہے اور فرق درمیان نفخہ اور ریح کے ذاتی نہیں ہے بلکہ بیچ صورت حرکت ٹھہرنے اور ہلنے میں فرق ہوتا ہے۔

فصل دسویں علامات دلالت کرنے والے اورام کے

ظاہری اورام پر حس اور مشاہدہ دلالت کرتا ہے اور باطنی اورام اگر گرم ہوں ان پر تپ لازم دلالت کرتی ہے اور ثقل محض دلالت کرتا ہے اگر عضو متورم میں حس نہ ہو اور ثقل مع درد ناخس کے دلیل ہوتا ہے اگر عضو متورم ذی حس ہو یا اگر کوئی آفت اس عضو کے افعال میں پیدا ہو وہ بھی دلالت ورم پر کرتی ہے یا معین دلالت میں ہوتی ہے اور تاکید اس دلالت کو اس بات سے ہوتی ہے کہ بجانب اس عضو کے کسی قدر انتفاخ محسوس ہو بشرطیکہ اس انتفاخ سے حس متعلق ہو سکے ورم بارد کے تابع درد بالضرور نہیں ہوتا اور اس کے علامات کلی کی طرف اشارہ کرا دشوار ہے اور اگر ہم اس کا بیان آسان تجویز کریں ایسے کلام کی حاجت ہوگی جو ہم کو اور اس کلام کے سمجھے والے کو عاجز کر

دے گی پس مناسب یہی ہے کہ اورام باردہ کا بیان مباحث امراض جزئیہ میں جہاں ایک ایک عضو کا جداگانہ ذکر ہوگا کیا جائے اس مقام پر ہم اسی قدر کہتے ہیں کہ جس وقت کوئی گرانی کسی مقام پر پیدا ہو اور درد محسوس نہ ہو اور باایں ہمہ دلائل غلبہ بلغم کے پائے جائیں تجویز کرنا چاہیے کہ ورم بلغمی ہے پھر اگر اس کے ساتھ غلبہ خلط سودا کا ہو تو وہ سوداوی ہے خصوصاً ملمس کرنے میں صلابت پائی جائے کہ صلابت افضل دلائل سودے ہے اگر اورام گرم اعصاب میں ہوں وجع شدید اور حمیات قوی ہوں گے اور بہت جلد تمدد اور اختلاط عقل میں ڈال دیتی ہے اور حرکات قبض وبسط میں آفت شروع ہو جاتی ہے جمیع اورام احشا کی باریکی اور لاغری مراق میں پیدا کرتے ہیں اور جس وقت مادہ ورم احشا جمع ہونے لگتا ہے اور نوبت خراج یعنی پھوڑے ہونے کی پہنچتی ہے درد اور تپ میں شدت اور زبان میں خشونت شدید پیدا ہوتی ہے بیداری بڑھ جاتی ہے اعراض عظیم اور پرخطر ہو جاتے ہیں ثقل زیادہ ہو جاتا ہے اگر صلابت اور گرانی محسوس ہوتی ہے پیشتر بدن میں لاغری بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے دونوں آنکھیں اندر کو بند ہوئی بیٹھی جاتی ہیں جس وقت ریم پڑتی ہے تیزی تپ اور درد اور ضربان کی ٹھہر جاتی ہے اور بجائے درد کے ایک چیز مثل کھجلی کے پیدا ہوتی ہے اور اگر ورم جمرہ ہو یا صلابت ہو جمرہ میں خفت اور صلابت میں نرمی پیدا ہوتی ہے اور جو اعراض الم دہندہ ہیں سب میں سکون ہو جاتا ہے گرانی انتہا سے زیادہ پیدا ہوتی ہے پھر جب ورم شگافتہ ہوتا ہے پہلے اس سے لرزہ بجہت اندفاع ریم کے عارض ہوتا ہے پھر بسبب لذع مادہ کے تپ عارض ہوتی ہے اور نبض عریض ہو جاتی ہے بجہت استفراغ مادہ کے اور اختلاف نبض میں پیدا ہوتا ہے اور ضعف اور صغر اور بطو اور تفاوت عارض ہوتا ہے اور سقوط شہوت ظاہر ہوتا ہے اکثر اطراف میں گرمی آ جاتی ہے مادہ ورم کا اپنی جہت مناسب میں دفع ہوتا ہے ہے خواہ بطریق نفث یا براہ بول خواہ بطرف براز جید علامت بعد شگافتہ ہونے ورم کے بالکل تپ میں سکون پیدا ہونا اور تنفس میں آسانی

اورقوت میں درستی اور مادہ کا جلد دفع ہونا اپنی جہت مناسب میں کبھی انتقال مادہ اورام باطنی کا ایک عضو سے طرف دوسرے عضو کے ہوتا ہے اور یہ انتقال کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی برا ہوتا ہے انتقال جید یہ ہے کہ مادہ عضو شریف سے طرف عضو خسیس سے منتقل ہو جیسے اورام دماغ کا مادہ پس گوش گرے ۔ یا ورم جگر کا طرف کش ران کے اور انتقال ردی یہ ہے کہ عضو خسیس سے منتقل ہو کر طرف عضو شریف کے جائے اور جسے یہ بات عارض ہوتی ہے اسے اذیت پر صبر بہت کم ہوتا ہے جیسے مادہ ذات الجب طرف قلب کے یا ذات الریہ کے منتقل ہو واسطے انتقال اورام باطنی کے و نیز انتقال مدہ اخراجات باطنی کے بجانب تحت یا فواق کے علامات ہوتے ہیں کہ یہ مواد جس وقت متوجہ انتقال کے بجانب تحتانی ہوتے ہیں شراسیف میں تمدد اور ثقل ظاہر ہوتا ہے اور اگر بجانب فوق مائل ہوتے ہیں اس پر بدحالی تنفس کی اور ضیق نفس اور عسر نفس اور تنگی سینہ کی دلالت کرتی ہے اور ایک التہاب نیچے سے شروع ہو کر اوپر کی جانب جاتا ہے اور گرانی جانب ترقوہ میں پیدا ہوتی ہے اور دردسر عارض ہوتا ہے اور بیشتر اثر اس انتقال کا بازو اور پہونچے میں ظاہر ہوتا ہے اور جو مادہ مائل بجانب فوق ہوتا ہے اگر دماغ میں جاگزیں ہو نہایت ردی ہوتا ہے اور اس میں خطرہ زیادہ ہوتا ہے پھر اگر بطرف اس گوشت نرم کے جو پیچھے دونوں کانوں کے ہے مائل ہو امید خلاص کی ہوتی ہے رعاف ایسے مقام پر دلیل جید ہے تمام اورام احشا میں رعاف بہت عمدہ دلیل ہے اور پوری بحث اورام کی نسبت آئندہ ابحاث میں ملاحظہ کرنی چاہیے جہاں ہم ایک ایک عضو کے ورم کو بیان کریں گے

فصل گیارھویں علامات تفرق اتصال کے بیان میں

تفرق اتصال اگر اعضائے ظاہری میں عارض ہو حس اس پر واقف ہوتی ہے اور اگر تفرق اتصال اعضائے باطنی میں ہو وجع ثاقب یا ناخس یا اکال اس پر دلالت کرتا ہے خصوصاً اگر تفرق اتصال کے ساتھ تپ نہ ہو اکثر تابع تفرق اتصال کے روانی

علاج کو دیر میں قبول کرتے ہیں اس واسطے کہ مفاصل میں حرکت زیادہ رہتی ہے اور جو فضا نزدیک مفاصل کے ہے انصباب مواد کی استعداد اس میں زیادہ ہے ازانجا کہ نبض اور بول بھی علامات کلیہ احوال بدن سے ہیں مناسب ہے کہ تھوڑی سی کیفیت ان کی بھی بیان کی جائے **جملہ پہلا تعلیم تیسری فن دوسرا** اور اس میں انیس فصلیں ہیں

فصل پہلی بیان کلی نبض کا نبض حرکت ان اعضا کی ہے جن میں روح بھری ہوئی ہے اور وہ اوعیہ روح کہلاتے ہیں اور یہ حرکت مرکب دو مختلف حرکات انبساط اور انقباض سے ہوتی ہے۔ انبساطی حرکت وہی ہے جب نبض اوپر کو ابھرے اور نباض کی انگلی کو صدمہ پہنچائے اور انقباضی حرکت وہ ہے کہ اندر کی طرف سمٹے فائدہ ان دونوں حرکتوں کا تدبیر روح کی بذریعہ تسنیم کے ہے کہ حرکت انقباضی سے تسنیم اندر کو کھینچی ہے اور انبساطی سے جو ہوائے گرم اندر بھری ہوئی ہے دفع ہوتی ہے نبض میں بحث دو طور پر ہوسکتی ہے کلی اور جزئی جزئی بحسب ایک ایک مرض کے ہم اس مقام پر قواعد کلیہ علم نبض کے بیان کرتے ہیں اور احکام جزئی امراض جزئی کے ساتھ بیان کریں گے پس کہتے ہیں کہ ہر ایک حرکت واحد نبض کی دو حرکت اور دو سکون سے مرکب ہے اس لئے کہ ہر ایک نبض میں دو حرکتیں انبساطی اور انقباضی ہوتی ہیں اور ہر دو حرکت مختلف کے بیچ میں ایک سکون ضرور ہوتا ہے اس لیے کہ دو حرکت مختلف کا یکجا ہونا محال ہے اس طرح پر محال ہے کہ جب پہلی حرکت اپنی مسافت کی نہایت اور کنارے پر پہنچ جائے اور دوسری حرکت مخالف شروع ہو پھر بدون تخلل یعنی درمیان پڑنے سکون کے پہلی حرکت کا انقطاع اور دوسری حرکت کی ابتدا نہیں ہوسکتی برہان اس مسئلہ کی علم طبعی میں بیان ہوتی ہے جب یہ بات مسلم ہوئی چارہ نہیں ہے بدون اس کے کہ ہر ایک حرکت واحد نبض کے واسطے تا اینکہ دوسری حرکت لاحق ہو چار جزو درکار ہوں گے دو حرکت اور دو سکون بایں تفصیل پہلے حرکت

انبساطی اس کے بعد ایک سکون درمیان اس حرکت اور حرکت انقباضی کے پھر حرکت انقباضی اس کے بعد وہ سکون جو بعد انقباض اور قبل انبساط کے ہوتا ہے حرکت انقباض کی اکثر طبیبوں کے نزدیک ہرگز محسوس نہیں اور بعض مدعی ہیں کہ محسوس ہوتی ہے قوی نبض میں بوجہ قوت کے محسوس ہوتی ہے اور عظیم میں بجہت بلندی اور ارتقاع کے اور صلب میں بسبب شدت مقاومت کے اور بطی میں بوجہ طول زمانہ حرکت کے

جالینوس کہتا ہے میں زمانہ دراز تک حرکت انقباضی سے غافل رہا اس کے بعد میں نے اس حرکت کے محسوس کرنے کا عہد کیا تا اینکہ کسی قدر مجھے آگاہی ہوئی بعد تھوڑے زمانہ کے بہت استواری اور مضبوطی سے میں نے اس کو پہچانا اس کے بعد مجھ پر دروازے علم نبض کے کھل گئے جو شخص مثل میرے متعہد ہو مثل میرے وہ بھی نبض کو دریافت کرلے گا اگر جیسا یہ منکریں کہتے ہیں کہ حرکت انقباضی محسوس نہیں ہے حقیقت میں صحیح ہو تو اس میں شک نہیں کہ حرکت انقباض کی اکثر حال میں غیر محسوس ہے ہاتھ میں ساعد کی رگ جو واسطے نبض کے مقرر کی گئی اس کے تین فائدے ہیں اول تو ہاتھ میں لینا اس رگ کا آسان ہے اور اس کے کھل جانے میں مریض کو زیادہ تحاشی اور انکار نہیں ہوتی اور اس کی وضع سامنے قلب کے سیدھی ہے اور اس سے قریب ہے مناسب ہے کہ حس یعنی ہاتھ نباض کا اور جس ہاتھ کی نبض دیکھنی مطلوب ہے ایک ہی جانب پر ہوں یعنی پہلو پر ہوں اس طرح پر کہ انگوٹھا اگر اوپر ہو تو خنصر زمین کی طرف ہو یا برعکس پہلو کے رخ پر ہاتھ رہنے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ منکب ہو یعنی چت ہو نبض عرض میں بڑھ جاتی ہے اور اشراف یعنی بلندی میں اور طول میں گھٹ جاتی ہے خصوصاً جن کے ہاتھ دبلے ہوں اسی طرح جو ہاتھ مستلقی یعنی پٹ ہو کہ پشت اس کی اوپر کی طرف ہو اشراف اور طول نبض کا بڑھ جاتا ہے اور عرض گھٹ جاتا ہے واجب ہے کہ جس وقت کسی کی نبض دیکھے وہ شخص غضب اور سرور اور ریاضت اور تمام انفعالات سے خالی ہو اور شکم سیر اس قدر نہ ہو کہ پیٹ میں گرانی ہو اور بہت گرسنہ بھی نہ ہو اور کسی

عادت معہودکا اس وقت تارک نہ ہو اور نہ کسی امر خلاف عادت کو اس وقت اختیار کیے ہو یہ **بھی ضرور ھے** کہ ممتحن نبض معتدل جید الاوصاف سے کیا جائے تا کہ اس پر اور نبضوں کا قیاس کریں اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ جن اجناس کے ذریعہ سے اطبا حال نبض کا پہچانتے ہیں برطبق اس شناخت کے جو ہم آگے ذکر کریں گے ان کی دس قسمیں ہیں اگرچہ مناسب بحال طبیب یہ ہے کہ ان کو نو قسموں میں منحصر کرے **پہلی جنس** لی جاتی ہے مقدار زمانہ انبساط سے **دوسری جنس** ماخوذ ہے کیفیت قرع حرکت سے واسطے اصابع کے یعنی نبض کا انگلیوں میں لگنا **تیسری جنس** معتبر ہے زمانہ ہر حرکت سے **چوتھی جنس** معتبر ہے بہ نسبت قوام آلہ کے یعنی وہ شریان جس کی حرکت نبض میں معتبر ہے اس کے قوم کی سختی اور نرمی وغیرہ **پانچویں جنس** لی جاتی ہے باعتبار خالی ہونے اور پر ہونے شریان کے **چھٹی جنس** ماخوذ ہے باعتبار حرارت اور برودت ملمس شریان کے **ساتویں جنس** معتبر ہے باعتبار زمانہ سکون کے **آٹھویں جنس** لی جاتی ہے باعتبار استوار اور اختلاف نبض کے **نویں جنس** ماخوذ ہے باعتبار انتظام نبض کے اختلاف میں یا ترک اسی انتظام کے **دسویں جنس** معتبر ہے باعتبار وزن کے مقدار نبض کو باعتبار اقطار ثلاث یعنی طول عرض عمق کی دلالت ہوتی ہے پس احوال نبض کے باعتبار مقدار کے نو طرح پر ہیں بسیط اور مرکب بسیط کی نو قسمیں ہیں طویل قصیر معتدل باعتبار قطر طولی کے عریض ضیق معتدل باعتبار قطر عرضی کے منخفض مشرف معتدل باعتبار قطر عمقی کے طویل وہ نبض ہے کہ اس کے اجزا طول میں مقدار طبعی سے علی الاطلاق زیادہ ہوں اور وہ مزاج معتدل حقیقی ہے یا مقدار طبعی خاص بہ نسبت اسی شخص سے طول میں اجزائے نبض کے زیادہ ہوں اور یہ معتدل وہی ہے جو اس شخص خاص کے واسطے چاہیے ان دونوں اعتدال کا فرق اوپر بیان ہو چکا قصیر نبض طویل کی ضد ہے یعنی مقدار معتدل حقیقی یا شخصی سے اجزا اس کے

طول میں کم ہوں اور معتدل وہی نبض ہے جو درمیان طویل اور قصیر کے ہو علی ہذا القیاس تینوں قسمیں عرض کی اور تینوں قسمیں باعتبار قطر عمق کے بھی بلحاظ زیادتی اور کمی اور اعتدال ہر قطر کے معتبر ہوتی ہیں ان اقسام بطیط سے جو اقسام مرکب پیدا ہوتے ہیں بعض کے لیے خاص نام مقرر ہے اور بعض کا کچھ نام نہیں ہے جو نبض طویل اور عرض اور ارتفاع تینوں میں زیادہ ہو اس کو **عظیم** کہتے ہیں اور جو عرض اور شہوق میں کم ہو اس کو **دقیق** کہتے ہیں اور درمیان ان دونوں کے معتدل ہے **دوسری جنس** جو باعتبار قرعات کے معتبر ہے اس کی تین قسمیں ہیں قوی اس نبض کو کہے ہیں جو نباض کی انگلیوں پر وقت حرکت انبساط کے اس زور سے لگے گویا انگلیوں کو ہٹا دے گی اور ضعیف مقابل ہے قوی کے کہ نیچے انگلیوں نباض کے کم محسوس ہو اور معتدل وہ ہے جو درمیان ضعف اور قوت کے قرع اصابع کرے **تیسری جنس** ماخوذ باعتبار زمانہ ہر ایک حرکت کے ہے اس کی بھی تین قسمیں ہیں سریع وہ نبض ہے جو مسافت اپنی حرکت کی تھوڑی دیر میں طے کرے اور بطی اس کے ضد ہے اور معتدل وہ جو درمیان سریع اور بطی کے ہو **چوتھی جنس** باعتبار قوام آلہ کے معتبر ہوتی ہے اس کی بھی تین قسمیں ہیں لین وہ نبض ہے جو اندر کی طرف بآسانی دب جانے کی قابلیت رکھے ۔اور صلب وہ ہے جو اس کے ضد ہو اور معتدل درمیان لین اور صلب کے ہے **پانچویں جنس** کا اعتبار باعتبار اس مادہ کے ہوتا ہے جو رگ کے اندر موجود ہو اس کی بھی تین قسمیں ہیں ممتلی وہ نبض ہے کہ اس کے اندر رطوبت بھری ہوئی محسوس ہو بقدر معتد بہ کے اور خلاء محض معلوم نہ ہو اور خالی وہ ہے جو اس کے ضد ہو اس کو فارغ کہتے ہیں اور معتدل وہ ہے جو درمیان ممتلی اور فارغ کے ہو **چھٹی جنس کا** اعتبار باعتبار ملمس نبض کے ہوتا ہے اس کی بھی تین قسمیں ہیں حار بارد معتدل **ساتویں جنس** باعتبار مقدار زمانہ سکون کے ہے اور اس کی بھی تین قسمیں ہیں متواتر وہ نبض ہے کہ جس کے دو قرع میں زمانہ سکون کا بہت کم ہو اور اس

میں خلل نہ پڑے اوراسی اختلاف کا ہرقرع میں دورہ ہوا کرے یعنی جتنی سانس دیتی ہویا خالی پڑتی ہوتال دینے میں اسی قدر سانس دینا ہرقرع میں پایا جائے یا جس قدر کوئی قرع انبساط کا تیسری چوتھی پانچویں میں حساب سے الگ پڑتا ہواور جامد ہوتا ہو اسی حساب سے دوسرے دورے میں الگ پڑے یا جلد یا دیر میں واقع ہواوراس کی دو صورتیں ہیں ایک منتظم علی الاطلاق یعنی جو اختلاف اس میں پیدا ہوا ہے تکرار قرعات میں وہی اختلاف باقی رہے اور ایک منتظم دوری کہ اس میں دو یا تین قسم کے اختلاف ہوں مگر ہر اختلاف کا دورہ اپنے حساب پر پورا اترے اور ان مختلف اقسام کے اختلافات سے مل کر ایک دورہ پیدا ہوا کہ پھر پھر کر وہی آیا ہے اور مختلف غیر منتظم وہ نبض ہے کہ اختلاف واحد یا اختلاف چند اس میں محفوظ تر ہیں اگر خواب میں اس نویں جنس میں تامل کیا جائے تو مثل آٹھویں جنس کے ٹھہرے گی اور غیر مستوی کے تحت میں داخل ہوگی طبیب کو مناسب ہے معلوم کرے کہ نبض میں طبیعت موسیقاری موجود ہے جسے صناعت موسیقی ترکیب نغمات یعنی ترکیب سرون کی نسبت مناسب سے آپس میں بیچ حدت اور ثقل کے اور بحساب ادوار ایقاع یعنی دو تالوں کی بمقدار اس زمانہ کے جو درمیان ہر ایک تال کے ٹھیکہ کے واقع ہوتی ہے تمام ہوتی ہے اسی طرح حال نبض کا ہے کہ نسبت نبض کے زمانوں کی سرعت اور تواتر میں نسبت ایقاعی ہے اور نسبت احوال اسی نبض کے قوت اور ضعف میں اور مقدار نسبت میں مثل نسبت تالیقی کے ہے اور جس طرح کہ زمانہ ایقاع اور مقدار سرون کی کبھی متفق اور یکساں خوش آئند ہوتی ہے اور کبھی غیر متفق اسی طرح اختلافات جو درمیان احوال نبض کے واقع ہوتے ہیں کبھی منتظم ہوتے ہیں اور کبھی غیر منتظم ایضاً نسبت احوال نبض کی قوت اور ضعف اور مقدار میں کبھی متفق ہوتے ہیں اور کبھی غیر متفق بلکہ مختلف اور یہ اختلاف جنس اعتبار نظام سے خارج ہے **جالینوس** کی یہ رائے ہے کہ جو صورتیں مناسبات وزن سے محسوس ہوتی ہیں اور بخوبی ظاہر ہوتی ہیں ان پانچ صورتوں سے جن کا آگے ذکر ہو

گا کوئی ایک صورت ہوتی ہے یا بسبب مجموع کل اور خمسہ کے اور یہ نسبت سہ چند کی ہے اس لئے کہ یہ نسبت مؤلفہ ہی ڈیوڑھے کی دونے سے اور اسی نسبت کو اصطلاح موسیقی میں مجموعہ نسبت کل اور خمسہ کا کہتے ہیں اور کل بمعنی ضعف ہے اور خمسہ بمعنی ڈیڑھ ہے یا نسبت وزن کی بالکل ہے اور وہی ضعف ہے یعنی ضعف کو اصل سے تفاوت مثل کل اصل کے ہے جیسے چار کا تفاوت دو سے دو عدد کا ہے جو مساوی کل اصل یعنی دو کے ہے یا نسبت وزن کی بالخمسہ یعنی ڈیوڑھے کے ہے اور مراد نسبت بالخمسہ سے وہ زیادتی ہے جو اصل پر بقدر نصف کے زیادہ ہو جیسے تین کو دو سے ایک کی زیادتی ہے اور وہ نصف ہے دو کا یا نسبت وزن کی بالاربعہ ہو اور اسی سے مراد وہ زیادتی ہے جو بمقدار ثلث اصلی کے ہو جیسے چار کو اوپر تین کے کہ ایک کی زیادتی ہے اور وہ ثلث تین کا ہو یا نسبت وزن کی بالکل دو مرتبہ کر کے ہو اور وہ زیادتی ربع اصل کی ہے جیسے پانچ کو اوپر چار کے ایک کی زیادتی ہے اور یہی نسبت سوائے کی کہلاتی ہے یہ پانچ نسبتیں کمی و بیشی کی محسوس ہوتی ہیں بعد اس کے محسوس نہیں شیخ کا مقولہ ہے میں ان نسبتوں کا بھی ضبط کرنا اور پہچاننا محض بذریعہ حس کے دشوار جانتا ہوں اور جو مشاق فن موسیقی میں ہو اور ایقاعات اور تناسب نغمات کو بذریعہ کسب صناعی کے پہچاننا محض بذریعہ حس کے دشوار جانتا ہوں اور جو مشاق فن موسیقی میں ہو اور ایقاعات اور تناسب نغمات کو بذریعہ کسب صناعی کے پہچانتا ہو اور اس کو قدرت شناخت موسیقی کی بخوبی ہو کہ مصنوعی شے کو اپنے معلومات سے قیاس کرے یہ شخص اگر اپنی فکر کو خرچ کرے اور بطرف دال نبض کے تامل کرے ممکن ہے کہ یہ پانچوں نسبتیں نبض میں اس کو محسوس ہوں **مترجم کہتا ہے** جالینوس کا قول جو اوپر گزرا کہ یہ پانچوں نسبتیں محسوس مناسبات وزن سے ہیں اور اس میں شرط معرفت موسیقی کی شناخت کی نہیں ہے شاید بنظر معرفت و جدائی کے ہے بہت سے آدمی ایسے دیکھے کہ ان کی خلقت موزوں ہوتی ہے کہ وہ وزن شعر اور تال سر کو بمقتضائے طبیعت پہچان لیتے ہیں اور اکثر ایسے دیکھے کہ باوجود

مہارت قواعد فن عروض اور قوافی کے ونیز ممارست قواعد فن موسیقی کے وہ ایک شعر موزوں پڑھ سکتے اور نہ غیر موزوں کے سکتہ اور زحاف کو شناخت کر سکتے ہیں اور نہ بادی سران کو بڑا معلوم ہوتا اور نہ بے تالا ہونا گانے والے کا ان کو دریافت ہو سکتا ہے ایسے لوگوں کی نسبت البتہ جو دشواری شیخ نے لکھی درست ہے بلکہ بعد کمال مہارت کے بھی فن موسیقی میں ان سے شناخت نبض کی ان نسبتوں کی محال عادی ہے بہر حال مترجم کو ان پانچوں نسبتوں کی تفصیل مع تمثیلات لکھی ضرور ہے واضع ہو کہ ارباب موسیقی اسی بعد کو جو کسی دوسرے بعد کی نسبت دوچند ہو منسوب بالکل کہتے ہیں اور یہ دوسری صورت ہے جس کو جالینوس نے کہا ہے کہ بہ نسبت کل کے ہو مثال اس کی ایک سر کا ارتفاع تین ہے اور دوسرے کا چھ پس دوسرا بہ نسبت پہلے کے نسبت بالکل کی رکھتا ہے اور جو نغمہ بہ نسبت دوسرے نغمہ کے ڈیوڑھا ہے اور وہ بعد کسی اور بعد پر بقدر نصف کے زائد ہے ان دونوں میں نسبت بالخمسہ کہتے ہیں مثال اس کی ایک نغمہ دو ہے اور دوسرا تین ہے پس تین دو سے ایک عدد زائد ہے جو نصف ہے دو کا اور یہ بقول جالینوس کے تیسری نسبت ہے جس کو اس نے نسبت بالخمسہ کہا ہے اور جو نغمہ کسی نغمہ پر بہ نسبت ثلث کے زیادہ ہو جیسے چار اوپر تین کے اس کو نسبت بالاربعہ کہتے ہیں اور یہ چوتھی نسبت ہے جو قول جالینوس میں اس عنوان سے مذکور ہوئی اور جو نغمہ کسی دوسرے پر بقدر ربع کے زیادہ ہو جیسے پانچ اوپر چار کے اس کو نسبت بالاربعہ کہتے ہیں اور یہ پانچویں نسبت ہے جو قول جالینوس میں مذکور ہوئی اور جو نغمہ کہ اس میں دو نسبتیں یعنی نسبت بالکل اور نسبت بالخمسہ مجتمع ہوں کسی طرح کی تالیف کیوں نہ ہو اس کو اصطلاح موسیقی میں نسبت ثلاثہ اضعاف کی کہتے ہیں اس لئے کہ نسبت کل سے دونا مراد ہے اور نسبت بالخمسہ سے ڈیوڑھا مراد ہے جس وقت یہ دونوں جمع کیے جائیں گویا کہ مراد ہوگی ڈیوڑھے کا دونا اور ڈیوڑھے کا دونا ضرور سہ چند ہوتا ہے پس مجموعہ ان دونوں نسبتوں کا مساوی سہ چند اصل کے ہوگا مثال اس کی دو اور چھ پس دو اور چھ کی نسبت مؤلف ہے

نسبت چھ سے طرف تین کے اور نسبت تین سے طرف دو کے اور تعبیر میں ہم اس کو اس طرح پر کہیں گے کہ چھ دو کے ڈیوڑھے کا دونا ہے یعنی تین گنا پھر چونکہ نسبت چھ کی طرف تین کے نسبت بالکل یا نسبت ضعف کی اور نسبت تین کی طرف دو کے نسبت بالخمسہ یعنی ڈیوڑھی کی ہے اور نسبت چھ کی طرف دو کے نسبت ان اطراف کے جو متولف دونسبتوں سے ہوں پس چھ کو طرف دو کے نسبت تین گنی یعنی ثلاثہ اضعاف کی ہے اور یہی وہ نسبت ہے جو ڈیوڑھے کے دونے میں ہوتی ہے اور یہ پہلی نسبت ہے قول جالینوس میں جس کو اس نے مجموعہ نسبت کل اور خمسہ کا تجویز کر کے نسبت سہ چند نام رکھا ہے پس مآل قول جالینوس کا یہ ٹھہرا کہ قدر محسوس مناسبت وزاسے یا نسبت سہ چند کے ہے یا دو چند کے بعد اس کے ڈیوڑھے کی اس کے بعد وہ نسبت جس میں زیادتی ایک ثلث کی ہو اس کے بعد سوائی **دسویں جنس** ماخوذ ہے نبض کے وزن سے اور نبض کا وزن بقیاس مقداروں چار زمانے کے جو واسطے دو حرکت انبساط اور دو سکون کے کیا جاتا ہے اگرچہ حس انسان کی ضبط وزن سے قاصر ہے تاہم قیاس مقادیر نسبت ازمنہ انبساط کا جو درمیان دو انبساط کے ہوتا ہے کرسکتا ہے حاصل یہ ہے کہ جو زمانہ کہ اس میں حرکت ہوتی ہے تا زمانے کہ سکون رہے محسوس ہوسکتا ہے اور جو لوگ زمانہ حرکت کو زمانہ حرکت سے اور زمانہ سکون کو زمانہ سکون سے قیاس کرتے ہیں وہ ایک قسم کو دوسری قسم میں داخل کرتے ہیں اگرچہ یہ ادخال جائز ہے محال نہیں ہے مگر اس کا خیال کرنا چاہیے کہ یہ بات غیر جید ہے اور نبض کا وزن وہی ہے جس میں نسبت موسیقاری مذکور واقع ہو یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ نبض یا جید الوزن ہو یا ردی الوزن اور ردی الوزن کی تین قسمیں ہیں پہلی متغیر الوزن اور مجاوز الوزن اور یہ وہ نبض ہے کہ اس کا وزن متصل وزن اس سن کے ہو جس کے قریب صاحب نبض پہنچا ہو جیسے صبیان کی نبض کا وزن مساوی نبض شبان کے ہو دوسری سبائن الوزن جیسے لڑکوں کی نبض کا وزن شیوخ کی نبض کا ہو تیسری خارج الوزن کہ اس کا وزن مشابہ وزن کسی سن کے نہ

ہو نبض کا وزن سے بکثرت خارج ہونا تغیر عظیم پر دلالت کرتا ہے **فصل**

دوسری نبض مستوی اور مختلف کے بیان میں

نبض کا اختلاف یا بہت سی نبضات میں ہو یا ایک ہی نبضہ میں ایک نبضہ کا اختلاف یا نبض کے بہت سے اجزا میں ہو یعنی جہاں جہاں انگلیاں رکھی جاتی ہیں ہر ایک انگلی کے نیچے اختلاف ہو یا جزو واحد میں یا ایک انگلی کے نیچے اور بہت سی نبضات کا اختلاف کبھی مندرج یعنی رفتہ رفتہ کمی یا بیشی میں یکساں ہوتا جاتا ہے مثلاً ایک نبض کسی قسم کی شروع ہو بعد اس کے اسی قسم میں زیادتی نبضات ہوتی جائے یا نقصان ہوتا جائے اور اس زیادتی اور نقصان کا یہاں تک استمرار ہو کہ نہایت درجہ زیادتی یا نہایت درجہ نقصان تک آہستہ آہستہ پہنچ جائے باختلاف مناسب اور بعد پہنچنے آخر درجہ کے جہاں سے بڑھنا یا گھٹنا شروع ہوا ہے پھر وہیں سے شروع ہو یا آخر درجہ زیادتی اور نقصان سے پلٹنا بھی رفتہ رفتہ بطرز مناسب ہو اور پھر اسی مقام پر پہنچے جہاں سے ابتدا زیادتی یا نقصان کی ہوئی تھی یا دوبارہ مقام ابتدا پر پہنچ کر بطرف انتہائے زیادتی اور نقصان کے پہلے طرز کے مخالف طرز جداگانہ شروع کرے اور بیشتر انتہا تک پہنچتی ہے اور کبھی مقام انتہا سے پہلے منقطع ہو جاتی ہے یعنی اس سلسلہ کو بیچ میں چھوڑ دیتی ہے اور بیشتر اس غایت سے تجاوز کر جاتی ہے اور جب بیچ میں سلسلہ منقطع ہوتا ہے کبھی درمیان میں فترہ واقع ہوتا ہے یعنی سکون ہو جاتا ہے یا کوئی قسم نبضہ مغائر اس سلسلہ کا واقع ہو جاتا ہے اور کبھی اختلاف انقطاع کا اس طرح پر ہوتا ہے کہ بیچ میں سلسلہ اختلاف کے نبض کی قسم ذوالفترہ واقع ہوتی ہے اور نبض ذوالفترہ اس کو کہتے ہیں کہ جس وقت امید حرکت کی ہو سکون پیدا ہو جائے اور واقع فی الوسط اس نبض مختلف کو کہتے ہیں کہ جس وقت امید سکون کی ہو اس میں حرکت پیدا ہو جائے اختلاف نبض کا بہت سے اجزا میں ایک نبضہ کے یا اجزائے نبض کی موضع میں ہو یا اجزا کی حرکت میں موضع اجزا کا اختلاف اس طرح ہوتا ہے کہ شریان کے اجزا کی نسبت جہات ستہ میں

مختلف ہو اور چونکہ جہت ہر جسم کی چھ ہیں چھ طرح کا اختلاف پیدا ہو سکتا ہے اختلاف حرکت اجزاء کا یا سرعت و بطوء میں ہو یعنی ایک جزو نبض کا جتنے زمانہ میں ایک حرکت انبساطی کرے دوسرا جزو دو دو یا تین کرے خواہ اختلاف تقدم اور تاخر حرکت میں ہو یعنی ایک جزو قبل وقت اپنی حرکت خاص کے متحرک ہو خواہ بعد وقت اپنی حرکت کے مگر بہ نسبت اپنے دوسرے جزو کے سریع اور بطی نہ ہو یا اختلاف قوت اور ضعف میں ہو یا عظم اور صغر میں اجزا کے اختلاف ہو اور ان چاروں اختلاف کی ہر ایک قسم یا ترتیب مستوی پر جاری ہو یا ترتیب میں بھی اختلاف بزیادتی و نقصان واقع ہو اور ترتیبی اختلاف یا دو جزو میں دو انگلیوں کے نیچے محسوس ہو یا تین یا چار انگلیوں کے نیچے پیدا ہو اور ان صورتوں میں ترکیب بھی ہو سکتی ہے بہ قاعدہ تبدیل ترتیب اجتماع کے اختلاف نبض جزو واحد میں منقطع اور عائد اور متصل ہوتا ہے منقطع وہ اختلاف ہے کہ جزو واحد میں انفعال نظام کا خفیف فترہ سے واقع ہو اور جو جزو واحد بوجہ فترہ کے اتصال سے جدا ہو جاتا ہے اس کی طرفین میں کبھی اختلاف سرعت اور بطوء اور تشابہ کا ہوتا ہے اور عائد سے یہ مراد ہے کہ جزو واحد نبض عظیم کا صغیر ہو جائے پھر بطرف عظیم ہونے کے بہ نرمی عود کرے اسی عائد کی قسم میں سے نبض متداخل بھی ہے اور متداخل وہ نبض ہے کہ ایک نبضہ بجہت اختلاف کے مثل دو نبضہ کے معلوم ہو یا دو نبضے بجہت تداخل کے مثل ایک نبضہ کے معلوم ہوں اور اسی طرح پر مختلف کا حال بھی اس قسم میں لحاظ کیا جاتا ہے متصل وہ نبض ہے جس کا اختلاف درجہ بدرجہ ایسے اتصال پر ہو جس کا فصل جہت تغیر میں از قسم سرعت و بطوء غیر محسوس ہو یا اس کا انفعال جہت اتصال میں سرعت و بطوء سے یا اعتدال سے غیر محسوس ہو یا اس کا اختلاف اعتدال میں سرعت بطوء کے یا عظم اصغر میں خواہ دونوں قسم کے اعتدال میں بہ نسبت اس جہت کے جدھر انتقال بتدریج کیا چاہتی ہے غیر محسوس ہو اور یہ نبض کبھی بیچ تشابہ متمر رہتی ہے رہتی ہے اور کبھی حسب اتفاق باوجود اتصال کے اس کے بعض اجزا میں اختلاف شدید ہوتا

ہے اور بعض میں کمتر **فصل تیسری مرکب اقسام نبض کے جن کے نام جداگانہ ہیں عترالی** وہ نبض ہے جس کے ایک جز میں اختلاف ہو اس طرح کا کہ اس جزو کی حرکت بطی ہو کر منقطع ہو جائے اور پھر سریع ہو **موجی** یہ وہ نبض ہے کہ اجزا رگ کے عظم اور صغر میں مختلف ہوں یا شہوق اجزا اور عرق میں یکساں نہ ہو یا تقدم و تاخر اجزاء کا شروع حرکت نبض سے مختلف ہو نرمی کے ساتھ اور بہت صغیر نہ ہو اور کسی قدر اس کے واسطے عرض ہو ایسا محسوس ہو جیسے پانی کی لہریں ایک کے پیچھے ایک سیدھ میں چلی آتی ہیں اور ان میں پستی اور بلندی اور سرعت اور بطوء کا اختلاف ہے **دودی** مشابہ موجی کے ہوتی ہے مگر یہ نبض صغیر اور بشدت متواتر کہ اس کے تواتر میں گمان سرعت کا ہوتا ہے حالآنکہ یہ نبض سریع نہیں ہے **نملی** بہت صغیر اور نہایت درجہ متواتر ہوتی ہے دودی اور نملی کا اختلاف شہوق اور تقدم و تاخر میں زیادہ ظاہر اور محسوس ہوتا ہے بہ نسبت اس اختلاف کے جو ان کے عرض میں ہو بلکہ شاید اختلاف عرض کا ظاہر نہیں ہوتا **منشاری** دندانہ دار نبض ہے مشابہ موجی کے اختلاف اجزا میں شہوق یعنی بلندی اور عرض اور تقدم اور تاخر کے لحاظ سے لیکن بہ نسبت موجی کے اس میں صلابت زیادہ ہوتی ہے اور باوجود صلابت کے اس کے اجزا میں صلابت کا اختلاف بھی ہوتا ہے اور یہ نبض سریع متواتر صلب اور اجزا میں اس کے باعتبار عظم اور انبساط اور صلابت و لین کے اختلاف ہوتا ہے **ذنب الفارہ** وہ نبض ہے جس میں رفتہ رفتہ اختلاف ہوتا ہے کبھی نقصان سے طرف زیادتی کے بتدریج بڑھتی جاتی ہے اور کبھی زیادتی سے طرف نقصان کے آہستہ آہستہ گھٹتی ہے اور یہ اختلاف کبھی نبضات کثیرہ میں ہوتا ہے اور کبھی نبضہ واحد کے اجزاء کثیرہ میں اور کبھی نبضہ واحد کے جزء واحد میں مگر خاص اختلاف ذنب الفارہ کا متعلق جنس عظیم سے ہے اور کبھی باعتبار سرعت و بطوء اور قوت وضعف کے بھی ہوتا ہے **مسلی** یہ نبض مثل تکلہ کے ہوتی ہے اور نقصان سے شروع کر کے انتہا میں

جنس میں طبعی وہی ہے جو اقوی ہو قوت میں اگرچہ بعض ایسے اصناف کی نبض بوجہ زیادتی قوت کے مثلاً اعظم ہوگئی اس جہت سے طبعی قرار دی گئی اور جو اصناف متحمل زیادتی اور نقصان کے نہیں ہیں ان میں نبض طبعی مستوی منتظم اور جید الوزن ہے

پانچویں اسباب انواع مذکورہ نبض کے اسباب نبض کے

کسی قدر اسباب تمام ضروری ذاتی داخل قوام نبض میں ہیں اوران کو ماسکہ کہتے ہیں اور بعض اسباب قوام نبض میں داخل نہیں ہیں ان میں سے ایک قسم اسباب مغیرہ لازمہ کی ہے کہ جو بوجہ اپنے اقسام نبض میں تغیر احکام دیتے ہیں اور ایک قسم غیر لازمی ہے اوران کو مغیرہ علی الاطلاق کہتے ہیں اسباب ماسکہ تین ہیں قوت حیوانی جو نبض میں حرکت پیدا کرتی ہے اور مقام اس کا قلب میں ہے اوراس کا بیان تفصیلی فصل چوتھی تعلیم چھٹی فن اول میں ہو چکا ہے دوسرا سبب آلہ ہے اور وہ رگ نبض کی ہے جس کا ذکر تشریح اعضا میں ہو چکا ہے تیسرا سبب احتیاج طرف بجھانے حرارت قلب کے ہے اسی کی خواہش واسطے مقدار معلوم اطفائے حرارت سے ہوتی ہے اور باندازہ حرارت اس کی حد معین ہوتی ہے کہ زیادہ اشتعال حرارت میں احتیاج اطفا کی زیادہ ہوتی ہے اور کمی میں کم اور اعتدال حرارت میں معتدل اسباب ماسکہ افعال بحسب اقتران کسی سبب اسباب لازمہ اور مغیرہ علی الاطلاق کے متغیر ہو جاتے ہیں

فصل چھٹی موجبات اسباب ماسکہ کے بیان میں

جس وقت آلہ یعنی شریان نبض بوجہ نرمی کے مطیع ہو اور قوت قوی ہو اور حاجت اطفائے حرارت کی شدید ہو نبض عظیم ہوگی اور حاجت اطفائے حرارت کی ان تینوں میں زیادہ تر معین نبض کے عظیم ہونے پر ہوتی ہے پھر اگر قوت میں ضعف ہو نبض لامحالہ صغیر ہو جائے گی اور اگر رگ میں نبض کے صلابت ہو اور حاجت اطفائے حرارت کی کم ہو نبض میں نہایت صغر پیدا ہوگا اور صلابت رگ کی فقط نبض میں صغر پیدا کرتی ہے لیکن جو صغر بسبب صلابت کے پیدا ہوتا ہے اس میں اور اس صغر میں جو بوجہ ضعف کے پیدا

ہوتا ہے یہ فرق ہے کہ پہلی صورت میں نبض صغیر صلب ہوتی ہے اور ضعف نہیں ہوتی اور نہ بحد افراط قصیر اور منخفض یعنی پست ہوتی ہے جیسے بروقت ضعف قوت کے کمی احتیاج اطفائے حرارت سے بھی نبض میں صغر پیدا ہوتا ہے مگر اس وقت نبض میں ضعف اور صلابت اور افراط قصر اور انخفاض کا اس قدر نہیں ہوتا ہے کہ یہ صغر بمقدار صغر ضعف پہنچے اور صغر صلابت مع القوت زیادہ ہے بہ نسبت اس صغر کے جو کمی حاجت اطفائے حرارت سے مع القوت پیدا ہو اس لئے کہ قوت ہمراہ عدم احتیاج اطفائے حرارت کے اعتدال میں زیادہ کمی نہیں کرتی اس واسطے کہ اس مقام پر کوئی مانع از قسم صلابت انبساط سے نہیں ہوتا البتہ بکثرت عدم احتیاج اطفائے حرارت کے مائل بطرف ترک زیادتی اعتدال کے ہوتی ہے یعنی اگر عدم حاجت اطفا کی زیادہ ہو زیادہ اعتدال پر نبض باقی نہیں رہتی اور زیادہ اعتدال کی کچھ حاجت بھی نہیں ہے اگر حاجت اطفائے حرارت کی زیادہ ہو اور قوت قوی ہو اور شریان نبض کی بوجہ صلابت کے مطیع عظم میں نہ ہو اس وقت ضرور ہے کہ نبض میں سرعت پیدا ہوتا کہ جس قدر انبساط بوجہ نہ ہونے عظم کے فوت ہوا ہے سرعت سے اس کا تدارک کرے اور اگر قوت ضعیف ہو اس وقت یہ نبض عظیم ہوگی ورنہ سریع پس ضرور ہے کہ متواتر ہو جائے کہ جو چیز بوجہ فقدان عظم اور سرعت کے فوت ہوئی ہے تواتر سے اس کا تدارک ہو اور مرات کثیرہ نبض متواتر کے قائم مقام ایک حرکت نبض عظیم یا دو حرکت سریع کے ہو اس نبض کی مثال ایسے شخص سے دی جاتی ہے جسے حاجت ایک بھاری چیز اٹھانے کی ہو اگر اس کی قوت ایک مرتبہ اٹھا لینے میں اس بار عظیم کے کافی ہے تو ایک ہی مرتبہ میں اٹھالیتا ہے ورنہ اس بوجھ کے دو حصہ کر کے اٹھانے میں جلدی کرتا ہے خواہ چند حصہ کر کے اٹھاتا ہے مگر جتنے حصہ زیادہ کرتا ہے اسی قدر اٹھانے میں عجلت بھی ہوتی ہے اور ہر قسم کو بمقدار اپنی طاقت کے بدیر یا بہ عجلت اٹھالیتا ہے اور ہر ایک حصہ کے اٹھانے کے بعد دوسرے حصہ کے اٹھانے میں باز نہیں آتا اور تامل نہیں کرتا اگر چہ ہر ایک حصہ کو اٹھا کر دوسری جگہ پہنچانے میں

بطی ہو ہاں اگر نہایت درجہ ضعیف ہو اس وقت دوبارہ اٹھانے میں بھی سستی کرتا ہے
اور دوسری جگہ بوجہ پہنچانے میں مشقت زیادہ ہوتی ہے اور وہاں سے دیر میں پلٹتا ہے
اگر قوت قوی ہو اور آلہ مطیع ہو مگر حاجت اطفائے حرارت کی شدید ہو کہ حد اعتدال سے
اس میں شدت زیادہ ہو اس وقت نبض عظیم اور سریع ہو جاتی ہے اور اگر حاجت
اطفائے حرارت کی اس سے بھی زیادہ ہو اس وقت سریع عظیم متواتر ہوتی ہے ملول نبض
میں حقیقتہً اسباب عظم سے پیدا ہوتا ہے اگر اسباب عظم نبض کے پائے جائیں اور
جہت عرض اور عمق میں مثلاً صلابت مانع زیادتی کی ہو یعنی نبض کے استعراض سے
صلابت منع کرے اور کثافت لحم اور جلد کے شہوق سے مانع ہو اور بالعرض بعض اوقات
میں طول نبض پر ہزال یعنی لاغری معین ہوتی ہے پس طویل ہو جاتی ہے عریض ہونا
نبض کا یا بوجہ خلائے عروق ہوتا ہے کہ طبقہ عالیہ مائل طبقہ سافلہ کی طرف ہوتا ہے پس
نبض عریض ہو جاتی ہے یا عریض ہونا نبض کا بجہت زیادہ نرم ہونے جرم شریان کے
ہوتا ہے اور تواتر کا سبب ضعف یا کثرت حاجت بوجہ حرارت کے تفاوت کا سبب یا
ضعف ہے یا قوت کا اس مقدار پر پہنچنا کہ نبض عظیم ہو جائے اور برودت شدید حاجت
اطفائے حرارت کی کم کر دے یا بدرجہ غایت سقوط قوت ہو کہ مریض قریب بہلاکت
پہنچے اسباب ضعف نبض کے وہ امور ہیں جو بدن انسان میں تغیر پیدا کریں جیسے ہم اور
بیداری اور استفراغ اور لاغری اور خلط ردی یا ریاضت مفرط اور اخلاط کی حرکت یا ان
کی ملاقات اعضائے شدید الحس سے یا ان اعضا سے جو نزدیک قلب کے ہیں اور کل
وہ چیزیں جن سے بدن میں تحلیل پیدا ہو اسباب صلابت نبض کے خشکی جرم شریان کی یا
بشدت تمدد ہونا یا بوجہ شدت برودت کے جرم شریان میں انجماد پیدا ہونا اور کبھی
صلابت نبض کی بحران میں بجہت زیادتی کوشش کے اور اعضا میں تمدد پیدا ہونے کی
وجہ سے بطرف دفع طبیعت کے پیدا ہوتی ہے اسباب نرمی نبض کے وہ چیزیں ہیں جو
بالطبع ترطیب پیدا کریں اسی طرح وہ امراض ہیں جیسے استسقا اور لیثرغس یا وہ اسباب

ہیں جو نہ طبعی ہوں نہ مرضی جیسے استحمام سبب اختلاف نبض کا باوجود ثبات قوت کے گرانی کسی مادہ کی طعام یا خلط سے اور ضعف قوت میں اختلاف نبض کا بوجہ مجاہدۂ قوت اور امراض کے ہوتا ہے ایضاً اسباب اختلاف سے امتلاء عروق کا ہے خون سے اور ایسے اختلاف کو فصد زائل کر دیتی ہے کثرت خون کی جو بشدت موجب اختلاف ہوتی ہے وہی ہے کہ خون میں لزوجت ہو اور روح کی حرکت میں بوجہ اس لزوجت کے اختناق پیدا ہو کہ شرائین میں حرکت روح کی بخوبی نہ ہو سکے خصوصاً اگر یہ تراکم یا بستگی روح کی قفریب قلب کے واقع ہو منجملہ اسباب اختلاف کے جو بہت جلد اختلاف پیدا کریں امتلاء معدے کا ہے طعام سے اور غم وفکر کسی چیز میں لیکن اگر معدے میں کوئی خلط ردی ہمیشہ رہے اختلاف بھی دائمی ہوگا اور بیشتر نوبت بہ خفقان موذی پہنچے گی اور نبض خفقانی پیدا ہوگی سبب نبض منشاری کا اختلاف اس خلط کا ہے کہ اندر جرم شریان کے موجود اور عفونت اور خامی اور نضج میں مختلف ہو یا جرم شریان میں صلابت اور نرمی کا اختلاف ہو یا اعضائے عصباتی میں ورم ہو ذوالقرعتین کا سبب شدت قوت اور احتیاج شدید اطفائے حرارت کی اور سختی جرم شریان کے موجود اور عفونت اور خامی اور نضج میں مختلف ہو یا جرم شریان میں صلابت اور نرمی کا اختلاف ہو یا اعضائے عصباتی میں ورم ہو ذوالقرعتین کا سبب شدت قوت اور احتیاج شدید اطفائے حرارت کی اور سختی جرم شریان کی اس قدر کہ جتنی خواہش قوت کو انبساط نبض کی ہے بوجہ صلابت کے اتنا انبساط دفعہ واحد میں نہ کرے جیسے کوئی شخص کسی چیز کو کاٹنا چاہے ایک ہی وار میں اور وہ شے ایک وار میں نہ کٹ سکے پھر دوسرا وار لگاتا ہے خصوصاً اگر زیادتی حاجت کی دفعتہً پیدا ہو سبب نبض خاری کا یہ ہے کہ قوت ضعیف ہو پس کوشش سے طرف استراحت کے حرکت شروع کرے اور رفتہ رفتہ استراحت سے طرف کوشش کے حرکت کرے جو نبض حالت واحدہ پر ثابت ہو اسکو دلالت ضعف قوت پر زیادہ ہے اور ذنب الفار اور جو نبض مشابہ ذنب الفار کے ہے اس کو دلالت کسی قدر قوت پر ہے اور

اس بات پر ہے کہ ضعف بدرجہ غایت نہیں پہنچا ذنب الفار کی نہایت ردی وہ قسم ہے جسے ذنب منقضی کہتے ہیں یعنی کم ہوتے ہوتے فنا ہو جائے اس کے بعد ثابت کی روائت ہے اس کے بعد ذنب راجع کی سبب ذات الفترہ کا ماندگی قوت کی ہے کہ اس کی جہت سے استراحت کے واسطے فترہ واقع ہوتا ہے یا کوئی عارض دفعتہً پیدا ہو کہ استراحت کی طرف نفس اور طبیعت دفعتہً متوجہ ہو نبض متشنج کا سبب حرکت غیر طبعی قوت میں اور قوام آلہ کی روائت ہوتی ہے نبض مرتعد بجہت قوت اور صلابت آلہ کے اور احتیاج شدید بطرف اطفائے حرارت کے پیدا ہوتی ہے اس سے کم اگر حاجت ہو تو نبض میں ارتعاد پیدا نہیں ہوتا نبض موجی کا سبب اکثر ضعف قوت ہوتا ہے کہ بجہت شدت ضعف کے دفعتہً انبساط نہیں ہوسکتا قدرے قدرے انبساط پیدا ہوتا ہے کبھی نبض موجی کا سبب نرمی شریان کی ہوتی ہے اگرچہ قوت میں زیادہ ضعف نہ ہو اس لئے کہ آلہ تر اور نرم جنبش اور تحریک کو قبول نہیں کرتا اس لیے ایک ایک جزو میں حرکت جداگانہ پیدا ہوتی ہے بخلاف آلہ خشک اور سخت کے کہ یبوست آمادہ جنبش اور لرزش پر کرتی ہے اور جسم سخت اور خشک کے ایک جز کی حرت دینے سے آخر تک حرکت پیدا ہوتی ہے اور جسم رطب اور لین میں یہ بات جائز ہے کہ ایک جزو اس کا قبول حرکت کرے اور اس کے قبول سے دوسرا جز منفعل نہ ہو کیونکہ ایسا جسم انفعال کو جلدی قبول کرتا ہے اور بہت جلد دوہرا ہو جاتا ہے اور صورت کو بہت جلد بدل دیتا ہے دودی اور نملی نبض کا سبب شدت ضعف ہوتا ہے تا اینکہ بطوء اور تواتر اور اختلاف اجزا نبض میں مجتمع ہو جائے اس لئے کہ قوت کو استطاعت حرکت انبساط پیدا کرنے کی دفعہ واحد میں نہیں ہے بلکہ تھوڑا تھوڑا انبساط اجزا میں پیدا کرتی ہے نبض ردی الوزن کا سبب اگر نقصان احوال زمان میں وزن خراب ہو زیادتی حاجت ترویح کی ہے اور اگر احوال زمان حرکت میں ردی الوزن ہو اس کا سبب زیادتی ضعف کی ہے خواہ حاجت اطفائے حرارت کی نہ ہوتی اور نقصان زمانہ حرکت بوجہ سرعت انبساط کے اس کا سبب

مغائر اس سبب کے ہے نبض ممتلی اور خالی اور حار اور بارد اور شاہق اور منخفض کے اسباب ظاہر ہیں واللہ اعلم بالصواب **فصل ساتویں نبض اسنان اربعہ زن و مرد کے بیان میں** مردوں کی نبض چونکہ قوت ان کی شدید ہوتی ہے اور حاجت تروتح کی ان کو زیادہ ہوتی ہے اعظم اور قوی ہوتی ہے اور چونکہ ان کی حاجت بذریعہ عظیم ہونے کے تمام ہوتی ہے اس لئے ان کی نبض بہ نسبت عورتوں کے زیادہ بطی اور شدت متفاوت اکثر اوقات ہوتی ہے پھر چونکہ ہر ایک نبض جس میں قوت ثابت ہو متواتر ہو جاتی ہے اس لئے واجب ہے کہ اس میں سرعت بھی پیدا ہو اس واسطے کہ سرعت کا وجود تواتر سے بیشتر ہوتا ہے لہذا چونکہ نبض مردوں کی بہت بطی ہوتی ہے اس میں تفاوت بھی شدید ہوتا ہے لڑکوں کی نبض بوجہ رطوبت کے بہت نرم ہوتی ہے اور ضعیف تر اور بشدت متواتر اس لئے کہ حرارت ان کی قوی ہے اور قوت قوی نہیں ہے اس واسطے کہ ابھی وہ کمال نشوونما پر نہیں پہنچے ہیں مگر ان کی نبض بقیاس ان کے جثہ کے عظیم ہوتی ہے کیونکہ بدن ان کے مقدار میں چھوٹے ہیں ہاں ا ن کی نبض بنظر نبض ان لوگوں کے جو استکمال نشوونما کا کر چکے ہیں عظیم نہیں ہے مگر سرعت و تواتر میں شدید ہوتی ہے بوجہ حاجت زائدہ کے اس لئے کہ لڑکوں میں بخار دخانی کا اجتماع بوجہ کثرت ہضم کے زیادہ ہوتا ہے اور قوت ان کی ہضم میں عاجز ہوتی ہے اور اسی جہت سے حاجت اخراج فضول اور سروتح حار غریزی کی ان میں زیادہ ہوتی ہے جوانوں کی نبض عظم میں زائد ہوتی ہے اور سرعت و تواتر میں ناقص اور تفاوت میں بدرجہ غایت پہنچتی ہے مگر اول شباب کی نبض عظیم تر اور وسط شباب کی قوی تر ہوتی ہے ہم فصل تیسری تعلیم تیسری فن اول میں ثابت کر چکے ہیں کہ حرارصبیان اور شبان کی قریب متشابہ کے ہے پس حاجت سروتح کی بھی دونوں میں قریب قریب ہو گی لیکن چونکہ قوت شبان میں زیادہ ہے پس نبض عظیم ہو کر سرعت اور تواتر سے مستغنی ہو جاتی ہے مدار کار نبض کے عظیم ہونے میں قوت پر ہے اور حاجت تروتح کی عظم پر داعی ہوتی

ہے اور اعتدال جرم شریان کا اس پر معین ہوتا ہے کہول کی نبض میں صغر زیادہ ہوتا ہے بجہت ضعف کے اور سرعت بھی اسی وجہ سے کم ہوتی ہے اور بوجہ عدم حاجت ترویح کے اور اسی جہت سے اور اس میں تفاوت بھی زیادہ ہوتا ہے شیوخ جن کا سن حد کو پہنچ گیا ہو نبض ان کی صغیر اور متفاوت اور بطی ہوتی ہے اور بیشتر بہ سبب رطوبات غریبہ کے نبض میں نرمی پیدا ہوتی ہے نہ بوجہ رطوبت غریزی کے

فصل آٹھویں نبض امزجہ کے بیان میں

گرم مزاج کو حاجت ترویح کی زیادہ ہوتی ہے پس اگر قوت اور آلہ مساعدت کرے نبض عظیم ہوتی ہے اور اگر قوت یا آلہ دونوں میں کوئی مساعد نہ ہو بموجب تفصیل مذکورہ بالا کے نبض دقیق یا صغیر ہوگی اور اگر حرارت بوجہ سوء مزاج کے نہ ہو بلکہ طبعی ہو اور سوء مزاج قوی صحیح ہوگا اور قوت بہت قوی ہوگی ایسا گمان نہ کرنا چاہیے کہ حرارت غریزی کی زیادتی قوت میں نبض کے نقصان پیدا کرتی ہے بلکہ جتنی حرارت غریزی بڑھتی جاتی ہے قوت جوہر روح میں زیادہ کرتی ہے اور جوان مردی نفس میں اور جو حرارت تابع سوء مزاج کے ہوتی ہے جس قدر بڑھتی ہے قوت میں ضعف پیدا کرتی ہے مزاج بارد کی نبض جہات نقصان کی طرف مائل ہوتی ہے جیسے صغر خصوصاً بطوء اور تفاوت اگر جرم شریان نرم ہو عرض نبض کا اور بطوء اور تفاوت زیادہ ہوتا ہے اور اگر سخت ہو اس سے کم ہوتا ہے جو ضعف نبض کہ اس کو سوء مزاج بارد پیدا کرتا ہے بہت زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت اس ضعف کے جو سوء مزاج حار سے پیدا ہوتا اس لئے کہ حار بہت مناسب ہے حرارت غریزی سے مزاج رطب کی نبض میں موجیت اور استغراض زیادہ ہوتا ہے اور خشک مزاج میں تنگی اور صلابت پھر اگر قوت قوی ہو اور حاجت شدید ہو ذوالقرعتین اور متشنج اور مرتعش پیدا ہوگی ناظرین کتاب ہذا قواعد مذکورہ بالا کو یاد کر کے مرکب مزاج کی نبض پیدا کر سکتے ہیں کبھی ایک ہی شخص کے بدن کی نصف جانب گرم ہوتی ہے اور نصف سرد اس وجہ سے اس کے دونوں جانب کی نبض میں ایسا اختلاف پیدا ہوتا ہے جیسے حرارت اور برودت جانبین کی مقتضی ہو پس

اس کی نبض گرم جانب کی مثل حار مزاج کے ہوتی ہے اور سرد جانب کی مثل بارد مزاج کے ہوتی ہے اسی جگہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انبساط اور انقباض نبض کا برطبق جزر اور مد قلب کے نہیں ہوتا بلکہ یہ طریقہ انبساط اور انقباض جرم شریان سے مل کر پیدا ہوتا ہے

فصل نویں نبض فصول کے بیان میں

ربیع کی نبض معتدل ہر چیز میں ہوتی ہے اور قوت میں زیادہ اور ضعیف میں نبض متواتر اور سریع ہوتی ہے کہ حاجت ترویح کی زیادہ ہے اور صغیر اور ضعیف بوجہ انحلال قوت کے ہوتی ہے اس لیے کہ روح بجہت حرارت خارجی کے جو بافراط غالب ہوتی ہے تحلیل ہو جاتی ہے جاڑوں میں نبض کا تفاوت اور بطوء اور ضعف بشدت ہوتا ہے باوجودیکہ صغیر ہوتی ہے اس لئے کہ قوت بعض ابدان میں ضعیف ہو جاتی ہے اور حرارت غریزی اندر جسم کے مختفی ہو کر مجتمع ہوتی ہے پس قوت قوی ہو جاتی ہے اور یہ بات اس وقت ہوتی ہے کہ مزاج میں حرارت غالب ہو اور برودت کے مقابلہ میں قادر ہو اثر برودت کا زیادہ قبول نہ کرتا ہو کہ اس وقت برودت اندر بدن کے داخل نہ ہو گی خریف میں نبض مختلف اور مائل بہ ضعف ہو گی اختلاف بہ سبب کثرت استحالہ مزاج کے جو خریف میں عارض ہوتا ہے کہ کبھی گرم ہو جاتا ہے اور کبھی سرد اور ضعف بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے اس لیے کہ مزاج مختلف کو ہر وقت میں زیادہ ایذا پہنچتی ہے بہ نسبت مزاج متشابہ اور مستوی کے اگرچہ تشابہ اور استوا زبون حالی میں ہو اور چونکہ خریف کا زمانہ طبیعت حیوانی کے متناقض ہے اس لئے کہ خریف میں ضعف اور یبس زیادہ ہوتا ہے یہ بھی ایک دلیل اختلاف نبض کی ہو سکتی ہے اور جو فصول درمیان فصول چارگانہ کے ہوں ان کی نبض مناسب دو فصلوں کی کیفیت کے ہوتی ہے جن کے بیچ میں یہ نبض واقع ہے

فصل دسویں نبض بلاد او رشہروں کے بیان میں

بعض بلاد اور شہر معتدل ہوتے ہیں اور ربیعی یعنی ان کے خواص آب و ہوا کے مناسب فصل ربیع کے ہوتے ہیں اور بعض بلاد حار صیفی ہوتے ہیں اور بعض برودت میں مثل شتا کے اور

بیس میں مثل خریف کے ہوتے ہیں پس احکام نبض کے ہر بلد میں بقیاس ان احکام کے ہوں گے جن کا بیان نبض فصول میں ہو چکا **فصل گیارھویں اس نبض کے بیان میں جو کھانے پینے سے حادث ہوتی ھے** کھانے پینے کی چیزیں نبض کے حال کو اپنی کیفیت اور کنیت کی جہت سے متغیر کرتی ہیں کیفیت کا تغیر اس طرح پر کہ جس قدر مائل بہ تسخین یا تبرید ہوں موافق اسی کیفیت کے نبض میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور کمیت میں اس طرح پر کہ اگر ماکول ومشروب کی مقدار معتدل ہو نبض کے عظیم اور سرعت اور تواتر میں زیادتی پیدا ہو گی اس لئے کہ قوت اور حرارت میں زیادتی حاصل ہوتی ہے اور یہ تاثیر مدت تک ثابت رہتی ہے اور اگر مقدار ماکول ومشروب کی زیادہ ہو نبض میں اختلاف غیر منتظم پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ طعام قوت پر گرانی پیدا کرتا ہے اور ہر ایک گرانی بموجب اختلاف نبض کے ہوتی ہے **ارکاغانیس** نے کہا ہے کہ سرعت نبض اس وقت تواتر سے زیادہ ہوتی ہے اور یہ تغیر دیر تک ٹھہرتا ہے گو اس کا سبب دیر تک نہ ٹھہرے اور اگر ماکول و مشروب اس مقدار سے کم ہو اختلاف منتظم پیدا ہوگا اور قلت مقدار میں نبض کا اختلاف اور عظم اور سرعت کم ہوتا ہے اور تغیر اس کا بکثرت ثابت نہیں رہتا اس لئے کہ مادہ کم ہے بہت جلد ہضم ہو جاتا ہے پھر اگر قوت میں کمی اور ضعف بجہت زیادتی یا کمی ماکول ومشروب کے ہو دونوں صورتوں میں نبض صغر اور تفاوت میں آخر کو مشابہ ہو جاتی ہے اور اگر طبیعت قوی ہضم پر ہو کر استحالہ غذا کا کر دیتی ہے پھر نبض معتدل ہو جاتی ہے شراب میں ایک خصوصیت زائد ہے کہ مقدار کثیر اس کی اگر چہ موجب اختلاف نبض ہوتی ہے مگر اس قدر اختلاف کہ معتد بہ ہو اور غذائے کثیر برابر مقدار شراب کے جیسا اختلاف پیدا کرتی ہے وہ اختلاف شراب نہیں پیدا کرتی یہ خاصیت بجہت تخلخل جوہر شراب اور لطافت اور رقت اور خفت کے اس میں ہوتی ہے لیکن اگر شراب بالفعل سرد ہو پس جو تغیر اور سرد چیزیں بالفعل نبض میں پیدا کرتی ہیں شراب بھی

دیتی ہے اور دوسرے گروہ میں ضعف پیدا کرتی ہے مگر ہمارا کلام اس وقت شراب کے اس فعل میں نہیں ہے بلکہ اس وقت ہم شراب کی اس قوت میں بحث کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے اس کا استحالہ بطرف روح کے جلدتر ہو جاتا ہے کہ یہ قوت شراب کی ہمیشہ مقوی ہوتی ہے پھر اگر شراب کی اعانت بدن کی حرارت یا برودت کرے تقویت اس کی زیادہ ہو جاتی ہے اور اگر بدن کی حرارت یا برودت مخالف تقویت شراب کے ہو اس تقویت میں نقصان بحسب اسی مخالفت کے پیدا ہوتا ہے پس تغیر نبض کا بموجب اسی قوت شراب کے ہوتا ہے اگر قوی ہو نبض کی قوت زیادہ کرتی ہے اور اگر سخونت زیادہ ہو نبض میں حاجت ترویح کی بڑھاتی ہے اور اگر سرد ہو مقدار حاجت سے کم کرتی ہے اکثر شراب قوت میں زیادتی کرتی ہے ہر حال میں شراب زیادتی حاجت کی نبض میں پیدا کر کے سرعت نبض کو نہیں بڑھاتی پانی کا یہ حال ہے کہ چونکہ نفوذ غذا کا بذریعہ پانی کے ہوتا ہے اس جہت سے نبض کو پانی قوی کر دیتا ہے اور پانی کا فعل مشابہ فعل شراب کے ہوتا ہے اور پھر چونکہ پانی گرمی نہیں پیدا کرتا ہے بلکہ تبرید پیدا کرتا ہے اس لئے زیادتی حاجت میں نبض کو بمرتبہ زیادتی حاجت شراب کے نہیں پہنچتا ہے **فصل بارھویں ان تغیرات نبض کے بیان میں جو خواب اور بیداری سے پیدا ہوتے ہیں** خواب کے وقت میں احکام نبض کے بحسب وقت خواب اور بحسب حال ہضم کے مختلف ہوتے ہیں نبض اول خواب میں صغیر اور ضعیف ہوتی ہے اس لئے کہ حرارت غریزی کی حرکت ابتدائے خواب میں بطرف انقباض اور اندر جانے کے ہوتی ہے نہ بطرف انبساط اور باہر آنے کے کیونکہ حرارت غریزی اس وقت میں تمام وکمال متوجہ نفس کی حرکت دینے پر طرف باطن کے واسطے ہضم غذا اور نضج فضول کے ہوتی ہے اور مثل مقہور اور مجبور کے محصور ہوتی ہے اور اس وقت نبض بطوء اور تفاوت میں شدید ہوتی ہے بسبب اس کے کہ حرارت میں اگرچہ زیادتی بجہت اختقان اور اجتماع کے پیدا ہوئی ہے مگر وہ تبرید جو

بروقت بیداری کے بسبب اتصال مسخنات کے اور بوجہ حدوث حرکات کے تھا معدوم ہو گیا اور حرکت نبض میں پیدا کرتی ہے اور بہت زیادہ بطرف سوءمزاج کے مائل کرتی ہے اور اجتماع اور احتقان جو معتدل ہوں ان میں حرارت کا زیادہ کرنا اور ان کی حرارت کا بطرف قلق کے منجر ہونا کم ہوتا ہے ناظر کتاب ہذا کو بخوبی معلوم ہو کہ حالت تعب کی سانس اور اس کا قلق بہت زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت سانس اور قلق اس شخص کے جس کی حرارت تحقن ہو اس لئے کہ اس کی حرارت مشابہ قوم کے ہوتی ہے مثال اس کی جیسے کوئی شخص بحالت بیداری ایسے پانی میں غوطہ مارے جس کی برودت معتدل ہو کہ اس کی حرارت اگرچہ اندر جسم کے تحقن ہوتی ہے اور قوی ہو جاتی ہے مگر اس کی قوت حرارت کی اتنی نہیں بڑھتی کہ سانس زیادہ جلد جلد چلنے لگے جیسے بعد ریاضت اور تعب کے چلتی ہے اور اگر بخوبی تامل کیا جائے معلوم ہوگا کہ حرکت سے زیادہ حرارت پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے حالت بیداری میں تسخین فقط بوجہ حرکت بدن کے پیدا نہیں ہوتی یہاں تک کہ اگر بدن ساکن ہو حرارت پیدا نہ ہو بلکہ موجب تسخین حالت بیداری میں حرکت روح کی ہے طرف خارج بدن کے اور حرکت علی الاتصال روح کی بوجہ پیدا ہونے روح کے ہوتی ہے پھر جس وقت ہضم طعام ہو جاتا ہے قوت روحانی بڑھتی ہے بوجہ ازدیاد قوت کے بذریعہ غذا کے اور رجوع توجہ روح کی طرف اندر بدن کے واسطے تدبیر غذا کے تھی برطرف ہو جاتی ہے اور توجہ اور انصراف اس کا بطرف خارج ونیز بطرف مبدءروح یعنی قلب کے ہوتا ہے اسی جہت سے اس وقت نبض عظیم ہو جاتی ہے اور پھر چونکہ بروقت ہضم طعام کے مزاج میں بوجہ غذا کے تسخین زیادہ ہوتی ہے اور شریان نبض کی بہ جہت نفوذ کرنے رطوبات غذائی کے نرمی میں زیادہ ہو جاتی ہے اور سرعت اور تواتر میں کثرت نہیں ہوتی اس لئے کہ نفوذ غذا کا زیادتی حاجت ترویح کی نہیں کرتا ہے تاکہ سرعت اور تواتر پیدا ہو اور نہ اس قدر حاجت برآری ہوتی ہے کہ جو سبب غایت نبض کے عظیم ہونے کا ہے بذریعہ تغذیہ کے پیدا ہو اور نبض کے

عظیم ہونے کی ضرورت باقی نہ رہے اور یہ استیفا محتاج الیہ عظم کا نبض کے عظیم ہونے سے مانع ہو اس وجہ سے نبض عظیم ہوتی ہے پھر جس وقت سونے والا دیر تک سوتا ہے نبض ضعیف ہو جاتی ہے کہ احتقان حرارت غریزی کا اندر رہتا ہے اور قوت جس کی شان سے یہ ہے کہ حالت بیداری میں بانواع استفراغ مستفرغ ہوتی رہتی ہے وہ استفراغات خواہ بذریعہ ریاضت کے ہوں یا اور کسی وجہ سے محسوس ہوں یا غیر محسوس وہی قوت نیچے انہیں فضول کے رک جاتی ہے لیکن جس وقت نوم خلوے معدے میں واقع ہو اور کوئی چیز ایسی بنائے جس کو ہضم کرے اس وقت مزاج کو مائل بجانب برودت کرتی ہے پس صغر اور بطوء اور تفاوت پیدا ہوتا ہے اور بڑھتا جاتا ہے بیداری کے واسطے بھی احکام مختلف ہیں جس وقت سوتا ہوا آدمی ازخود بیدار ہو اور اس کی نیند پوری ہو جائے اس وقت نبض مائل بطرف عظم اور سرعت کے آہستہ آہستہ ہوتی ہے اور اپنی حالت اصلی اور طبعی تک پہنچ جاتی ہے اور جو شخص دفعتہً کسی ناگہانی سبب سے بیدار ہو اس کی نبض میں یہ حالت پیدا ہوتی ہے کہ سست ہو جاتی ہے اور رک کر چلتی ہے جیسے یہ بیدار ہو اس لئے کہ قوت سبب ناگہانی سے منہضم ہو جاتی ہے اور پھر اس کی نبض عظیم سریع متواتر ہو جاتی ہے اور ارتعاش میں مختلف ہوتی ہے اس واسطے کہ یہ حرکت بیداری کی مشابہ حرکت قصری کے ہے کہ التہاب حرارت بھی پیدا کرتی ہے اور چونکہ قوت دفعتہً بطرف اس چیز کے جو بالطبع عارض ہوئی ہے متحرک ہوتی ہے حرکات مختلف پیدا ہوتے ہیں پس نبض مرتعش ہو جاتی ہے مگر دیر تک یہ کیفیت باقی نہیں رہتی بلکہ بہت جلد بطرف اعتدال رجوع کرتی ہے اس لئے کہ سبب اس کا اگرچہ مثل قوی کے ہے لیکن ٹھہرنا اس کا کم ہے اور شعور اس کے بطلان کا بہت جلد ہے

فصل

تیرھویں احکام نبض ریاضت کے بیان میں

ابتدائے ریاضت اور جب تک ریاضت معتدل رہے نبض عظیم اور قوی ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ حار غریزی میں زیادتی ہوتی ہے اور قوت حار غریزی کی بڑھتی ہے ایضاً ابتدائے

ریاضت اور اعتدال ریاضت میں نبض سریع اور متواتر ہوتی ہے اس لئے کہ حاجت ترویح کی بجہت حرکت کے زیادہ ہو جاتی ہے پھر اگر ریاضت کی مداومت ہو جائے اور زمانہ دراز تک رہے خواہ ریاضت طولانی کرتے کرتے یکبارگی اس میں بہت کمی واقع ہو وہ فوائد جو موجب قوت ہیں باطل ہو جائیں گے پس نبض اس وقت ضعیف اور صغیر ہو جاتی ہے اس لئے کہ حار غریزی کا انحلال پیدا ہوتا ہے مگر سرعت اور تواتر دو سبب سے لازم ہوتا ہے شدت حاجت اور قصور قوت اس بات سے کہ نبض کے عظیم کرنے میں کافی ہو پھر ہمیشہ سرعت کم ہوتی جائے گی اور تواتر بڑھتا جائے گا پھر اخیر میں اگر ریاضت بدستور رہے اور ناتوانی بڑھ جائے نبض نملی ہو جاتی ہے بجہت ضعف اور شدت تواتر کے اور جب اس سے بھی زیادہ ریاضت میں افراط ہو نوبت بہلاکت پہنچتی ہے اور جتنے آثار انحلال کے ہیں سب پیدا ہو جاتے ہیں پس نبض نملی ہو جاتی ہے بعد اس کے نملیت مائل بہ تفاوت ہو کر بطوء مع ضعف اور صغر کے پیدا ہوتا ہے

فصل چودھویں حکام نبض نہانے والوں کے بیان میں

استحمام یا گرم پانی سے ہوتا ہے یا سرد پانی سے گرم پانی سے نہانا پہلے تو قوت اور حاجت کو زیادہ کرتا ہے پھر جس وقت بافراط تحلیل کرتا ہے نبض میں ضعف پیدا ہوتا ہے **جالینوس** کہتا ہے کہ اس وقت میں نبض صغیر اور ضعیف اور متفاوت ہو جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ ضعیف اور صغیر کرنا نبض کا ایسے استحمام سے ضرور صادر ہوتا ہے مگر آب گرم جس وقت باطن بدن میں تسخین بوجہ حرارت عرضی کے پیدا کرتا ہے اکثر بعد تھوڑی دیر کے پانی پر مقتضائے طبیعت اس کی یعنی تبرید غالب ہوتی ہے اور اکثر تھوڑی دیر تک وہی کیفیت حرارت عرضی کی باقی رہتی ہے پس اگر غلبہ کیفیت عارضی کا ہو نبض سریع اور متواتر ہو جاتی ہے اور اگر پانی کی طبیعت اصلی غالب آئے نبض بطی اور متفاوت ہوتی ہے اور اگر حرارت عرضی کی تسخین اس افراط سے تحلیل قوت کرے کہ نوبت غشی کی پہنچ جائے اس وقت بھی نبض بطی اور متفاوت ہوتی ہے سرد پانی سے

نہانے میں اگر برودت پانی کی اندر بدن کے پہنچ جائے نبض ضعیف اور صغیر ہوتی ہے اور تفاوت اور بطوءبھی پیدا ہوتا ہے اور اگر اندر بدن کے برودت نہ پہنچے بلکہ حرارت کو اندر جمع کرے قوت زیادہ ہوکر اند کے عظیم ہوجائے گی اور سرعت اور تواتر کم ہوجاتا ہے جو پانی حمات میں یعنی زمین کبریتی وغیرہ میں ہوتے ہیں ان میں سے جن کے مزاج میں خشکی غالب ہے ان سے استحمام کرنے سے نبض میں صلابت زیادہ ہوتی ہے اور عظم میں کمی ہوجاتی ہے اور جو پانی حمات کے سخن ہیں نبض کی سرعت زیادہ کرتے ہیں مگر یہ تحلیل قوت زیادہ کریں پس اس وقت وہی اعراض نبض میں پیدا ہوں گے جن کے بیان سے ہم فارغ ہو چکے یعنی ضعیف نبض کے اجناس نملی دودی وغیرہ پیدا ہوں گے **فصل پندرھویں زنان حاملہ کی نبض کے بیان میں** حاجت ترویح کی زنان حاملہ میں بجہت مشارکت ولد کے زیادہ ہوتی ہے گویا ایسی عورتیں دوہری حاجت رکھتی ہیں اور ایک مرتبہ سانس لینا ان کا بمنزلہ دو مرتبہ سانس لینے کے ہوتا ہے اور قوت ایسی عورتوں کی زیادہ تو یقیناً نہیں ہوتی اور بہت کم بھی نہیں ہوتی مگر اس قدر کم ہوتی ہے جتنا بوجھ اٹھانے کا تکان روز بروز ہوتا ہے پھر چونکہ یہ تکان تھوڑا تھوڑا روز بڑھتا ہے اسی جہت سے ان کی قوت پر احکام قوت متوسطہ کے کیے جاتے ہیں اور حاجت کی شدت اوپر بیان ہو چکی باین نظر ان کی نظر عظیم سریع متواتر ہوتی ہے **فصل سولھویں نبض اوجاع کے بیان میں** درد سے نبض میں تغیر یا بجہت شدت کے ہوتا ہے یا اس لئے کہ درد عضو رئیس میں ہو یا اس وجہ سے کہ درد مدت دراز سے پیدا ہوا ہو ابتدا میں درد قوت کا ہیجان کر کے اس کو واسطے مقابلہ اور دفع کرنے مادہ اور تیزی حرارت کے حرکت دیتا ہے اس واسطے نبض عظیم سریع ہوجاتی ہے اور تفاوت کی نبض میں شدت ہوتی ہے کیونکہ برآمد حاجت عظم اور سرعت سے ہو جاتی ہے پھر جس وقت درد کی ایذا دہی میں قوت ہو جاتی ہے جیسا ہم فصل بائیسویں جملہ دوسرا تعلیم دوسری فن دوسرے میں بیان کر

چکے ہیں کہ بوجہ زیادہ ایذا دہی درد کے نبض کی کیفیت دگرگوں ہو جاتی ہے اور کم ہوتی جاتی ہے تا اینکہ نبض کا عظم وسرعت مفقود ہو جاتا ہے اور ان دونوں کے قائم مقام پہلے تو شدت تو اتر ہوتا ہے بعد اس کے صغر پھر بہت شدت درد میں نبض دودی اور نملی ہو جاتی ہے جب اس سے زیادہ شدت ہو نبض میں تواتر پیدا ہوتا ہے اس کے بعد مریض ہلاک ہو جاتا ہے

فصل سترھویں نبض اورام کے بیان میں

ورم کے بعض اقسام ایسے ہیں کہ تپ پیدا کرتے ہیں یا بجہت بڑے ہونے ورم کے خواہ بوجہ شرافت عضو متورم کے بہر حال ایسے اورام نبض میں تغیر پیدا کرتے ہیں بدن کے کسی مقام پر کیوں نہ واقع ہوں بلکہ ان کا تغیر تمام میں پیدا ہوتا ہے مگر ان کا تغیر نبض میں وہی ہوتا ہے جو تپ سے مخصوص ہے اور ذکر تفصیلی ان کا باب حمیات کتاب چوتھی میں ہوگا بعض اورام جن سے تپ پیدا نہیں ہوتی ہے ان سے جو تغیر نبض میں پیدا ہوتا ہے وہ تغیر خاص اسی عضو کی نظر سے ہوتا ہے جس میں ورم بالذات پیدا ہو اور بیشتر بالعرض میں تغیر اس ورم سے بجہت تغیر تمام بدن کے پیدا ہوتا ہے یعنی چونکہ اس ورم سے درد پیدا ہوتا ہے اور تمام بدن کیفیت درد سے متالم ہوتا ہے نبض میں بھی ایک طرح کا تغیر حادث ہوتا ہے ورم کا تغیر نبض میں یا بنظر قسم ورم کے ہوتا ہے یا بجہت وقت اور زمانہ ورم کے یا بوجہ کمی اور بیشی مقدار ورم کے یا بہ سبب عضو متورم کے یا بجہت اس عرض اور کیفیت کے جو تابع ورم کے ہو اور اس کو لازم ہو قسم دوم کی وجہ سے تغیر اس طرح پر کہ مثلاً اگر ورم گرم ہو یہ قسم ورم کی نبض کو منشاری اور مرتعد اور مرتعش کرتی ہے اور سرعت اور تواتر نبض کا بھی پیدا ہوتا ہے اگر کوئی چیز رطوبت پیدا کرنے والی نبض کو نرم کر کے مقابلہ اس ورم کا نہ کرے ورنہ منشاریت باطل ہو جاتی ہے اور اس کے قائم مقام موجیت پیدا ہوتی ہے ارتعاد اور سرعت اور ارتعاش اور تواتر ورم گرم کو ہمیشہ لازم ہوتا ہے اور جیسے بعض اسباب نبض کے منشاریت کو اس ورم میں منع کرتے ہیں اسی طرح بعض اسباب ایسے بھی ہیں جو منشاریت کو زیادہ اور بخوبی ظاہر کرتے ہیں

کیفیت زلبول کی نبض میں پیدا کرتا ہے اور ورم گردہ کا نبض میں تنگی اور بستگی پیدا کرتا ہے ورم عضو قوی الحس کا مثل معدے اور حجاب کے نبض میں کیفیت تشنج اور غشی کی پیدا کرتا ہے

فصل اٹھارھویں احکام نبض کے از قبیل عوارض نفسانی کے بیان میں

فعل غضب چونکہ قوت کو برانگیختہ کرتا ہے اور دفعتہً قوت میں بسط پیدا ہوتا ہے اس لئے نبض کو عظمی اور شاہق زیادہ اور سریع اور متواتر کرتا ہے اختلاف نبض کا حالت غضب میں ضرور نہیں ہے اس لئے کہ انفعال یکساں ہے لیکن اگر غصہ کے ساتھ خوف بھی پیدا ہو اس وقت کبھی غلبہ غضب کو ہوتا ہے اور کبھی خوف کو اور اسی طرح اگر خجالت اور شرمندگی عارض ہو یا عقل سے نزاع اس امر میں واقع ہو کہ اثر غضب کا جس کے اوپر غضبناک ہوا ہے پہنچانا چاہیے یا ٹھہر جانا چاہیے اس وقت اختلاف نبض میں پیدا ہوتا ہے لذت کا یہ حال ہے کہ چونکہ اس میں حرکت قوت کی خارج کی طرف بہ نرمی ہوتی ہے بمقدار غضب کے لذت موجب سرعت نبض کی نہیں ہوتی اور نہ اتنا تواتر پیدا ہوتا ہے بلکہ فقط نبض کے عظیم ہونے سے کفایت اور حاجت بر آری ہو جاتی ہے اور نبض بطی اور متفاوت ہوتی ہے اور یہی حال سرور اور خوشی کا ہے کہ اس میں اکثر نبض عظیم اور لین ہوتی ہے اور بطوء اور تفاوت کی طرف مائل غم کا یہ حال ہے کہ اس میں حرارت اندر بدن کے بیٹھ جاتی ہے اور مختنق ہوتی ہے اور قوت یکبارگی گرفتہ ہو کر ضعیف ہو جاتی ہے اس لئے نبض صغیر ضعیف متفاوت بطی ہو جاتی ہے فزع اور ترس کا یہ حال ہے کہ اگر یکا یک طاری ہو نبض کو سریع مرتعد مختلف غیر منتظم کرتا ہے اور اگر دیرپا اور رفتہ رفتہ پیدا ہوا ہو جو تغیر کہ غم سے پیدا ہو ایسے فزع سے بھی وہی تغیر پیدا ہے۔

فصل انیسویں تغیرھیات نبض کا بوجہ ان چیزوں کے جو مخالف طبیعت کے ھیں

جن چیزوں سے سوء مزاج پیدا ہوتا ہے جو ہر ایک قسم سو ء مزاج کی نبض کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے اس کے دوبارہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور جو

چیزیں مخالف طبیعت قوت میں تنگی پیدا کرتی ہیں ان کی جہت سے نبض میں اختلاف عارض ہوتا ہے اور اگر قوت میں تنگی شدید ہو نبض کا نظام اور وزن معدوم ہو جاتا ہے تنگی پیدا کرنے والی چیز وہ کثرت مادہ ہے کہ اس سے ورم پیدا ہو یا نہ پیدا ہو اور جو چیزیں مخالف طبعیت تحلیل قوت کریں ان سے نبض ضعیف ہو جاتی ہے اس کی مثال جیسے درد شدید یا آرام نفسانی جو تحلیل قوی کریں **جملہ دوسرا تعلیم تیسری۔ فن دوسرا** بیان میں بول و براز کے جس میں تیرہ فصلیں ہیں

فصل پہلی عام طور پر بول کا بیان بذریعہ بول کے استدلال کرنا احوال بول سے مناسب نہیں ہے جب تک رعایت چند شروط کی نہ کر لیں **اول** ضرور ہے کہ بول اول صبح کا کہ انسان نے اسی پر صبح کی ہو یعنی جو سو کر بوقت صبح اٹھا ہو اس کا پہلا بول معتبر ہے **دوسرے** دیر تک باوجود خطرہ کے بول رات کو روکا نہ ہو **تیسرے** صاحب بول نے کھانا اسی وقت نہ کھایا اور پانی نہ پیا ہو **چوتھے** استعمال ایسے ماکول و مشروب کا نہ کیا ہو جس سے قارورہ رنگین ہوتا ہے جیسے زعفران اور املتاس کہ یہ دونوں بول کو طرف زردی اور سرخی کے مائل کرتے ہیں خواہ ہری ترکاریاں کہ ان سے سول میں سبزی پیدا ہوتی ہے یا سرتی یعنی کانجی کہ وہ بول میں سیاہی پیدا کرتی ہے یا شراب مسکر جو بول کو اپنے رنگ کی طرف تغیر دیتی ہے **پانچویں** یہ ہے کہ اس کے بدن پر کوئی رنگین چیز نہ لگی ہو جیسے مہندی کہ اس کے خضاب کرنے والے کا بول کبھی رنگین اور سرخ ہو جاتا ہے **چھٹے** استعمال ایسی چیز کا نہ کیا ہو جو ادرار صفرا اور بلغم کا کرے **ساتویں** ایسے حرکات اور اعمال نہ کر چکا ہو ورنہ ایسے احوال خارجی میں جو مجرائے طبیعت سے باہر ہیں مبتلا ہو جو بول کا رنگ کسی طرح متغیر کر دیتے ہیں جیسے فاقہ بیداری یا تعب یا گرسنگی اور غضب یہ سب چیزیں بول کو زردی اور سرخی کی طرف پھیرتی ہیں اور جماع کہ یہ بھی بول کو مائل بسیاہی شدید کرتا ہے اور قے اور استفراغ کہ یہ دونوں بھی اصلی رنگ اور قوام بول کو

متغیر کر دیتے ہیں **آٹھویں** دیر تک رکھا رہنا بول کا بھی اس میں تغیر پیدا کرتا ہے اسی واسطے کہا ہے کہ چھ گھنٹہ رکھ کر بول کو نہ دیکھیں اس واسطے کہ دلائل اس کے ضعیف ہو جاتے ہیں اور رنگ اس کا متغیر ہو جاتا ہے اور ثقل اس کا پگھل جاتا ہے یا متغیر یا کثیف ہو جاتا ہے علاوہ براں میرے نزدیک بعد ایک گھنٹہ کے بھی ملاحظہ بول کا نہ کرنا چاہیے اور مناسب ہے کہ کل بول ایک قارورہ وسیع میں لیں اور اس میں سے کچھ گرا دیں اور بول کا حال فوراً بعد بول کرنے کے معتبر نہیں ہوتا بلکہ تھوڑی دیر قارورے میں رکھ کر ایسی جگہ کہ دھوپ اور ہوا نہ لگے دیکھتے ہیں اس واسطے کہ دھوپ سے جوش قوام بول میں پیدا ہوتا ہے اور ہوائے سرد سے انجماد رقت بول میں ہو جاتا ہے یہ حفاظت بول کی اس غرض سے ہے تا کہ رسوب میں بخوبی تمیز ہو اور استدلال تمام ہو ہر ایک بول کا حال ایسا نہیں ہے کہ فوراً بعد بول کرنے کے اس میں رسوب پیدا ہو جائے سوائے اس بول کے جس میں نضج بخوبی ہو گیا ہو جس شیشی کو ایک مرتبہ پیشاب بھر کر دھویا نہ ہو اس میں دوبارہ پیشاب رکھنا نہ چاہیے لڑکوں کے بول میں دلائل اور علامات کم ہوتے ہیں خصوصاً چھوٹے لڑکے اس لئے کہ طبیعت ان کی نرم ہوتی ہے اور مادہ رنگ پیدا کرنے والا ان کے بدن میں ساکن اور ڈوبا ہوا رطوبات میں ہوتا ہے اور ان کی طبیعت میں ضعف بحدے ہوتا ہے اور بوجہ کثرت استعمال نوم کے دلائل نضج کے باطل ہو جاتے ہیں ظرف جس میں بول رکھ کر طبیب دیکھے جسم شفاف سے بڑا ہو اور اس کا جوہر پاکیزہ ہو جیسے صاف شیشہ یا بلور **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ شیشی قارورہ کی جتنی دیکھنے والے کے نزدیک ہوتی ہے غلط بول کا بڑھتا جاتا ہے اور جتنی دور ہوتی ہے بول کی صفائی زیادہ ہوتی ہے اور اسی قاعدہ سے سب قسم کے میل اور آمیزش میں فرق کیا جاتا ہے جس وقت امتحاناً کوئی قارورہ میں کچھ ملا کر لائے قارورہ جب شیشے میں بھریں تو اس کی حفاظت سردی اور دھوپ اور ہوا سے ضرور ہے اور روشنی میں دیکھنا چاہیے مگر شعاع آفتاب کی اس پر نہ پڑے بلکہ جو

مکان کہ شعاع آفتاب سے اولی بول کو حال جگر پر اور جو راہ بول کے آنے کی ہے اور احوال عروق پر ہوتی ہے اور بتوسط اس دلالت کے اور امراض پر دلالت ہوتی ہے نہایت صحیح دلائل جن میں بول دلالت کرے وہی ہیں جو بہ نسبت جگر کے ہوں خصوصاً محدب جگر پر جن دلائل کا اعتبار بول میں کیا جاتا ہے سات جنسوں میں منحصر ہیں جنس لون جنس قوام جنس صفائی اور کدورت جنس رسوب یعنی تہ نشین چیزیں جنس مقدار قلب و کثرت جنس رائحہ جنس زبد یعنی کف بعض آدمی ان اجناس میں جنس ملمس اور جنس طعم کو بھی داخل کرتے ہیں اور ہم نے بہ ذات خود ان دونوں کو ساقط کر ڈالا اس طریقہ استدلال میں کراہت اور طبیعت نفرت کرتی ہے جنس لون سے ہماری مراد وہ چیز ہے جس کو حس بصر دریافت کرے الوان سے یعنی سواد اور بیاض اور جو رنگ درمیان ان دونوں کے ہے اور جنس قوام سے ہماری مراد یہ ہے کہ بول کس قدر غلیظ یا رقیق ہے اور جنس کدورت اور صفا سے یہ غرض ہے کہ نفوذ بصر کا آسانی ہوتا ہے یا بدشواری وجہ فرق درمیان اس جنس اور جنس قوام کے یہ ہے کہ قوام کبھی غلیظ ہوتا ہے اور بول صاف ہوتا ہے جیسے سپیدی انڈے کی یا ریشم ماہی جو پگھلایا ہوا ہو اور جیسے روغن زیتون اور کبھی بول کے قوام میں باوجود رقت کے کدورت ہوتی ہے جیسے کدورت آلودہ پانی کہ انڈے کی سپیدی سے اس میں رقت زیادہ ہوتی ہے اور سبب کدورت بول کا آمیزش اجزائے غریب کی ہے جن کا رنگ مخالف رنگ بول کے ہو سیاہی مائل اجزا ہوں یا کسی اور رنگ کے مگر غیر محسوس ہوں اور بوجہ چھوٹے ہونے کے ان کی تمیز نہ ہو سکے مگر شفاف نظر آنا قارورے کا منع کرے اور ان اجزاء اور رسوب میں یہ فرق ہے کہ رسوب کی تمیز حس کبھی کر لیتی ہے اور لون میں اور ان اجزا میں یہ فرق ہے کہ لون جوہر رطوبت میں پھیلا ہوا اور اس سے بہت ملا ہوا ہوتا ہے

فصل دوسری الوان بول کے دلائل

لون بول کے کئی طبقہ ہیں **پہلا طبقہ** زردی کا تبنی سے شروع ہوتا ہے اور تبنی خشک گھانس کے رنگ کو کہتے ہیں اس بعد اترجی اس کے بعد اشقر یعنی زردی

مائل بسرخی اس کے بعد نارنجی اس کے بعد ناری جس کا رنگ شبیہ رنگ زعفران کے ہو اور پھر از ردیہی ہو اس کے بعد وہ زعفرانی جس کا رنگ شبیہ ریشہ زعفرانی کے ہو اور اس کو احمر ناصع یعنی درخشندہ کہتے ہیں اور بعد اترجی کے جتنے رنگ مذکور ہوئے سب حرارت پر دلالت کرتے ہیں اور درجے حرارت کے بحسب درجہ الوان کے مختلف ہوتے ہیں کبھی باعث ان الوان کا حرکات شدید یا وجع شدید یا بھول ہوتی ہے یا انقطاع مادہ مشروب کا یعنی جس چیز کا استعمال پینے میں کیا جائے اس کا مادہ براہ بول خارج ہوتا ہے **دوسرا طبقہ** بعد ان طبقات مذکورہ بالا کے طبقات حمرت کے ہیں ان میں سے پہلے اصہب ہے یعنی اشقر مائل بسرخی بعد اس کے گلابی ہے اس کے بعد احمر قانی یعنی بہت سرخ بعد اس کے احمر اقتم یعنی سرخ جس میں تھوڑی سیاہی ہو اور یہ سب اقسام غلبہ خون پر دلالت کرتے ہیں اور جو رنگ مائل بزعفرانی ہو مزاج میں صاحب بول کے غلبہ مرہ صفرا کا ہو گا اور جو بول مائل باقتم ہو غلبہ خون پر دلالت کرے گا بول ناری کو دلالت حرارت پر زیادہ ہے بہ نسبت احمر اور اقتم کے اس لئے ناری جو شبیہ رنگ زعفران کے ہے اس میں صفراویت غایت ہوتی ہے اور صفرے میں بہ نسبت خون کے گرمی زیادہ ہے بول کا رنگ امراض حادہ محرقہ میں مائل بزعفرانی اور ناری ہوتا ہے پھر اگر اعفرانیت کے ساتھ رقت بھی ہو حالت نضج پر دلالت ہو گی اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ ابتدائے نضج ہے اور قوام میں ظہور بخوبی نہیں ہوا اور جس وقت زردی کی شدت حد ناریت اور اس کی انتہا تک پہنچے جاننا چاہیے کہ حرارت نے زیادتی رنگ کو پورا کر دیا ہے اور یہ درجہ ابتدائے حمرت خالص کا ہے پھر اگر صفائی بول میں زیادہ ہو حرارت معرض نقصان میں ہو گی کبھی امراض حادہ میں محض بول خون ہوتا ہے بدون اس کے کہ کسی رگ کا منہ کھل جائے اس بول کو دلالت امتلائے خون پر بافراط ہوتی ہے اگر ایسا بول تھوڑا تھوڑا اور بدبو ہو محل خطر ہے اس سے اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ خون مخانق کی طرف گرا ہے خون کے رنگ کا بول سب سے برا وہ ہے جو قوام میں رقیق

ہو اور رنگ اور رہیات خون میں ہو اور بد بو کی حالت پر باقی رہے اگر اس رنگ کا بول بکثرت ہو بیشتر دلیل خوبی کی ہے حمیات حادہ اور حمیات مختلطہ میں اس لیے کہ اکثر ایسا بول دلیل بحران اور احتراق مادہ کی ہے لیکن اگر ابتدا میں دفعتہً قبل از وقت بحران کے رقیق ہو جائے اس وقت دلیل نکس مرض پر ہوتی ہے اور اسی طرح اگر بعد بحران کے رفتہ رفتہ رقیق نہ ہو اور بدستور غلیظ باقی رہے وہ بھی اچھا نہیں ہے یرقان میں جس قدر بول زیادہ سرخ ہوتا اینکہ مائل بسواد ہو جائے اور کپڑا اس میں ڈبونے سے خوب رنگین ہو جائے کہ وہ رنگ خود بخود چھوٹ نہ جائے اور جس قدر یرقان میں بول کی کثرت ہو اتنا ہی بہتر اور سلامتی مریض اسی میں ہے اس لئے کہ یرقان میں اگر بول سفید ہو یا سرخ ہو مگر سرخی میں کمی ہو اور مرض اپنے حال پر باقی ہو استسقا کا خوف ہوتا ہے اور جوع البقر بھی انہیں امراض میں سے ہے جن میں رنگ بول کا زیادہ اور نہایت باحدت ہوتا ہے **تیسرا طبقہ** سبزی کا ہے جیسے وہ بول کہ مائل بہ فستقی یعنی پستی ہو بعد اس کے زنگاری اور آسمانی اور نیلا بعد اس کے کراثی یعنی گندنے کا رنگ پستی رنگ بول کا دلالت برودت پر کرتا ہے اسی طرح جس رنگ میں سبزی ہو سوائے زنگاری اور کراثی کے کہ یہ دونوں احتراق شدید پر دلالت کرتے ہیں مگر کراثی بہ نسبت زنگاری کے اسلم ہے اور زاگاری بعد تعب اور مشقت کے دلالت تشنج پر کرتا ہے لڑکوں میں سبز بول تشنج پر دلالت کرتا ہے اور آسمانی رنگ برودت شدید پر دلالت کرتا ہے اکثر اوقات میں اور اس سے بیشتر سبز رنگ کا بول ہوتا ہے بعض اطبا یہ کہتے ہیں کہ آسمانی رنگ برودت شدید پر دلالت کرتا ہے اکثر اوقات میں اور اس سے بیشتر سبز رنگ کا بول ہوتا ہے بعض اطبا یہ کہتے ہیں کہ آسمانی رنگ کا بول زہر پینے پر دلالت کرتا ہے اگر رسوب اس بول کے ساتھ ہو امید حیات کی ہوسکتی ہے ورنہ خوف ہلاکت صاحب بول کا قوی ہے زنگاری رنگ کا بول ہلاکت پر زیادہ دلالت کرتا ہے **چوتھا طبقہ** سیاہ رنگ کا ہے ایک قسم بول سیاہ کی وہ ہے جس کی سیاہی زعفرانی رنگ کے بعد ہوتی

ہے جیسے یرقان میں اور اس رنگ کو دلالت صفرے کی کثافت اور احتراق پر بلکہ اس خلط سوداوی پر ہوتی ہے جو خلط صفراوی سے پیدا ہوا اور یرقان پر بھی اس کو دلالت ہوتی ہے ایک بول سیاہ وہ ہے جس کی سیاہی اقتم سے شروع ہوتی ہے اس کو دلالت سودائے دموی پر ہوتی ہے اور ایک سیاہی بول کی سبزی اور نیلگوں سے شروع ہوتی ہے اس کو دلالت سودائے خالص پر ہوتی ہے بہرگونہ بول سیاہ یا شدت احتراق پر دلالت کرتا ہے یا شدت برودت پر یا فنائے حرارت غریزی اور اس کے پس پا ہونے پر یا بحران پر جو واسطے دفع فضول سوداوی کے طبیعت سے واقع ہو احتراق سے جو بول سیاہ ہو اس پر استدلال اس طرح کیا جاتا ہے کہ اس بدن میں احتراق شدید موجود ہو اور اس سے پہلے درد اور سرخ بول ہو چکا ہو اور ثفل اس بول میں پراگندہ ہو اور ہر جگہ پر برابر کم ہو اور مجتمع اور یکجا بھی نہ ہو اور سیاہی میں کثرت نہ ہو بلکہ مائل بزعفرانی اور زردی اور اقتم کے ہو اگر مائل بزردی ہو اکثر یرقان پر دلالت کرے گا اور جو بول سیاہ بوجہ برودت کے ہو اس پر استدلال اس طرح پر کرتے ہیں کہ پہلے اس بول سے سبز یا تیرہ بول ہو چکا ہو اور ثفل تھوڑا اور یکجا جیسے سوکھا ہوا ہے اور خلط سودا اس بول میں خالص ہوتی ہے کبھی ان دونوں مزاج کے بول میں اس طرح پر فرق کیا جاتا ہے کہ اگر بول سیاہ میں رائحہ قوی شدت ہو حرارت پر دلالت کرے گا اور اگر کسی طرح کی راہ نہ ہو خواہ کم ہو برودت پر دلیل ہوگا اس لئے کہ طبیعت کا زور جب بہت گھٹ جاتا ہے اور تصرف کامل نہیں کرسکتی بول میں مطلق رائحہ نہیں ہوتا سقوط قوت غریزی سے سیاہی بول پر اس طرح استدلال کرسکتے ہیں کہ بعد بول کے ہر وقت قوت گھٹتی جاتی ہے اور تحلیل قوئے کی بڑھتی جاتی ہے دفع طبیعت اور بحران کے ذریعہ سے اگر بول سیاہ ہو وہ اسی طرح پر ہے جیسے آخر میں حمائے ربع خواہ بروقت تحلیل پانے امراض طحال اور وجع پشت اور رحم خواہ حمیات سوداوی نہاری ہوں یا لیلی یا انحلال آفات جو رحم میں احتباس حیض سے عارض ہو خواہ احتباس سے اس چیز کے جس کے جاری ہونے کی عادت مقعد سے ہو

خصوصاً ایسے اوقات میں اگر طبیعت یا صناعت طب ادرار پر اعانت کرے کہ اس وقت دفع بحرانی بخوبی ہوتا ہے اسی طرح دفع بحرانی بول سیاہ سے ان عورتوں کو ہوتا ہے جن کا حیض بند ہو گیا ہو اور طبیعت فضلہ خون کو قبول نہ کرتی ہو اور شناخت قبول نہ کرنے کی یہ ہے کہ بول سیاہ سے بیشتر بول مائی بلانضج خارج ہو اور بعد اس بحران کے جو اوقات مذکورہ بالا میں لکھا گیا خفت مرض میں پیدا ہوتی ہے اور یہ بول مقدار میں کثیر اور وافر ہوتا ہے اور اگر یہ باتیں نہ ہوں ضرور بول سیاہ علامت ردی ہے خصوصاً امراض حادہ میں علی الخصوص اگر مقدار میں کم ہو پس اس کی قلت سے معلوم ہوتا ہے کہ رطوبت کو احتراق نے فنا کر دیا ہے جس قدر بول سیاہ غلیظ ہوتا ہے اتنا ہی برا ہوتا ہے اور جتنا رقیق ہو اتنی ہی روائت کم ہوتی ہے کبھی بوجہ پینے شراب کے جو سیاہ یا سرخ ہو اور طبیعت مطلق اس میں تصرف نہ کرے بول سیاہ یا احمر قانی ہوتا ہے کہ شراب بعینہ براہ بول خارج ہو جاتی ہے اور اس میں کچھ خطرہ نہیں ہے اکثر بول سیاہ دلیل بحران صالح کی امراض حادہ میں بھی ہوتا ہے جیسے بول سیاہ کسی مریض کا رقیق ہو اور اس میں تعلق مختلف اطراف میں پایا جائے پس یہ بول اکثر دردسر اور سہر اور صمم اور اختلاط عقل پر دلالت کرتا ہے خصوصاً اگر تھوڑا تھوڑا نکلے اور زمانہ طویل میں واقع ہو اور ربو اس کی تیز ہو اور حمیات میں ایسا بول خارج ہوا ہو اس وقت میں اس بول کو دردسر اور اختلاط عقل پر زیادہ دلالت ہو گی اور اگر باوجود تپ کے سہر اور صمم اور اختلاط عقل اور دردسر موجود ہو رعاف آئندہ پر دلیل ہے یہ بھی ممکن ہے کہ بول سیاہ رنگ گردہ کا سبب ہو **حکیم روفس** نے کہا ہے کہ بول سیاہ امراض گردہ اور مثانہ میں بہتر ہے اور نیز ان امراض میں جن کا ہیجان اور سوزش اخلاط غلیظ سے ہو اور بول سیاہ امراض حادہ میں مہلک ہے میں کہتا ہوں کہ بول سیاہ امراض گردہ اور مثانہ میں بھی ردی ہے اگر احتراق شدید ہمراہ ان امراض کے پایا جائے اس وقت اور سب علامات میں تامل کرنا چاہیے بول سیاہ مناسب اور لائق سن مشائخ کے نہیں ہے بنابر ان قواعد کے جو اکو پر

رصاصی رنگ کا جس میں رسوب نہ ہو بہت برا ہے اور تبنی صاف امراض حادہ میں مہلک ہے اور سفیدی پیشاب کی امراض حادہ میں کسی قسم کی ہو بعد رنگین بول کے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خلط صفراوی کا میلان عضو متورم یا اسہال کی طرف ہوا ہے اور اکثر یہ میلان بطرف سر کے ہوتا ہے اسی طرح جس وقت بول حمیات میں رقیق نکلتا ہو اور دفعتۂ سفید ہو جائے اختلاط عقل پر دلالت کرتا ہے جو عنقریب ہونے والا ہو جس وقت پیشاب حالت صحت میں سفید ہوتا ہو عدم نضج پر دلیل ہوگا اور چربی کے رنگ کا پیشاب جو شبیہ روغن زیتون کے ہو حمیات حادہ میں موت کی خبر دیتا ہے یا دق کی **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ کبھی بول سفید ہوتا ہے اور مزاج گرم صفراوی ہوتا ہے یو بول سرخ ہوتا ہے اور مزاج بارد بلغمی ہوتا اس واسطے کہ صفر جس وقت مجری بول سے نکل جاتا ہے اور بول سے مختلط نہیں ہوتا ہے بول سفید رنگ باقی رہ جاتا ہے پس ضرور بول سفید کی کیفیت میں تامل کرنا چاہیے پس اگر اس کی رطوبت چمکتی ہو اور ثفل بہت اور گاڑھا ہو اور قوام بول کا مائل بطرف غلاظت کے ہو جاننا چاہیے کہ بیاض برودت اور بلغم سے پیدا ہوئی ہے اور اگر رنگ چمکتا ہوا نہ ہو اور نہ ثفل میں کثرت اور مشابہ صیقل کی ہوئی چیز کے ہو مجتمع الاجزا اور نہ سفیدی مائل بہ تیرگی ہو جاننا چاہیے کہ یہ سفیدی بجہت پوشیدہ ہونے خلط صفراوی کے کسی دوسرے مقام پر ہے یعنی صفرا بول سے الگ ہو کر کسی مقام میں بدن کے پوشیدہ ہو رہا ہے اگر بول مرض حاد میں سفید ہو اور اس مقام پر دلائل سلامت کے موجود ہوں جن کے ذریعہ سے خوف سرسام وغیرہ کا نہ ہو سکے جاننا چاہیے کہ مادہ حادہ کسی اور مجری کی طرف مائل ہوا ہے اور امعا میں ایسے وقت سحج عارض ہوگا یعنی خراش پیدا ہوگی۔ امراض بارد میں سرخ بول ہونے کا سبب منحصر چند امور میں ہے یا بجہت شدت درد کے جس سے تحلیل صفرے کی ہوئی ہے جیسے قولنج بارد میں عارض ہوتا ہے یا کوئی سدہ بلغمی جو اس مجری میں پڑ جاتا ہے درمیان مرارہ اور امعاء کے واقع ہے پس انصباب صفرے کا طرف امعاء کے طبعی اور

عادی نہیں ہوتا بلکہ باضطرار ہمراہی بول اوراس کے ساتھ نکلنے پر آمادہ ہوتا ہے جیسا کہ قولنج بارد میں عارض ہوتا ہے یا کوئی سدہ بلغمی جواس مجری میں پڑ جاتا ہے درمیان مرارہ اور امعاء کے واقع ہے پس انصباب صفرے کا طرف امعاء کے طبعی اور عادی نہیں ہوتا بلکہ باضطرار ہمراہی بول اوراس کے ساتھ نکلنے پر آمادہ ہوتا ہے جیسا کہ قولنج بارد میں یہ بھی اتفاق ہوتا ہے یا بجہت جگر کے اوراس کی قوت کم ہونے سے کہ تمیز درمیان مائیت اور خون کے کرے بول سرخ ہوتا ہے جیسے استسقائے بارد میں اوران امراض میں جو اکثر ضعف جگر سے پیدا ہوں مگر یہ بول مشابہ غسالہ گوشت تازہ کے ہوتا ہے یا بہ سبب اس احتقان کے جو سدہ سے پیدا ہوتا ہے پس بلغم کے رنگ کو اندر رگوں کے بوجہ عفونت لاحقہ کے بدل دیتا ہے شناخت اس کی یہ ہے کہ اس بول کی مائیت اور ثقل بموجب اوصاف مذکورہ بالا کے ہوتی ہے بعداس کے رنگ اس کا ضعیف ہوتا ہے اور چمکتا نہیں ہے اور صفراوی بول کا رنگ اکثر چمکتا ہوا ہوتا ہے اور اکثر ایسی صورت میں پہلے بول سفید ہوتا ہے بعداس کے سیاہ اور بدبو ہو جاتا ہے جیسے یرقان میں کھانا کھانے کے بعد بول سفید ہوتا ہے اور ایسا ہی رہتا ہے یہاں تک کہ ہضم شروع ہو پس رنگ آنا شروع ہو جاتا ہے اوراسی وجہ سے جن کو بیماری سہر یعنی بیداری کی ہوتی ہے ان کا بول سفید ہے اوراس رنگ کی اعانت تحلیل ہو جانا حار غریزی کا کرتا ہے لیکن اس میں چمک نہیں ہوتی بلکہ مائل بہ کدورت ہوتا ہے بجہت نضج نہ ہونے کے اور سرخ رنگ کا بول افضل ہے امراض حادہ میں بول مائی سے اور ابیض بنظر اپنے قوام کے بھی مائی سے بہتر ہے اور برخ برنگ خون میں بیخوفی بہ نسبت احمر صفراوی کے زیادہ ہے اور احمر صفراوی بھی اس قدر خوفناک نہیں ہے اگر صفرا ساکن ہو اور مخوف ہے اگر صفرا متحرک ہو بول احمر امراض گردہ میں ردی ہے اس لئے کہ وہ اکثر دلالت ورم گرم پر کرتا ہے اور سر کے اوجاع میں اختلاط عقل سے خبر دیتا ہے جس وقت امراض حادہ میں بول سرخ برآمد ہونا شروع ہو اوراسی طرح باقی رہے اوراس میں رسوب نہ ہو

خوف ہلاک کرنے کا ہوگا اور ورم گردہ پر دلالت کرے گا اور اگر باوجود سرخی کے کدورت ہو اور اسی طرح باقی رہے ورم جگر اور ضعف حار غریزی پر دلالت کرے گا بول کے الوان میں چند الوان مرکب ہیں ازاں جملہ بول غسالی ہے مشابہ غسالہ گوشت کے جو تازہ ہو اور مشابہ اس خون کے جس میں پانی ملایا جائے اور کبھی بوجہ ضعف جگر کے ہوتا ہے اور کبھی بوجہ کثرت خون کے مگر اکثر ضعف جگر ہی سے ہوتا ہے جو سوء مزاج جگر پر کیوں نہ غالب ہو اور اس ضعف جگر پر ضعف قوت اور انحلال اسی قوت کا دلالت کرتا ہے پھر اگر قوت قوی ہو بیشک یہ بول کثرت خون سے ہوگا اور خون میں زیادتی اس مقدار سے بڑھ جائے گی جتنی مقدار تک قوت ممیزہ تمیز کامل مائیت سے کر سکے اور منجملہ الوان مرکب کے زیتی ہے اور یہ وہ دردی ہے جس میں دہنیت یعنی چکنائی کی آمیزش ہو اور یہ رنگ مشابہ روغن زیتون کے ہوتا ہے اور کسی قدر شفاف چمکتا ہوا جس میں چکنائی کی چمک ہوتی ہے اور قوام اس کا شفاف مائل بغلاظت ہوتا ہے اور اکثر احوال میں یہ بول شریر دلیل ہوتا ہے اور بہتری اور نضج اور صلاح حال پر دلالت نہیں کرتا ہے اور کبھی بندرت استفراغ مواد دموی پر جن میں دسومت ہو بر سبیل بحران دلالت کرتا ہے یہ بات اس وقت ہوتی ہے کہ جب اس بول کے بعد راحت پیدا ہو اور مہلک اس قسم میں وہ بول ہے جس میں ہمراہ دسومت کے بوئے بد ہو خصوصاً جب تھوڑا تھوڑا ہو اور جب اس بول میں کوئی چیز مشابہ غسالہ گوشت تازہ کے ملتی ہو نہایت ردی ہے اور یہ بول اکثر استسقا اور سل اور قولنج ردی میں ہوتا ہے اور اکثر بعد بول سیاہ کے بول زیتی ہوتا ہے اور ان حالیکہ بول سیاہ مقدم ہو اس وقت یہ بول صلاح کی علامت ہوتا ہے اور بیشتر بول زیتی چوتھے دن مرض کے دلالت کرتا ہے کہ مریض ساتویں دن موت پائے گا بشرطیکہ وہ مرض امراض حادہ سے ہو بالجملہ بول زیتی کی تین قسمیں ہیں یا تمام مقدار اس کی چکنی ہو یا نیچے کے اجزا چکنے ہوں یا اوپر کی سطح چکنی ہو **ایضاً** یا زیتی بول رنگ میں مثل روغن زیتون کے ہو جیسے مرض سل میں خصوصاً

ابتدائے سل میں یا فقط قوام میں زیتی ہو یا دونوں میں جیسے امراض گروہ میں یا کمال شدت اور آخر درجہ سل میں ہو اور منجملہ الوان مرکب کے ارغوانی ہے کہ وہ ردی اور قتال ہے اس لیے کہ دلالت کرتا ہے کہ احتراق دونوں مرہ کا ہو یعنی مرہ سوداو رمرہ صفرا کا کبھی سرخ رنگ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں سیاہی کی آمیزش ہوتی ہے اس بول کو دلالت حمیات مرکبہ پر اور ان حمیات پر جو اخلاط غلیظ سے پیدا ہوں ہوتی ہے پھر اگر سیاہی میں صفائی آتی جائے اس طرح پر کہ سیاہی بول کی اوپر چڑھتی جائے اور نیچے سے صاف ہوتا جائے ذات الجنب پر دلالت کرے گا

فصل تیسری قوام بول اور اس کی صفائی اور کدورت کے بیان میں

قوام بول کا غلیظ ہوتا ہے یا رقیق یا معتدل بہت رقیق عدم نضج پر ہر حال میں دلالت کرتا ہے مرض کے اوقات اربعہ میں سے کوئی وقت کیوں نہ ہو اور اسی طرح بول رقیق عروق کے سدون پر خواہ ضعف گروہ یا ضعف مجاری بول پر دلالت کرتا ہے اگر ضعف قوت جاذبہ میں ہے تو سوائے مقدار رقیق کے غلیظ کا جذب نہیں ہوتا اور اگر دافعہ میں ضعف ہے فق رقیق کو جو مطیع دفع پر ہے خارج کرے گی ایضاً بول رقیق بکثرت پانی پینے پر دلالت کرتا ہے اور ایسے مزاج پر جس میں برودت شدید مع یبوست ہو امراض حادہ میں بول رقیق ضعف قوت ہاضمہ پر دلالت کرتا ہے اور ایسے مزاج پر جس میں برودت شدید مع یبوست ہو امراض حادہ میں بول رقیق ضعف قوت ہاضمہ پر دلالت کرتا ہے اور عدم نضج اکثر جمیع قوی کے ضعف پر دلیل ہوتا ہے کہ آب مشروب میں کسی طرح کا تصرف طبیعت نہیں کرتی ہے بلکہ جیسا پانی پیا جاتا ہے ویسا ہی مجاری بول سے پھسل کر نکل آتا ہے ایسا بول رقیق لڑکوں میں نہایت ردی ہے بہ نسبت جوانوں کے اس لئے کہ لڑکوں کا بول طبعی بہ نسبت جوانوں کے غلیظ تر ہوتا ہے کہ ان کے مزاج میں رطوبت غالب ہوتی ہے اور ان کے بدن رطوبت کو زیادہ جذب کرتے ہیں اس واسطے کہ نموء ان میں زیادہ ہے پس زیادہ مادہ کی ان کو حاجت ہے جس وقت ان کا بول

حمیات حادہ میں بہت رقیق ہو جائے لڑکے اپنے حال طبعی سے زیادہ بعید ہوں گے اور ہمیشہ رہنا اس کیفیت کا لڑکوں میں ہلاکت پر دلالت کرتا ہے مگر یہ کہ اس کے ہمراہ علامات صالحہ اور ثبات قوت ہو اس وقت بول رقیق لڑکوں میں ایک خراج جو آئندہ ہونے والا ہے اس پر دلیل ہوگا خصوصاً نیچے ناحیہ جگر کے اسی طرح اگر ایسا بول صحیح آدمی کو ہمیشہ ہوا کرے اور اس کی کیفیت ان میں نہ بدلے ایک ورم پر دلالت کرے گا اس مقام پر جہاں ان کو درد محسوس ہوا کرتا ہے اور اکثر ایسے لوگ ہمراہ استمرار رقت بول کے ایک درد گردہ یا تہیگاہ میں احساس کیا کرتے ہیں پس معلوم ہوگا کہ وہ مقام تہیگاہ اور گردوں کا مستعد واسطے ورم کے ہے پھر اگر درد اور ثقل مقام خاص میں نہ ہو بلکہ تمام بدن میں ہو شورا اور جدری اور ایسے اورام پر جو تمام بدن کو شامل ہوں دلالت کرے گا رقت بول کی بر وقت بحران کے بدون بتدریج اور آہستگی کے دفعتہً نکس مرض کی خبر دیتی ہے بول کا بجدے غلیظ ہونا اکثر حالات میں عدم نضج پر دلالت کرتا ہے اور رر کمتر حالات میں نضج پر ان اخلاط کے دلیل ہوتا ہے جن کا قوام غلیظ ہو اور منتہی میں حمیات خلطی کے خواہ بروقت شگافتہ ہونے اورام خلطی کے ایسا بول ہوتا ہے اکثر دلالت اس بول کی امراض حادہ میں برائی پر ہوتی ہے مگر ہمیشہ بول کا رقیق رہنا شر پر زیادہ تر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ بول غلیظ پھر کسی قدر ہضم پر دلالت کرتا ہے اور وہ ہضم ایسا ہے کہ بول کے قوام کو کسی قدر درست کرتا ہے پس باین نظر کہ اس بول کو ہضم پر اور قوت دافعہ کے دفع میں مستقل ہونے پر دلالت ہے امید صلاح ہو سکتی ہے اور باین نظر کہ اس بول کو ہضم پر اور قوت دافعہ کے دفع میں مستقل ہونے پر دلالت ہے امید صلاح ہو سکتی ہے اور باین نظر کہ غلظ قوام فساد مادہ اور کثرت اور مانع ہونا اور اس کا نضج سے جس کے ذریعہ سے تمیز مائیت بول میں ہوتی ہے اور رسوب پیدا ہوتا ہے شر پر دلالت کرتا ہے اور ان دونوں باتوں پر یعنی صلاح اور شر پر استدلال اس طرح پر کیا جاتا ہے کہ اگر بعد بول کے راحت پیدا ہو بول کا غلیظ ہونا بوجہ ہضم کے ہے اور اگر

فعل انضاج کا یہی ہے کہ قوام درست ہو بعد اس کے رنگ بدلے اسی وجہ سے اگر بول
رقیق زرد رنگ تمام مدت مرض میں خارج ہوا کرے شر اور فساد پر دلالت کرے گا اور
فتور قوت ہاضمہ پر جس وقت بول رقیق ایسا نظر آئے کہ اس کے اجزا میں سرخی اور
زردی کا اختلاف ہو یقین کرنا چاہیے کہ صاحب بول کو کسی طرح کا تعب جس سے
التہاب حرارت ہوتا ہے عارض ہوا ہے اور اگر بول رقیق میں کچھ اشیا مثل سبوس کے
نظر آئیں اور مثانہ میں کوئی مرض نہ ہو یہ کیفیت بجہت احتراق بلغم کے ہوگی بول غلیظ
امراض حادہ میں بہر حال کثرت اخلاط پر دلالت کرتا ہے اور اکثر ذوبان پر بھی دلیل
ہوتا ہے اور ذوبانی بول وہ ہے کہ اگر تھوڑی دیر تک رہنے دیں منجمد اور غلیظ ہو جائے
خلاصہ یہ ہے کہ بول کی کدورت بوجہ اجزائے ارضی کے جس میں ریح بھی شامل ہو کر
اجزائے مائی سے مختلط ہو پیدا ہوتی ہے جس وقت یہ تینوں چیزیں مجتمع ہوں کدورت
حاصل ہوتی ہے اور جب ان تینوں میں سے ایک دوسرے سے جدا ہو جائے صفائی
حاصلہوتی ہے بعد اس کے یہ بھی ضرور ہے کہ بول کی تین حالتوں میں نظر کی جائے
پہلی یہ حالت ہے کہ بروقت خروج کے بول رقیق ہو اور بعد اس کے غلیظ ہو جائے
ایسے بول کو دلالت اس بات پر ہوتی ہے کہ طبیعت کوشش کر رہی ہے اور انضاج میں
مصروف ہے لیکن مادہ نے ابھی ہر طرح کی اطاعت نہیں کی کسی قدر قبول اثر ہوا ہے
اور کبھی ایسا بول ذوبان اعضا پر دلالت کرتا ہے جب اس کی علامات موجود ہوں
دوسری حالت یہ ہے کہ بول بروقت خروج کے غلیظ ہو اور بعد اس کے صاف ہو جائے
اور شے غلیظ بول سے بذریعہ رسوب اور تہ نشین ہونے کے متمیز ہو جائے یہ بول
دلالت کرتا ہے کہ طبیعت نے مادہ کو مقہور کر دیا ہے اور خوب نضج دیا ہے اور جس قدر
اس کی صفائی بڑھتی جائے اور رسوب زیادہ ہوں اور جلد پیدا ہوں نضج پر زیادہ تر دلیل
ہوگا تیسری حالت متوسط ہے درمیان اول اور دوم کے یعنی بروقت خروج کے قوام اس
کا نہ غلیظ ہو اور نہ رقیق اگر یہ حالت ہمیشہ رہے اور طبیعت میں قوت بحال خود ثابت ہو

گمان ہوگا کہ نضج تام کو پہنچ جائے گا اور اگر قوت بحال خود ثابت نہ ہو خوف اس بات کا ہوگا کہ نضج سے پہلے مریض ہلاک ہو جائے گا اور اگر اس طرح کا بول حالت متوسط پر زمانہ دراز تک رہے اور کسی طرح کی علامت خوف دہندہ از قسم ضعف قوت وغیرہ پیدا نہ ہو منذر بصداع ہوگا اس لئے کہ یہ بول ثوان مادہ اور ریاح بخاری پر دلالت کرتا ہے جو بول پہلے رقیق ہو کر غلیظ ہو جائے جیسے حالت اول میں بیان ہوا اور یہی کیفیت اس کی مستمر رہے بہتر ہے بہ نسبت اس بول کے جو غلیظ قوام پر اکثر اوقات خارج ہوا کرے اور اس کی غلاظت میں کمی وبیشی نہ ہو اکثر اوقات بول غلیظ اور مکدر ہو جاتا ہے بوجہ سقوط قوت کے نہ بوجہ دفع طبیعت کے جو بول مائی خارج ہوتا ہے اور مائیت پر باقی رہے البتہ عدم نضج پر دلیل ہے بہت عمدہ بول غلیظ وہ ہے جس کا نکلنا آسانی ہو اور اس کے اجزا نکلنے کے ساتھ ہی جدا ہو کر بیٹھ جائیں یہی بول فالج کو دور کرتا ہے اور نیز امراض بلغمی کو جو بول کہ غلیظ دفع ہوتا ہے اور بعد اس کے اس میں رقت بتدریج شروع ہو اور کثرت سے برآمد ہوا کرے یہ علامت محمود ہے اور بیشتر بول غلیظ کدر کثیر کا بعد بول غلیظ قلیل کے خارج ہونا دلیل خیریت کی ہوتا ہے اور یہ بات اس وقت ہوتی ہے کہ جس وقت بول غلیظ کدر جو تھوڑا تھوڑا آتا تھا دفعتہً بکثرت برآمد ہو اور بسہولت دفع ہو جو مادہ باعث بول غلیظ قلیل کا تھا وہ منضج اور شگافتہ ہو جائے اس بول سے اکثر مرض دفع ہو جاتا ہے وہ مرض خواہ حمیات حادہ میں سے ہو یا او رامراض امتلائی یا محض امتلا ہو کہ ابھی اس سے مرض نہیں پیدا ہوا ہے اور یہ قسم بول کی نادر الوقوع ہے جو بول لون طبعی پر ہو یعنی اترجی جس وقت اس میں غلظ کی افراط ہو جائے گاہ بیگاہ بخوبی پریشان کرنے مواد کثیرہ پر دلالت کرتا ہے اور اس دلالت کی صحت آسانی دفع ہونا بول کر کرتا ہے اور کبھی ایسا بول تلف مریض پر دلیل ہوتا ہے اس لئے کہ اس کو دلالت کثرت اخلاط اور ضعف قوت پر ہوتی ہے اس کی شناخت یہ ہے کہ سد شواری خارج ہو اور مقدار میں کم ہو بول غلیظ کی قسم جید جس سے بحران امراض طحال اور حمیات مختلط کا ہوتا

ہے اس میں استوائے اجزا کی توقع نہیں ہے اس لئے کہ طبیعت دفع میں عمل کرتی ہے اور بعجلت مستوی اور غیر مستوی دونوں کو دفع کر دیتی ہے بول منشور یعنی جس کے اجزا بوجہ کثرت جوش کے پراگندہ ہوں بالجملہ کثرت اخلاط پر دلالت کرتا ہے اور باایں ہمہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ طبیعت بطرف نضج دینے اخلاط کے مشغول ہے وہ بول غلیظ جس کا ثفل ریگ ہو حصاۃ گروہ پر دلالت کرتا ہے جس بول غلیظ سے دلالت انفجار اورام پر ہو اس پر استدلال بذریعہ اس چیز کے ہوتا ہے جو اس میں مل کر برآمد ہوا اور اس چیز سے ہوتا ہے جو اس بول سے پہلے پیدا ہوئی ہو ملی ہوئی چیز سے استدلال جیسے مدہ کہ اس پر بوئے بد دلالت کرتی ہے یا چھیچھڑے جو بول میں مثل سفید یا سرخ چتروں کے یا مثل بھوسے وغیرہ کے دفع ہوتے ہیں کہ جن سے استدلال ورم کے ٹوٹنے پر بعد بول کے ہوسکتا ہے اور بول سے پہلے جس علامت سے استدلال ہوسکتا ہے وہ یہ ہے کہ مثلاً قبل از بول علامت ورم یا قرحہ مثانہ یا گروہ کی خواہ جگر یا اطراف صدر کے قرحہ کی موجود ہو یہ دلیل ہوگی ورم کے شگافتہ ہونے پر پھر اگر اس بول سے پہلے بول غسالی شبیہ غسالہ گوشت تازہ کے برآمد ہوا ہو مرض محدب کبد میں ہوگا یا براز غسالی پہلے ہوا ہو ورم یا قرحہ مقعر کبد میں ہوگا اور اگر بول سے پہلے ضیق نفس اور سرفہ خشک اور وجع ناخس اعضائے سینہ میں پیدا ہو ورم ذات الجنب شگافتہ ہوکر از راہ شریان عظیم کے مادہ مرض کا دفع ہوا ہے اور اگر اس بول میں مدہ نضج یافتہ برآمد ہو بہتر ہوگا اکثر صحیح آدمی آرام طلب جس نے ریاضت ترک کی ہو ایسا بول جو مشابہ مدہ اور صدید کے ہو دفع کرتا ہے کہ اس ذریعہ سے اپنے بدن کا تنقیہ پورا کر لیتا ہے اور جو ترہل اور سستی اس کے بدن میں بوجہ ترک ریاضت کے پیدا ہوتی ہے بعد اس بول کے دفع ہو جاتی ہے ایضاً جس وقت جگر خواہ وہ اعضا جو متصل جگر کے ہیں ان میں سدے پڑ جائیں بیشتر بول غلیظ تابع کھل جانے ان سدوں کے ہوتا ہے اور مادہ ان سدوں کا براہ بول دفع ہوتا ہے اور یہ غلاظت مثل غلظت ریم کے نہیں ہوتی اور جو غلاظت بول کی بوجہ شگافتہ ہونے ورم

کے ہوتی ہے وہ مثل ریم کے ہوتی ہے اگر بول غلیظ مائل بہ سیاہی ہو اور اس کے ساتھ درد بھی بائیں طرف ہو مرض طحال میں ہے علے ہذا القیاس اگر درد ناف کے اوپر یا بالائے شکم ہو مرض معدے میں ہے اور اکثر یہ بات امراض سدہ جگر اور مجاری بول سے پیدا ہوتی ہے بول مکدر اکثر سقوط قوت پر دلالت کرتا ہے اور جس وقت قوت ساقط ہو برودت غالب ہو جاتی ہے اس وقت بول مثل اولے کے نکلتا ہے بول مکدر جس کا رنگ شبیہ شراب ردی اور خراب کے ہو یا چنے کے پانی کا سا رنگ ہو زنان حاملہ کا ہوتا ہے یا ان لوگوں کا جن کے احشا میں اورام گرم مزمن ہوں وہ بول جو مشابہ بول خچر کے ہو یا مشابہ بول دواب کے ہو اور اس کی صورت یہ ہو کہ گویا پھولا ہوا متخلخل ہے بجہت شدت جوش کھانے کے ایسا بول فساد اخلاط بدن پر دلالت کرتا ہے اور اکثر اس کی دلالت خام ہوتی ہے کہ اس میں کسی قدر حرارت نے اثر کر کے ریح غلیظ کو برانگیختہ کر دیا ہے اسی طرح کبھی یہ بول اوپر صداع کے جو آئندہ آنے والا ہے یا صداع موجود پر دلالت کرتا ہے اور کبھی ایسا بول اگر ہمیشہ رہے لثیر غس پر دلالت کرتا ہے جو بول کہ اس کا رنگ مشابہ رنگ کسی عضو بدن کے ہو ہمیشہ آنا ایسے بول کا دلیل ہے کہ مرض اسی عضو میں ہے بعض اطبا نے کہا ہے کہ اگر نیچے بول کے ایک شے مشابہ ابر یا دخان کے ہو مرض میں طول ہوگا اور اگر تمام مرض میں بول اسی کیفیت کا ہو موت کی خبر دیتا ہے خام اور مدہ جو بول میں نکلتا ہے اس میں تفرقہ از روئے بدبو کے کیا جاتا ہے کہ وہ مدہ میں ہوتی ہے جو بول مختلف الاجزا ہو جس قدر اجزا بڑے اس میں زیادہ ہوں دلالت کرے گا کہ فعل طبیعت کا پورا ہے اور طبیعت نضج پر قادر ہے اور مسامات خوب کھلے ہوئے ہیں جس بول میں ڈورے سے نظر آئیں اور بعض ان کا بعض سے ملا ہو جاننا چاہیے کہ وہ بول بعد جماع کے خارج ہوا ہے

فصل

چوتھی رائحہ بول کے دلائل کے بیان میں

اطبا کہتے ہیں کہ کبھی کسی مریض کا بول ایسا نہیں دیکھا گیا جس کو بو موافق رائحہ بول صحیح آدمی کے

ہو ہم کہتے ہیں اگر بول میں کسی قدر بو یقیناً نہ ہو برودت مزاج اور افراط خامی پر دلالت کرتا ہے اور اکثر امراض حادہ میں موت حرارت غریزی پر دلیل ہوتا ہے اور اگر بول میں بوئے بد ہو اور اس کے ساتھ دلائل نضج کے موجود ہوں سبب اس بول کا خارش اور زخم آلات بول کے خیال کرنا چاہیے اور اس پر استدلال خاص علامتوں سے جس کا بیان آئندہ کیا جائے گا کرنا چاہیے اور اگر نضج نہ ہو یہ بھی سبب ہوسکتا ہے کہ جرب اور قروح وغیرہ موجود ہوں اور یہ بھی جائز ہے کہ بجہت عفونت کے پیدا ہوا ہے اگر ایسا بول حمیات حادہ میں ہو اور سبب آفت اعضائے بول نہ ہو دلیل روائت پر ہے اگر بول میں بوئے ترش آئے دلالت کرے گا کہ عفونت اخلاط باردہ میں ہے مثل بلغم اور سودا کے اور ان پر حرارت غریبہ مستولی اور غالب ہوئی ہے لیکن اگر مرض حاد ہو بوئے ترش بول کی موت پر دلیل ہے اس لئے کہ یہ بو اس وقت دلالت کرتی ہے حرارت غریزی کی موت پر اور استیلائے برودت طبیعت پر باوجود حرارت غریبہ کے بوئے بول جو مائل بحلاوت ہو غلبہ خون پر دلالت کرتی ہے اور جس بول میں بوئے بد زیادہ ہو غلبہ صفرا پر دلیل ہے اور بوئے بد مائل بہ ترشی غلبہ سودا پر بول بدبو جس وقت صحیح آدمیوں کو ہمیشہ آیا کرے ان حمیات پر دلالت کرے گا جو عفونت سے پیدا ہوتی ہیں یا اس عفونت کے کم ہونے پر اور نکل جانے پر دلالت کرے گا جو ان کے بدن میں تحبس ہو عفونت کے نکل جانے کی شناخت یہ ہے کہ اس کے بعد خفت پیدا ہوگی جس وقت امراض حادہ میں بدبو بول برآمد ہوتے ہوتے زوال اس بوئے بد کا اس سے ہو جائے اور یہ زوال بتدریج نہ ہو بلکہ دفعتہً ہو اور بعد زوال کے راحت مریض کو حاصل نہ ہو یہ بول علامت سقوط قوی کی ہوگا

فصل پانچویں ان دلائل کے بیان میں جو باعتبار زبد کے ماخوذ ہیں

زبد کی پیدائش رطوبت اور اس ریح سے جو پانی کے اندر گھسی ہوئی ہے بذریعہ ذنع کے مع خروج بول کے ہوتی ہے جو ریح خارج بدن سے ہے ہمراہ بول کے ہو اس کو جسم بول میں کسی قدر

اعانت زبد پر ضرور ہوتی ہے خصوصاً جس وقت کہ ریح تمام بدن میں غالب ہو جیسے وہ لوگ جن کے بدن میں تمدد بوجہ نفاخات کثیرہ کے ہوتا ہے زبد کی دلالت کبھی بذریعہ لون کے ہوتی ہے جیسے زبد سیاہ یا اشقر یرقان پر دلالت کرتا ہے اور کبھی زبد کی دلالت بجہت چھوٹے اور بڑے ہونے کے ہوتی ہے بڑا ہونا کف کا لزوجت پر دلالت کرتی ہے یا زبد کے بدیر بیٹھنے یا جلد بیٹھ جانے سے دلالت ہوتی ہے دیر میں بیٹھنا زبد کا لزوجت پر دلالت کرتا ہے بڑے بڑے ٹکڑے زبد کے جو بہت دیر تک باقی رہیں امراض گردہ میں طول مرض پر دلیل ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کو دلالت ریاح اور لزوجت پر ہے حاصل یہ ہے کہ خلط لزج امراض گردہ میں ردی ہے کہ اخلاط ردی اور برودت پر دلالت کرتا ہے

فصل چھٹی دلائل اقسام رسوب کے بیان میں

پہلے ہم یہ بات کہتے ہیں کہ استعمال اطبا لفظ رسوب اور ثفل کا عرف لغت کے مخالف ہے اس لئے کہ وہ استعمال لفظ رسوب اور ثفل کا خاص اس چیز پر نہیں کرتے جو بیٹھ جائے اور تہ نشین ہو بلکہ جس چیز کا قوام غلیظ ہو اور رمائیت سے متمیز ہو جائے اگرچہ بیچ میں ٹھہرے یا پانی کے اوپر آ جائے اس کو رسوب اور ثفل کہتے ہیں بعد اس کے ہم کہتے ہیں کہ رسوب کے ذریعہ سے استدلال کئی طور پر ہوتا ہے جوہر رسوب سے اور اس کی مقدار اور کیفیت اور وضع اجزا اور اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور زمانہ اس کے خروج کا اور کیفیت اس کے آمیزش کی اجزائے بول میں جوہر رسوب سے دلالت اس طرح ہوتی ہے کہ رسوب طبعی ہو اور محمود یعنی بہتر ہضم اور نضج طبعی پر دلالت کرے یہ رسوب وہی ہے جو سفید رنگ تہ نشین اجزا میں اتصال اور اجزا یکساں اور برابر رکھتا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ ہر ایک جزو کی شکل مستدیر یعنی گول اور املس یعنی چکنی اور برابر لطیف مشابہ رسوب گلاب کے ہو نسبت دلالت کرنے رسوب کے نضج مادہ پر تمام بدن میں مثل نسبت اس مدہ کے ہے جو سفید اور چکنا متشابہۃ القوام ہو نضج ورم پر لیکن مدہ کثیف ہوتا ہے اور رسوب لطیف رسوب اور ثفل دلیل جید ہے اگرچہ

رنگ اور استوائے قوام نہ ہو استوائے قوام نزدیک قدمائے اطبا کے نزدیک قدمائے اطبا کے نضج پر زیادہ دلالت کرتا ہے بہ نسبت بیاض کے اس لیے کہ مستوی القوام جو اس قدر سفید نہ ہو بلکہ احمر قانی ہو خوب تر ہے اس ابیض سے جس میں خشونت اور ناہمواری ہو اکثر رسوب بر نگ بول ہوتا ہے اور بہت عمدہ رسوب کہ ابیض نہ ہو سب سے پہلے رسوب احمر ہے اس کے بعد رسوب زرد اس کے بعد رسوب زرنیخی اور بد رسوب کی ابتداء سی ہوتی ہے اور لوگ جو کہتے ہیں اس کی طرف التفات نہ کرنا چاہیے کہ بیاض کبھی عدم نضج سے ہوتا ہے اور استوار بدون نضج کے نہیں ہوتا اور بعض قسم کا بیاض بوجہ زیادتی آمیزش ریح کے رسوب میں ہوتا ہے رسوب ردی جو قابل مذمت کے ہے اس کا متفرق اور پراگندہ ہونا بہتر ہے استوا اور یکجا ہونے سے رسوب ردی کی شناخت بخوبی عنقریب بیان ہوتی ہے رسوب جید کہ جس میں ہم اس وقت کلام کر رہے ہیں کبھی مدہ رقیق اور خام رقیق سے مشتبہ ہوتا ہے لیکن مدہ میں اور رسوب میں بدبو کا فرق ہے یعنی مدہ میں بوئے بد آتی ہے اور خام میں اور رسوب میں استواری اجزا کا فرق ہے یعنی خام کے اجزا استوار اور یکجا ہوتے ہیں اور رسوب ان دونوں کے مخالف لطافت و خفت میں ہوتا ہے اور یہ رسوب جس کا ذکر ہو رہا ہے خاص امراض میں اس کا پیدا ہونا مطلوب ہے حالت صحت میں اس کی خواہش نہیں ہے اس لیے کہ مریض اپنے اور غیروں میں احتباس مور دردی کو بخوبی پہچانتا ہے اور اس میں شک نہیں کرتا اگر مواد میں نضج نہ ہو فساد پر دلالت کرے گا اور صبح کو ہمیشہ یہ ضرور نہیں ہے کہ جو خلط اس کے بدن سے خارج ہوتی ہے پہچانا کرے بلکہ مناسب یہ ہے کہ یہ رسوب اگر صحیح میں پیدا ہو ایسے فضول پر دلالت کرے جو غذائے غیر منہضم سے جدا ہوتے ہیں اس کے بعد ایک ایسی چیز زیادہ ہو کر تہ نشین بول میں ہوتی ہے نضج یافتہ ہو یا غیر نضج ہو لاغر اندام کے بول میں بہ حالت صحت ثفل راسب کم ہوتا ہے خصوصاً وہ لوگ جن کو ریاضات کی مزاولت ہے اور جو ارباب پیشہ ایسے ہیں کہ ان کو اپنی صناعت میں تعب

زیادہ ہوتا ہے یہ رسوب بکثرت بول میں ایسے فربہ آدمیوں کے ہوتا ہے جو آسودہ حال اور بے فکر و اندیشہ ہوں اسی طرح واجب نہیں ہے کہ لاغر آدمیوں کے بول میں بحالت مرض امید رسوب کی اس قدر کی جائے جتنے مریض فربہ اندام کے بول میں ہو سکتی ہے اس لئے کہ لاغر اندام کے امراض اکثر دفع ہو جاتے ہیں اور کسی قدر رسوب ان کے بول میں پیدا نہیں ہوتا اور اکثر اگر پیدا بھی ہوتا ہے تہ نشین نہیں ہوتا بلکہ تھوڑا سا رسوب اس کے بول میں یا سطح بالائے بول پر ہوتا ہے یا معلق بیچ میں رہتا ہے یہ بات کچھ ضرور نہیں ہے کہ ادھر بول خارج ہو ہر روز اور فوراً رسوب پیدا ہو البتہ جس بول کا نضج بخوبی ہو چکا ہو اس میں رسوب کا فوراً پیدا ہونا ضرور ہے بلکہ واسطے امتیاز اور معرفت رسوب کے واجب ہے کہ بعد خروج بول کے تھوڑی دیر صبر کریں اور پھر ملاحظہ کریں رسوب غیر طبعی کی کئی قسمیں ہیں خراطی نخالی کرسنی وشیشی شبیہ زرنیخ سرخ زرد گہرا لحمی دہنی ندی مخاطی شبیہ پارہ ہائے خمیر جو پانی میں تر کیے گئے ہوں دموی خلقی اس میں سے شعری رملی حصوی اکو راس میں سے رماوی خراطی قشوی اس میں سے صفایحی جس کے اجزا بڑے بڑے سفید اور سرخ ہوں یہ قسم اکثر دلالت کرتی ہے کہ اعضائے قریبہ مجاری بول سے جدا ہوئی ہو اور قشر ابیض دلالت کرتا ہے کہ مثانہ سے بجہت قروح مثانہ یا جرب مثانہ کے یا بوجہ تاکل اور سڑ جانے مثانہ کے برآمد ہوتا ہے اور قشور احمر لحمی دلالت کرتے ہیں کہ گردہ سے آتے ہیں اور کبھی صفایحی میں ایسے ٹکڑے برآمد ہوتے ہیں جن کا رنگ تیرہ گون اور سیاہ ہوتا ہے اور مشابہ فلس ماہی کے یہ نہایت ردی ہے جتنے اصناف رسوب غیر طبعی کے آگے مذکور ہوتے ہیں سب سے زیادہ اس کی روائت ہے اور صفحات اعضائے اصلیہ کے چھلنے پر دلالت کرتی ہے پہلی دو قسمیں یعنی خراطی اور نخالی اکثر مضر نہیں ہوتیں بلکہ مثانہ کو پاک کرتی ہیں بعض اطبا نے حکایت کی ہے کہ ایک شخص نے ذراریح جو ایک حیوان زہرناک ہے کھالیا اس کے بول میں سفید چھلکے برآمد ہوئے مشابہ انڈے کے اس چھلکے کے جو نیچے پوست سخت کے ہوتا ہے یہ چھلکے

جس وقت پانی میں گھولے جاتے تھے گھل جاتے تھے اور رنگ سرخ پیدا کرتے تھے فقط بذریعہ اس بول کے وہ شخص اچھا ہو گیا اور زادہ رہا خراطی کی ایک قسم وہ ہے جو عرض میں ان دونوں قسموں سے کم ہے اور قوام میں غلیظ زیادہ ہے اگر سرخ رنگ ہو اس کا نام کرسنی یعنی رنگ اس کا مثل مٹر کے ہو گا اور اگر سرخ نہ ہو اس کو نخالی کہتے ہیں کرسنی اگر سرخ ہو کبھی اس میں اجزا جگر کے محرق ہو کر آتے ہیں اور کبھی خون سوختہ جگر کا اس میں ہوتا ہے اور کبھی گردہ سے ہوتا ہے لیکن گردہ سے جو آتا ہے اس میں اتصال لحمی زیادہ ہوتا ہے اور جو خون جگر سے آتا ہے وہ مشابہ اس رسوب کے زیادہ ہوتا ہے جو لحمی نہ ہو اور تفتیت اور پارہ پارہ ہونے کی قابلیت زیادہ رکھتا ہے اور اگر زردی مائل زیادہ ہو گردہ سے ہو گا اس واسطے کہ جگر سے جو آتا ہے اس میں کسی قدر سیاہی سرخی کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی اس رسوب کے ساتھ وہ بھی رسوب ہوتا ہے جس کے اجزا جگر سے آتے ہیں نخالی یعنی جس کی شکل مثل بھوسی کے ہوتی ہے کبھی جرب مثانہ سے ہوتا ہے اور کبھی اعضا کے ذوبان یعنی پگھلنے سے ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر بیخ قضیب میں خارش اور بول میں بوئے بد ہو تو وہ رسوب جرب مثانہ اور قروح مثانہ سے ہو گا خصوصاً اگر اس بول سے پہلے بول مدی ہو چکا علی الخصوص اگر تمام دلائل نضج کے موجود ہوں اس وقت مثانہ کے اوپر کی رگوں کا صحیح المزاج ہونا یقینی ہے اور ان میں کسی طرح کا تغیر یا سوءمزاج واقع نہیں ہے بلکہ مرض نفس مثانہ میں ہے لیکن اگر رسوب نخالی کے ساتھ التہاب اور ضعف قوت اور سلامت اعضائے بول پائی جائے اور اس کا رنگ مائل بہ تیرگی ہو یہ رسوب ذوبان اعضا سے ہو گا اور سویقی یعنی وشیشی جس کی صورت مثل ستو کے ہو اکثر اس کا رنگ احتراق سے خون کے ہوتا ہے اور وہ مائل بسرخی ہوتا ہے اور اکثر ذوبان اعضا سے پیدا ہوتا ہے یا ان میں خراش کی وجہ سے اگر مائل بہ سفیدی ہو اور کبھی جرب مثانہ سے بھی پیدا ہوتا ہے ناظر کتاب ہذا وشیشی کی ان دونوں قسموں میں جو ذوبا اعضا اور جرب مثانہ سے پیدا ہوتی ہیں بخوبی فرق کر سکتا ہے اگر

ان علامات کو یاد کرے جو ابھی خراطی میں مذکور ہو چکی ہیں اگر وشیشی مائل بسیاہی ہو پس وہ خون کے احتراق سے ہوتا ہے خصوصاً احتراق خون طحال سے جمیع اقسام رسوب صیایجی کے جو بہ سبب امراض مثانہ اور گردہ مجاری اور بول کے پیدا نہ ہوں امراض حادہ میں ردی اور مہلک ہوتے ہیں صفایحی کے اقسام میں قسم لحمی کا حال اوپر بیان ہو چکا اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ یہ اکثر رسوب گردہ سے ہوتا ہے اور کسی وقت گردہ سے نہیں ہوتا پھر گردہ سے اس وقت ہوتا ہے جب لحم کی حمیت صحیح ہو اور بول میں نضج بھی ہو اور ذوبان اعضائے بدن میں نہ ہو اور اگر ہمراہ اس رسوب کے حمی بھی ہو اور بول میں نضج نہ ہو پس یہ رسوب ذوبان اعضائے بدن سے ہوگا بول نضج یافتہ صحت آوردہ پر دلیل ہوتا ہے اس واسطے کہ امراض گردہ نافع نضج بول کے نہیں ہوتے اس لئے کہ نضج کا مقام گردہ سے اوپر ہے رسوب وسمی چربی اور سمین اور گوشت کے پگھلنے پر دلالت کرتا ہے کامل تر دلالت اس دہنی کو ہے جو مشابہ ماء الذہب محلول کے ہو زردی میں اور کبھی استدلال موضع ذوبان سے بوجہ قلت اور کثرت اور آمیزش اور خالص ہونے کے کیا جاتا ہے اس لئے کہ اگر رسوب کی مقدار کثیر اور متمیز ہو جاننا چاہیے کہ جانب گردہ سے شحم گردہ کی ذوبان سے ہے اور اگر مقدار کم ہو اور آمیزش زیادہ ہو مکان بعید سے پیدا ہوا ہے اگر بول میں ایک ٹکڑا سفید مثل دانہ انار کے نظر آئے یہ ٹکڑا شحم گردہ سے ہوگا رسوب مدی دلالت کرتا ہے شگافتہ ہونے قرحہ پر خصوصاً وہ قرحہ جو اعضائے بول میں ہو بالتخصیص اگر اس بول میں ثفل محمود راسب ہوا ہو مخاطی خلط غلیظ خام پر دلالت کرتا ہے یا بکثرت بدن میں ہو یا آلات بول سے دفع ہوئی ہو یا بحران عرق النساء اور وجع مفاصل کا ہو بحران پر استدلال بذریعہ خفت کے کیا جاتا ہے جو بعد بول کے پیدا ہو کبھی یہ رسوب لطیف اور رقیق ہوتا ہے پس گمان کیا جاتا ہے کہ یہ رسوب محمود ہے اسی واسطے واجب ہے کہ امراض حادہ میں ہیات رسوب محمود کو دیکھ کر فریفتہ نہ ہو اگر رسوب محمود وقت نضج میں برآمد نہ ہوا ہو ورنہ دلیل نضج کی موجود ہو اور کبھی یہ رسوب رقیق اور لطیف

دلالت شدت برودت مزاج گردہ پر کرتا ہے فرق مدی اور خام میں یہ ہے کہ مدی میں بدبو ہوتی ہے اور پہلی دلیل ورم کی موجود ہوتی ہے اور اس کے اجزا کا اجتماع اور افتراق آسان ہوتا ہے اسی مدی سے ایک قسم وہ ہوتی ہے جس کو آمیزش مائیت سے زیادہ ہوتی ہے اکور کسی قسم میں آمیزش کم ہوتی ہے اور اجزاء متمیز زیادہ ہوتے ہیں اور خام میں کدورت اور غلاظت ہوتی ہے اجزا اس کے آسانی سے یکجا اور متفرق نہیں ہوتے جس بول کا رسوب مخاطی اور بکثرت ہو اگر یہ بول بکثرت آخر نقرس اور اوجاع مفاصل میں برآمد ہو خیریت پر دلیل ہوگا رسوب شعری یعنی بشکل بالوں کے بجہت بستہ ہونے رطوبت غلیظ لزجہ کے جو مستطیل ہے پیدا ہوتا ہے کہ حرارت نے اپنا اثر کر کے اس کو اس شکل پر کر دیا ہے اکثر یہ رسوب سفید ہوتا ہے اور کبھی سرخ اس کا انعقاد گردہ میں ہوتا ہے کہتے ہیں کبھی طول میں چند بالشت کا برآمد ہوتا ہے رسوب مشابہ خمیر کے ٹکڑوں کے جو بھیگے ہوئے ہوں ضعف معدہ اور امعاء اور دونوں جگہ کے ضعف ہضم پر دلالت کرتا ہے بیشتر اس کا سبب کھانا دودھ یا دہی کا ہوتا ہے رسوب رملی ہمیشہ حصاہ پر دلالت کرتا ہے بستہ ہو چکی ہو یا ہونی ہو یا بستہ ہو کر گل رہی ہو لیکن سرخ رملی گردہ کی پتھری پر دلالت کرتا ہے اور اگر سرخ نہ ہو مثانہ کی پتھری پر دلالت کرے گا رسوب رماوی اکثر دلالت اس کی بلغم یا مدہ پر ہوتی ہے کہ اس مدہ کو بجہت دیر تک ٹھہرنے کے تغیر لون اور اجزا کا پارہ ہونا عارض ہوا ہے اور کبھی بجہت احتراق کے جو مدہ کو عارض ہو یہ رسوب پیدا ہوتا ہے رسوب علقی یعنی جو بشکل خون بستہ کے ہو اگر اس کے اجزا میں آمیزش زیادہ ہو ضعف جگر پر دلالت کرے گا اور جو اس سے کم ہو مجاری بول کے اخراج پر اور ان کے تفرق اتصال پر اور اگر اجزا اس رسوب کے متمیز ہوں اکثر مثانہ اور قضیب سے برآمد ہوگا اور بہت تفصیل سے ہم اس رسوب کا حال امراض جزئیہ کی بحث الدم میں ذکر کریں گے اور جس وقت بول میں رسوب بشکل علقہ احمر کے پیدا ہو اور مریض بعارضہ طحال مبتلا ہو بعد اس رسوب کے مرض طحال دفع ہو جائے گا

بھی جاننا ضرور ہے کہ امراض مثانہ میں بطرف بول کے خون کثیر نہیں نکلتا اس واسطے کہ مثانہ کی رگیں ملی ہوئی اور اس کے جرم میں دھنسی ہوئی اور تنگ اور تھوڑی ہیں **کمیت رسوب کے** ذریعہ سے دلالت رسوب کی پس بنظر کثرت اور قلت کے اس طرح پر ہے کہ کثرت رسوب سبب فاعلی کی کثرت پر اور قلت رسوب سبب فاعلی کی قلت پر دلالت کرتا ہے اور مقدار میں چھوٹا اور بڑا ہونا اس کی دلالت اس طرح کی ہے جیسا خراکٹھی خراطی میں بیان ہوا ہے **کیفیت رسوب کے** لحاظ سے دلالت رسوب کی لیکن بجہت لون کے پس سیاہ رسوب دلیل ردی ہے ان اقسام پر جن کا ہم نے ذکر کیا اسلم رسوب براہ لون کے وہی ہے جو سیاہ ہو اور مائیت سیاہ نہ ہو سرخ رسوب دمویت پر دلالت کرتا ہے اور تخمہ پر اور زرد شدت حرارت اور مرض کی خیانت پر اور سفید رسوب اس میں سے محمودہ ہے جس کو ہم اوپر کہہ چکے ہیں اور غیر محمود یعنی مذموم مخاطی مدی غروی یعنی بشکل سریش اور غوی یعنی جو بشکل کف ہو یہ سب نضج بول کے مخالف ہیں سبز رسوب بھی وہی ہوتا ہے جو رفتہ رفتہ سیاہ ہو جاتا ہے پس حکم میں رسوب اسود کے داخل ہے اور بوئے رسوب سے طریقہ استدلال کا اوپر بیان ہو چکا **وضع رسوب سے** اس کے چکنے اور دردرے ہونے کے ذریعہ سے استدلال ہوتا ہے چکنا اور برابر ہونا اجزائے رسوب محمود کا بہتر ہے اور برے رسوب کا برا ہے اور دردرا ہونا ریاح اور ضعف ہضم پر دلالت کرتا ہے **مکان رسوب سے استدلال** اس طرح پر ہے کہ اگر رسوب بول کے اوپر ہو اس کو غمام کہتے ہیں اور اگر بیچ میں ٹھہرا ہو اس کو معلق کہتے ہیں اور اس میں نضج بہ نسبت غمام کے زیادہ ہوتا ہے متعلق رسوب وہی بہتر ہے جس کا ریشہ اور پرزہ نیچے کی طرف مائل ہو راسب وہ رسوب ہے جو تہ نشین ہو اور اس میں نضج کامل ہوتا ہے یہ باتیں رسوب محمود کی ہیں اور رسوب مذموم جتنا سبک ہو بہتر ہے جیسے رسوب اسود کہ جتنی سیاہی کم ہو اتنا ہی اچھا ہے یہ بات حمیات حادہ میں ہوتی ہے اسی طرح اگر خلط بلغمی ہو

یا سوداوی پس غمام بہتر راسب سے اس لئے کہ غمام دلالت کرتا ہے خلط کے لطیف ہو جانے پر مگر یہ کہ سبب رسوب کے اوپر آنے کا کثرت ریاح ہے اگر کثرت ریاح نہ ہو پس طافی یعنی غمام اسلم ہے اس کے بعد متعلق اور سب سے برتر راتب ہے سبب رسوب کا اوپر چڑھنے کا حرارت تصعید کرنے والی یا ریح ہوتی ہے جو رسوب متمیز ہو حالت غلاظت بول میں اوپر چڑھتا ہے خصوصاً اگر رسوب سبک ہو اور بول رقیق میں نیچے بیٹھ جاتا ہے اگر رسوب ثقیل ہو جس وقت رسوب طافی یا معلق اول مرض میں ظاہر ہو اور بدستور ہمیشہ ایسا ہی رہے دلالت کرے گا کہ بحران بذریعہ خراج کے ہوگا مگر نحیف اور ناتواں لوگوں کا مرض فقط رسوب محمود سے جو طافی یا معلق ہو دفع ہو جاتا ہے جیسا ہم نے اوپر ذکر کیا رسوب طافی یا معلق جو چکنا ہو اگر مشابہ نسیج عنکبوت کے ہو یا متفرق ہو یا اس کا اجتماع مثل اجتماع زلابیہ کے ہو ردی ہے اور زلابیہ ایک قسم کی روٹی ہے خواہ مٹھائی جیسے جلیبی وغیرہ پھولی ہوتی ہے سوراخدار اور اکثر ظہور ثقل طافی غیر جید کا ہوتا ہے کہ وہ محل خوف ہے لیکن یہ بات ابتدائے نضج میں ہوتی ہے بعد اس کے رفتہ رفتہ جودت اور خوبی بڑھتی جاتی ہے پھر معلق ہو جاتا ہے اس کے بعد راسب ہوتا ہے یہ بات رسوب کی دلالت ردی ہونے پر نہیں کرتی لیکن اگر اس کے بعد رسوب ردی پیدا ہونے لگیں پس جو خوف ابتدائے مرض میں پیدا ہوا ہے اس کا ظہور واجب ہے

زمانہ رسوب زمانہ کے لحاظ سے استدلال رسوب کا اس طرح پر کیا جاتا ہے کہ اگر بول ہونے کے ساتھ ہی رسوب فوراً پیدا ہو جائے علامت جید ہے نضج مادہ کی اور اگر رسوب کے پیدا ہونے میں دیر ہو یا نہ پیدا ہو دلیل عدم نضج پر ہوگی اور جتنی تاخیر رسوب کے پیدا ہونے میں کم و بیش ہوگی نضج میں بھی اسی قدر تاخیر سمجھنا چاہیے

ہیئات آمیزش رسوب کی اجزائے بول میں جیسا ہم نے بول دم اور بول وسم یعنی چربی میں ذکر کیا ہے وہی سمجھنا چاہیے

فصل

ساتویں دلالت قلت اور کثرت بول کے بیان میں

بول قلیل المقدار ضعف قوت پر دلالت کرتا ہے اور بول مقدار مشروب سے کم برآمد ہو دلالت کرتا ہے کہ تحلل مشروب کا بہت ہو گیا یا اسہال شکم ہو گا یا استسقے کی استعداد بدن میں زیادہ ہے بول کثیر المقدار کبھی ذوبان اور استفراغ پر ان فضول کے جو بدن میں پگھل رہے ہیں دلالت کرتا ہے اور فرق صحیح ان دونوں میں نظر بحال قوت کیا جاتا ہے کہ ذوبان میں قوت ضعیف ہوتی ہے اور استفراغی میں ضعیف نہیں ہوتی جس بول کا رنگ خراب ہو اور شر پر دلالت کرے جس قدر زیادہ ہو اسلم ہوگا اور اگر رک رک کر اور کم ہو شر کثیر بد دلالت کریں گے جیسے بول سیاہ اور غلیظ جس بول کا حال قلت اور کثرت میں مختلف ہو کبھی بہت سا اور کبھی تھوڑا اور کبھی بند ہو جائے دلیل مجاہدہ طبیعت پر ہے ایسی کوشش کے ساتھ جس سے طبیعت کو تعب حاصل ہوتا ہے اور یہ کیفیت ردی ہے بول کثیر امراض حادہ میں اگر اس کے بعد راحت مریض کو نہ پہنچے دق یا تشنج التہابی کے پیدا ہو گے پر دلیل ہوتا ہے اور یہی حال عرق کثیر کا حمیات حادہ میں ہے اگر بول قطرہ قطرہ حمیات حادہ میں بے ارادہ ٹپکے آفت دماغی پر دلیل ہوتا ہے جو عقب اور عضل دماغ تک پہنچ گئی ہے پھر اگر تپ میں بروقت ایسے بول کے سکون ہو اور دلائل سلامت موجود ہوں رعاف کی خبر دے گا ورنہ اختلاط عقل اور فساد پر دلیل ہو گا صحیح آدمی کا بول اگر رقیق اور کم ہو جائے اور اسی طرح ہمیشہ آیا کرے اور گرانی اور درد تہیگاہ میں محسوس ہو اطراف گردہ کے ورم سخت پر دلالت کرے گا مرض قولنج میں اگر بول بکثرت برآمد ہو صحت کی بیشتر بشارت دیتا ہے خصوصاً اگر سفید ہو اور بآسانی برآمد ہو

فصل آٹھویں بول صحیح المزاج نضیج اور فاضل کے بیان میں یہ بول وہی ہے جس کا قوام معتدل ہو رنگ لطیف مائل باترجی رسوب محمود کہ اس میں بموجب بیان بالا کے سفیدی اور سیکی اور ملاست اور استواء اور استدارت شکل ہو بو اس کی معتدل نہ تند اور بدبو اور نہ ایسا کہ کسی قسم کی بو نہ ہو ایسا بول جس وقت کسی ایسے مرض میں دفعتہً برآمد ہو جس کی حدت زیادہ ہے

جدائی مرض اور حصول صحت پر اس کے دوسرے دن دلیل ہوگا **فصل نویں بول اسنان کے بیان میں** لڑکوں کا بول رنگ میں مائل دودھ کے رنگ کی طرف ہوتا ہے کہ ان کی غذا یہی ہے اور مزاج میں ان کے رطوبت زیادہ ہے اور مائل بسفیدی ہوتا ہے اور صبیان کا بول غلیظ اور ثخین زیادہ بول شبان سے ہوتا ہے اور پراگندگی اجزا اس میں زیادہ ہوتی ہے جیسا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں بول شبان کا مائل بطرف ناریت اور راعتدال قوام کے ہوتا ہے بول کہول کا مائل طرف بیاض اور رقت کے ہوتا ہے اور اکثر غلیظ ہوتا ہے بقدر اندازہ اس فضول کے جن کا استفراغ ان کے بدن سے بکثرت ہوتا ہے بول مشائخ میں بیاض اور رقت بہ نسبت کہول کے زیادہ ہوتی ہے کبھی شاذونادران کا بول غلیظ بھی ہو جاتا ہے جب غلاظت ان کے بول میں شدید ہو سنگریزے کی پیدائش کی امید ہوتی ہے **فصل دسویں بول مرد اور عورتوں کے بیان میں** عورتوں کا بول ہر حال میں غلیظ شدید البیاض اور رونق میں کم بول سے مردوں کے ہوتا ہے اور یہ بات بجہت کثرت فضول کے ہوتی ہے جو ان میں پیدا ہوتے ہیں اور اس سبب سے کہ ضعف ان کے ہضم میں زیادہ ہوتا ہے اور مسامات ان کے وسیع ہوتے ہیں ایسے کہ جو فضول کو دفع کرتے ہیں ان کی گنجائش بخوبی مسامات میں ہوتی ہے اور اس سبب سے کہ ان کے آلات بول کی طرف ان کے ارحام سے بہت سے رطوبات متحلل ہو کر آتے ہیں بول مرد کا اگر ہلایا جائے مائل با کدورت اوپر کی طرف ہو جاتا ہے اور اکثر مرد کے بول میں کدورت ہوتی ہے اور بول عورتوں کا ہلانے سے مکدر نہیں ہوتا اس لئے کہ اس کے اجزا میں تمیز نہیں ہوتی اور اکثر عورت کے بول کے اوپر ایک سے زبدی گول ہوتی ہے اور اگر کسی قدر کدورت عورات کے بول میں آتی ہے تو بہت کم ہوتی ہے بول مرد کا بعد جماع کے اس میں لکیریں ڈوروں کی شکل کی ایسی ہوتی ہیں جیسے ایک ڈورا دوسرے میں بنا ہوا ہے بول حاملہ عورتوں کے صاف ہوتے ہیں اور اس کے اوپر ابر تنک مثل دھویں کے

ہوتا ہے اور بیشتر ان کا بول مثل نخود آب کے ہوتا ہے یا مثل جوش آب پاچہ گوسفند وغیرہ کے زرد رنگ جس میں زرقت ہو اور اس کے اوپر ابر سا ہوتا ہے اور کیساہی ہو وسط میں بول کے ایک شے مثل روئی کے گالے کے ہوتی ہے اور اکثر ایک چیز مثل دانہ کے بروقت ہلانے کے چڑھتی اترتی ہے اور اگر کھودی زیادہ ظاہر ہو پس وہ اول عمل ہے اور اگر سرخی ظاہر ہو تو وہ آخر حمل ہے خصوصاً جس وقت بروقت ہلانے کے مکدر ہو جائے بول نفساء کا اکثر احوال میں سیاہ مثل روشنائی اور سیاہی دیگ کے ہوتا ہے۔

فصل گیارھویں بول حیوانات کے بیان میں اکثر طبیب کو حیوانات کے بول کی شناخت بھی مفید ہوتی ہے جب کوئی شخص براہ امتحان اور دھوکا دینے کے انسان کے بول کی جگہ حیوان کا بول دکھائے پھر اس وقت طبیب کو دشواری ہوتی ہے کہتے ہیں کہ بول گدھے کا قارورہ میں مثل پگھلی ہوئی چکنائی کے ہوتا ہے کدورت لیے ہوئے غلاظت جو خارج سے بہم پہنچتی ہے اور خچر کا بول بھی چکنائی میں مثل بول خر کے ہوتا ہے مگر اس سے صاف زیادہ ہے اور ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ نصف قارورہ اوپر کا صاف ہے اور نصف نیچے کا کدورت ناک اور بول غنم یعنی گوسفند کا سفید ہوتا ہے اور زردی میں آدمی کے بول کے قریب ہوتا ہے مگر اس میں قوام درست نہیں ہوتا اور ثفل اس کا مثل تیل کے ہوتا ہے یا مثل تیل کے ثفل کے ہوتا ہے اور جس قدر غذا اس کی اچھی ہو بول میں صفائی زیادہ ہوتی ہے اور بول ہرن کا مشابہ گوسفند کے ہوتا ہے مگر قوام اور ثفل نہیں ہوتا اور کسی قدر بول غنم سے صفائی میں زیادہ ہوتا ہے گھوڑے کا پیشاب آدمی کے بول کے قریب ہوتا ہے **فصل بارھویں ایسی تر چیزوں کے بیان میں جو مشابہ بول کے ہوتی ہیں** سکنجبین اور کل تر چیزیں مثل ماء العسل او رانجیر اور آب زعفران وغیرہ کے ان سب کا یہ قاعدہ ہے کہ جس قدر قریب سے دیکھیں صاف معلوم ہوں گی اور بول اس کے برخلاف جس قدر قریب سے دیکھیں غلیظ معلوم ہوگا ماء العسل کا کف

زرد ہوتا ہے اور آب انجیر کا ثفل کنارے بیٹھتا ہے اور بیچ میں نہیں ہوتا ہے اور نہ درستی اور ہمواری پیدا ہوتی ہے اور نہ اس میں حرکت ہوتی ہے پس اس قدر بیان احوال بول کا شاید کافی ہو اور کتب جزئیہ میں زیادہ تفصیل حالات بول کی عنقریب بیان ہو گی انشاءاللہ تعالے

فصل تیرھویں دلائل براز کے بیان میں

براز کی مقدار سے کبھی استدلال اس طرح پر کرتے ہیں کہ جو چیز کھائی گئی ہے اس کی مقدار سے جتنا فضلہ براز کا دفع ہونا مناسب ہے اس سے کم ہے یا زیادہ یا برابر یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ زیادتی براز کی بجہت کثرت حجم اختلاط کے ہوتی ہے اور قلت براز کی بوجہ قلت اخلاط کے یا بجہت احتباس مقدار کثیر براز کے اعور اور قولون یا لفائف میں یعنی ان باریک امعامیں جو باب تشریح میں مذکور ہو چکے ہیں اور یہ احتباس مقدمہ قولنج ہے کہ ضعف قوت دافع پر دلالت کرتا ہے اور کبھی استدلال قوام براز سے کیا جاتا ہے رطوبت قوام کی یا سدون پر دلالت کرتی ہے یا سوءہضم پر اور کبھی ضعف جداول یعنی وہ رگیں جو موٹی انتڑیوں میں لپٹ کر ان کی رطوبت کو جذب کرتی ہیں پھر وقت ضعف کے یہ جداول رطوبت کو نہیں چوستی ہیں کبھی نزلات سر سے ٹپکتے ہیں اس سے براز میں رطوبت پیدا ہوتی ہے کبھی کھانے سے ایسی چیز کے جو براز میں تری پیدا کرے براز تر کی لزوجت کبھی ذوبان اعضائے اصلی پر دلالت کرتی ہے اگر بوئے بد ہو اور کبھی کثرت اخلاط ردی پر جن میں لزوجت ہو دلیل ہوتی ہے اور اس وقت میں زیادہ بوئے بد نہیں ہوتی اور کبھی لزج غذاؤں کے کھانے سے جن کی مقدار قلیل ہو اور مزاج میں حرارت قوی ہو کہ اس جہت سے ہضم جید نہ ہو سکے یہی لزوجت پیدا ہوتی ہے جو براز بشکل زبد ہو جوش اور شدت حرارت پر دلالت کرتا ہے یا ریاح کثیر کی آمیزش پر خشک براز تعب اور تحلل پر دلیل ہوتا ہے یا کثرت ادرار بول پر یا ایک حرارت ناری پر جو مزاج میں پیدا ہو یا خشک غذاؤں کے کھانے پر یا زیادہ دیر تک امعا میں ٹھہرے رہنے پر جیسا اپنے مقام پر اس کا بیان کتاب چہارم میں کیا جائے گا اگر

براز خشک اور سخت کے ساتھ رطوبت بھی ہو دلالت کرے گا کہ خشکی اس کی بجہت طول زمانہ احتباس کے ہے ایسے رطوبات میں جو مانع خروج براز نہیں اور صفرا جس کی لذع سے براز بہت جلد دفع ہوتا ہے نہیں ہے اگر طول احتباس بھی نہ ہو اور نہ علامات رطوبت کے امعا میں پائے جائیں پھر سبب ایسے براز خشک کا کرنا کسی فضلہ کا جو صدیدی ہو اور لذع اس میں زیادہ ہو جانب کبد سے جو امعا متصل ہیں تصور کیا جائے گا اور اس کے خروج میں مہلت اور دیر نہ ہو گی بجہت لذع اس فضلہ کے مگر اتنی دیر جس میں یہ براز خشک رطوبت سے مل جائے کبھی استدلال لون لون براز سے کیا جاتا ہے لون طبعی براز کا ناری ہے جس کی ناریت خفیف ہو اگر اس رنگ میں شدت ہو کثرت مرار پر دلالت کرے گا اور اگر ناریت میں نقصان ہو نیم خامی اور عدم نضج پر دلالت ہو گی اور اگر سفید ہو بیشتر سفیدی بجہت سدہ کے ہوتی ہے جو مجری مرار میں پڑے اس وقت یرقان پر دلالت کرتا ہے اور اگر سفیدی کے ہمراہ قیح ہو کہ اس میں بو مدہ کی آئے یہ بیاض دلالت دبیلہ کے شگافتہ ہونے پر کرے گا اکثر اوقات صحیح آدمی آسودہ حال جو تارک ریاضت کا ہو صدیدی براز دفع کرتا ہے اس کے ذریعہ سے اس کے بدن کا تنقیہ اور اچھی طرح کا استفراغ ہو جاتا ہے اور اس کے بدن کا ترہل اور سستی جو بجہت ترک ریاضت کے ہے زائل ہو جاتی ہے جیسا ہم بحث بول میں بیان کر چکے ہیں **یہ بھی جاننا ضرور ھے** کہ بافراط ناری ہونا براز کا اکثر اوقات منتہائے مرض میں نضج پر دلالت کرتا ہے اور اکثر زبوں حالی پر سیاہ براز کی دلالت مثل سیاہ بول کے ہے کہ احتراق شدید یا نضج مرض سوداوی یا استعمال کسی سیاہ رنگ کی چیز پر یا پینے پر ایسی شراب کے جو استفراغ سودے کا کرے دلالت کرتا ہے اور پہلی دلالت اس کی جو احتراق شدید پر ہے ردی ہے اور جو براز سودائے خالص سے پیدا ہو فقط اس کے لون سے استدلال کافی نہیں ہے بلکہ اس کی ترشی اور عفوصیت اور زمین کا جوش کھانا بھی دیکھا جاتا ہے اور یہ اوصاف ردی ہیں براز میں ہوں یا قے میں اس براز کے خواص

میں سے یہ ہے کہ اس میں چمک ہوتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ محض خلط سوداوی کا نکلنا اکثر قاتل ہوتا ہے یعنی ہلاکت پر دلیل ہوتا ہے سیاہ کیموس کا نکلنا اکثر نافع ہے اس لئے کہ نکلنا سودائے اصلی کا غایت احتراق بدن اور فنائے رطوبت پر دلالت کرتا ہے سبز رنگ کا براز انطفا یعنی فرد ہو جانے حرارت غریزی پر دلالت کرتا ہے اور رنگ تیرہ بھی اسی طرح پر ہے کبھی استدلال ہیات براز سے بھی ہوتا ہے اسی طرح پر کہ بستہ اور سمٹا ہوا ہے یا پھولا ہوا پھولا ہوا مثل گوبر کے ریح پر دلالت کرتا ہے کبھی استدلال وقت براز سے بھی کیا جاتا ہے پس براز اگر جلد اور وقت عادت سے پیشتر خارج ہو دلیل ردی ہے کثرت مرار یا ضعف قوت ماسکہ پر دلالت کرتا ہے اور اگر دیر میں خارج ہو ضعف ہاضمہ اور برودت امعا اور کثرت رطوبت پر دلالت کرتا ہے آواز کا پیدا ہونا ریاح نافخہ پر دلیل ہے بڑے بڑے اور طرح طرح کے رنگ براز کے ردی ہیں ان کا ذکر ابواب جزوی میں کیا جائے گا افضل براز کی وہی قسم ہے کہ بستہ ہو اور اجزا اس کے ہمرنگ ہوں اور مائیت کا یبوست کے ساتھ اختلاط زیادہ ہو ثخن اور قوام اس کا مثل شہد کے ہو اور بآسانی دفع ہو لذع اور خراش پیدا نہ کرے اور رنگ اس کا مائل بہ زردی اور بدبو مطلق نہیں اور نہ ایسا کہ کسی قسم کی بو نہ ہو اور اس کے نکلتے وقت آواز ایسی جیسے برتن سے پانی گرنے وقت ہوتی ہے پیدا ہو اور نہ اس کے ساتھ قراقر اور نہ اس میں زبدیت ہو اور وقت عادت پر برآمد ہو مقدار اس کی ماکول سے نسبت معتدل رکھے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ استوائے براز ہر طرح کا اچھا نہیں اور نہ ہر طرح کی ملاست اچھی ہے اس لیے کہ یہ دونوں کبھی بسبب نضج کامل کے پیدا ہوتے ہیں جس سے ہر جزو براز کا ہمرنگ اور متشابہ ہو جاتا ہے اور کبھی بوجہ احراق اور ذوبان کے یہ دونوں پیدا ہوتے ہیں اس وقت بدترین علامات سے خیال کیے جاتے ہیں **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ براز معتدل القوام جو مائل برقت ہو وہی محمود ہوتا ہے جس کے خروج کے ہمراہ قراقر اور ریاح نہ ہوں اور نہ رک رک کر تھوڑا تھوڑا

نکلے ورنہ جائز ہے کہ اس کا نکلنا رقیق ہو کر بجہت آمیزش صدید کے جو طبیعت پر گراں خاطر تھا ہو گا اور وہی صدید اس کو امعا میں بستگی سے منع کرتا تھا کبھی اور طرح کی بھی علامتیں عروق وغیرہ میں ظاہر ہوتی ہیں مگر ان میں بحث کرنی مباحث جزوی سے مناسبت رکھتی ہے اسی طرح بحث امراض جزوی شرح مزید احکام بول و براز وغیرہ کی کی جائے گی دوسرا فن کتاب اول کا فن طب میں تمام ہوا اس میں اٹھانوے فصلیں تھیں **فن تیسرا حفظ صحت کا بیان** اور اس میں ایک فصل اور پانچ تعلیمیں ہیں **فصل مفرد سبب صحت اورر مرض اور ضرورت کے بیان میں** علم طب کا بہ قسمت اولی دو جزو کی طرف منقسم ہوتا ہے جزو نظری اور جزو عملی اور دونوں قسمیں علمی اور نظری ہیں یعنی قوت نظری اور فکر منطقی دونوں سے متعلق ہے لیکن مخصوص باسم نظری وہی قسم ہے جس میں افادہ علم آراء یعنی علم قیاسات کا ہوتا ہے اور احکام کلیہ فقط بیان ہوتے ہیں اور علم کسی عمل کا اس میں نہیں بیان ہوتا ہے جیسے وہ علم طب کا جس میں بیان مزاج اور اخلاط اور قوی اور اقسام امراض اور اعراض اور اسباب کا کیا جاتا ہے مخصوص باسم عملی وہ جزو ہے جس میں افادہ علم کیفیت عمل اور تدبیر کا ہوتا ہے جیسے وہ جزو جس میں تعلیم اس بات کی ہوتی ہے کہ حفظ صحت بدن خاص کی ایک خاص حال پر کیونکر کرنی چاہئے اور معالجہ ایک بدن کا جس میں ایسا ایک مرض ہے کس طرح کیا جائے یہ گمان کبھی نہ کرنا چاہیے کہ جزو عملی سے یہی مراد ہے کہ اس میں مباشرت اور عمل درکار ہو بلکہ مراد جزو عملی سے وہ قسم ہے جس میں تعلیم علم مباشرت اور عمل کی کی جاتی ہے شاید ہم نے اس کو اوائل کتاب میں بخوبی بیان کیا فن اول اور ثانی میں قسم نظری کلی علم طب کے بیان سے ہم فراغت پا چکے اور اب ہم اپنی فکر کو بطرف باقی ماندہ چیزیں قسم عملی کی اسی طب سے بہ نہج کلی صرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جزو عملی طب کی دو قسمیں ہیں ایک قسم میں علم تدبیر ابدان صحیحہ کا ذکر ہے کہ ان کی حفظ صحت کیونکر کی جائے اور کیسی تدبیر سے صحت بحال خود باقی

رہتی ہے اور اس کا نام علم حفظ صحت ہے دوسری قسم میں علم تدبیر بدن مریض کا ذکر ہے
کہ بدن مریض کس طرح اپنی حالت صحت اصلی پر لایا جاتا ہے اور اس کا علم علاج نام
ہے ہم اس قسم عملی کو شروع کرتے ہیں اور پہلے اس میں مختصر بیان قواعد حفظ صحت کا
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہرگاہ منبد ءاول ہمارے ابدان کے تکون اور پیدائش کی دو
چیزیں ہیں ایک منی مرد کی اور صحیح اس کی نسبت یہ رائے ہے کہ وہ قائم مقام سبب فاعلی
ہمارے ابدان کی ہے جیسے کہ فصل مفرد تعلیم پانچویں فن اول میں بیان ہو چکا دوسری
شے منی عورت کی ہے اور خون حیض اور صحیح رائے اس کی نسبت یہ ہے کہ قائم مقام جزو
مادہ کی ہے یہ دونوں جوہر اس بات میں شریک ہیں کہ ہر ایک ان میں کا جوہر سیال اور
رطب ہے اگرچہ بعد اس خاصیت کے اور امور میں مختلف ہیں اور مائیت اور ارضیت
خون حیض اور منی عورت میں زیادہ ہے اور ناریت اور ہوائیت مرد کی منی میں غالب
ہے باین لحاظ واجب ہوا کہ پہلا انعقاد ان دونوں چیزوں کا رطوبت کے ساتھ ہو
اگرچہ ارضیت اور ناریت بھی مادہ تکون میں موجود تھیں اور ارضیت میں جو صلابت تھی
اور ناریت میں جو قوت انضاج تھی ان دونوں نے ایک دوسرے کی اعانت کر کے
نطفہ منعقد میں سختی اور بستگی پیدا کی مگر یہ سختی اور بستگی اس درجہ تک نہیں پہنچتی ہے جیسے
اجسام سخت مثل پتھر اور شیشہ وغیرہ کے سخت اور منعقد ہوتے ہیں کہ اس میں سے کوئی
شے فعل اور انفعال حرکت یومی اور لیلی سے متحلل نہیں ہوتی یا ایسی چیز متحلل ہوتی ہے
جو محسوس نہیں ہوتی پس یہ چیزیں آفات عارضہ سے جو بوجہ تحلل دائمی اور طول زمانہ
کے عارض ہوتا ہے حفاظت اور امان میں رہتی ہیں اور نطفہ بستہ کا حال ایسا نہیں ہے
اسی جہت سے ہمارے ابدان دو قسم کی آفات میں مبتلا رہتے ہیں اور ہر ایک قسم کے
واسطے ایک سبب داخلی اور ایک سبب خارجی ہوتا ہے۔ **پہلی آفت** اس
رطوبت مستوی کی ہے جس سے ہماری خلقت ہوئی ہے اور تحلیل بتدریج اور رفتہ رفتہ
ہوتی ہے **دوسری آفت** تعفن اس رطوبت کا اور اس میں فساد عارض ہونا اور

اس رطوبت کا متغیر ہو جانا اس طرح پر کہ صلاحیت امداد حیات کی باقی نہ رہے اور یہ تغیر مخالف تغیر اول کے ہے اگرچہ انجام اس کا بھی خشکی کی طرف ہوتا ہے اس طرح پر کہ پہلے رطوبت فاسد ہو جاتی ہے اور اس کی ہیئت مخالف اس ہیئت کے ہو جاتی ہے جو صلاحیت ہمارے بدن ہونے کی نہ رکھے پھر آخر کار میں بجہت تعفن کے متحلل ہوتی ہے اس لئے کہ عفونت کا قاعدہ ہے کہ پہلے رطوبت کو فاسد کرتی ہے بعد اس کے متحلل کرتی ہے اور ایک شے خشک خاکستری کو بعد تحلل کے چھوڑ دیتی ہے یہ دونوں آفتیں ان آفات سے خارج ہیں جو اور اسباب سے لاحق ہوتی ہیں جیسے برودت زائد کہ اس رطوبت کا انجماد کر دے یا اور اقسام زہر کے یا انواع تفرق اتصال جو مہلک ہیں خواہ اور تمام امراض یہ دونوں قسم آفات کی جو ابھی مذکور ہوئیں ہماری اس بحث کلی سے مخصوص ہیں اور لائق اسی کے ہیں کہ ہم ان دونوں کا اعتبار حفظ صحت میں کریں اور ہر ایک قسم کا وقوع اسباب خارجی اور باطنی دونوں سے ہوتا ہے اسباب خارجی جیسے ہوا جو تحلیل اور تعفن پیدا کرتی ہے اسباب باطنی جیسے حرارت غریزی جو ہمارے بدن میں ہے اور ہمارے رطوبات کی تحلیل کیا کرتی ہے اور حرارت غریبی جو ہمارے بدن میں غذاؤں وغیرہ کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ حرارت ہماری رطوبات کو متعفن کرتی ہے یہ سب اسباب اس رطوبت کے خشک کرنے کی وجہ سے ہمارے بدن کی تجفیف پر معین ہیں بلکہ اول استکمال ہمارا اور اول ہماری رسائی اور قدرت افعال کے کرنے پر بہت سی خشکی عارض ہونے کے ذریعہ سے ہوتی ہے بعد اس کے جفاف مستمر رہتا ہے تا اینکہ تمام ہو جاتا ہے اور فنائے رطوبت اصلی یکسر ہو جاتی ہے جس سے تعبیر بلفظ موت کرتے ہیں اور یہ جفاف اور خشکی جو ہم کو عارض ہوا کرتی ہے ایک امر ضروری ہمارے واسطے ایسا ہے کہ اس کے ہونے میں کوئی چارہ نہیں ہے اس لیے کہ ہم اول خلقت میں نہایت رطوبت پر ہوتے ہیں اور ہماری حرارت ضرور اس رطوبت پر غالب ہوتی ہے اگر غالب نہ ہوتی تو اس رطوبت میں بند ہو کر حرارت میں اختناق پیدا

ہوتا ہے اور جبکہ ہماری حرارت اس رطوبت پر ہمیشہ غالب ہے کچھ نہ کچھ اپنا فعل ہمیشہ
ضرور کرتی ہے یعنی اس رطوبت میں ہمیشہ کسی قدر خشکی پیدا کیا کرتی ہے اثر اولی جو اس
حرارت کی تجفیف کا ظاہر ہوتا ہے یہی ہے کہ ہم کیفیت اعتدال کو سن معتدل میں پہنچیں
اور جب ہمارے بدن حد معتدل کو جو بنظر خشک ہونے رطوبت کے حاصل ہوتا ہے
پہنچیں اور حرارت بحال خود باقی ہو اور دوبارہ تجفیف بقدر تجفیف اول کے نہ ہوتی ہو
بلکہ اس سے قوی تر ہوتی ہے اس لئے کہ مادہ کم ہے اور حرارت زیادہ پس مادہ قابلیت
خشک ہونے کی رکھے گا اور رفتہ رفتہ یہ تجفیف مرتبہ اعتدال سے بالضرور بڑھ جائے گی
اور ہمیشہ خشکی بڑھتی جائے گی یہاں تک کہ رطوبت فنا ہو جائے پس حرارت غریزی
بالعرض اپنے آپ کو بجھا دیتی ہے اور فنا کرنے کا سبب عارضی ہوتی ہے اس لئے کہ
بالاصالت اپنے مادے کو یعنی رطوبت غریزی کو فنا کرتی ہے جیسے چراغ کہ اپنے آپ
کو خود ہی بجھا دیتا ہے جب اپنے مادے کو یعنی رطوبت روغن کو فنا کر دے اور جس قدر
تخفیف بڑھتی جاتی ہے حرارت میں نقصان پیدا ہوتا جاتا ہے پس ہمیشہ عجز حرارت کا
مستمر رہتا ہے تاآنکہ بدرجہ غایت پہنچتا ہے اور عجز بدل جانے رطوبت کا طرف بدل
ماتحلل کے بڑھتا جاتا ہے یعنی بجہت نقصان حرارت کے ہمیشہ جو غذا متحلل ہو کر جزو
بدن ہوتی ہے اس میں کمی ہوتی جاتی ہے جب ہم سن نمو سے تجاوز کرتے ہیں باین لحاظ
تجفیف کی زیادتی دو وجہوں سے ہوتی ہے ایک تو مادہ اصلی یعنی رطوبت غریزی میں
لاحق ہونا نقصان کا جس کی جہت سے بدل ماتحلیل کا گھٹتا جاتا ہے **دوسرے**
رطوبت غریزی میں فی نفسہ بجہت تحلیل حرارت کے کمی ہوتی جاتی ہے اس سبب سے
ضعف حرارت زیادہ ہوتا جاتا ہے کہ یبوست کو جوہر اعضا پر غلبہ ہوتا جاتا ہے اور کمی
رطوبت غریزی میں جو بمنزلہ مادہ یا روغن چراغ کے پیدا ہوتی جاتی ہے اس لئے کہ
چراغ کے واسطے بھی دو رطوبتیں ہیں پانی اور روغن کے باقی رہنے تک چراغ روشن باقی
رہتا ہے اور پانی کی جہت سے بجھ جاتا ہے جیسے گلاس وغیرہ کی روشنی میں دیکھا جاتا

ہے **مترجم** کہتا ہے اس مقام پر پانی سے مراد وہ رطوبت نہیں ہے جس کی جہت سے اجزا روئی وغیرہ کے جس سے فتیلہ چراغ بنایا جاتا ہے متصل ہوتے ہیں اور جس کے فنا ہونے سے فتیلہ خاکستر ہو جاتا ہے جیسا کہ حمیات کے بحث دق میں اس کی تفصیل آتی ہے کہ اس کو شیخ نے اس مقام پر تیسری رطوبت فرض کیا ہے بلکہ یہاں پانی سے وہ پانی مراد ہے جو گلاس وغیرہ میں بھرا ہوتا ہے اور تیل اس کے اوپر رہتا ہے جیسے آملی وغیرہ نے بھی تصریح کی ہے **متن** اسی طرح حرارت غریزی کا قیام بسبب رطوبت غریزی کے ہوتا ہے اور اختقان اس حرارت کا بجہت رطوبت غریبہ کے ہوتا ہے اور رطوبت غریبی کا بڑھ جانا بجہت ضعف ہضم وغیرہ کے ایسا خیال کیا جاتا ہے جیسے رطوبت مائی چراغ کی بڑھ جائے پس اگر فتیلہ پانی سے تر ہو جو بے کیفیتی اور برائی اشتعال چراغ میں پیدا ہوتی ہے کہ کبھی روشنی دیتا ہے اور کبھی قریب بجھنے کے ہو جاتا ہے اور حرارت ناری اس رطوبت مائی کو مختلف صورتوں سے جدا کرتی ہے ایسا ہی حال ہمارے جسم کا اور ہماری حرارت غریزی کا بہ نسبت رطوبت غریبہ کے ہوتا ہے کہ اس وقت بجہت عروض سوء ہضم اور تخمہ وغیرہ کے چراغ حیات قریب بجھنے کے پہنچتا ہے تا اینکہ طبیعت تصرف کامل کر کے نقد اس رطوبت کا کسی قسم کے استفراغ سے کر دے آخرکار جب یہ تجفیف تمام ہوتی ہے اور رطوبت اصلی فنا ہو جاتا ہے اس وقت موت طبعی واقع ہوتی ہے اور بدن ہمارا جب تک باقی رہتا ہے اس کے بقا کا سبب یہ نہیں ہے کہ بدن کی رطوبت طبعی جو ابتدائے خلقت سے ہے اور اولی ہے اس نے مقابلہ حرارت عالم کا ہوا اور آفتاب سے اور حرارت اپنے بدن کا جو اس کی طبیعت میں ہے کیا ہے اور مقابلہ اس چیز کا جو اپنی حرکات میں اس مقاومت شدیدہ کو پیدا کرتا ہے بھی کیا ہے اس لیے کہ یہ طبیعت اس مقابلہ میں بہت ضعیف تھی لیکن استبدال بدل ما تحلیل اس رطوبت کا جو بذریعہ غذا وغیرہ کے ہوتا رہا ہے اس نے اس رطوبت کو واسطے مقابلہ ہر ایک قسم کی تحلیل کے برپا اور قائم کیا ہے پھر ہم نے بیان کیا ہے کہ غذا

میں قوت تصرف کرتی ہے اور اس کا استعمال ایک حد معین تک کرتی ہے نہ ہمیشہ اور صناعت حفظ صحت کی ایسی نہیں ہے کہ موت کی ضامن ہو یا بدن کو آفات خارجیہ سے بچاتی رہے اور نہ ایسی یہ صنعت ہے کہ ہر ایک بدن کو عمر طبعی تک جو مناسب نوع انسان کے علی الاطلاق ہے پہنچا دے بلکہ یہ صناعت فقط دو چیزوں کی ضامن ہے رطوبت میں عفونت نہ آنے دے اور رطوبت کی حمایت ایسی کرے کہ اس میں تحلل جلد نہ آنے پائے ہاں رطوبت کی قوت میں یہ بات ہے کہ اس مدت تک باقی رہے جس کو بحسب اپنے مزاج اولی کے یہ رطوبت مقتضی ہے اور یہ خواہش رطوبت کے باقی رہنے میں اس مدت تک بتدبیر صائب پوری ہوسکتی ہے وہ تدبیر یہ ہے کہ استبدال بدل ما تحلیل کا بقدر امکان ہوا کرے اور جتنے اسباب بعجلت تجفیف پیدا کرنے والے ہیں ان کا غلبہ نہ ہونے پائے نہ یہ کہ اسباب تجفیف کے مطلق پیدا نہ ہونے پائیں اور ایسی تدبیر کی جائے جو تولید عفونت سے بچا کر ضمانت اور حراست بدن کی غلبہ حرارت غریبہ سے خارجاً اور داخلاً کرے اس واسطے کہ تمام ابدان قوت رطوبت اصلی اور حرارت اصلی میں برابر نہیں ہیں بلکہ اسباب میں ابدان مختلف ہیں پس ہر ایک بدن کے واسطے ایک حد معین ہے کہ اسی حد تک مقاومت اور مقابلہ اس خشکی اور جفاف کا کرسکتا ہے جو خشکی بنظر مقتضائے مزاج اور حرارت غریزی اور رطوبت غریزی اس بدن کی واجب ہے اور اس حد سے بڑھ کر مقابلہ نہیں کرسکتا لیکن کبھی اس حد سے بیشتر اور اس زمانہ سے پہلے بہ سبب وقوع ایسے اسباب کے جو معین تجفیف ہوں یا بوجہ دیگر مہلک ہوں بعض ابدان کو تاب مقاومت کی ساقط ہو جاتی ہے یعنی وہ حد معین وقت معین طبعی سے پہلے آ جاتی ہے اور بہت سے آدمی کہتے ہیں کہ اجل طبعی یہی ہے گو قبل از وقت طبعی بجہت فنائے حرارت غریزی کے پیدا ہو جائے اسباب خارجی سے اور اجل عرضی اور غیر طبعی دوسرے قسم کی ہے پس صناعت حفظ صحت کی وہی ہے جو بدن انسان کو بہ تدریج اسی حد معین تک اور اس سن تک جس کا اجل طبعی نام ہے پہنچا دے اور جو چیزیں مناسب

اس جسم کی صحت کے ہیں ان کی محافظت کرے اس محافظت کی ضامن اور مدبر دو قوتیں ہیں کہ طبیعت ان کی خادم تصور کی جاتی ہے ایک طبیعت ہے اور یہ قوت غاذیہ ہے کہ بدن میں بدل ماتحلل اور اس جوہر سے جو مائل ارضیت اور مائیت کی طرف ہے بنا بنا کر چھوڑتی جاتی ہے دوسری قوت حیوانی ہے اور یہ قوت نابضہ ہے یعنی شرائین کی حرکت دینے والی واسطے ترویح قلب کے تاکہ چھوڑے بدل ماتحلل کو روح سے جس کا جوہر ہوائی اور ناری ہے اور چونکہ غذا شبیہ مغتذی کے بالفعل نہیں ہوتی اس واسطے ایک قوت مغیرہ پیدا کی گئی کہ غذا کو بالفعل مشابہ مغتذی یعنی اس عضو کے جس کی یہ غذا بنے گی کردے بلکہ اس غذا کو غذائے بالفعل بنا دے اور در حقیقت اس فعل کے تمام ہونے کے واسطے بہت سے آلات اور مجاری پیدا کیے گئے کہ ان کے ذریعہ سے جذب اور امساک اور ہضم تام ہوتا ہے پس ہم کہتے ہیں کہ منتہائے کار صناعت حفظ صحت کا درستی اور تعدیل ان اسباب عامہ لازمہ کی ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور اکثر توجہ اس صناعت کا سات چیزوں کی تعدیل میں ہوتا ہے اول اصلاح مزاج دوسرے اختیار ماکول اور مشروب تیسرے تنقیہ فضول چوتھے حفظ ترکیب پانچویں اصلاح ہوا چھٹے اصلاح ملبوس ساتویں تعدیل حرکات بدنی ونفسانی انہیں ساتوں کے بعض اقسام میں نوم و یقظہ بھی داخل ہے یہ بات اوپر معلوم ہو چکی ہے کہ ہر اعتدال کی ایک حد خاص مقرر نہیں ہے اور نہ واسطے ہر صحت کے ایک ہی حد معین ہے اور نہ یہ بات ہے کہ ہر واحد مزاج کا اس بات میں داخل ہے کہ اس کے واسطے صحت کسی طرح کی یا اعتدال کسی قسم کا علے الاطلاق ثابت کیا جائے بلکہ ایک امر درمیانی دو امروں کے پایا جاتا ہے یعنی بعض امزجہ پر یہ بات صادق آتی ہے کہ اس پر غالباً صحت یا اعتدال کا اطلاق کیا جاتا ہے اور بعض مزاج تحت میں اس حکم کے داخل نہیں ہیں پس یا تو وہ لائق صدق نقیض اس قضیہ مطلقہ عامہ موجبہ کلیہ کے ہے یعنی وہ مزاج ہمیشہ غیر صحیح اور غیر معتدل رہتا ہے پس سالبہ جزئیہ دائمہ کا مصداق ہے جس کو موجبہ معدولتہ المحمول لازم

ہے اس لیے کہ موضوع امر وجودی ہے یا کبھی اس مزاج پر صحت اعتدال کی کوئی قسم صادق آتی ہے اور کبھی مرض سے متصف ہوتا ہے پس چاہیے کہ شروع کریں ہم پہلے تدبیر اس مولود کی جس کا مزاج نہایت درجہ معتدل ہے **تعلیم پہلی فن تیسرا تدبیر مولود کے بیان میں** جس وقت سے وہ پیدا ہوتا ہے تاوقتیکہ کھڑے ہونے کی طاقت آئے تدبیر ان حاملہ عورتوں کی جو قریب بولادت ہوں مباحث امراض جزئی میں بیان ہوگی اور لڑکا معتدل المزاج جس وقت پیدا ہو اس کی تدبیر بموجب قول ایک جماعت فضلا کے یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کی ناف کاٹیں چار انگلیوں سے زیادہ چھوڑ کر اور کاٹنے کے مقام کو ایک پاکیزہ ڈورے سے باندھیں جو باریک بٹا ہوا اون وغیرہ سے تاکہ گزند نہ پہنچائے اور اسی مقام پر کپڑا ایک روغن زیتون میں ڈبو کر رکھیں ناف کے تراشنے میں میری یہ تجویز ہے کہ ہلدی اور دم الاخوین اور انزروت اور زیرہ اور اشنہ اور مر یہ سب چیزیں ہم وزن پیس کر اس کی ناف پر چھڑکیں اور بہت جلد اس کے بدن کی تملیح کریں یعنی پانی میں نمک پسا ہوا گھول کر اس کے بدن کو دھوئیں تاکہ جلد اس کی سخت اور قوی ہو جائے بہت اچھا نمک وہ ہے جس میں کسی قدر شادنج اور قسط اور سماق اور جائیں اور صعتر ملا ہوا اور ناک اور منہ کی تملیح نہ کریں ہم نے اس کے بدن کو سخت کرنا اس واسطے تجویز کیا ہے کہ ابتدائے ولادت میں لڑکا ہر ایک چیز سے جو اس کے بدن سے ملتی ہے اذیت پاتا ہے خواہ وہ چیز گرمی پیدا کرے یا سردی اس لیے کہ جلد اس کی رقیق اور گرم ہوتی ہے پس ہر ایک چیز بہ نسبت اس کے بدن کے سرد اور سخت اور خشن ہے اگر ضرورت ہو تو مکرر تملیح کریں گے اور ضرورت یہ ہے کہ اس کے بدن میں میل اور رطوبت زیادہ ہو بعد تملیح کے نیم گرم پانی سے اس کو نہلائیں اور اس کے دونوں نتھنے ہمیشہ ان انگلیوں سے جن کے ناخن ترشے ہوئے ہوں پاک کرتے رہیں اور آنکھوں میں روغن زیتون ٹپکائیں اور اس کے مقام براز کو انگشت خنصر سے دبائیں تاآنکہ کھل جائے اور ہر قسم کی برودت

سے اس کی حفاظت کریں جب اس کی ناف گر جائے یہ اکثر بعد تین چار دن کے واقع ہوتا ہے تدبیر صائب یہ ہے کہ اس پر خاکستر صدف یا خاکستر عرقوب یعنی پے پاشنہ گوسالہ یا خاکستر قلعی اس میں سے جس کو چاہیں شراب میں ملا کر چھڑکیں اور جس وقت ہم چاہیں کہ اس کے دست بند اور پا پند کو گہوارے میں باندھیں پس ضرور ہے کہ قابلہ شروع کرے کہ اس کے اعضا کو بہ نرمی دبائے تا کہ جو عضو قابل چوڑے ہونے کے ہے چوڑا ہو جائے اور جسے باریک ہونا ہے باریک ہو جائے اور ہر عضو اپنی عمدہ شکل پر آ جائے یہ سب افعال نہایت نازکی سے کرنے چاہئیں کہ قابلہ انگلی کے سروں سے اس کو چھوئے اور نرم نرم دبائے اور چند روز متواتر ایسے ہی افعال کی مداومت کرے اور دونوں آنکھیں مولود کی پارچہ ریشمی وغیرہ سے پاک کرتے رہیں اور اس کے مثانہ کو دبایا کرے تا کہ اخراج بول کا آسانی ہو بعد اس کے دونوں ہاتھ نہالچہ وغیرہ پر پھیلا کر دونوں کلائیوں کو دونوں زانوں سے ملا دے اور عمامہ سر میں باندھے یا ٹوپی قبہ دار اڑھا دے اور ایسے مکان میں جس کی ہوا معتدل ہو سلائے اور وہ مکان سرد نہ ہونے پائے اور یہ بھی ضرور ہے کہ وہ مکان سایہ دار اور خوب تاریک ہو کہ اس میں کسی قسم کی شعاع کا گزر نہ ہو اور اس کا سر فرش خواب میں تمام بدن سے اونچا رہے اور اس کی گردن یا اطراف اور پشت کسی طرف بچھونے پر جھکنے نہ پائیں ایسے کہ ترچھے ہو جائیں اور معتدل پانی سے فصل گرما میں اور مائل بحرارت پانی سے بشرطیکہ تیز نہ ہو جاڑوں میں اس کو نہلائیں عمدہ وقت اس کے نہانے کا یہی ہے کہ جب دیر تک سو کر اٹھے اور ایک دن میں دو تین مرتبہ بھی نہلانا جائز ہے جس قدر میل اور پسینے کی کمی اور بیشی ہو اور مناسب ہے کہ پانی رفتہ رفتہ شیر گرم کیا جائے اگر فصل گرمی کی ہو اور جاڑوں میں اعتدال حرارت پانی کا ملحوظ رہے اور اسی قدر نہلائیں کہ بدن اس کا گرم اور سرخ ہو جائے خصوصاً جاڑوں میں بعد اس کے حمام سے اس کو باہر نکالیں اور اس کا بخوبی لحاظ رکھیں کہ پانی اس کے کان کے پردے تک نہ پہنچنے پائے اور بر وقت نہلانے

کے واجب ہے کہ مولود کو اس طرح پر لیں کہ اس کا داہنا ہاتھ قابلہ کی بائیں کلائی پر رکھا ہو اور مولود سینہ کے بھل لپٹا ہو اور پشت اس کی اوپر کی جانب ہوتا کہ زور قابلہ کے ہاتھ کا اور بوجھ اس کے جسم کا سینہ پر پڑے اور پشت پر نہ پڑے اور اس بات میں کوشش کی جائے کہ بروقت نہلانے کے اس کی دونوں ہتھیلیاں پشت سے اور دونوں قدم سر سے بہ نرمی و آسانی ملائیں بعد اس کے نرم کپڑے سے پانی کی رطوبت پاک کر لیں مگر پاک کرنے میں بھی نرمی کا لحاظ رہے پھر اس کو پیٹ کے بھل لٹائیں اس کے بعد پیٹھ کے بھل اور ہمیشہ بروقت چت اور پٹ لٹانے کے بدن پونچھتے جائیں اور بدن کو دباتے جائیں بعد اس کے اعضا کی شکل درست کرتے جائیں اور اس کے بعد الٹ دیں اور ایک کپڑے سے باندھیں اور اس کی ناف میں روغن زیتون شیریں ٹپکائیں کہ وہ آنکھ اور طبقات جسم کو اور ہر عضو کو چرک وغیرہ سے دھوڈالتا ہے

فصل دوسری رضاع اور نقل کے بیان میں

لڑکے کو دودھ پلانا اور اس کو غذا دینے کی کیفیت یہ ہے کہ جب تک ممکن ہو لڑکے کو اس کی ماں کا دودھ پلائیں اس لئے کہ ماں کا دودھ لڑکے کی اس غذا سے بہت مناسب ہے جو قبل ولادت کے رحم میں اس کو پہنچتی تھی یعنی خون حیض کا کہ وہی خون دودھ کی طرف مستحیل ہو اور لڑکا اس کے ہضم کی قابلیت زیادہ رکھتا ہے اور اس سے مالوف ہے تا اینکہ تجربہ یقینی ثابت ہوا ہے کہ لڑکے کے منہ میں اس کی ماں کا سر پستان دے دینا بہت مفید ہے کہ جو چیز اس کو اذیت دے رہی ہو دفع ہو جاتی ہے اور دن بھر میں دو یا تین مرتبہ سے زیادہ دودھ پلانا نہ چاہیے اور ابتدائے ولادت میں بکثرت ارضاع مختلف عورتوں سے نہ کرائیں اگرچہ بات اچھی ہے کہ لڑکا اپنی ماں کا دودھ پہلے نہ پیے جب تک کہ اس کا دودھ معتدل نہ ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے تھوڑا شہد چٹائیں بعد اس کے دودھ پلائیں یہ بھی ضرور ہے جس عورت کا دودھ لڑکا پیے صبح کے وقت دو یا تین مرتبہ اسے دوھ ڈالیں بعد اس کے سر پستان لڑکے کے منہ میں دیں خصوصاً اگر دودھ میں کوئی عیب ہو اور جو دودھ

خراب یا تیز ہو بہتر یہی ہے کہ اسے نہ پلائیں جس وقت کہ نہار منہ ہو اور باہمہ واجب ہے کہ لڑکے کے واسطے دو چیزوں کا التزام کریں جو نافع ہیں اور اس کے مزاج کو تقویت دیتی ہیں ایک تو لڑکے کو آہستہ آہستہ ہلانا اور دوسرے ہلاتے وقت کچھ گانا برطبق موسیقی کے یا ایسی خوش آوازی سے جو لڑکوں کے بہلانے کے واسطے مخصوص ہے لیکن ہلانا اور گانا اسی قدر ہو کہ جس کے لڑکے کو قابلیت ہو اور اس کی واقفیت آمادگی ریاضت اور موسیقی پر رفتہ رفتہ بڑھے ہلانے سے ریاضت بدنی اور موسیقی سے ریاضت نفسانی پر آمادگی بڑھتی ہے اگر ماں کے دودھ پلانے سے کوئی مانع پیدا ہو مثلاً وہ ضعیف ہو یا دودھ میں فساد ہو یا مائل باحتراق ہو مناسب ہے کہ اس کے واسطے مرضعہ یعنی دودھ پلانے والی کی تلاش کریں مگر مرضعہ ان شرائط کے ساتھ ہو جن کا ہم آگے ذکر کریں گے بعض شروط بنظر سن و سال مرضعہ کے ہیں اور بعض بنظر سحنہ اور بعض بنظر اخلاق کے اور بعض بنظر ہیئت پستان کے اور بعض بنظر کیفیت دودھ کے اور بعض بنظر اس امر کے کہ یہ دودھ کتنے دنوں کا ہے اور بعض شروط بنظر جنس مولود مرضعہ کے پسر اور دختر کی راہ سے معتبر ہوتے ہیں جس وقت سب شروط کسی مرضعہ میں پائے جائیں ضرور ہے کہ اس کی غذا کا اچھا اہتمام کیا جائے یعنی گیہوں اور خندروس یعنی رومی گیہوں اور گوشت حملان یعنی گوسپند یکسالہ سے مقرر کیا جائے یا گوشت جدا یعنی بھیڑ اور وہ مچھلی جس کے گوشت میں بوئے بد اور سختی نہ ہو اور کاہو بھی اس کے واسطے اچھی غذا ہے اور فواکہ سے سیب اور بیر اور انار شیریں اور انگور اور انجیر اور بادام اور بندق اس کو کھلانا چاہیے بدترین بقول واسطے دائی کے جرجیر یعنی لٹ جیرہ اور رائی اور جنگلی تلسی کہ یہ چیزیں دودھ کو بگاڑ دیتی ہیں اور پودینہ میں بھی کسی قدر قوت ہے کہ دودھ کو بوجہ تجفیف کے خراب کر دیتا ہے شروط مرضعہ کے یہ ہیں سن میں پچیس سے تیس برس تک ہو اس واسطے کہ یہی سن شباب اور سن صحت اور کمال کا ہے سحنہ اور ترکیب جسم کی شرط یہ ہے کہ خوش رنگ اور قوی گردن کشادہ سینہ اور عضل چوڑے اور

گوشت سخت اور لاغری اور فربہی میں متوسط اور بدن میں گوشت زیادہ اور چربی کم ہو اخلاق کی شرط یہ ہے کہ پسندیدہ اور اچھے ہوں آثار نفسانی جو برے مثل غضب اور غم اور جبن کے ان کا اثر اس پر دیر میں ہو علی ہذا القیاس اور اخلاق بد سے بری ہو اس لیے کہ اخلاق بد مزاج کو فاسد کر دیتے ہیں بیشتر اس کی تاثیر بذریعہ دودھ کے لڑکے میں پہنچتی ہے اسی واسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجنوں عورت سے دودھ پلوانے کو منع فرمایا ہے ایک یہ بھی حکمت اس حکم کی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے علاوہ بدخلق ہو جانے لڑکے کے سمجھ میں آتی ہے کہ مجنوں عورت کو بے التفاتی لڑکے کی پرورش میں اور کمی اس کی مدارات میں ہوتی ہے اس سے وہ بخوبی تناور نہیں ہوتا ہے ہیئت پستان میں یہ شرط ہے کہ دونوں سمٹے ہوئے اور بڑے بڑے ہونے کے لٹکتے نہ ہوں اور یہ بھی اچھا نہیں ہے کہ بہت بڑے ہوں سختی اور نرمی میں معتدل ہونا بہت ضرور ہے دودھ کی شرط یہ ہے کہ قوام اور مقدار اس کی معتدل نہ ہو اور رنگ مائل بسفیدی تیرہ اور سبز اور زرد اور سرخ نہ ہو خوشبو اچھی ہو اور اس میں بوے ترش اور عفص نہ آئے مزہ شیریں ہو اور ترشی اور نمکینی اور تلخی نہ ہو اور مقدار میں بہت ہو اور اجزا اس کے متشابہ ہوں پھر اس وقت بہت رقیق اور سیال یا بہت غلیظ مثل پنیر کے نہ ہو ورنہ اس کے اجزا رقت اور غلظت میں مختلف ہوں اور کف اس پر بہت سا نہ آئے کبھی اس کے قوام کا تجربہ ناخن پر ٹپکا کر کیا جاتا ہے اگر بہ جائے رقیق ہے اور اگر ناخن کی طرف جھکتا ہوا ٹھہر جائے وہ غلیظ ہے اسی طرح شیشہ میں بھر کر تجزیہ کرتے ہیں اس میں کسی قدر مر یعنی بول ڈال کر انگلی سے ہلاتے ہیں کہ اس ذریعہ سے مقدار اس کی جبنیت اور مائیت کی دریافت ہوتی ہے اس لئے کہ اچھا دودھ وہی ہے جس میں جبنیت اور مائیت برابر اگر باضطرار ایسے دودھ پلانے کی حاجت پڑے جس میں یہ اوصاف نہ ہوں اس وقت پلانے کی تدبیر اور علاج مرضعہ سے اس دودھ کی اصلاح کریں گے پلانے کی تدبیر مصلح یہ ہے کہ غلیظ دودھ جو کریہ الرائحہ ہو اس کو دوھ کر ہوا

میں رکھ دیں کہ رقیق ہو جائے اور بوئے بد نکل جائے اور جس میں حرارت زیادہ ہو اس کو نہار منہ پلانا مطلقاً جائز نہیں ہے اور علاج مرضعہ کا یہ ہے کہ اگر اس کا دودھ گاڑھا ہو سکنجبین بزوری جوشاندہ ملطفات کے ساتھ مثل فودنج اور زوفا اور حاشا اور صعتر جبلی وغیرہ کے پلائی جائے اور خورش اس کی ماہی طریخ (طریخ اس مچھلی کو کہتے ہیں جو ایک بالشت کی ہوتی ہے اور بحیرہ ملاطہ سے شکار کر کے اور شہروں میں خشک کر کے بھیجی جاتی ہے۔) وغیرہ سے مقرر کی جائے اور کسی قدر مولی بھی اس کی غذا میں داخل رہے اور سکنجبین میں گرم پانی ملا کر دایہ کو قے کرائیں اور معتدل ریاضت کا اسے خوگر کریں اور اگر مزاج دایہ کا گرم ہو سکنجبین ہمراہ شراب رقیق کے پلائیں الگ الگ خواہ دونوں ملا کر اور اگر دودھ اس کا رقیق ہو اچھی غذا سے آسودہ حالی اس کی کی جائے اور ریاضت سے منع کریں اور جو چیزیں خون غلیظ پیدا کرتی ہیں غذا میں تجویز کی جائیں اگر تپ وغیرہ کوئی مانع نہ ہو شراب شیریں یا دوشاب انگور کا استعمال کرتے رہیں اور زیادہ سونے کا خوگر کریں اور اگر دودھ اس کا رقیق اور کریہ الرائحہ ہو کھانا اس کا خوشبو دار چیزوں سے جیسے دارچینی زعفران قرنفل وغیرہ معطر کریں اور اگر دودھ کم ہو اس کے سبب کو سوچیں اور دریافت کریں کہ دودھ میں کمی بسبب سوءمزاج تمام بدن کے ہے یا فقط پستان کے سوءمزاج سے دودھ میں کمی ہوئی ہے اور اس کی شناخت ان علامات سے جو اوپر تحریر ہو چکے ہو سکتی ہے اور ملمس پستان سے بھی دریافت ہو سکتا ہے اگر دلیل سے پیدا ہو کہ اس کے پستان میں حرارت ہے یا مزاج میں آش جو اور پالک وغیرہ سے غذا مقرر کریں اور اگر برودت مزاج کی ثابت ہو یا سدہ یا ضعف قوت جاذبہ کا دریافت ہو غذائے لطیف مائل بحرارت زیادہ کی جائے اور نیچے پستان کے سینگیاں لگائیں مگر بہت سخت نہ ہوں اور ایسی ہی صورت میں گاجر کے بیج اور خود گاجر منفعت عظیم پیدا کرتی ہے اگر دودھ کی کمی غذائے مرضعہ ہو تو اس کی غذا حریرہ جو کہ جو اور سبوس گندم اور حبوب مناسبہ سے تیار کرتے ہیں مقرر کریں اور واجب ہے کہ اس

کے حریرے اور غذا میں بیج رازیانہ اور تخم اس کا تخم شبت اور کلونجی وغیرہ شریک کریں یہ بھی کہتے ہیں کہ پستان بزومیش یعنی بھیڑ اور ماغر یعنی بکری کا کھانا بجہت اس کے کہ اس میں دودھ رہتا ہے دودھ کے زیادہ کرنے میں نافع ہے اس لئے کہ اس میں مشاکلت اور مشابہت ہے دودھ سے اور بالخاصیت بھی اثر ہے تجربہ میں یہ آیا ہے کہ ایک درہم ارفعہ یعنی دیمک یا خراطین خشک کرکے آش جو میں چند روز متواتر کھلائیں البتہ نہایت سودمند ہے اسی طرح سلافہ یعنی فشردہ نمکین مچھلی کے سرکا سوئے کے پانی میں ملا کر پلائیں منجملہ ان چیزوں کے جن سے دودھ میں افزائش ہوتی ہے یہ ہے کہ ایک اوقیہ روغن گاؤ لے کر اس پر تھوڑی سی شراب خالص ڈال کر پلائیں یا آروکنجد شراب میں ملا کر صاف کرکے پلائیں اور پستان پر ثفل ناردین مع روغن زیتون و شیر مادہ خر سے ضماد کریں یا ایک اوقیہ بھونا ہوا بیگن چھلکا اوتار کر شراب میں چھان کر پلائیں یا سبوس گندم اور مولی شراب میں جوش دے کر پلائیں ایک اور قوی دوا یہ ہے شبت تین اوقیہ تخم حندقوقی یعنی گدہ پرنیا تخم گندنا ہر واحد ایک اوقیہ اور رطبہ یعنی حندقوقی بری اور حلبہ یعنی میتھی ہر واحد دو اوقیہ سب کو عصارہ رازیانہ اور شہد اور مسکہ میں ملا کر قدرے کھلائیں اگر دودھ بجہت کثرت کے ایذا دیتا ہو اور فاسد ہو جاتا ہے بجہت اختقان اور تکاثف کے غذا کم کرنے سے کم ہو جاتا ہے اور ایسی چیزوں کے کھانے سے جن میں غذائیت کم ہو اور پینے اور پستان پر زیرہ اور سرکہ پیس کر ضماد لگانے سے کم ہو جاتا ہے باطین خر او رسرکہ یا مسور جو سرکہ میں ملائی جائے اور اس کا ضماد کیا جائے اور شور پانی بعد ضماد لگانے کے پیا جائے جب بھی دودھ کم ہو جائے گا اسی طرح پودینہ کا بکثرت استعمال کرنا اور بکثرت مالش دینا پستان کا دودھ کو زیادہ کرتا ہے جس دودھ میں بوئے بد آتی ہو شراب ریحانی کے پینے سے اور معطر غذاؤں کے کھانے سے علاج کرنا چاہیے مرضعہ کی مدت وضع حمل کی یہ شرط ہے کہ تھوڑے دن اس کو وضع حمل سے گزرے ہوں مگر بہت کم بھی نہ ہوں بلکہ ڈیڑھ یا دو مہینے گزرے ہوں اور لڑکا پیدا ہوا

ہو نہ لڑکی اور پوری مدت طبعی یعنی نو مہینے پر لڑکا پیدا ہوا ہو اور اسقاط نہ ہوا ہو اور نہ اس عورت کو عادت اسقاط کی ہو یہ بھی ضرور ہے کہ مرضعہ کو ریاضت معتدل کرائی جائے اور کیموس جید بننے والی غذا کھلائی جائے اور زمانہ رضاع میں اس کے ساتھ جماع نہ کیا جائے کہ اس سے خون حیض میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور دودھ کی بو کم ہو جاتی ہے اور بگڑ جاتا ہے بلکہ اکثر پیٹ سے رہ جاتی ہے اس میں دونوں لڑکوں کا ضرر ہوتا ہے دودھ پینے والے کو دودھ کم ملتا ہے اور جنین کو پوری غذا نہیں ملتی ہے ہمیشہ بروقت دودھ پلانے کے خصوصاً پہلی مرتبہ واجب ہے کہ تھوڑا سا دودھ دوہکر پھینک دیں اور لپستان کے منہ کو دبا کر دودھ سے بھر کر لڑکے کے منہ میں دینا چاہیے تا کہ چوسنے میں اس کو وقت ایسی نہ پڑے کہ آلات حلق اور مری میں الم پہنچے اور اپنے کام سے بیکار ہو جائیں اور ضعف پیدا ہو جائے اور یہ بھی لازم ہے کہ ہمیشہ بروقت دودھ پلانے کے تھوڑا سا شہد چٹایا کریں کہ بہت نافع ہے اور شہد میں اگر تھوڑی سی شراب ملا دیں بہت بہتر ہے بہت سا دودھ ایک مرتبہ پلانا مناسب نہیں ہے بلکہ صواب یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا چند مرتبہ کر کے پلائیں پھر اگر ایک ہی مرتبہ پیٹ بھر کر دودھ پلایا جائے بیشتر تمدد اور نفخہ اور کثرت ریاح اور بیاض بول عارض ہوتا ہے اگر یہ عوارض پیدا ہو جائیں پھر اس کو دودھ نہ دینا چاہیے اور بہت دیر تک بھوکا رکھیں اور سلانے میں اہتمام کریں یہاں تک کہ ہضم ہو جائے اکثر اولی ایام ولادت میں تین مرتبہ سے زیادہ دودھ پلانا نہ چاہیے اور انہیں دنوں میں سوائے ماں کے اگر کوئی مرضعہ دودھ پلائے بہتر ہوگا جیسا ہم اوپر کہہ چکے اسی طرح اگر دائی کے مزاج میں کوئی فساد برپا ہو یا کوئی مرض ایذا دہ خواہ اسہال کثیر یا احتباس مواد عارض ہو تو مناسب یہ ہے کہ دوسری سے دودھ پلوائیں جب تک اس کا مزاج درست ہو جائے اسی طرح اگر بنظر ضرورت کے مرضعہ کو کسی دوا کے پلانے کی حاجت ہو کہ اس کے واسطے ایک کیفیت خاص اور قوت غالب ہو اس وقت بھی اس سے دودھ نہ پلوائیں اگر دودھ پینے کے بعد لڑکا سو جائے تو بہت زور

زور گہوارے کو نہ ہلائیں کہ اس جہت سے معدے میں دودھ مل ہل جاتا ہے بلکہ آہستہ آہستہ ہلانا چاہیے دودھ پینے سے پہلے رونا لڑکے کا اچھا ہے اور مفید ہے مدت طبعی دودھ پلانے کی دو برس ہے اگر لڑکے کی خواہش اس دو برس کے اندر کسی اور چیز کے کھانے کی ہو رفتہ رفتہ دینا چاہیے اور اس بارہ میں اس پر تشدد نہ کرنا چاہیے پھر جب اس کے دانت نکلنے شروع ہوں غذائے قوی کی طرف آہستہ آہستہ لانا چاہیے مگر کوئی سخت چیز جس کا چبانا دشوار ہو نہ دینی چاہیے سب سے پہلے یہی بہتر ہے کہ نرم ٹکڑا روٹی کا مرضعہ چبا کر لڑکے کو کھلائے بعد اس کے پانی یا شہد یا شراب یا دودھ میں بھگو کر دینا چاہیے اور بعد اس کے تھوڑا سا پانی پلانا چاہیے اور اکثر اوقات پانی میں شراب ملا کر دینی چاہیے اور درمیان اس کے اور کھانے کے اتنا تھوڑا فاصلہ بھی نہ ہونے پائے کہ اس کا معدہ ممتلی ہو جائے پھر اگر لڑکے کو زحمت امتلائے طعام کی اور نفخ شکم اور بیاض بول عارض ہو ہر چیز کے کھانے سے اس کو باز رکھیں بہتر بہ نسبت غذا دینے لڑکے کے یہی ہے کہ پہلے تمریخ یعنی مالش دہن وغیرہ کی کر لیں اور نہلا لیں اس کے بعد غذا دیں جب دودھ چھوٹنے کا زمانہ آئے اور دودھ چھوٹ جائے بہتر ہے کہ اس کو از قسم حریرہ اور سبک گوشت کا خوگر کریں اور دودھ چھوڑانا لڑکے کا یکبارگی مناسب نہیں بلکہ آہستہ آہستہ چھوڑانا چاہیے اور آٹے اور شکر کی لانبی اور گول کھجوریں پکا کر چوسانا چاہیے اگر دودھ چھوڑنے میں بہت مچلے اور تنگی کرے اور کسی طرح نہ چھوڑے چاہیے کہ ایلوا اکو رخرفہ ایک درہم پیس کر پستان پر طلا کریں دودھ چھوٹ جائے گا خلاصہ یہ کہ تدبیر اطفال کی بنظر مناسب مزاج کے بذریعہ ترطیب کرنا چاہیے اس لئے کہ ترطیب مناسب مزاج کے ہے اور تغذیہ اور نمو میں اس کی حاجت ہے اور ریاضت معتدل ہے جس کے اعتدال میں زیادتی ہو لڑکوں کے واسطے درکار ہے اور یہ ریاضت گویا امر طبعی ان کے واسطے ہے اور طبیعت اس کی متقاضی ہے اس لئے کہ دفع فضول بوجہ ریاضت کے بخوبی ہوتا ہے جس وقت لڑکے سن طفولیت سے تجاوز کر کے سن صبی

تک پہنچیں اور سیدھے کھڑے ہونے لگیں اور حرکت ان کے ہاتھ پاؤں میں پیدا ہو مناسب نہیں ہے کہ حرکت سخت درشت کا انہیں تحمل کرایا جائے اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ چلتے پھرتے اور بیٹھنے کو تحمل اس کو قبل ظاہر ہونے اس کی خواہش طبعی کے کرایا جائے اگر بدون خواہش طبعی کے اسے نشست و برخاست کی تکلیف دی جائے گی اس کی پنڈلیوں اور پشت میں آفت پہنچے گی پس واجب یہ ہے کہ پہلے پہل جب وہ بیٹھنے لگے اور زمین پر اپنے بدن کا زور ڈالے ایک ٹکڑا چمڑے کا چکنا بچھائیں اور اس پر اس کو پھسلنے دیں تا کہ زمین کی خشونت سے اس کی جلد کو رگڑ نہ پہنچے اور اس کے سامنے سے لکڑی اور چھری وغیرہ جو بدن میں گڑتی یا چھبتی یا کاٹ ڈالتی ہو ہٹا دیں اور اونچی جگہ سے اس کو پھسلنے نہ دیں جب دانت اس کے پھوٹ کر برآمد ہوں مناسب ہے کہ کوئی چیز سخت چبانے نہ پائے ورنہ بوجہ چبانے کے جس مادے سے دانت پیدا ہوتے ہیں وہ بھی فنا ہو جائے گا اس وقت مناسب ہے کہ خرگوش کا بھیجا اور مرغ کی چربی اس مقام پر ملیں جو بوجہ ابھرنے دانت کے پھول گیا ہو اس دوا سے بآسانی پھوٹ کر نکل آئے گا اور جب بخوبی دانت ابھر آئے سر اور گردن میں لڑکے کے زیت مغسول گرم پانی میں ملا کر ملیں اور تھوڑا سا روغن زیت کانوں میں ٹپکائیں جب یہ دانت اس قدر لطافت دار ہو جائیں کہ ان سے کاٹ سکے اس وقت لڑکا اپنی انگلی کو منہ میں لے جا کر کاٹنے لگتا ہے اس وقت واجب ہے کہ ایک ٹکڑا ملیٹھی کا جو ابھی خشک نہ ہوئی ہو اس کو دیا جائے کہ دانتوں سے کاٹے اور یہ دوا بہت نافع ہے اور آئندہ قروح اور اوجاع مسوڑھے کے واسطے سد باب کرتا ہے اسی طرح یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے منہ میں شہد اور نمک کی مالش کریں تا کہ مسوڑھوں کا درد پیدا نہ ہو جائے پھر جس وقت یہ دانت مضبوط ہو جائیں اور تمام وکمال برآمد ہوں تھوڑا سا رب السوس خواہ اصل السوس جو بہت سخت نہ ہو اس کے منہ میں رکھنا چاہیے اور گردن میں بوقت نکلنے دانتوں کے زیت شیریں خواہ اور کوئی میٹھا تیل ملنا چاہیے اور جب بولنا شروع کرے ہمیشہ دانتوں کی

جڑوں میں مالش کرنی چاہیے **فصل تیسری بیان میں معالجہ ان امراض کے جو لڑکوں کو عارض ہوتے ہیں**

لڑکوں کے علاج میں مقدم تدبیر حفظ صحت مرضعہ کی ہے تا اینکہ اگر مظنون ہو کہ مرضعہ کے بدن میں امتلائے خون ہے فصد یا حجامت کرائی جائے اور اگر امتلا کسی اور خلط کی معلوم ہو خاص اسی خلط کا استفراغ کرانا چاہیے یا حاجت جس طبیعت کی خواہ اطلاق طبیعت کی یا منع صعود بخار کی بطرف سر کے یا اصلاح اعضائے تنفس کی یا تبدیل کسی اور سوء مزاج کی ہوا ایسی چیزوں سے علاج کیا جائے جو مناسب اور موافق اسی سوء مزاج کے ہوں پھر اگر معالجہ اس کا بذریعہ اسہال کے ہو یا اسہال خود بخود عارض ہو یا علاج بذریعہ قے کے کیا جائے یا خود بخود قے ہو گروی ہو پس مناسب یہ ہے کہ اس دن کوئی اور عورت دودھ پلائے اب ہم امراض جزوی لڑکوں کے جو اکثر عارض ہوتے ہیں بیان کرتے ہیں **ازانجملہ** وہ اورام ہیں جو مسوڑھوں میں بروقت نکلنے دانتوں کے پیدا ہوتے ہیں یا وہ اورام ہیں جو اوتار میں بجانب لمبتین پیدا ہوتے ہیں اور تشنج انہیں اوتار میں بروقت نکلنے دانتوں کے پیدا ہوتا ہے جس وقت یہ ورم خواہ تشنج عارض ہو چاہیے کہ انگلی سے اس مقام کو دبائیں بہت نرمی کے ساتھ اور جو روغن دانت کے اگنے کے مقام میں مذکور ہو چکے ہیں ان کی مالش کریں اور شہد کو روغن بابونہ خواہ ہمراہ علک البطم کے ملیں اور سر پر نطول پانی کا جس میں بابونہ اور شبت جوش دیا گیا ہو کریں **ازانجملہ** لڑکوں کو دست بروقت نکلنے دانتوں کے بکثرت آتے ہیں بعضوں کا یہ گمان ہے کہ سبب اس اسہال کا یہ ہوتا ہے کہ لڑکا ایک فضلہ شور قیحی مسوڑھوں سے ہمراہ دودھ کے چوستا ہے اسی وجہ سے اسہال عارض ہوتا ہے اور چاہیے کہ سبب اسہال کا یہ نہ ہو بلکہ چونکہ طبیعت پیدا کرنے میں ایک مادہ کے زیادہ مصروف ہوتی ہے اس وجہ سے ہضم غذا کا بخوبی نہیں کرتی اور بھی چونکہ درد مسوڑھوں میں عارض ہوتا ہے یہ بھی ایک سبب بدہضمی کا ابدان ضعیفہ میں ہوسکتا ہے اسہال لڑکوں کا اگر کم ہو

اس کے علاج کی طرف نہ مشغول ہونا چاہیے اور اگر افراط کا خوف ہو اس کا تدارک اس طرح پر کریں کہ زیرہ اور گل سرخ کو سرکہ میں بھگو کر پیٹ کو سینکیں یا باجرہ جو تھوڑے سے سرکہ میں پکایا جائے اس سے تکمید کریں اگر اس سے فائدہ نہ ہو انفحہ یعنی معدہ بچہ حیوانات جس کو ہندی میں حستہ کہتے ہیں بھیڑ کا ایک دانگ سرد پانی میں ملا کر پلائیں اور بروقت اسہال کے اس بات کی احتیاط رکھیں کہ دودھ اس کے معدے میں پھٹنے نہ پائے وہ احتیاط اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ دودھ کے قائم مقام کوئی اور غذا تجویز کریں جیسے زردی بیضہ نیمر شت اور لب الخبز یعنی گودا روٹی کا پانی میں پکا کر یا ستو پانی میں ملا کر کھلائیں **ازانجملہ** لڑکوں کو بض شکم عارض ہوتا ہے اس عارضہ سے نجات ان کو بذریعہ پشک موش کے یا اسے شہد میں ملا کر شیاف تیار کریں ہوتی ہے خواہ یہ دونوں جزو اور فودنج اور اصل السوس آسان گونی بجنسہ یا جلا کر شیاف کریں یا تھوڑا سا شہد خواہ برابر چنے کے علک البطم کھلائیں اور نرم نرم روغن زیتون کی مالش کریں اور اس کی ناف پر تلخہ گاؤ اور بخور مریم ملا کر لگائیں **ازانجملہ** لڑکوں کے مسوڑھوں میں لذع شدید پیدا ہوتی ہے پس روغن اور موم اور چربی اور نمکین گوشت سڑا ہوا ان چیزوں کی تکمید نفع کرتی ہے **ازانجملہ** لڑکوں کو تشنج عارض ہوتا ہے اکثر سبب اس تشنج کا فساد ہضم باوجود شدت ضعف عصب کے ہوتا ہے خصوصاً جو لڑکا موٹا تازہ ہو اور بدن میں اس کے رطوبت زیادہ ہو اس کا علاج روغن ایرسا اور روغن حنا اور روغن سوسن اور روغن خیری یعنی شب بو سے کیا جاتا ہے **ازانجملہ** اکثر لڑکوں کو کزاز عارض ہوتا ہے اس کا علاج قثاء الحمار کو پانی میں جوش دے کر یا بذریعہ روغن بنفشہ مع روغن قثاء الحمار کے جاتا ہے اگر اس کا احتمال ہو کہ جو تشنج اس کو عارض ہوا ہے بعد حمیات اور اسہال سخت کے اور تھوڑا تھوڑا پیدا ہوا ہے تو اس کے مفاصل کو تنہا فقط روغن بنفشہ میں ڈبو دینا چاہیے خواہ روغن بنفشہ میں دم صاف کیا ہوا ملا دیں اور ان کے دماغ پر روغن زیتون اور روغن بنفشہ وغیرہ بہت سا ٹپکائیں اسی طرح اگر ان کو کزاز یابس عارض ہو

ازانجملہ ان کو کھانسی اور اورزکام عارض ہوتا ہے اس کے علاج میں ہم تجویز کرتے ہیں کہ بہت سا گرم پانی اس کے سر پر ڈالا جائے اور زبان پر اس کے شہد ملا جائے بعد اس کے بیخ زبان انگلی سے دبائیں تا کہ قے بلغمی ہو جائے اور صحت پائے یا صمغ عربی یا کتیرا بہدانہ رب السوس قند سفید کا سفوف بنا کر دودھ کے ساتھ تھوڑا تھوڑا پلائیں **ازانجملہ** کبھی اطفال کو سوئے تنفس عارض ہوتا ہے اس وقت دونوں کان کی جڑوں کو اور زبان کی جڑ کو روغن زیتون سے ملنا چاہیے اور دبا کر قے کرانی چاہیے اسی طرح روغن مذکور سے مالش کر کے اس کی زبان اندر کو کھینچی جائے کہ وہ بھی نفع کرتی ہے اور گرم پانی ان کے منہ میں ٹپکانا چاہیے اور لعوق تخم کتان اور عسل کا بنا کر استعمال کرنا چاہیے **ازانجملہ** قلاع بھی لڑکوں کو بکثرت عارض ہوتا ہے اس واسطے کہ جھلی ان کے منہ اور زبان کی بہت نرم ہے کہ آہستہ چھونے کی بھی متحمل نہیں ہے چہ جائیکہ مائیت لبن اس جھلی میں جلا پیدا کرتی ہے یہ جلا ان کو اذیت دیتی ہے اور مورث قلاع کی ہوتی ہے بدترین قلاع جو لڑکوں کو عارض ہو وہ ہے جس کا رنگ مثل کوئلے کے سیاہ ہو کہ یہ اکثر قاتل ہو جاتا ہے اور اسلم اقسام قلاع جس میں لڑکا جانبر ہوتا ہے وہ ہے جو سفید یا سرخ رنگ ہو مناسب ہے کہ سبک دوا دو یہ قلاع سے جو امراض جزوی میں مذکور ہیں استعمال کی جائے اکثر لڑکے کو پسا ہوا بنفشہ تنہا خواہ گل سرخ اور تھوڑی سی زعفران ملا کر دینا کافی ہوتا ہے اور کبھی تنہا خرنوب نبطی اور کبھی عصارہ برگ کاہو و برگ عنب الثعلب اور برگ خرفہ کافی ہوتا ہے اگر قلاع زیادہ قوی ہو تو اصل السوس پیس کر دینی چاہیے اور اکثر مسوڑھوں کے ورم اور قلاع کو مرکی اور مازو اور قشور کند پیس کر عسل میں ملا کر استعمال کریں اکو را کثر رب توت توش اور رب انگور قلاع اطفال میں کافی ہوتا ہے اور کبھی دھونا مقام ماؤف کا شراب عسل یا ماء العسل سے اور اس کے بعد استعمال کسی شے مجفف کا جو ابھی مذکور ہو چکا ہے استعمال کرنا نافع ہوتا ہے پھر اگر اس سے قوی تر دوا کی ضرورت ہو چاہیے کہ عروق قشور مان یعنی پوست اندرونی انار اور گلنار

گرم ہو **ازانجملہ** لڑکوں کو بوجہ سردی کے پیچش عارض ہوتی ہے پس اس وقت ان کو یہ دوا مفید ہے **حرف** بابلی اور زیرہ ہر ایک ساڑھے دس ماشہ لے کر کوٹ کر چھانیں اور روغن گاؤ کہنہ میں ملا کر رکھیں اور سرد پانی کے ساتھ بقدر مناسب استعمال کریں **ازانجملہ** یہ ہے کہ کبھی لڑکوں کے پیٹ میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور ان کو اذیت دیتے ہیں اکثر یہ کیڑے گرد مقعد کے پیدا ہوتے ہیں کہ ان کو چچے کہتے ہیں اور بڑے بڑے لانبے کیڑے بھی پیدا ہوتے ہیں اور ان کو ہردہی کہتے ہیں لیکن چوڑے اور چپٹے جن کو کدو دانہ کہتے ہیں لڑکوں کے پیٹ میں کمتر پیدا ہوتے ہیں لانبے کیڑے یعنی ہردہی ان کا علاج یہ ہے درمنہ کا پانی دو دو ذمیں تھوڑا تھوڑا بقدر طاقت کے پلائیں اور کبھی ان کے پیٹ پر ضماد لگانے کی حاجت ہوتی ہے پس افسنتین اور بادرنگ کابلی اور تلخہ گاؤ اور شحم حنظل سے ضماد کرتے ہیں چھوٹے کیڑے جن کو چچے کہتے ہیں ان کا علاج یہ ہے کہ راسن اور ہلدی ہم وزن لے کر دونوں کے برابر شکر ملا کر پانی کے ہمراہ استعمال کریں **ازانجملہ** کبھی لڑکوں کی ران چھل جاتی ہے اس وقت آس اور ملیٹھی اور گل سرخ اور ناگرموتھ اور آرو جو آرمسور پیس کر چھڑکنا چاہیے

فصل چوتھی تدبیر اطفال کی اس وقت میں جب سن صبا کو پہنچیں

واجب ہے کہ تمامی توجہ درستی اخلاق میں لڑکوں کے صرف کی جائے تا کہ اخلاق درست ہوں اس طرح پر کہ لڑکے کی حفاظت کی جائے کہ اسے غضب شدید یا خوف زائد یا غم اور فکر عارض نہ ہو ہر وقت اسی بات کا لحاظ رہے کہ اس کی خواہش دلی کسی چیز کی ہے اور کون چیز اسے اچھی معلوم ہوتی ہے وہی اس کو دینی چاہیے اور کون چیز ناپسند ہے وہ اس کے پاس نہ لے جانی چاہیے کہ اس تدبیر میں دو منفعتیں ہیں **ایک** ذاتی ہے کہ سن طفولیت سے اس کا نشوونما حسن اخلاق پر ہوتا ہے اور خوبی اخلاق بمنزلہ بلکہ لازم کے ہو جاتی ہے **دوسری** منفعت بدنی ہے جیسے کہ اخلاق ردی سے اقسام سوئے مزاج کے پیدا ہوتے ہیں اسی

طرح اگر لڑکا خوگرفتہ اخلاق بد کا ہو جائے وہ سوءِ مزاج جو مناسب ان اخلاق کے ہے گویا داخل طبیعت ہو جائے گا بہ طبیعت اخلاق ردی کے پس غضب کی وجہ سے سخونت اور گرمی مزاج میں پیدا ہوتی ہے اور غم کی وجہ سے خشکی اور بلادت یعنی کندی ذہن کی قوائے نفسانی کو ڈھیلا کر دیتی ہے اور مزاج کو مائل طرف نغمیت کے کرتی ہے تعدیل اخلاق اور درستی عادات سے نفس اور بدن دونوں کی حفظ صحت ہوتی ہے جس وقت لڑکا خواب سے بیدار ہو مناسب یہ ہے کہ اسے نہلائیں گرم پانی سے اس کے بعد اسے ایک گھنٹے تک کھیلنے دیں بعد اس کے تھوڑا سا کھانا کھلائیں اور کھانے کے بعد اسے کھیلنے دیں جب خوب کھیل چکے پھر اسے آب گرم سے نہلائیں بعد اس کے پھر غذا دیں اور تا امکان بعد کھانے کے پانی نہ پلائیں تا کہ خامی قبل ہضم کے پیدا نہ ہو جب اس ترتیب سے اس پر چھ برس گزریں مکتب خانہ میں بخدمت معلم اور مودب کے بٹھائیں اور اس بارہ میں تدریج اور آہستگی کا لحاظ رہے کہ یکبارگی مطالعہ کتاب کی زحمت ان پر نہ ڈالی جائے اور اسی چھ برس کے سن میں ان کی آرام دہی میں کمی اور تعب میں زیادتی قبل از طعام کے کرنی چاہیے نبیذ یعنی شراب خرما وغیرہ ان کو ہرگز نہ دینی چاہیے خصوصاً وہ لڑکا جس کا مزاج گرم وتر ہو اس لئے کہ جو مضرت نبیذ کی استعمال سے پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ پینے والے کے بدن میں تولید مرار ہوتی ہے اور یہ مضرت بہت جلد پیدا ہو جاتی ہے اور جن منفعت کی نبیذ کے پلانے میں امید ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ادرار صفرے کا ہو جائے اور ترتیب ان کے مفاصل کی حاصل ہو اور یہ دونوں منفعتیں مطلوب نہیں ہیں اس لئے کہ خلط صغرا قبل استعمال نبیذ کے اتنا زیادہ نہیں ہے کہ اس کا ادرار بول کیا جائے اور مفاصل اس کے ترطیب سے مستغنی ہیں اس لئے کہ رطوبت کے سن میں خود وہ زندگی کر رہے ہیں چاہیے کہ سرد پانی شیریں پاکیزہ بمقدار خواہش کے ان کو ملا کرے اور یہ بات ہمیشہ ان کی تدبیر میں درست رہے یہاں تک کہ ان کا سن چودہ برس کا پہنچے اور اس کا بھی خیال رہے کہ ہر روز کس قدر اس کی

رطوبات میں کمی ہوتی ہے اور خشکی اور سختی پیدا ہوتی ہے پس رفتہ رفتہ ریاضت ان کی کم کرائی جائے اور سخت ریاضت قطعاً متروک کی جائے یہ بات درمیان سن صبا کے سن سرعرغ تک ملحوظ رہے اور معتدل ریاضت کا التزام کریں اور بعد اس سن یعنی چودھویں برس کے ان کی تدبیر یہ ہے کہ جس سے نمود بڑھے اور حفظ صحت حاصل ہو چاہیے کہ ہم حفظ صحت کی تدبیر کا ذکر کریں اور پہلے ان چیزوں کا بیان کریں جس پر مدار کار تدبیر صحیح لوگوں کا ہے جو بالغ ہیں اور ابتداء اس بیان کی ریاضت سے کریں **تعلیم دوسری بیان میں اس تدبیر مشترک کے جو واسطے بالغین کے درکار ہے** اور اس میں سترہ فصلیں ہیں

فصل پہلی بیان میں مجمل ریاضت کے جس وقت کہ پوری تدبیر حفظ صحت کی یہ ہے کہ پہلے ریاضت کرے بعد اس کے تدبیر غذا میں مصروف ہو اس کے بعد تدبیر نوم کی کرے لہذا واجب ہے کہ ہم ابتدائے کلام ریاضت سے کریں **ریاضت** وہ حرکت ارادی ہے جو تنفس عظیم اور متواتر کی طرف شخص انسانی کو مضطر کرتی ہے اور جس شخص کو توفیق استعمال ریاضت کی بروجہ اعتدال اپنے وقت خاص میں ہو اس شخص کو ہر ایک علاج سے بے پروائی حاصل ہوتی ہے یعنی جس علاج کی خواہش امراض مادی اور امراض مزاجی کو جو تابع امراض مادی کے ہوتے ہیں اور ان سے پیدا ہوتے ہیں ہوتی ہے اور استغنا معالجہ سے اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ تمام تدبیر اس شخص کی موافق اور صائب ہوں بیان اس دعوی کا یہ ہے کہ ہم لوگ جیسا اوپر معلوم ہو چکا تا بقای حیات بطرف غذا کے بالضطر ارمحتاج ہیں اور ہماری حفظ صحت اسی غذا سے ہوسکتی ہے جو ہمارے مناسب ہو اور اپنے مقدار اور کیفیت میں معتدل ہو اور کسی غذا میں یہ صفت بالقوۃ نہیں ہے کہ تمام و کمال ہمارے جسم کی غذا بالفعل بن جائے بلکہ ہر ایک غذا سے ہر ہضم میں ایک فضلہ باقی رہ جاتا ہے اور طبیعت اس فضلہ کی استفراغ میں کوشش کرتی ہے مگر تنہا طبیعت کے ذریعہ سے پورا

استفراغ ہر فضلہ کا نہیں ہو سکتا بلکہ لامحالہ ہر ہضم کے فضلہ سے کسی قدر باقی رہ جاتا ہے خواہ جرم فضلہ کا یا اثر اس کا پھر جس وقت متواتر اور مکرر باقی رہتا ہے تھوڑی بقایا سے ایک مقدار معتد بہ فضلہ کی یکجا ہو جاتی ہے اور اس کے اجتماع سے مواد فضلیہ حاصل ہوتے ہیں جن سے بدن کو بہ چند وجوہ ضرر پہنچتا ہے **ایک وجہ یہ ھے** کہ اگر ان مواد میں عفونت آجائے امراض عفونت پیدا کریں گے اور اگر ان مواد کی کوئی کیفیت کیفیات اربعہ سے بڑھ جائے امراض سوء مزاج پیدا کریں گے اور اگر ان کی مقدار بہت ہو جائے امراض امتلائی جن کا بیان ہو چکا ہے از قسم امراض اوعیہ اور مجاری کے انہیں پیدا کریں گے اور اگر یہ مواد کسی عضو پر گریں ورم پیدا کریں گے اور ان مواد کے بخارات جوہر روح کے مزاج کو فاسد کر دیتے ہیں پس لامحالہ ان مواد کے استفراغ کی طرف باضطرار حاجت ہوتی ہے اور ان کا استفراغ اکثر اوقات اسی طرح پر تمام اور پورا ہوتا ہے کہ استعمال ادویہ سمیہ مسہلہ کا کیا جائے اور بیشک ایسی دوائیں قوت غریزی کو کمزور کر دیتی ہیں بلکہ اگر یہ دوائیں سمی بھی نہ ہوں جب بھی ان کا استعمال طبیعت پر گرانی اور تحمل تعب سے خالی نہیں ہوتا ہے **چنانچہ بقراط نے کھا ھے** کہ دوائے مسہل جس طرح تنقیہ مواد کا کرتی ہے اسی طرح اذیت بھی دیتی ہے اور باایں ہمہ جس طرح مواد فاسد کا استفراغ ہوتا ہے اسی طرح خلط فاضل یعنی اچھی خلط اور رطوبات غریزی اور روح وہ روح کہ جو جوہر حیات ہے اس سے بھی ایک مقدار صالح نکل جاتی ہے اور یہ سب باتیں قوت اعضائے رئیسہ اور خادمہ کو ضعیف کر دیتی ہیں پس یہ امور اور ان کے سوا اور بھی مضرتیں امتلا کی ہیں جو بحال خود متروک ہو جاتی ہیں جس وقت بذریعہ ریاضت کے استفراغ ہو جائے پس ریاضت بڑا کامل سبب مانع ہے واسطے مبادی امتلائے کے جس وقت کہ اور سب تدبیریں ہمراہ ریاضت کے نہج صواب واقع ہوں اور باایں ہمہ ریاضت سے حرارت غریزی کا انتعاش یعنی ہوشیاری پیدا ہوتی ہے اور بدن کو سبکی بذریعہ

ریاضت کے حاصل ہوتی ہے اس لئے کہ ریاضت لطیف حرارت کو برانگیختہ کر کے جس قدر فضلہ ہر روز باقی رہ جاتا ہے اس کی تحلیل کر دیتی ہے اور حرکت کی اعانت سے فضلہ کا پھسل کر نکلنا اور اپنے مخرج کی طرف متوجہ ہونا حاصل ہوتا ہے اسی جہت سے باوجود گزرنے مدتہائے دراز کے فضلہ معتد بہ جمع نہیں ہونے پاتا اور باایںہمہ جس طرح کہ ریاضت حرارت غریزی کو بڑھاتی ہے اور مفاصل اور اوتار کو سخت کرتی ہے اس سختی کی وجہ سے ہر ایک جوڑ اپنے افعال پر قادر ہو کر انفعال سے محفوظ رہتا ہے اسی طرح اعضا کھاد پر غذا کے بوجہ کم ہونے فضلہ کے بسبب ریاضت کے آمادہ کرتی ہے پس قوت جاذبہ کی بھی تحریک پیدا ہوتی ہے اور بستگی اعضا کی دفع ہو جاتی ہے پھر سب اعضا نرم ہو جاتے ہیں اور رطوبات رقیق ہو جاتے ہیں اور مسامات کھل جاتے ہیں اکثر یہ بات ہے کہ تارک ریاضت دق میں مبتلا ہوتا ہے اس لئے کہ اعضا کی قوتیں ضعیف ہو جاتی ہیں بجہت ترک کرنے اس حرکت کے جو روح غریزی کو کہ آلہ حیات ہر عضو کا وہی ہے بطرف اعضا کے کھینچے والی ہے

فصل دوسری اقسام ریاضت کے بیان میں

ریاضت کی ایک قسم وہ ہے جس کی ضرورت بوجہ کسی عمل یا ضعف کے ہوتی ہے جس پیشہ کو انسان کرتا ہے اور دوسری قسم ریاضت کی اس واسطے کی جاتی ہے کہ اس میں مقصود محض ریاضت ہوتی ہے کسی عمل کا اتمام اس سے نہیں ہوتا ہے اور اس ریاضت سے خاص منافع ریاضت کے پیدا ہوتے ہیں اور اس دوسری قسم ریاضت کی جدا جدا چند قسمیں ہیں اسی ریاضت سے ایک قسم وہ ہے جو کم ہوتی ہے اور قسم وہ ہے جو زیادتی ہوتی ہے اور ایک قسم شدید ہوتی ہے اور دوسری ضعیف ہوتی ہے ایک سریع ہوتی ہے اور دوسری بطی تیسری مرکب شدت اور سرعت سے ہوتی ہے ایک قسم متراخی یعنی بآہستگی اور بضعف ہوتی ہے اور ہر ایک ایسی دو قسموں میں جو متضاد ہیں ایک قسم معتدل درمیانی موجود ہے اقسام ریاضت کے یہ ہیں منازعت یعنی ایک دوسرے سے کسی قسم کی نزاع واقع ہو اور مباطشت یعنی باہم حملہ کرنا اور ملاکرب یعنی

سینہ سے سینہ پر ٹکر مارنا خواہ سینہ پر ایک دوسرے کے گھونسا مارنا اور اخصار یعنی دوڑانا گھوڑے کا ما دوڑانا گھوڑی کا یہ دوڑنا اور جلد چلنا اور تیر لگانا یا کیا دہ کشی کرنا اور رو میں یعنی ناوک کا تیر پھینکنا اور کسی چیز میں سوراخ کر کے بر یعہ ریسمان وغیرہ کے لٹکنا اور حجل یعنی ایک پاؤں چلنا کہ جسے لنگڑی کہتے ہیں اور شمشیر زنی اور نیز بازی کرنا اور گھوڑے پر چڑھنا اور بے لاگ ہو کر ہاتھ پر ہاتھ مارنا اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی اطراف قدم پر کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ آگے یا پیچھے بڑھا کر جلد جلد ہاتھ مارے اور یہ قسم ریاضت کی نہایت شریف ہے منجملہ ریاضت لطیف اور نرم کے جھولا جھولنا اور پینگ لگانا اور گہوارہ میں کھڑے ہونا یا بیٹھنا یا لیٹنا اور زواریق اور سمیریات جو دونوں چھوٹی قسم کی کشتیاں ہیں ان پر سوار ہونا اور اس سے قوی تر ریاضت اونٹ اور گھوڑے اور عماری وار اونٹ پر سوار ہونا اور گوسالہ کی سواری ہے منجملہ ریاضت قوی کے ریاضت میدانی ہے اس کی صورت یہ ہے کہ آدمی ایک مسافت معین کسی میدان میں دوڑنے کی مقرر کرے پہلے وہاں سے کسی قدر دوڑے اور اس معین تک دوڑ کر پچھلے پاؤں پھر آئے اور ہر مرتبہ مسافت میں بہ نسبت سابق کے کم کرتا جائے یہاں تک کہ اخیر مرتبہ وسط مسافت میں ٹھہر جائے اور منجملہ ریاضت کے یہ ہے کہ تلوار یا نیزہ سے کھیلتا ہوا اپنا سایہ یا پرچھائیں اپنے شخص مقابل کے مقام تک پہنچائے اور ہتھیلی بجانا اور پاؤں کا پٹینا اوپر سے نیچے کو پھسلنا اور گیند کھیلنا بڑے یا چھوٹے گیند سے اور کھیلنا طبطاب یعنی لکڑی کی تلوار سے اور پتھر وزنی اوپر ابھارنا اور گھوڑے کو ٹھوکر لگا کر اڑانا یا دوڑتے ہوئے گھوڑے کو روک لینا بحالت سواری کے اور کشتی لڑنی اور مباطشت یعنی حملہ کرنے کی چند قسمیں ہیں **ایک یہ ہے** کہ دو آدمیوں سے ہر ایک شخص دوسرے کو دونوں ہاتوں کے بیچ میں کمر کی جگہ پر پکڑے اور دونوں اپنے نکل جانے اور چھوڑا لینے کے واسطے زور کریں اور ہر ایک دوسرے کو نہ چھوڑے اور بھاگنے نہ دے **دوسری یہ ہے کہ** داہنے ہاتھ سے داہنا اور بائیں ہاتھ سے بائیں طرف اپنے مقابل کو

پکڑے اور منہ ایک کا دوسرے کے سامنے ہو اور اونچا اٹھا کر پٹک دے کہ وہ چت گرے اس کے بعد چت کرنے کے واسطے زور کرے خصوصاً جس وقت کہ مرد مقابل ایک مرتبہ جھکا ہوا ہو اور دوبارہ دراز اور سیدھا ہو ازیں قبیل سینہ سے سینہ لڑا کر ایک دوسرے کو پیچھے ہٹانا ازیں قبیل ہر ایک کی گردن میں ہاتھ ڈال کر نیچے کو جھکانا ازیں قبیل اپنے مقابل کے پاؤں کو لپیٹنا جسے لنگی مارنا کہتے ہیں اور اپنے دونوں پاؤں سے دوسرے شخص کے دونوں پاؤں کو انگوٹھے کی طرف سے ہٹانا اور دور کرنا اور ازیں قبیل اور صورتیں ریاضت بدنی کی جو کشتی گیر لوگ استعمال کرتے ہیں اور منجملہ ریاضت شریفہ کے دو آدمی اپنی جگہ کو بدل کر دوسری جلہ پر چلے جائیں اور پے در پے پیچھے کی طرف ہٹنے کودنے وغیرہ کے ذریعہ سے کہ ہر ایک دو مرتبہ کے ہٹنے میں ایک جست و خیز آگے کی جانب کے درمیان میں پڑی اور ظفرہ ڈالے اور اس جست و خیز میں انتظام ہو یا بلا انتظام اور منجملہ ریاضات کے دو تکلوں کی ریاضت ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ آدمی ایک جگہ پر ٹھہرے اور اپنے داہنے بائیں دو تکلے زمین پر گاڑے ان کے درمیان میں قولاج مارنے کی جگہ ہو پس داہنی طرف سے کود کر بائیں تکلے کو چھوئے اور بائیں طرف سے داہنی طرف کود کر داہنے تکلے کو چھوئے اور چالاکی اس قدر کرے کہ اس سے جلد کودنا ممکن نہ ہو سخت ریاضتیں اور جلد استعمال کی جاتی ہیں بیچ میں وقفہ دے دے کر یا سست ریاضتیں ان کے بیچ میں واسطے آرام دہی کے کی جاتی ہیں واجب ہے کہ استعمال میں ریاضت کی طرح طرح کی صورتیں پیدا کی جائیں اور خاص ایک قسم کی ریاضت پر اکتفا کرنا درست نہیں ہے ہر عضو کے واسطے ایک خاص ریاضت معین ہے ہاتھوں اور پاؤں کی ریاضت ہر شخص بخوبی جان سکتا ہے سینہ او راعضائے نفس کی ریاضت کبھی گراں بار اور بڑی چیز کے اٹھانے اور ہٹانے سے ہوتی ہے اور کبھی تیز چیزوں کے ذریعہ سے اور کبھی مختلف اوصاف کی چیزیں ملا کر ہوتی ہے اور اس میں ریاضت منہ کی اور لہات یعنی کوئے اور زبان اور گردن کی ہوتی ہے اور ایسی ریاضت

رنگ میں خوبی پیدا کرتی ہے اور سینہ کو پاک کرتی ہے اگر سانس میں تنگی پیدا ہو پھونکے کی ریاضت کرنی چاہیے کہ اس میں کسی قدر تمام بدن کی بھی ریاضت ہوتی ہے اور مجاری نفس میں وسعت پیدا ہوتی ہے دیر تک آواز بڑھانے میں گونہ خطرہ ہے اور ہمیشہ آواز کا شدید کرنا زیادہ ہوا کے جذب کا باعث ہے اور اس میں بھی خطرہ ہے دیر تک آواز نکالنا یا سر بھرنا زیادہ ہوا کے نکلنے کا باعث ہے اور اس میں بھی خطرہ ہے۔ واجب ہے کہ نرم قرات سے آواز کی ریاضت شروع کریں پھر بتدریج آواز بلند کرتے جائیں پھر جب آواز بلند خوب ہو چکے اور دیر تک بلند رہا کرے زمانہ اس کا ریاضت کا باعتدال تجویز کریں اس وقت اس ریاضت سے فائدہ عظیم اور نفع بین ظاہر ہوگا اور اگر دیر تک زمانہ اس ریاضت کا مقرر ہوگا معتدل اور صحیح آدمیوں کے واسطے اس میں اندیشہ ہے ہر ایک آدمی کو موافق اس کے مزاج کے ایک ریاضت مناسب ہوتی ہے جو ریاضتیں نرم مثل گہوارہ وغیرہ کے ہیں وہ ان لوگوں کو موافق ہیں جنہیں حمیات نے ضعیف کر دیا ہو اور حرکت سے کاجز کیا ہو جو لوگ بوجہ نقاہت کے چلنے پھرنے سے عاجز ہوں یا جن کو خریق کے پینے سے ضعف پیدا ہوا ہو اور مثل ان لوگوں کے اور اسی طرح جن لوگوں کے حجاب میں کوئی مرض ہو اس ریاضت میں اگر نرمی کی جائے نیند پیدا کرتی ہے اور ریاح کو تحلیل کر دیتی ہے اور بقایا امراض سر کو نافع ہے جیسے غفلت اور نسیان اور اکثر خواہشوں میں حرکت پیدا کرتی ہے اور طبیعت غریزی کو اس کے افعال پر آگاہ کرتی ہے اور جگا دیتی ہے اگر تخت پر بٹھا کر گہوارہ جنبانی کی جائے یہ طریقہ مناسب اس شخص کے ہے جو شطر الغب اور حمیات مرکب خواہ حمیات بلغمی میں مبتلا ہو یا جسے مرض جبن لاحق ہو ایضاً ارباب اوجاع نقرت اور بیماران امراض گردہ گران سب سب کے واسطے ایسی گہوارہ جنبانی سے یہ فائدہ مترتب ہوتا ہے کہ جو مادہ آمادہ دفع ہونے پر ہو اس کی آمادگی بڑھ جاتی ہے اور نرم مادہ میں نرمی زیادہ پیدا ہوتی ہے اور قوی میں زیادہ تر قوت پیدا ہوتی ہے اور گوسالہ پر اس طرح پر

سوار کرتے کہیں کہ منہ سوار کا دم کی طرف ہوتا ہے ایسی ترکیب سے اس شخص کو فائدہ ہوتا ہے جس کی بصارت میں ضعف ہو یا ظلمت بصر میں گرفتار ہو اور فائدہ اس کا بہت ہے کشتی اور جہازوں کی سواری جذام اور استسقاء اور سکتہ اور برودت معدہ اور نفخ کو نافع ہے اگر ناؤ کو کنارے کنارے لے جائیں اور گرداب میں لے جائیں تو ان امراض کے دفع کرنے میں زیادہ مفید ہے اس واسطے کہ ایسے مقام پر ناؤ کے جانے سے کبھی نفس پر خوشی اور رنج پیدا ہوتا ہے اور اگر ناؤ کی سواری سے متلی پیدا ہو کر رک جائے اور قے نہ ہو امراض معدہ کو نافع ہے اعضاء غذا کی ریاضت تابع ریاضت بدن کی ہے بصارت کی ریاضت باریک چیز دیکھنے سے ہوتی ہے اور روشن چیزیں رفتہ رفتہ دیکھنے سے بصارت بڑھتی ہے ساعت خفیف آوازوں کے سننے سے مرتاض ہوتی ہے اور شاذو نادر بڑی بڑی آوازوں کے سننے سے بھی ساعت کو فائدہ ہوتا ہے ہر عضو کی ریاضت خاص کو ہم بیان حفظ صحت ہر عضو میں ذکر کریں گے جس وقت امراض جزوی ہر اعضا کے لکھیں گے واجب ہے کہ ریاضت کرنے والا اپنے بدن کے اعضائے ضعیف تک ریاضت کی گرمی پہنچنے نہ دے مگر بسبیل تعبیت کے مثلاً جسے مرض دوالی ہو واجب ہے کہ جو ریاضت وہ شخص کرے اس میں دونوں پاؤں کے ہلانے کی ضرورت نہ ہو بلکہ پاؤں کی حرکت اس کی ریاضت میں کمتر ہو اور ادھر کے اعضا مثل گردن اور سر اور ہاتھ وغیرہ کی ریاضت سے جو گرمی تمام جسم میں میں پیدا ہو وہی گرمی پاؤں تک پہنچتی بہتر ہے ضعیف بدن کی ریاضت ضعیف ہونی چاہیے اور قوی کی قوی **یہ بھی جاننا چاہیے** کہ ہر ایک عضو کے واسطے بجائے خود ایک ریاضت خاص ہے جیسے آنکھ کو باریک چیز دیکھنے میں اور حلق کو آواز بلند کرنے میں بشرطیکہ یہ دونوں باتیں بتدریج واقع ہوں اور دانت اور کان کے واسطے مخصوص ریاضتیں ہیں جن کا ذکر ہر ایک کے باب خاص میں بروقت ذکر امراض ہر عضو کے آئے گا

فصل

تیسری بیان میں ابتدائے وقت ریاضت اور

انتہائے وقت ریاضت کے ریاضت کے شروع کرنے کا یہ وقت ہے کہ بدن فضول سے پاک ہو اور گرد احشاء اور عروق کے کیموسات خام اور ردی ایسے موجود نہ ہوں جنہیں تمام بدن میں منتشر کردے رات کی غذا کا ہضم معدے اور جگر اور رگوں میں ہو چکا ہو اور صبح کی غذا کا وقت آ چکا ہو تینوں ہضم کے حاصل ہونے پر نضج بول کا قوام اور لون میں دلالت کرتا ہے اس لیے کہ یہ نضج اول وقت انہضام میں پیدا ہوتا ہے اور جب غذا کو ہضم ہو جانے میں زمانہ زیادہ گزر جاتا ہے اور قوت غریزی ایک مدت تک غذا کی تصرف سے خالی رہتی ہے بول میں ناریت پیدا ہو جاتی ہے اور زردی کی حد سے رنگت بول کی بڑھ جاتی ہے یعنی تبنی رنگ جو طبعی ہے باقی نہیں رہتا ہے اس وقت ریاضت بھی مضر ہے اس لئے کہ قوت میں ضعف پیدا کرتی ہے اسی واسطے کہتے ہیں کہ متقضائے حال اگر ریاضت شدید کی خواہش کرے مناسب یہی ہے کہ اس وقت معدہ بالکل خالی نہ ہو بلکہ اس میں تھوڑی سی غذا موجود ہو جاڑوں میں غلیظ اور گرمیوں میں لطیف پھر اگر کوئی شخص شکم سیر ہو کر ریاضت کرے یہ بات بہتر ہے اس سے کہ بھوکا ریاضت کرے اور گرم یا تر کیفیت بہتر ہے اس سے کہ بدن سرد یا خشک ہو بہترین اوقات ریاضت کے وہی ہیں جب بدن حالت اعتدال پر ہو گرمی اور سردی میں اکثر گرم یا خشک مزاج کو ریاضت مبتلاء امراض کر دیتی ہے جب یہ شخص ترک ریاضت کرتا ہے صحت پاتا ہے جو شخص ریاضت کرے اس پر واجب ہے کہ پہلے فضلہ کو امعاء اور مثانہ سے بطریق بول و براز کے دفع کرے اس کے بعد ریاضت میں مصروف ہو اور بدن کی مالش پہلے واسطے آمادگی اور استعداد کے اس قدر کرے کہ حرارت غریزی میں انتعاش یعنی ہوشیاری پیدا کرے اور مسامات کھول دے مالش بدن کی سخت چیز سے کرنی چاہیے اس کے بعد روغن شیریں مل کر آہستہ آہستہ اس قدر مالش کریں کہ اس عضو میں تھوڑی سی تنگی پیدا ہو نہ اینکہ زیادہ گھٹ جائے اور مالش بہت سی ہاتھوں کی جن کے اوضاع مختلف طور پر بدن سے ملاقی ہوں کرانی چاہیے تا کہ

جمیع پارہ ہائے عضل کو اثر مالش کا پہنچے بعد اس کے ریاضت شروع کرے فصل ربیع میں عمدہ وقت ریاضت کا قریب دوپہر کے مکان معتدل میں ہے اور فصل خریف میں جس وقت سردی اور گرمی کا اعتدال ہو اس وقت ریاضت کرنی چاہیے گرمیوں میں دوپہر سے پیشتر اور جاڑوں میں قاعدے کے موافق تو یہ تھا کہ ریاضت میں تاخیر شام تک کی جائے لیکن اور چیزیں اس تاخیر کو منع کرتی ہیں اس لیے واجب ہے کہ مکان میں چق پردے چھوڑ کر اور انگیٹھی وغیرہ میں آگ روشن کر کے ہوا معتدل کی جائے اور اس کے بعد استعمال ریاضت کا ایسے وقت جو ہضم غذا اور دفع فضول وغیرہ بھی اس وقت ہو چکا ہو کیا جائے مقدار میں ریاضت کی تین باتوں کی رعایت واجب ہے پہلے بدن کا رنگ جب تک خوب رہے سرخی بڑھتی جائے اس وقت تک ریاضت کا وقت باقی ہے دوسرے حرکات جب تک سبک رہیں وہاں تک وقت ریاضت کا باقی ہے تیسرے اعضا کے پھولنے میں جب تک زیادتی ہوا کرے اس وقت تک ریاضت باقی ہو لیکن جب ان حالات میں کمی آجائے اور پسینا بخارات کا جو رستا تھا بہنے لگے اس وقت ریاضت کا قطع کرنا واجب ہے ریاضت کو قطع کر کے ایسا تیل لگانا چاہیے جس کی جہت سے پسینا نکلے خصوصاً اگر سانس روک کر ریاضت کی ہو جب کوئی شخص ایک دن پوری ریاضت اپنے شروط پر کر لیتا ہے اس کے دوسرے دن اس شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ریاضت کے بعد کس قدر غذا ہضم کرنے کی طاقت بہم پہنچتی ہے پس چاہیے کہ دوسرے دن اپنی غذائے معمولی اور ریاضت سابقہ میں کچھ تغیر اور تبدیل نہ کرے بلکہ ریاضت اور غذا بمقدار روز اول کے دوسرے دن باقی رکھے **فصل چوتھی دلک یعنی مالش کے بیان میں** جو مالش سخت ہوتی ہے اس سے استواری پیدا ہوتی ہے اور نرم مالش سے بدن ڈھیلا ہو جاتا ہے بکثرت مالش کرنے سے بدن لاغر ہو جاتا ہے معتدل مالش تینوں کیفیتوں میں بدن میں فربہی اور توانائی پیدا کرتی ہے ترکیب عقلی سے اس مقام پر اقسام دلک کے نو ہوتے ہیں نو قسم

استرداد حقیقت میں گویا آخری جزو ریاضت کا ہے لہذا واجب ہے کہ اس کی ابتداء روغن سے بقوت کی جائے بعد اس کے اعضا ملتے ملتے جھکائے جائیں اور حالت سختی میں ختم نہ کیا جائے اور متعدد ہاتھوں سے یہ مالش کرائی جائے جس کے بدن کی مالش ہو رہی ہے وہ اپنے اعضا کو بعد مالش کے تانے اور دراز کرے تاکہ فضول اس سے نکل جائیں اور بعد اس کے ایک قماط یعنی نہالچہ لے کر اطراف پر اعضا کے پھیرا جائے اور بروقت پھیرنے کے جہاں تک ممکن ہو سانس روکے رہے خصوصاً عضل بن کو ڈھیلا کر کے اور عضل صدر کو کھینچ کر اور تان کر اگر یہ بات آسان ہو اور آخر امر میں عضل بطن کو بھی کھینچ لے تھوڑا سا تاکہ پہنچ اے اثر دلک استرداد کا احشاء تک اور درمیان زمانہ ان افعال کے یعنی جب تک سانس روکے رہے اور عضل بطن تالے ہے سمٹے اور چت لیٹے اور دونوں پاؤں اپنے مالش کرنے والے کے پاؤں پر رکھے جو لوگ کہ مشاق ہیں تمام زمانہ ریاضت میں سانس روکے رہتے ہیں اور پیشتر وہ لوگ دلک استرداد کا استعمال اثنائے ریاضت میں کرتے ہیں پس ریاضت کو قطع کر کے بعد دلک استرداد کے پھر ریاضت شروع کرتے ہیں اگر ریاضت کا بڑھانا انہیں منظور ہوتا ہے بکثرت مالش کی حاجت اس شخص کو نہیں ہے دلک استرداد میں جسے اپنے بدن میں کوئی حاجت زبون اور خراب نہ پائی جائے اور نہ اس کا ارادہ بعد دلک کے ریاضت کرنے کا ہو بلکہ اگر کسی طرح کی ماندگی پائے بہ نرمی تیل کی مالش اس طور پر کرائے جس طرح ہم آگے بیان کریں گے اور اگر کسی طرح کا یبس بدن میں پایا جائے اعضا کی مالش میں زیادہ اہتمام کیا جائے تاکہ تمام اعضا میں یہ بات پیدا ہو جائے کبھی مالش اور دبانا بشدت بروقت نوم کے مفید ہوتا ہے بدن میں خشکی پیدا کر کے رطوبت کو مفاصل کی طرف رواں ہو کر آنے سے منع کرتا ہے

فصل پانچویں بیان میں استحمام اور حمام کے

فصل سابق میں جس شخص کے واسطے ریاضت کے احکام مذکور ہوئے اس کو حاجت استحمام محلل یعنی ایسے قسم کا نہانا حمام

وغیرہ میں جس سے تحلیل فضول کی حاصل ہو نہیں ہے اس لیے کہ اس کا بدن فضول سے پاک ہے حمام کی حاجت اس غرض سے ہوتی ہے کہ بدن کو فائدہ حرارت لطیف کا حاصل ہو اور ترطیب معتدل کا فائدہ ہو اسی جہت سے واجب ہے کہ یہ لوگ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے بہت دیر تک حمام میں نہ ٹھہریں بلکہ آبزن کا استعمال اتنا کریں کہ ان کی جلد سرخ ہو کر پھول جائے اور جب تحلل شروع ہو یعنی جلد سمٹنے لگے ترک کر دیں ہوا میں داوت یعنی تری اس طرح پر پیدا ہوتی ہے کہ آب شیریں گرد ان کے گرایا جائے چاہیے کہ یہ لوگ جھٹ پٹ نہا کر حمام سے باہر نکل آئیں ریاضت یافتہ کو چاہیے کہ بہت جلد حمام میں داخل نہ ہوتا آنکہ استراحت بر وجہ تمام اس کو حاصل ہو حمام کے حالات اور شرائط خوبی اور عمدگی کے اور مقامات میں بخوبی بیان ہوئے ہیں اس مقام کے مناسب اس قدر ہے کہ حمام کے نہانے والوں کو چاہیے کہ درجہ بدرجہ حمام کے مکانات میں داخل ہوں اور آخر کار درجہ جو بہت گرم ہوتا ہے اس میں اس قدر ٹھہریں جب تک کرب اور اذیت پیدا نہ ہوتا کہ بوجہ تحلل فضول کے راحت حاصل ہو اور بدن کو آمادگی قبول غذا کی پیدا ہو اور ضعف کے پیدا ہونے سے احتراز کریں اور اس بات سے عفونت شدید اور قوی تر بہ نسبت حمیات کے پیدا نہ ہو جائیں جس شخص کو اپنے بدن کی فربہی مطلوب ہو چاہیے حمام میں بعد کھانا کھانے کے داخل ہو اگر سدے پڑنے کے خوف سے مامون ہو پھر اگر احتیاط کرے اور گرم مزاج ہو سکنجبین کا استعمال کرے تا کہ سدے پڑنے سے منع کرے اور اگر سرد مزاج ہو معجون فونجی اور فلافلی کا استعمال کرے اور جس کی خواہش تحلیل اور دبلے ہونے کی ہو چاہیے کہ بروقت گرسنگی کے استعمال حمام کا کرے اور دیر تک حمام میں بیٹھے اور جو شخص فقط حفظ صحت کا قصد کرے حمام میں نہار منہ بعد ہضم غذا کے معدے اور کبد میں داخل ہو اور اگر نہار منہ حمام میں جانے سے خوف غلبہ صفرا کا ہو قبل دخول حمام کے کوئی لطیف شے تھوڑی سی کھا لے گرم مزاج اور صفراوی بدون اس تدبیر کے داخل حمام میں نہیں ہو سکتا اور باایں ہمہ اخیر کا

درجہ جو نہایت گرم ہے اس میں داخل ہونا ایسے شخص کا حرام ہے بہت اچھا ناشتا ان لوگوں کے واسطے یہ ہے کہ آب فواکہ خواہ گلاب میں روٹی بھگو کر کھائیں بعد حمام سے نکلنے کے سرد چیز کے پینے سے پرہیز کرنا چاہیے اور حمام کے اندر بھی سرد چیز پینی نہ چاہیے اس لئے کہ اس وقت مسامات بدن کے کھلے ہوئے ہوتے ہیں فوراً اثر برودت ظاہری کا اعضائے رئیسہ تک پہنچ کر ان کی قوتوں کو فاسد کر دے گا اسی طرح جوشے بہت گرم ہو اس کا بھی استعمال ایسے وقت پر ناجائز ہے اس خوف سے کہ بہت جلد اعضائے رئیسہ تک نافذ ہو کر سل یا دق پیدا کرتی ہے اسی طرح واجب ہے کہ یکا یک بید رنگ حمام سے باہر نہ نکلے اور نہ بعد حمام سے نکلنے کے سر کھولے اور نہ بدن کو سردی پہنچائے بلکہ واجب ہے کہ فصل شتا میں اگر حمام سے نکلے روئی دار وغیرہ کپڑوں میں خواہ اونی لباس میں بدن کو چھپائے جو شخص تپ میں گرفتار ہو تو عین وقت تپ میں اسے حمام کرنے سے پرہیز واجب ہے اسی طرح جس کو تفرق اتصال یا ورم عارض ہو اوپر بیان ہو چکا کہ حمام سے تسخین اور تبرید اور ترطیب اور خشکی حاصل ہوتی ہے نافع یہی ہے اور مضر بھی منافع حمام کے نیند پیدا کرنا مسامات کھول دینا جلا یعنی چرک کا دفع کرنا تحلیل فضول خام مادہ کا نضج دینا غذا کو ظاہر بدن کی طرف جذب کرنا حمام تحلیل میں اسی چیز کی اعانت کرتا ہے جس کے متحلل ہونے کا قصد ہو اور جس فضلہ کے دفع کا ارادہ ہو اور حبس اسہال کرتا ہے ماندگی کو دور کرتا ہے حمام سے اتنے ضرر ہوتے ہیں اگر بافراط ہو ضعف قلب پیدا کرتا ہے اور غشی اور متلی بھی افراط حمام سے پیدا ہوتی ہے ٹھرے ہوئے مادہ کی تحلیل ہو جاتی ہے اور آمادہ عفونت ہو جاتا ہے اور اس مادہ کو نکل جانے پر اور اعضائے ضعیف پر گرنے کو آمادہ کرتا ہے باین وجہ اعضائے ظاہری اور باطنی میں اورام پیدا ہوتے ہیں **مختصر بیان سرد پانی سے نہانے کا** سرد پانی سے نہانا اسی شخص کو مناسب ہے کہ جس کی تدبیر ہر قسم کی درجہ نہایت پر پہنچے سن بھی اس کا اعلی درجہ میں ہو قوت بھی اس کی بدرجہ غایت ہو سحنہ بدن

کمال خوبی پر فصل موافق مزاج بدن کے تخمہ نہ ہو اور سردبھی نہ ہوتی ہو اور نہ اسہال ہو اور نہ مرض سہر میں مبتلا ہو اور نہ اس کے بدن میں نوازل کی شکایت ہو نہ لڑکا ہو نہ بڈھا ہو ایسے وقت میں کہ بدن میں اس کے پھرتی ہو چالاکی ہو کبھی سرد پانی سے غسل بعد نہانے کے گرم پانی سے کیا جاتا ہے جلد بدن کی تقویت کے واسطے اور حرارت کو اندر بدن کے بند کرنے کی غرض سے اگر نہانا منظور ہو چاہیے کہ پانی میں بشدت برودت نہ ہو بلکہ باعتدال برودت ہونی چاہیے اور کبھی استعمال غسل کا بعد ریاضت کے بھی آب سرد سے ہوتا ہے چاہیے کہ قبل اس کے مالش سخت کی جائے اگر تیل کی مالش کریں برطبق عادات کے زیادہ سختی مناسب نہیں اور ریاضت بعد دلک اور مالش روغن کے معتدل ہونی چاہیے اور بہ نسبت دلک معتاد کے تھوڑی تھوڑی اور بعد ریاضت کے آب سرد سے نہانا اس طرح پر چاہیے کہ دفعتہً کل اعضا میں پانی نہیں جائے اس کے بعد تھوڑی دیر بھیگے بدن میں ٹھہرنا چاہیے جب تک نشاط باقی رہے اور تحمل ہو سکے اور قبل پیدا ہونے پھرہری کے پھر جب یہ شخص نہانے سے فارغ ہو جیسا ہم بیان کرتے ہیں اس کی غذا میں زیادتی اور شراب میں کمی کرنی چاہیے اور اس کا خیال کرنا چاہیے کہ کتنی دیر میں بدن کا رنگ بحال خود عود کرتا ہے اور گرمی بدستور آجاتی ہے اگر جلدی بدن گرمی آجائے اور رنگ بدن کا بدستور ہو جائے کہ ٹھہرنا آب سرد میں بقدر معتدل اور مناسب تھا اور اگر دیر میں یہ کیفیت پیدا ہو جاننا چاہیے کہ مقدار مناسب سے زیادہ غسل کیا گیا دوسرے دن اسی حساب سے کمی کرنی چاہیے اور پیشتر بعد مالش کے اور رنگ اور حرارت کے پلٹ آنے کے دوبارہ آب سرد میں داخل ہوتے ہیں جس شخص کا ارادہ اس کے استعمال کا ہو چاہیے کہ بتدریج اس کی ابتدا کرے پہلے پہل جو دن گرمیوں میں سب سے زیادہ گرم ہو اس کی ٹھیک دوپہر میں اس کا استعمال کرے مگر خیال رہے کہ اس دن ہوا نہ چلی ہو اور بعد جماع اور قبل ہضم طعام اور بعد قے یا کسی درے استفراغ کے اور بعد ہیضہ کے ایضاً بعد بیداری مفرط کے استعمال جائز نہیں

ہے اور بھی بروقت ضعیف ہونے بدن یا معدے کے اور بعد ریاضت مناسب نہیں ہے مگر اس شخص کو جو نہایت قوی ہو وہ البتہ آب سرد سے غسل بموجب بیان بالا کے کرے گا آب سرد سے نہانا جس طرح پر مذکور ہوا حرارت غریزی کو بطرف اندرون جسم کے دفعتہً داخل کرتا ہے اور ضعیف کرتا ہے اس کے بعد تقویت حار غریزی کی بر سبیل استظہار اور ظہور کے دونی بہ نسبت ضعف کے کرتا ہے یعنی جس قدر آب سرد کے نہانے سے ضعف پیدا ہوتا ہے اس سے دوچند قوت پیدا ہوتی ہے **فصل چھٹی بیان میں تدبیر ماکول کے** جو شخص اپنی حفظ صحت کا طالب ہے اسے واجب ہے کہ اس بات میں کوشش کرے کہ اس کی غذا کوئی شے غذائے دوائی سے نہ ہو جیسے ترکاری اور فواکہ وغیرہ اس لئے کہ ایسی غذائیں جو لطیف ہیں خون کو جلا دیتی ہیں اور جو غلیظ ہیں بلغم پیدا کر کے بدن میں گرانی بڑھاتی ہیں بلکہ واجب ہے کہ غذا اپنی گوشت سے مقرر کرے خصوصاً گوشت بکری کا یا گوسالہ یا بچہ گاؤ کا اور روٹی گیہوں کی ایسے گیہوں جو اور چیزوں کی آمیزش سے پاک ہوں اور ایسے کھیت کے گیہوں ہوں جس میں کوئی آفت ارضی اور سماوی نہ پہنچی ہو میٹھی چیز مزاج کے مناسب ہے اور شراب جو خوشبودار اور پاکیزہ ہو اس کے سوا اور کوئی چیز کھانے اور پینے میں استعمال نہ کرنی چاہیے مگر بر سبیل علاج یا تقدم بالحفظ کے یعنی پہلے سے حفظ صحت کی تدبیر کرنی فواکہ میں جو چیز بہت مشابہ غذا ہے انجیر اور انگور جو خوب پختہ ہو گیا ہو اور چھوہارا ان مقامات میں جو ان چیزوں کے کھانے کے عادی ہوں اگر ان چیزوں کے کھانے سے بدن میں فضول پیدا ہوں اور ان کا استفراغ بہت جلد کرنا چاہیے کھانے کا عام قاعدہ یہی ہے کہ جب خوب بھوک معلوم ہو اس وقت کھانا چاہیے اور بھوک کو ٹالنا چاہیے اور تکلیف بھوک کی اٹھانا بشرطیکہ سچی بھوک ہو اچھا نہیں ہے اور مست اور بیہوش لوگوں کے ایسی جھوٹی بھوک نہ ہو یا تخمہ والوں کی سی بھوک نہ ہو اس لیے کہ بھوک پر صبر کرنا معدے میں اخلاط ردی اور صدیدی پیدا کرتا ہے جاڑوں میں

گرما گرم اور گرمیوں میں سرد یا ایسا کھانا جو تھوڑا سا گرم ہو مناسب ہے گرم یا ٹھنڈا ہونا کھانے کا باندازہ تحمل اور گوارا ہونے کے ہے **یہ بھی جاننا چاہیے**

کہ تیار بدن کے واسطے شکم سیر ہونے سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے ایسا آدمی شکم سیر اگر ہمیشہ رہے آخرکار بروقت قحط سالی کے جوع کلبی پیدا ہوتی ہے اور دبلے آدمی کا بھوکا رہنا اسی طرح برا ہے مگر اس کی برائی زیادہ ہے ہم نے ایک جماعت کثیر ایسی دیکھی ہے کہ قحط سالی میں کھانے کی ان پر تنگی ہوئی پھر جب قحط برطرف ہوا اور کھانا بفراغت انہیں میسر ہوا بدن ان کے اخلاط سے بھر گئے اور مر گئے علاوہ بر آن پرخوری اور بشدت امتلائے معدہ ہروقت میں قاتل ہے کھانے سے ہو یا شراب سے پس بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ بوجہ امتلائے معدہ خناق میں میں مبتلا ہوئے اور مر گئے اگر براہ خطا کوئی غذائے دوائی سے مستعمل ہو اس کے ہضم اور پختہ کرنے کی تدبیر کرنی چاہیے اور جس سوء مزاج کے واقع ہونے کی امید ہو اس کا دفع باستعمال ضد اس چیز کے پیچھے استعمال غذائے مذکور کے کرنا چاہیے تا کہ غذائے دوائی کا ہضم ہو جائے مثلاً غذائے دوائی اگر سرد ہو جیسے ککڑی اور کدو اس کی تعدیل گرم چیز سے جیسے لہسن اور گندنا وغیرہ سے کرنی چاہیے اور اگر غذائے دوائی گرم ہو سرد چیز سے ان کی تعدیل کرنی چاہیے جیسے ککڑی اور بقلۃ الحمقا یعنی خرفہ سے اگر غذائے دوائی ایسی ہو کہ اس کے استعمال سے سدے پڑنے کا خوف ہو بعد اس کے ایسی چیز کا استعمال کرنا چاہیے جو تفتیح سدہ کی کر کے اس کا اخراج کر دے اور بعد اخراج سدے کے کچھ دیر بھوکا رکھنا چاہیے کہ اسی زمانے میں کوئی چیز نہ کھائے جو شخص آرزومند اپنی صحت کا یقیناً ہو چاہیے کہ بے اشتہائے صادق کے کچھ نہ کھائے اور جب تک اس کا معدہ اور اوپر کی آنتیں غذائے اول سے خالی نہ ہو جائیں اس لئے کہ بہت مضر بحال بدن یہی ہے کہ ایک غذا پر دوسری غذا داخل کریں کہ ابھی پہلی غذا پختہ اور ہضم نہ ہو چکی ہو اسی طرح کوئی چیز مضر تخمہ سے زیادہ نہیں ہے خصوصاً وہ تخمہ جو غذائے ردی سے پیدا ہو اس لیے کہ تخمہ جو

غذائے غلیظ سے پیدا ہوتا ہے وجع مفاصل اور درد گردہ اور بواورنقرس اور خرابی اطحال اور جگر کی اور امراض سوداوی پیدا کرتا ہے اور اگر تخمہ غذائے لطیف سے پیدا ہو حمیات حادہ خبیثہ اور اورام گرم ردی پیدا ہوتے ہیں کبھی بنظر ضرورت کے ایک طعام دور سے طعام خواہ ایسی چیز جو ساتھ طعام کے ہو داخل کرنے کی حاجت ہوتی ہے جیسے کوئی شخص تیز غذا خواہ دشوار کا استعمال کرے اس کے پیچھے بعد اتنے زمانے کے کہ ابھی پہلی غذا کا ہضم کامل نہ ہو غذائے مرطب بے مزہ پھیکی کھالیتا ہے اس تدبیر سے پہلی غذا کا کیموس درست ہو جاتا ہے ایسے شخص کو یہی تدبیر کافی ہوتی ہے اور اس کو ریاضت کی کچھ حاجت نہیں ہوتی ہے بخلاف اس کے حال اس شخص کا ہے جو بعد غذائے سریع الہضم اور تیز کے غذائے غلیظ کا استعمال کرے خفیف حرکت کرنا کھانے کے بعد غذا کو معدے میں ٹھہرا دیتا ہے خصوصاً جس شخص کا ارادہ یہ ہو کہ بعد کھانے کے سو رہے جو اعراض نفسانی یا حرکت بدنی کہ ان سے گرانباری پیدا ہو ہضم غذا کو منع کرتے ہیں واجب ہے کہ جاڑوں میں ایسی غذا جس میں غذائیت کم ہے نہ کھائی جائے جیسے ترکاری بلکہ وہی غذا اس فصل میں کھانی چاہیے جس میں غذائیت زیادہ ہو وہ غذا حبوب سے ہونی چاہیے اور ایسی غذا کہ اس کا کتنا بدن میں زیادہ ہو یعنی بدن میں خوب چسپیدہ ہو اور گرمیوں میں غذا اس کے برخلاف چاہیے اس کے بعد واجب ہے کہ دونوں قسم کی غا سے بالکل معدے کو ممتلی نہ کردے کہ اس سے زیادہ کی جگہ باقی نہ رہے بلکہ کھانے سے اس وقت ہاتھ کھینچنا چاہیے کہ ابھی تھوڑی سی بھوک باقی ہو تھوڑی سی بھوک بعد کھانے کے باقی رہنا مقتضائے جوع سے ہے بعد ایک گھنٹہ کے جاتی رہتی ہے یہ بھی ضرور ہے کہ غذا میں عادت کا لحاظ رہے اس واسطے کہ بدتر خورش یہ ہے جس سے معدہ بھاری ہو جائے اور بدتر شراب وہ ہے کہ جس کی مقدار اعتدال سے بڑھکر معدے میں طغیان پیدا کرے اگر ایک دن کھانے پینے میں زیادتی ہو دوسرے دن بھوکا رہنا چاہیے اور ایسے مکان میں سونا چاہیے جس میں گرمی اور سردی نہ ہو اگر نیند

نہ آئے آہستہ آہستہ ٹہلے اور بیچ میں ٹہلتے ٹہلتے ٹھہر نہ جائے اور نہ استراحت کرے

تھوڑی سی شراب خالص پیے **روفس حکیم کا قول ھے** کہ میں ایسے

چلنے اور ٹہلنے کو پسند کرتا ہوں خصوصاً بعد اس غذا کے جو صبح کو کھائی جائے کہ ایسی غذا

حرکت اچھی طرح سے مقامات عشا نا مے رگ کو ہضم غذا پر آمادہ کرتی ہے واجب ہے

کہ کھانے کے بعد تھوڑی دیر داہنی کروٹ لیٹ کر اس کے بعد مابین کروٹ لیٹ کر

سوئے بعد اس کے داہنی کروٹ لے **یہ بھی جاننا چاھیے** کہ چادر

اوڑھ لینا اور تکیہ سرہانی رکھ کے زمین سے بلند سونا ہضم پر معین ہے حاصل یہ ہے کہ

وضع اعضا کی نیچے کی طرف جھکی ہوئی ہو یعنی سرہانا اونچا اور پائنتی نیچی ہو مقدار کھانے

کی بحسب عادت اور قوت کے مختلف ہے صحیح القوت کی غذا کی مقدار یہ ہے کہ بعد

کھانے کے اس کے جسم میں گرانی پیدا نہ ہو اور نہ شراسیف میں تمدد عارض ہو نہ پیٹ

میں نفخ اور قراقر اور نہ پیٹ بالکل پر ہو جائے اور نہ بعد کھانے کے متلی عارض ہو اور نہ

شہوت کلبی اور نہ سقوط اشتہا اور نہ کندی ذہن اور نہ بیداری اور نہ کھانے کی بو ڈکار

میں بعد تھوڑی دیر کے اور جس غذا کا مزہ بعد زمانہ دراز کے ڈکار میں پایا جائے وہ غذا

بہت بری ہے کبھی طعام کے معتدل ہونے پر اس طرح پر بھی دلالت ہوتی ہے کہ بعد

کھانے کے نبض عظیم اور نفس صغیر نہ ہو جائے اس لیے کہ اکثر بجہت مزاحمت معدے

کے واسطے حجاب کے نفس میں تنگی ہوتی ہے پس متواتر ہو جاتا ہے اسی جہت سے قلب کو

حاجت ہوا کی زیادہ ہوتی ہے پس نبض عظیم ہو جاتی ہے لیکن اگر قوت ضعیف ہو اس

وقت نبض کا عظیم ہونا کچھ ضرور نہیں ہے جس شخص کو بعد کھانا کھانے کے کسی طرح کی

گرمی معلوم ہو چاہیے کہ دفعتہً کھانا نہ کھائے بلکہ تھوڑا تھوڑا کھائے تا کہ بجہت امتلاء

کے لرزہ کی کیفیت پیدا نہ ہو اور اس کے پیچھے گرمی قوی تپ کے مانند عارض نہ ہو جس

وقت کھانے میں گرمی ہضم کی پیدا ہو اور جو شخص قدر ضروری غذا کے ہضم سے عاجز ہو

چند اوقات میں تھوڑی تھوڑی غذا اس کو کھانی چاہیے سوداوی مزاج کا آدمی غذا ئے

عادت کے کرنی چاہیے شہروں کو بھی بہ نسبت غذا کے خصوصیت ہے ہر قسم کے پیشہ اور مزاج کو جو خصوصیت اقسام غذا سے ہے اگر چہ وہ خارج قیاس ہے ہے لیکن اس کو یاد رکھنا چاہیے اور تجربہ کا حکم قیاس پر غالب جاننا چاہیے اکثر ایسی غذا جو کسی شخص کی عادت ہوتی ہے اس میں ایک قسم کا ضرر ہوتا ہے بہ نسبت اس غذا کے جو عمدہ ہو اور اس کی عادت نہ ہو ہر ایک سخنہ اور مزاج صحیح کے واسطے ایک غذا مناسب ہے جو اس کے مشابہ ہے اگر تبدیل دونوں کی منظور ہو یہ بات بالضد حاصل ہوتی ہے بعض آدمیوں کو بعض قسم کی اچھی غذائیں مضر ہوتی ہیں جو شخص بری غذا کھا کر اس کو ہضم کرلے چاہیے کہ اپنی قوت معدی پر نازاں نہ ہو کہ عنقریب بعد تھوڑی زمانے کے اس کے بدن میں ایسے اخلاط ردی پیدا ہوں گے جن سے مہلم بیماریان قاتل عارض ہوں گی اکثر وہ شخص جس کے بدن میں اخلاط ردی ہوں اچھی غذاؤں کے کھانے کا مجاز ہوتا ہے خصوصاً اگر بجہت ضعف کے متحمل اسہال کا نہ ہو اور جس شخص کا بدن ڈھیلا ہو اور تحلل بآسانی ہوتا ہو واجب ہے کہ اس کو غذائے ترسریع الہضم دی جائے علاوہ یہ ہے کہ جن بدنوں میں تحلل ہوتا ہے ان کو تحمل غلیظ اور مختلف غذاؤں کا زیادہ ہوتا ہے اور اندرونی اسباب بدن سے ان کو ضرر کمتر پہنچتا ہے اور اسباب خارجی سے ضرر ان کو زیادہ پہنچتا ہے اور جس شخص کے بدن میں گوشت زائد ہو اور تناوری اور آسودہ حالی میں ہو چاہیے کہ فصد کی عادت ڈالے اور اگر مزاج اس کا مائل بہ برودت ہو جوارشات اور اطریفلات گرم کا اکثر استعمال کرتا رہے اور ان چیزوں کا جن کا خاصہ ہے کہ معدہ اور امعاء اور روہ جد اول جو قریب ان دونوں کے ہیں ان کا تنقیہ کرتی ہیں بدترین امور یہ امر ہے کہ مختلف غذاؤں کو ساتھ ہی کھائے اس کے بعد یہ بھی زیادہ برا ہے کہ کھانا کھانے کی مدت طولانی ہو اس لیے کہ جو شخص کھانا دیر تک کھایا کرتا ہے وہ غذا جو پہلے کھائی ہے قریب ہضم کے جب ہوتی ہے اس وقت پچھلی غذا اس سے جا کر ملتی ہے اس سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ ہضم میں اجزا غذا کے یکساں باقی نہیں رہتے ایک یہ بھی ضروری بات قابل

جاننے کے ہے کہ غذا وہی بہت اچھی ہے جو زیادہ لذیذ ہو اس لئے کہ معدہ اس کو زیادہ قبول کرتا ہے اور قوت اس کو بخوبی جذب کرتی ہے بشرطیکہ وہ غذائے لذیذ جوہر میں اچھی ہو اور کل اعضائے رئیسہ صحیح و سالم ہوں یہ شرط کامل ہے کہ اگر مزاج اعضائے رئیسہ کے مناسب اس غذا کے صحیح نہ ہوں یا وہ غذائے رئیسہ کے مزاجوں کے مخالف ہو اور جگر مخالف معدہ کے ہو زائد مخالفت طبعی سے اس کی طرف التفات نہ کیا جائے گا منجملہ مضار طعام لذیذ کے یہ مضرت ہے کہ اس کو بکثرت کھا سکتے ہیں پیٹ بھر کھانے کی ترکیب مناسب یہ ہے کہ ایک دن ایک ہی مرتبہ اور دوسرے دن دو مرتبہ صبح و شام کھائے اور اس میں رعایت کی بہت ضرورت ہے پس جس شخص کو دو مرتبہ کھانے کی عادت ہو اگر ایک وقت کھائے گا ضعیف ہو جائے گا اور قوت میں سستی آجائے گی بلکہ واجب ہے کہ اگر ضعف ہضم اس کو عارض ہو کھانا بموجب عادت کے دو ہی مرتبہ کھائے مگر کم اور جس شخص کی عادت ایک وقت کھانے کی ہو جیسے روزہ دار اور وہ دو وقت کھانا اختیار کرے ضعف اور کسل اور استرخائے اس کو عارض ہوگا اور دونوں وقت کا کھانے والا پھر اگر دن کے کھانے پر اکتفا کرے ضعیف ہو جائے گا اور رات پر اکتفا کرے گا کھانا بخوبی ہضم نہ ہوگا اور کھٹی ڈکار اور خبث نفس اور متلی اور تلخی دہن اور نرمی شکم پیدا ہوگی اس لیے کہ وہ اپنے معدے پر ایسی چیز وارد کرتا ہے جس کا معدہ خوگر نہیں ہے اور وہ چیز عارض ہوگی جس کی برائی ظاہر ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس کی غذا ہضم نہ ہو گی بجہت ان دلائل اور عوارض کے جو آگے مذکور ہوتے ہیں منجملہ ان عوارض کے اس شخص کو جبن اور بیتابی اور درد فم معدہ کا اور لذع عارض ہوں گے اور ایسا معلوم ہوگا کہ اس کی آنتیں اور اوجھ لٹکی ہوئی ہیں اور ان اعضا میں بجائے خود انقباض اور سمٹنا پیدا ہوتا ہے بول و براز میں اس شخص کے سوزش رہے گی کبھی برد اطراف بوجہ انصباب صفرا کے طرف معدے کے عارض ہوتا ہے یہ کیفیت ان ابدان کی ہے جو صفراوی مزاج ہیں اور اکثر یہ کیفیت بوجہ صفراوی مزاج ہونے معدے کے پیدا ہوتی ہے نہ اینکہ تمام

بدن پر صفرا غالب ہو نیند میں ایسے شخص کے فساد ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات کسل مند رہتا ہے جن لوگوں کے معدے میں صفرا بکثرت مجتمع ہوتا ہے اس کو حاجت تھوڑی تھوڑی غذا چند مرتبہ کھانے کی ہوتی ہے اور ایسی غذا ان کو درکار ہے جس میں قوت تغذیہ کی بسرعت ہو اور قبل نہانے خواہ حمام کرنے کے ان کو غذا درکار ہے سوائے ان کے اور جو لوگ ہیں ان کو واجب ہے کہ ریاضت اور حمام کر کے کھانا کھائیں اور استحمام سے غذا کو مقدم نہ کریں جس شخص کو حاجت ریاضت سے پہلے کھانے کی ہو چاہیے کہ تنہا تھوڑی سی روٹی کھائے جس کا ہضم قبل شروع ریاضت کے ہونے لگے اور جس طرح حرکت قبل طعام کے ضرور ہے کہ ضعیف نہ کرنی چاہیے اسی طرح بعد طعام کے واجب ہے کہ حرکت نرم کی جائے اور جس شخص کو شہوت فاسد ہو خواہ اس کی خواہش تیز کھانے کی طرف ہو اور میٹھے اور چرب کھانے کو سونگھ کر چھوڑ دے اور نہ کھائے اس کی اصلاح شہوت کے واسطے اس سے بہتر کوئی بات نہیں ہے کہ مچھلی کھا کر سکنجبین اور مولی وغیرہ سے قے کرے ضرور ہے کہ کوئی شخص بعد نکلنے حمام کے فوراً مسکہ وغیرہ نہ کھائے بلکہ صبر کرے اور تھوڑی دیر سوئے ایسے آدمیوں کے واسطے مناسب یہی ہے کہ دن و رات میں ایک مرتبہ کھائیں مناسب نہیں ہے کہ بعد کھانے کے سوئے حالانکہ غذا ابھی معدے کے اوپر ٹھہری ہوئی ہے اور معدے سے اتری نہیں ہے اسی طرح ضرور ہے کہ بعد طعام کے سخت حرکت سے پرہیز کریں اس لیے کہ ایسی حرکت سے نفوذ غذا کا قبل ہضم کے ہو جاتا ہے یا غذا معدے سے بے ہضم کے پھسل جاتی ہے یا بوجہ ملنے معدے کے اس کا مزاج فاسد ہو جاتا ہے کھانا کھانے کے بعد بہت سا پانی اس قدر نہ پینا چاہیے کہ درمیان جرم معدہ اور غذا کے جدائی پیدا کرے اور غذا کی حرارت کو بجھا دے بلکہ پانی پینے میں بعد غذا کے اتنی انتظار کرنی چاہیے کہ غذا معدے سے اتر جائے اس کی شناخت اس طرح پر ہوتی ہے کہ پیٹ کے اوپر کے اعضا سبک ہو جاتے ہیں اور اگر پیاس کی وجہ سے بیتابی ہو چاہیے کہ چوس چوس کر تھوڑا سا سرد پانی پیے اور جتنا

سرد زیادہ ہوگا تھوڑی مقدار اس کی پیاس بجھانے میں کافی ہوگی اتنی قلیل مقدار سے
قوت معدے کی خوشحال اور مجتمع ہو جاتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد پانی
پیے نہ درمیان اس مدت کے جس میں کھانا کھاتا ہے بلکہ بعد فارغ ہونے کے اس
وقت اسی قدر پانی پینا چاہیے جو طعام کے واسطے نافع ہے پیاس پر صبر کرنا اور نیند پر بعد
کھانا کھانے کے ان لوگوں کو مفید ہے جن کا مزاج سرد وتر ہے اور جن کا مزاج گرم
ہے ان کو مضر ہے اسی طرح بھوک پر صبر کرنا بہ نسبت دونوں کے گرم مزاج والوں کو
بھوک پر صبر کرنے سے یہ ضرر پیدا ہوتا ہے کہ صفرا ان کے معدے پر گرتا ہے پھر جب
کچھ کھاتے ہیں معدے میں فاسد ہو جاتا ہے ان کو خواب اور بیداری میں وہی کیفیت
عارض ہو جاتی ہے جو اوپر بیان ہوئی اس شخص کے حال میں جس کے معدے میں غذا
فاسد ہو جاتی ہے ایضاً اشتہائے طعام بھی ان کی فاسد ہو جاتی ہے اس وقت ایسی چیز کا
پینا واجب ہے جو اس خرابی سے بچائے اور طبیعت میں نرمی پیدا کرے اور خود بھی سک
ہو جیسے آلو بخارا یا تھوڑی سی شیر خشت جب اشتہائے طعام بحال خود عود کرے اور
پوری ہو جائے اس وقت ان کو کھانا مناسب ہے علاوہ یہ ہے کہ جن کے مزاج اصلی
مرطوب ہیں تحلل ان کے بدن میں بہت جلد ہوتا ہے اور ان کو بھوک پر صبر بہ نسبت
خشک مزاج والوں کے کم ہوتا ہے ہاں اگر رطوبت زائد رطوبت اصلی سے ان کے
اعضا میں بھری ہو اور وہ رطوبت اچھی ہو اور ان کے بدن کے موافق ہو اس رطوبت کو
طبیعت ان کے بدن کی غذائے تام بالفعل کر دے اس وقت البتہ مرطوب مزاج
بھوک پر صبر کر سکتا ہے شراب کا پینا کھانے پر نہایت مضر ہے اس لیے کہ شراب سریع
الہضم ہے اور بہت جلد نفوذ کرتی ہے یہ خود ہضم ہو جائے گی اور کھانا ہضم نہ ہوگا اس
جہت سے سدے پڑ جائیں گے اور عفونت پیدا ہوگی حلاوت کی جہت سے بہت جلد
سدے پیدا ہوتے ہیں اس لیے کہ طبیعت شیرینی کو قبل ہضم کے جذب کر لیتی ہے اور
سدے پڑنے سے اکثر امراض پیدا ہو جاتے ہیں منجملہ ان کے استسقا ہے ہوا اور پانی

کا غلیظ ہونا خصوصاً گرمیوں میں طعام کو فاسد کر دیتا ہے ایسے وقت کھانے کے اوپر
پانی ملی ہوئی شراب پینا کچھ مضر نہیں ہے خواہ گرم پانی جس میں عود اور مصطگی ملی ہوئی ہو
پینا چاہیے جس شخص کے احشا گرم اور قوی ہوں جس وقت طعام غلیظ کھاتا ہے اکثر
کھانے کے بعد ریاح پیدا ہوتے ہیں جو معدے میں اور گرد معدے کے تمدد پیدا
کرتے ہیں اور مرض مراق اسی قسم سے ہے کہ غذا میں دخانیت کی جہت سے ریاح پیدا
ہوں جس کا معدہ خالی ہو اگر کوئی شے لطیف کھائے فوراً معدہ اس کو قبول کر لے گا پھر
اگر اس کے بعد کوئی غذا غلیظ کھائے معدہ اس سے متنفر ہوئے گا اور ہضم نہ کرے گا پس
فاسد ہو جائے گی ہاں اگر لطیف اور کثیف کے درمیان میں کسی قدر مہلت نہ ہو بہتر یہ
ہے کہ ایسے وقت خلو معدے میں غذائے غلیظ کو مقدم کرے اور تھوڑی تھوڑی کھائے
پس معدہ اس وقت میں غذائے لطیف سے نفرت نہ کرے گا اگر کوئی شخص کھانے میں
افراط کرے اور جو غذا معدے میں پہنچتی ہے اسے کوئی حرکت قوی ہلائے یا بوجہ استعمال
مشروب کے اس میں تشویش پیدا ہو جائے چاہیے کہ فوراً قے کرے اگر قے نہ ہو
سکے نہ کرے گرم پانی تھوڑا تھوڑا پیے اس کی جہت سے امتلاء برطرف ہو جائے گی اور
غذا منحدر ہو گی اور آنکھ جھپکنے لگے گی چاہیے کہ لیٹ کر سوئے جتنی دیر تک چاہے اگر
اس تدبیر سے بھی آرام نہ ہو یا میسر نہ ہو تامل کرے اگر طبعیت کو ایسا پائے کہ اس
کیفیت کو دفع کر دے گی اسی پر قناعت کرے اور نہیں تو طبیعت کی اعانت ایسی چیز
سے کرے جو بآسانی روانی شکم پیدا کرے گرم مزاج اطریفل مسہل یا گلقند اور صعتر
مربی یعنی پروردہ اور سرد مزاج مثل معجون کمونی اور معجون شہریاران اور معجون تمری کا
استعمال کریں پینے کی چیزوں سے اگر بدن میں امتلائے پیدا ہو بہتر ہے بہ نسبت
اس کے کہ کھانے کی چیزوں سے ہو بہتر یہ ہے کہ زیادہ کھانے کے بعد تھوڑا ایلوا بقدر
تین چنے کے یا نصف درم ایلوا اور نصف درم علک الانباط یعنی گوند پستے کے درخت کا
ایک دانگ بورہ ارمنی کا استعمال کرے اور اس سے بھی سبک تر یہ دوا ہے کہ دو یا تین

چنے کے برابر بورہ ارمنی بھی شریک کرتے ہیں سب سے بہتر یہ ہے کہ تھوڑی سی افتیمون ہمراہ تھوڑی سی شراب کے استعمال کریں اگر ان میں سے کوئی چیز میسر نہ ہوتو دیر تک سویا کرے اور ایک دن غذا ترک کرے پھر جب صبح کو طبعیت سبک ہو جائے گرم پانی سے خواہ حمام میں نہائے اور سینک کری اور لطیف غذا کا استعمال کرے اگر باوجود ان تدبیرات کے ہضم نہ ہو اور ثقل اور تمدد اور کسل باقی رہے جاننا چاہیے کہ فضول غذا کی رگوں میں بھر رہے ہیں اس لئے کہ جو غذائے کثیر بافراط ہو اگر چہ معدے میں ہضم ہو جاتی ہے مگر رگوں میں کمتر ہضم ہوتی ہے بلکہ رگوں میں خام باق رہ کر تمدد پیدا کرتی ہے اور اکثر رگوں کو شگافتہ کر دیتی ہے اور کسل اور انگڑائی اور جمائی پیدا کرتی ہے چاہیے کہ علاج ان کا ایسی چیز سے کریں جو رگوں سے بذریعہ اسہال کے اس فضول کو دفع کرے پھر اگر غذا میں اس قدر افراط نہ ہو کہ یہ اعراض پیدا ہوں بلکہ فقط ایک قسم کی اعیا یعنی ماندگی پیدا ہو جائے چاہیے کہ ایک مدت تک اپنے حال پر ٹھہرا رہے اور کسی قسم کی حرکت بذریعہ علاج کے نہ کرے بلکہ طبعیت پر چھوڑے بعد اس کے اس قسم خاص میں ماندگی کا علاج کرے جس طریق سے ہم آگے بیان کریں گے جس شخص کا سن زیادہ ہو جائے اس کا معدہ اتنی غذا نہ قبول کرے گا جو بروقت جوانی کے قبول کرتا تھا بلکہ فضول اس کے غذا میں زیادہ پیدا ہوں گے پس چاہیے کہ بمقدار عادت ایام شباب کے نہ کھائے بلکہ اس سے کم جو شخص خوگرفتہ تدبیر غلیظ یعنی زیادہ کھانے کا ہو جس وقت تدبیر لطیف کرے اور کم کھائے جتنی غذا کم کی تھی اتنی ہوا منافذ بدن میں داخل ہو گی پھر جب یہ شخص دوبارہ تدبیر غلیظ کرے گا سدے اس کے بدن میں پیدا ہوں گے گرم غذاؤں کی مضرت کا تدارک سکنجبین سے ہوتا ہے خصوصاً اگر سکنجبین بزوری ہو اس لئے کہ اقسام سکنجبین میں یہ بہت مفید ہے اگر شکر سے بنائی جائے اور اگر شہد سے بنے سکنجبین سادہ کافی ہے سرد غذاؤں کی مضرت دفع کرنے کے واسطے بعد غذا کے ماءالعسل یا شراب العسل اور معجون کمونی کا استعمال کرتے ہیں غلیظ

غذا کے بعد حار مزاج ایسی سکنجبین بزوری کا استعمال کرے جس کے بزور قوی ہوں اور سرد مزاج معجون فلافلی اور نوشدارو کا استعمال کرے لطیف غذا سے حفظ صحت زیادہ ہوتی ہے اور قوت کی اعانت اور جلد کی کم اعانت ہوتی ہے اور غذائے غلیظ اس کی ضد ہے جس شخص کو حاجت سخت اعضا کی بدن میں پیدا کرنے کی ہو اور اس کی جہت سے ایسی غذاؤں کا محتاج ہو جن کا کیموس قوی ہوتا ہے چاہیے کہ خوب بھوک کا انتظار کرے اور بعد ایسی بھوک کے ان غذاؤں میں سے بہت زیادہ نہ کھائے تا کہ خوب ہضم ہو جائیں ریاضت کرنے والے آدمی اور جن کو تعب کثیر ہوتا ہے غذائے غلیظ کے زیادہ متحمل ہوتے ہیں اور ایسی غذاؤں کے ہضم پر ان کا نوم پوی اور گہری نیند معین ہوتی ہے لیکن چونکہ ان کے بدن سے عرق بکثرت نکلتا ہے اور تحلل ان کے بدن میں زیادہ ہوتا ہے ان کے جگر غذائے غیر منہضم کو جذب کرتے ہیں جب تک کہ بخوبی ہضم نہ ہو لے پس وہ لوگ آمادہ ہوتے ہیں واسطے امراض مہلک کے آخر کار میں بیداری متواتر پیدا ہو خصوصاً جس وقت وہ سن شیخوخت کو پہنچتے ہیں فواکہ رطب تعب اور مشقت والے آدمیوں خواہ ریاضت والوں کو جو یا جو لوگ زرد رنگ صفراوی مزاج ہوں ایسے ہی لوگوں کو مفید ہیں اور ان کو قبل طعام کھانا چاہیے جیسے خوبانی اور توت اور خربزہ اور آڑو اور آلو بخارا اور اگر ان کے سوا اور چیز بارد رطب سے تدبیر کریں بہتر ہے اس لیے کہ یہ سب چیزیں خون میں ایک مائیت پیدا کرتی ہیں اس کے جہت سے خون کو بدن میں جوش پیدا ہوتا ہے جیسا کہ آب فواکہ خارج میں جوش کھا جاتا ہے اور اگر ایسی تدبیر سے بالفعل کسی قدر فائدہ بھی مرتب ہوتا ہے لیکن خون کو آمادہ عفونت کرتی ہے اسی طرح جو چیز خون کو خلط خام سے بھر دے جیسے کھیرا اور ککڑی اسی جہت سے جو لوگ ایسی غذائیں بکثرت کھاتے ہیں حمیات میں مبتلا ہوتے ہیں اگر چہ ابتدا میں ان سے برودت حاصل ہوتی ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ خلط مائی میں کبھی یہ بات عارض ہوتی ہے کہ اس کا صدید بن جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ مائیت متحلل نہ ہو اور رگوں

میں اسی طرح باقی رہے یہ لوگ اگر استعمال ریاضت کا قبل اجتماع اس مائیت کے رگوں میں کریں بلکہ جس وقت استعمال فواکہ کا کریں ریاضت بھی کرلیا کریں تحلل ان مائیات کا ہو جائے گا اور خدران کا کمتر ہوگا یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ اگر خون میں بلغم خام یا مائی موجود ہو بدن سے وہ خون نہ مل سکے گا اور اس خون سے بدن کی غذا کم بنے گی جو شخص فواکہ کھاتا ہے اس کو سزاوار یہ ہے کہ بعد کھانے کے تھوڑی دیر مشی کرے اور بعد چلنے کے پھر کھائے تاکہ غذا معدے سے پھسل کر اتر جائے جو غذائیں مائیت پیدا کریں یا خلط غلیظ بالزوجت یا خلط صفراوی ان سے حمیات پیدا ہوتے ہیں اس لئے کہ مائیت پیدا کرنی والی غذا سے خون میں عفونت پیدا ہوتی ہے اور بالزوجت اور غلیظ غذا سے مجاری اور گزرگاہ اندرون میں سدے پڑتے ہیں اور صفرا پیدا کرنے والی غذا سے بدن میں سخونت یا گرمی پیدا ہوتی ہے اور بالزوجت اور غلیظ غذا سے مجاری اور گزرگاہ اندرون میں سدے پڑتے ہیں اور صفرا پیدا کرنے والی غذا سے بدن میں سخونت یا گرمی پیدا ہوتی ہے اور خون میں حت جن ترکاریوں سے صفرا پیدا ہو اکثر ان کا استعمال جاڑوں میں نافع ہے جیسے پھیکی ترکاری گرمیوں میں فائدہ کرتی ہے اگر کوئی شخص ایسی حالت میں گرفتار ہو کہ بدون استعمال غذائے ردی کے چارہ نہ ہو چاہیے کہ ایسی غذا کو چند مرتبہ کھائے اور متواتر ایک ہی قسم کا استعمال نہ کرے اور ایک غذا کے ساتھ دوسری غذا مخالف اس کے مزاج کے ملالے پس اگر ایسی میٹھی غذا کھائے اس کے اوپر کھٹا سرکہ یا آب انار ترش یا سکنجبین سادہ یا سفرجلی وغیرہ پی لے اور استفراغ کی عادت ڈالے اور جس شخص کو اذیت ترش کھانے کی ہو اس کے اوپر شہد یا شراب کہنہ کا استعمال کرے اور یہ استعمال قبل نضج اور ہضم کے جائز ہے چکنی غذا کے ہضم کا تدارک بکٹھی چیز سے کرنا چاہیے جیسے شاہ بلوط اور حب آلاس اور خرنوب شامی اور بیر جو کچلا ہوا اور زعرور یعنی پودینہ دشتی اور کڑی چیز سے بھی اس کی اذیت دفع ہوتی ہے جیسے راسن تلخ اور نمکین اور تیز چیز سے بھی اس کی اذیت زائل ہوتی ہے جیسے نانخورش اور لہسن

اور پیاز اور ان چیزوں کی مضرت چکنی چیز سے دفع ہوتی ہے جس شخص کے بدن میں اخلاط ردی ہوں اور رقیق بھی ہوں اس کی غذا اچھی زیادہ کرنی چاہیے اور جس شخص کے بدن میں تحلل بآسانی ہوتا ہو اس کو غذائے تر سریع الہضم دینی چاہیے

جالینوس کہتا ہے کہ غذائے تر ہر ایک کیفیت بآسانی جدا ہو سکتی ہے گویا ایسی غذا بے مزہ ہے نہ میٹھی نہ کھٹی نہ کڑوی نہ تیز نہ قابض اور نہ نمکین جس شخص کا بدن ڈھیلا ہو اس کو غذائے غلیظ کا تحمل بہ نسبت اس شخص کے جس کا بدن سمٹا اور کھچا ہوا ہو زیادہ ہوتا ہے خشک غذا کا زیادہ استعمال کرنا قوت کو ساقط اور رنگ کو فاسد کرتا ہے اور طبعیت میں خشکی پیدا ہے اور چکنی غذا سے کسل اور سستی پیدا ہوتی ہے اور کھٹی غذا سے پیری بہت جلد عارض ہوتی ہے اسی طرح تیز غذا جیسے مرچ وغیرہ اور نمکین غذا معدے کو مضر ہے اور آنکھ کو بھی چکنی غذا جو ترکیب مناسب ہو اگر بعد اس کے غذائے ردی کھائی جائے فاسد ہو جائے گی جس غذا میں لزوجت ہو دیر میں ہضم ہوتی ہے اسی جہت سے کھیرا مع چھلکوں کے بہت جلد ہضم ہوتا ہے بہ نسبت چھیلے ہوئے کے اور روٹی اس آٹے کی جس میں بھوسی ملی ہوئی ہو جلد ہضم ہوتی ہے بہ نسبت چھنے ہوئے آٹے کے جس شخص کو تعب اور مشقت عارض ہوتی ہے جس وقت تدبیر لطیف کر کے غذائے غلیظ کا استعمال کرے جیسے چاول دودھ کے ساتھ بعد سچی بھوک کے اس کو خون میں حدت اور جوش پیدا ہوگا اور محتاج دفع فضول کا بذریعہ فصد کے زیادہ ہوگا اگرچہ بہت قریب زمانہ فصد سابق کو گزرا ہو یہی حکم اس شخص کا ہے جس کو غضب عارض ہو اور غذائے غلیظ کو تناول کرے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ میٹھی غذا کو طبعیت قبل نضج اور ہضم کے جذب کر لیتی ہے پس خون کو فاسد کر دیتی ہے کبھی غذاؤں کے بنظر ترکیب اور صنعت کے مختلف احکام اور خواص عارض ہوتے ہیں ہندوستان کے اہل تجربہ نے یہ کہا ہے کہ دودھ کے ہمراہ کھٹائی کھانا نہ چاہیے اور نہ مچھلی دودھ کے ہمراہ کھانی چاہیے کہ ان دونوں غذاؤں سے امراض مزمنہ مثل جذام کے پیدا ہوتے ہیں یہ بھی ان کا قول

ہے کہ دہی مولی کے ساتھ نہ کھانا چاہیے اور نہ دہی پرندے کے گوشت کے ساتھ کھانا چاہیے اور نہ ستو چاول کے ساتھ اور کھانے میں وہ تیل اور چکنائی نہ ڈالیں جو تانبے کے برتن میں رکھی ہوئی ہو اور جو کباب بید انجیر کی لڑکی کے کولوں سے بھونا گیا ہو وہ بھی نہ کھانا چاہیے مختلف قسم کے کھانے دو طرح پہ مضر ہوتے ہیں اول تو ان کے ہضم میں اختلاف ہوتا ہے منہضم اور غیر منہضم کا اختلاف پیدا ہوتا ہے دوسرے ممکن ہے کہ مختلف طور کی غذاؤں کے کھانے میں بہ نسبت طعام واحد کے کوئی دوسرا طعام زیادہ کھایا جائے قدیم زمانے کے ارباب مختلف غذاؤں کے کھانے سے گریز کرتے تھے اور صرف گوشت پر دن کو اور روٹی پر بوقت عشا یعنی شب کو قناعت کرتے تھے افضل اوقات غذا کے فصل گرمی میں وہ وقت ہے جو سب سے زیادہ ٹھنڈا ہو بھوک کا ٹالنا اکثر معدے میں رطوبات صدید بھر دیتا ہے جس سے بد حالی پیدا ہو جاتی ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ کباب اگر ہضم ہو جائے بہت زیادہ غذائیت اس میں ہے مگر یہ دیر میں ہضم ہوتا ہے اور اعودہ میں باقی رہتا ہے شوربا بھی غذائے جید ہے اگر اس میں پیاز ملی ہوئی ہو ریاح کو توڑ دیتا ہے اور اگر پیاز نہ ہو ریاح برانگیختہ کرتا ہے بعض آدمی ایسا خیال کرتے ہیں کہ عنب یعنی انگور کو بھنے ہوئے کلہ پر کھانا بہتر ہے اور یہ گمان صحیح نہیں بلکہ بہت ردی ہے اسی طرح نبید بلکہ واجب ہے کہ کلہ کے اوپر مثل دانہ انار کے بلا ثفل اختیار کریں **یہ بھی جاننا ضرور ھے** کہ تیہو خشک مزاج ہے اور طبیعت میں خشکی پیدا کرتا ہے اور چوزوں میں رطوبت ہوتی ہے اس جہت سے طبیعت نرم رہتی ہے بہتر مرغ بھنا ہوا وہ ہے جو پیٹ میں بکری یا بچہ گاؤ کے بھونا جائے تا اس کی رطوبت محفوظ رہے **یہ بھی جاننا ضرور ھے** کہ شوربا چوزوں کا اخلاط کی تعدیل زیادہ کرتا ہے بہ نسبت شوربائے مرغ کے لیکن مرغ کے شوربے میں غذائیت ہے اور بچہ بز سرد اور پاکیزہ ہے اس جہت سے کہ نجار اس کا ساکن ہوتا ہے اور حمل یعنی برہ گرم اور پاکیزہ ہے اس لیے کہ اس کی بدبو کی چیز پگھل جاتی ہے اور زیر

باج گرم مزاج کو بے زعفران کے دینا چاہیے اور سرد مزاج کو زعفران ڈال کر دینا مناسب ہے اور حلوات یعنی علوے اگرچہ شکر سے بنائے گئے ہوں اس کا استعمال برا ہے اس واسطے کہ سدہ پیدا کرتے ہیں اور پیاس زیادہ ہوتی ہے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ روٹی اگر ہضم نہ ہو بشرطیکہ زیادہ ہو اس کی مضرت زیادہ ہے اور گوشت اگر ہضم نہ اس کی کم ہے

فصل آٹھویں تدبیر میں پانی کے استعمال اور شراب کی اور جو چیز متعلق دونوں کے ہے

مزاج معتدل کے واسطے بہت مناسب وہ پانی ہے جو شدت برودت میں معتدل ہو یا بذریعہ برف کے سرد کیا ہو کسی برتن میں کر کے جیسے صراحی میں پانی بھر کر برف میں جھلتے ہیں الغرض جرم برف کا استعمال بہر حال بد ہے خصوصاً اگر برف خراب ہو اور یہی حال ہے اگر برف اچھی ہو اس لئے کہ پگھلی ہوئی برف جید سے پٹھ اور اعضائے نفس کو ضرر پہنچتا ہے اور تمام احشاء کو بھی اس کا ضرر پہنچتا ہے اور سوائے اس شخص کے جس کا مزاج دموی ہو اور کوئی متحمل نہیں ہو سکتا اور اگر فی الحال یہ پانی مضر نہ ہوگا بہت دنوں کے بعد جب سن زیادہ ہوگا ضرور مضر ہوگا اصحاب تجربہ کا قول ہے کہ کنویں اور نہر کا پانی ساتھ ہی نہ پینا چاہیے جب تک ایک ہضم نہ ہو لے پانی کی عمدہ قسم کا اختیار کرنا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اسی طرح بگڑے ہوئے پانی درست کرنا بھی مذکور ہو چکا ہے سرکہ پلانا پانی کی اصلاح کرتا ہے **یہ بھی جانا ضرور ہے** کہ نہار منہ پانی پینا خواہ بعد ریاضت کے یا حمام کے خصوصاً اگر پیٹ خالی ہو بہت برا ہے اسی طرح جھوٹی پیاس جو رات کو مست اور مخمور لوگوں کو ہو آئے اس میں پانی پینا یا جس وقت طبیعت مشغول ہضم غذا پر ہو اور پہلے اس سے بقدر سیراب ہونے کے پانی پی چکا ہو پانی پینا بہت مضر ہے بلکہ بہت برا اگر پیاس شدت کی ہو سرد ہوا میں ٹہلے یا سرد پانی سے کلی کرے پھر جب اس تدبیر سے تسکین نہ ہو ایسے برتن سے جس کا منہ تنگ ہو پانی پیے علاوہ یہ ہے کہ مخمور کو بھی یہ تدبیر نافع ہوتی

ہے اور بیشتر اگر نہار منہ اس طرح پر پانی پیے مضر نہیں ہوتا ہے جو شخص نہار منہ پانی پینے سے بے صبر اور ضبط نہ کر سکے خصوصاً بعد ریاضت کے چاہیے کہ قبل پانی کے تھوڑی شراب میں گرم پانی ملا کر پیے جسے جھوٹی لگتی ہو اس کو یہ بات جاننی چاہیے کہ سو رہنا اور پیاس پر صبر کرنا اس کی پیاس میں تسکین پیدا کرتا ہے اس لئے کہ طبیعت اس وقت تحلیل اس مادہ کا جس سے پیاس جھوٹی پیدا ہوتی ہے کر لیتی ہے خصوصاً اگر پیاس پر صبر کر کے سو رہیں اور جس وقت طبیعت ہضم غذا کر رہی ہو اور پیاس معلوم ہونے سے پانی پی لے پھر پیاس معلوم ہو گی اس لئے کہ جو خلط باعث عطش کی ہے وہ برقرار ہے ہر شخص پر واجب ہے خصوصاً جھوٹی پیاس والے پر کہ پانی زیادہ نہ پیے بلکہ تھوڑا تھوڑا چوس چوس کر پیے بہت سرد پانی پینا برا ہے اگر بے سرد پانی پینے کے چارہ نہ ہو بعد طعام کے جو بمقدار کافی ہو آب سرد پینا چاہیے نیم گرم پانی پینے سے متلی پیدا ہوتی ہے اور بہت گرم پانی اگر زیادہ پیا جائے معدہ کو ڈھیلا کرتا ہے اور اگر کبھی کبھی پیا جائے معدے کو دھو ڈالتا ہے اور طبیعت کو نرم کرتا ہے شراب اگر سفید اور رقیق ہو گرم مزاج والوں کو موافق ہے اور دردسر نہیں پیدا کرتی ہے بلکہ بیشتر بوجہ ترطیب کے جو دردسر التہاب معدے سے پیدا ہوا ہو اس میں تخفیف کر دیتی ہے اور جس شراب میں کلچہ اور روٹی بھگوئی گئی ہو قائم مقام سفید اور رقیق کے ہے خصوصاً اگر پینے سے دو گھنٹہ پیشتر بھگوئیں شراب غلیظ شیریں جو شخص بدن کی فربہی اور قوت چاہے اس کے مناسب ہے لیکن اس کے سدے پڑنے سے پر خطر رہے پرانی سرخ شراب سرد اور بلغمی مزاج کے مواف ہے ہر قسم کے کھانے پر شراب پینا برا ہے جس کا سبب ہم اوپر بیان کر چکے ہیں پس بدون ہضم طعام اور اس کے منحدر ہونے کے نہ پینی چاہیے جو طعام ردی الکیموس ہو اس پر شراب پینی بروقت کھانے یا بعد ہضم کے بھی بری ہے اس لئے کہ کیموس ردی کو اطراف بدن تک ردی کر دیتی ہے اسی طرح فواکہ پر خصوصاً خربزہ پر شراب کا پینا برا ہے چھوٹی پیالیوں سے ابتدا کرنا بہتر ہے بہ نسبت بڑے پیالوں کے لیکن اگر کھانے کے اوپر دو تین

پیالے پیے خوگر کو مضر نہیں ہے اسی طرح بعد فصد کے صحیح آدمی کو مضر نہیں ہے محرورین کو فائدہ شراب کا بجہت ادرار کے اور مرطوبین کو بوجہ انضاج رطوبت کے ہوتا ہے اور جس قدر عطریت اور خوشبو زیادہ ہو اور مزہ پاکیزہ ہو بہتر ہے شراب بہت اچھی چیز ہے جو غذا کو تمام بدن میں نافذ کر دیتی ہے اور بلغم کو قطع کرتی ہے اور جلا دیتی ہے اور صفے کا بول وغیرہ کی طرف سے اخراج کر دیتی ہے خلط سوداوی میں ازلاق پیدا کر کے بآسانی اخراج کرتی ہے اور اس کی مضرت کو بجہت ضد مزاج کے چونکہ گرم تر ہے توڑ ڈالتی ہے اور جو چیز بدن کے اندر بستہ ہو جس میں گرمی بہت نہ ہو اور وہ شے غریب ہو اس کو بدن سے نکال لیتی ہے اور ایسی شے کے اقسام قریب ہے کہ ہم اپنے مقام پر بیان کریں جس شخص کے دماغ میں قوت ہوتی ہے بہت جلد مست اور مدہوش نہیں ہوتا ہے اور اس کا دماغ ان بخارات ردی کو جو شراب سے چڑھتے ہیں قبول نہیں کرتا اور سوائے اس حرارت مناسب کے جو دماغ پر چڑھتی ہے اور کوئی اثر شراب دماغ کو شراب سے نہیں ہوتا پس اس وقت اس کا ذہن ایسا صاف ہو جاتا ہے کہ اور وقتوں میں ایسا صاف نہیں ہوتا اور جس کے دماغ میں ضعف ہو اس کا حال اس شخص کے برخلاف ہے اور جس شخص کے سینہ میں کسی طرح کی سستی یا ناتوانی ہو کہ جاڑوں میں اس کی سانس میں تنگی پیدا ہوتی ہو پس وہ کثرت سے شراب خواری نہیں کر سکتا ہے جس شخص کا ارادہ استکثار شراب کا ہو کھانا پیٹ بھر نہ کھائے اور اپنے کھانے میں اس چیز کو اختیار کرے جس سے ادرار پیدا ہو اگر بوجہ طعام و شراب کے امتلاء پیدا ہو چاہیے کہ قے کر ڈالے اور لازم ہے کہ ماءالعسل پی کر قے کرے اور منہ کو سرکہ اور شہد اور چہرے کو سرد پانی سے دھو ڈالے جس کو اذیت شراب سے سخونت بدن اور حرارت بدن کی پہنچتی ہو اپنی غذا حصرمیہ وغیرہ اختیار کرے اور تنقل انار ترش اور چوکے سے کرے جسے اذیت شراب کی جانب سر میں پہنچتی ہو کم کر دے اور پانی ملا کر خواہ روٹی بھگو کر استعمال کرے اور اس کے اوپر تنقل بہ کا کرے اور اگر بوجہ حرارت معدہ اذیت ہوتی ہو جب

آلاس ترش کیا ہوا استعمال کرے اور کسی قدر کافور چوسے یا وہ چیز جس میں قبض اور ترشی ہو اور اگر بوجہ برودت شراب کی اذیت ہو تنقل ناگرموتھ اور لونگ اور پوست اترج کا کرے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ شراب کہنہ حکم میں اس دوا کے ہے جو قلیل الغذا ہو اور نئی شراب جگر کو مضر ہے اسہال کبدی بوجہ نفخ کے پیدا کرتی ہے **یہ بھی جانا ضرور ہے** کہ بہترین شراب وہی ہے جو معتدل ہو کہنگی اور تازگی میں اور صاف ہو اور سفید مائل بحمرت اور خوشبو مزے میں معتدل نہ ترش نہ شیریں عمدہ شراب جس کا نام معتدل ہے وہ ہے کہ تین حصہ شیرہ انگور اور ایک حصہ پانی لے کر ملائیں اور جوش میں لائیں تا اینکہ چوتھا حصہ اس کا ہو جائے جس شخص کو بعد شراب پینے کے کسی طرح کا لذع پیدا ہوتا ہو چاہیے کہ بعد شراب کے انار اور آب سرد چوسنے کے طور پر استعمال کرے اور شراب افسنتین دوسرے دن کے صبح کو اور حمام کا استعمال کرے بعد اس کے کہ کچھ تھوڑا سا کھا لیا ہو **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ پانی ملی ہوئی شراب معدے کو ڈھیلا کرتی ہے اور سکر یعنی مستی بہت جلد پیدا کرتی ہے اس لئے کہ مائیت کی وجہ سے اس کا نفوذ بہت جلد ہوتا ہے جس شخص کی طبیعت میں تشنگی ہو نہار منہ شراب پینے سے پرہیز کرے اور قبل اس کے کہ پانی کا اثر پورا کل اعضا میں پہنچ جائے مرطوبین کو استعمال سے شراب کے اجتناب کرنا چاہیے یا پیچھے حرکت مفرط کے اس لئے کہ ان پچھلی دو صورتوں میں دماغ اور پٹھ کو اذیت پہنچتی ہے اور تشنج اور اختلاط عقل میں ڈالتی ہے حالت مرض میں بھی شراب سے اجتناب چاہیے اور فصل گرم میں بھی متواتر بیہوش رہنا بہت برا ہے اس واسطے کہ جگر اور دماغ کے مزاج کو فاسد کرتا ہے اور پٹھ کو ضعیف کرتا ہے اور امراض عصب اور سکتہ اور مرگ مفاجات پیدا کرتا ہے شراب کثیر اکثر صفرائے ردی کی طرف بعض معدوں میں مستحیل ہو جاتی ہے اور بعض معدوں میں سرکہ تند اور ترش ہو جاتی ہے اور ضرر ان دونوں کا بہت برا ہے بعضوں کی تجویز یہ ہے کہ مستی شراب کی اگر مہینے میں ایک یا دو

مرتبہ پیدا ہو نفع کرے گی اس جہت سے کہ قوائے نفسانی کو سبک کرتی ہے اور راحت دیتی ہے اور ادرار بول اور تحلیل فضول کرتی ہے یہ بھی معلوم رہے کہ غالب ضرر شراب کا دماغ میں ہوتا ہے ضعیف الدماغ کو چاہیے کہ سوائے مقدار تحلیل کے کہ اس میں پانی بھی ملا ہو اور قسم کی شراب نہ پیے اور تدبیر صائب اس شخص کے واسطے جو شراب بہت پی گیا ہو یہ ہے کہ فوراً قے کر ڈالے اگر آسانی سے ہو جائے بہتر ہے ورنہ بہت سا پانی تنہا یا شہد ملا کر پیے اور قے کے بعد بطور آبزن کے استحمام کرے اور بہت سے تیل کی مالش بدن میں کر کے سو رہے لڑکوں کے حق میں شراب کی کیفیت یہ ہے کہ جیسے تھوڑی سی لکڑی پر آگ رکھنی چاہیں بڈھوں کو اگر تحمل ہو شراب پلانی چاہیے جوانوں کو شراب کی تعدیل موافق ہے مگر ان کو مناسب یہ ہے کہ پرانی شراب میں آب انار یا آب سرد ملا کر پئیں سرد مقامات کے اہل شہر متحمل شراب کے ہو سکتے ہیں اور گرم مقام کے آدمی متحمل نہیں ہو سکتے ہیں جس شخص کو منظور ہو کہ بہت شراب پیے چاہیے کہ بہت کھانا اور شیرینی مطلق نہ کھائے بلکہ تھوڑا سا چکنا شوربا پی لے اور تھوڑی سی روٹی ٹکڑے ٹکڑے کر کے چکنی ملا کر کھائے یا گوشت مرغن اور حرکت و سکون میں اعتدال کرے اور زیادہ تعب اور مشقت نہ کرے اور بادام اور مسور کو نمکین کر کے تنقل کرے اور کاخ اکبر کا استعمال کرے اور اگر کرنبیہ اور زیتون الماء وغیرہ کا استعمال کرے نفع کرے گی اور پینے پر اعانت کرے گی اسی طرح جو چیز کہ بخارات کو سبک کر دے مثل تخم کرنب نبطی اور زیرہ اور سداب خشک اور فودنج اور ملح نفطی اور اجوائن کے جو غذائیں کہ ان میں لزوجت اور تغریہ یعنی چسپیدگی ہے اکثر بخار شراب کو غلیظ کر دیتے ہیں جیسے چکنی مٹھائی جن میں لزوجیت ہو اس لئے کہ یہ مستی کو منع کرتے ہیں اگرچہ شراب کثیر کو قبول نہیں کرتیں اس واسطے کہ دیر میں نافذ ہوتی ہیں اور مستی کا جلد آنا یا بجہت ضعف دماغ کے ہوتا ہے یا بوجہ کثرت اخلاط دماغی کے یا بہ سبب قوی ہونے شراب کے یا بجہت قلت غذا کے یا اس میں سوء تدبیری کرنے سے یا جس چیز کا

استعمال متصل غذا کے ہو ضعف دماغ کی وجہ سے بسرعت مستی کا پیدا ہونا اس کا علاج مثل علاج نزلہ کہنہ کے ہے ان لطوخات سے جو باب نزلہ میں مذکور ہیں اور ایسا شخص اگر شراب پیے اسی قسم کی تھوڑی سی پیے جو دیر میں مستی پیدا کرتی ہو اور چاہیے کہ آب کرنب سفید ایک حصہ اور آب رمان ترش ایک حصہ اور سرکہ نصف حصہ ملا کر جوش دیں اور بقدر ایک اوقیہ کے قبل شراب کے پیے ایضاً نمک سداب زیرہ سیاہ سے گولی بنا کر خشک کر کے رکھے اور ایک گولی کے بعد دوسری گولی کھائے ایضاً تخم کرنب زیرہ بادام تلخ مقشر فوتنج افسنتین ملح نفطی نانخواہ سداب یابس اس میں سے دو درم ہمراہ آب سرد کے نہار منہ وہ شخص پیے جس کو خوف حرارت کے ضرر کا نہ ہو چاشت کے وقت بیہوش آدمی پانی اور سرکہ تین مرتبہ متواتر پیے یا دہی کا توڑ خواہ ترش دہی پیے اور کافور سونگھے اور سر پر اپنے سرد چیزیں جو رادع ہوں جیسے روغن گل اور سرکہ لگائے علاج شراب خوار کا امراض جزئی میں ہم ذکر کریں گے جس کا ارادہ ہو کہ بسرعت بیہوش ہو جائے اور کچھ ضرر نہ پہنچے شراب میں اشنہ اور عود ہندی بھگو کر پیے اور جس کا ارادہ ہو کہ بنظر کسی احتیاج کے سکر شدید بغرض علاج کسی عضو کے جس میں درد زیادہ ہوتا ہو پیدا کرے چاہیے کہ شراب میں شیلم یعنی منمنا داخل کرے یا شاہترہ اور افیون اور اجوائن ہم وزن نصف درم لے کر اور جوز بوا اور سک اور عود خام ایک ایک قیراط شراب میں ڈال کر بقدر حاجت پیے یا بیخ اسود یعنی بنگ سیاہ اور پوست یبروج پانی میں ڈال کر جوش دے اور سڑا کر شراب میں ملائے **فصل نویں خواب اور بیداری کے بیان میں** سبب نوم طبعی اور سبات اور ان دونوں کی ضد یعنی یقظہ اور ارق کا اور جو کچھ ہر ایک کے پیدا کرنے میں درکار ہے یا ہر ایک کے دفع کرنے میں بروقت ایذا پہنچنے کے ضرور ہوتا ہے کسی قدر اوپر اپنے مقام میں مذکور ہو چکا ہے اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ ہر ایک ان میں سے کس چیز پر دلالت کرتا ہے اور باقی ماندہ ان چیزوں کے حالات امراض جزوی میں بیان ہوں گے اس مقام پر جس قدر

مناسب ہے وہ اسی قدر ہے کہ نوم معتدل سے قوت طبعی کو اپنے افعال میں قدرت بڑھتی ہے اور قوت نفسانی کو راحت پہنچتی ہے اور جوہر روح میں کثرت ہوتی ہے تا اینکہ اکثر بوجہ سستی اعضا پیدا کرنے نوم کے تحلل روح میں ایک مانع پیدا ہوتا ہے جو روح کیوں نہ ہو اسی فائدہ نیند کے جہت سے ہر ایک قسم کا ہضم جو اوپر مذکور ہو چکا ہے اچھی طرح ہو جاتا ہے اور ہر ایک قسم کے تحلل کا ضعف برطرف کیا جاتا ہے خواہ ضعف بجہت ماندگی کے ہو یا بسبب جماع اور غضب کے ہو نوم معتدل بروقت اعتدال اخلاط کے مقدار اور کیفیت میں رطوبت اور حرارت بیدار کرتی ہے اور مشائخ کے واسطے بہت نافع ہے اس واسطے کہ ان کی رداویت کو محفوظ رکھتی ہے اور پھیر لاتی ہے اسی واسطے جالینوس نے ذکر کیا ہے کہ وہ شب کو قبل سونے کے تھوڑا سا کاہو خوشبو کر کے کھالیتا ہے کاہو کا استعمال واسطے نیند پیدا کرنے کے اور خوشبو کرنا اس کا اس فائدہ کے واسطے کہ اس کی تبرید کا تدارک کرے کہتا ہے کہ میں آج تک سونے پر حریض ہوں یعنی باوجودیکہ اب میں بڈھا ہو چکا پھر بھی سونا مجھ کو مفید ہے اور جو ترتیب بذریعہ نوم کے پیدا ہوتی ہے وہ مجھ کو نافع ہے یہ بہت اچھی تدبیر ہے اس شخص کے واسطے جسے نیند نہ آتی ہو اور اگر سونے سے پیشتر حمام کرلے بعد ازاں کہ ہضم کامل اس غذا کا ہو چکے جو اس نے کھائی ہے اور بہت سا گرم پانی سر پر ڈالے یہ بھی واسطے نیند پیدا کرنے کے اچھا مددگار ہے جو تدبیر بہ نسبت اس کے قوی ہے اسے ہم معالجات میں ذکر کریں گے صحیح آدمیوں پر واجب ہے کہ امر نوم کی بخوبی مراعات کریں اور چاہیے کہ باعتدال اور وقت مناسب میں سوئیں اور سونے میں افراط نہ کریں بیداری کے ضرر سے اپنے دماغ اور تمامی قوے کو بچائیں اگر کسی آدمی کو بیداری کی تکلیف دی جاتی ہے اور نیند اس سے دور کی جاتی ہے جس وقت خوف غشی اور سقوط قوت کا ہوتا ہے افضل نوم وہی ہے جو گہری ہو ایضاً افضل وہ نیند ہے جو بعد انحدار طعام کے بطن اعلیٰ سے یعنی معدے سے پیدا ہو اور بعد ٹھہر جائے ان اعراض کے جو تابع ہضم اول کے ہیں نفخ اور قراقر

ہے اس لئے کہ سونا اس حالت میں بچند وجود مضر ہے نہ خوشنودی مزاج کی پیدا ہوتی ہے اور نہ متصل نیند آتی ہے اور نہ تململ یعنی نیند کی آمد کی بے چینی اور نہ تغاب یعنی نیند کا غلبہ ایسے وقت کے سونے سے برطرف ہوتا ہے باوجودیکہ ایسے وقت کا سونا مضر ہے ایذا بھی دیتا ہے اسی واسطے واجب ہے کہ تھوڑی مشی کرے اگر انحدار غذا میں دیر ہو بعد اس کے سوئے حالت گرسنگی میں سونا برا ہے قوت کو ساقط کرتا ہے امتلاء میں بھی قبل انحدار کے بطن اعلی سے برا ہے اس لیے کہ ایسے وقت گہری نیند پیدا نہیں ہوتی بلکہ ایسے وقت نیند کے ہمراہ تململ بھی ہوتا ہے اس واسطے کہ طبیعت جیسی نیند پیدا کرنے میں مشغول ہوتی ہے اسی طرح ہضم غذا میں مصروف ہو کر دونوں فعل میں طبیعت کے معارضہ پیدا ہو کر ایسی بیداری جو بے چینی اور سیرت پیدا کرے عارض ہوتی ہے اس وجہ سے طبیعت کند ہو جاتی ہے بس ہضم میں فساد پیدا ہوتا ہے دن کو سونا بہت برا ہے اکثر امراض رطوبت اور فزلات پیدا کرتا ہے رنگ فاسد کرتا ہے طحال کے امراض پیدا ہوتے ہیں پٹھے ڈھیلے ہو جاتے ہیں کسل عارض ہوتا ہے اشتہا میں ضعف پیدا ہوتا ہے اورام اور اکثر تپین پیدا ہوتی ہے منجملہ آفت نوم کے جلدی اس کا برطرف ہو جانا اور کند ہونا طبیعت کا بوجہ مصروف ہونے کسی دوسرے فعل کے فضائل نوم شب سے ایک یہ بھی بات ہے کہ رات سے صبح تک مستمر رہے اور گہری ہو علاوہ یہ ہے کہ جس شخص کو دن کے سونے کی عادت ہو اس پر ضرور نہیں ہے کہ دفعتہً بلا تدریج اس عادت کو ترک کرے افضل ہیئت سونے کی یہ ہے کہ پہلے داہنی کروٹ لیٹیں اس کے بعد بائیں کروٹ پھر جائیں اور یہ ہیئت باتفاق قواعد طب اور احکام شرع کے افضل ہے اور جس وقت پیٹ کے بھل لیٹ کر سونا شروع کرے یہ ہیئت ہضم پر بخوبی اعانت کرتی ہے کہ بوجہ ثقل کے حار غریزی اندر مختقن ہوتا ہے اور بند ہو جاتا ہے پس حرارت غریزی میں کثرت پیدا ہوتی ہے چت لیٹ کر سونا بہت برا ہے کہ اکثر امراض ردی مثل سکتہ اور فالج اور کابوس وغیرہ آمادہ عروض کرتا ہے اس لیے کہ یہ صورت فضول کو

مائل بطرف پشت کے کرتی ہے پس جو مجاری فضول آگے کی جانب میں ہیں بند ہو جاتے ہیں جیسے منخرین اور حنک وغیرہ چت لیٹ کر سونا ضعیف بیماروں کی عادت ہو جاتی ہے اس لیے کہ ان کے فضول کے نکلنے میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور اعضا بھی ان کے ضعیف ہوتے ہیں بوجہ اس ضعف کے داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹنے کا انہیں تحمل نہیں ہوتا بلکہ بہت جلد چت لیٹ جاتے ہیں پیٹھ پر زور دے کر اس واسطے کہ پیٹھ میں بہ نسبت پہلو کے قوت زیادہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر منہ کھول کر سوتے ہیں کہ جس عضل کے ذریعہ سے فک اعلی اور فک اسفل کو جمع کرتے ہیں اس میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور اس حکم خاص کا بیان امراض جزوی میں بخوبی کیا جائے گا

فصل دسویں اس چیز کا بیان جس کا تھوڑا سا ذکر یہاں کر کے تفصیل اس کی دوسرے مقام پر کرنی چاہیے

بموجب عادت اطباء کے اس مقام پر امر جماع کا بھی ذکر کیا جاتا ہے اور اس کا معتدل طور پر کرنا اور اس کے ضرر کا تدارک بھی بیان ہوتا ہے ہم اس بیان کو باب معالجات جزوی پر حوالہ کرتے ہیں ایضاً اور اطباء اس مقام پر کیفیت ادویہ مسہلہ کی اور ان کے ضرر کا تدارک بیان کرتے ہیں اور ہم اس بات کو بھی کچھ بحث معالجات میں ذکر کریں گے اور کسی قدر جب ادویہ مسہلہ میں کلام کریں گے لکھیں گے لیکن اتنا اس مقام پر ضرور کہتے ہیں کہ حافظ صحت پر واجب ہے کہ ہمیشہ استفراغ بذریعہ اسہال اور ادرار اور تفریق اور نفث کے کرتا رہے اور عورتوں پر واجب ہے کہ اپنے خون حیض کے اجرا کی تدبیر کرتی رہیں جس تدبیر کی توضیح ہم آگے بیان کریں گے اور اپنے مقام پر وہ پہچانی جائے گی

فصل گیارھویں ضعیف اعضا کی تقویت اور ان کا فربہ کرنا اور ان کے حجم کے بڑھانے کا بیان

جو اعضا ضعیف ہوں اور چھوٹے ہوں ان کی تقویت بھی کی جاتی ہے اور ان کے بڑھنے کی تدبیر کی جاتی ہے جو لوگ سن نمو اور نشو سے تجاوز کر گئے ہیں اور جو لوگ

انتہائے ضعف کو پہنچے ہیں ان کے واسطے مالش بدن کی بوجہ اعتدال اور ریاضت دائمی جو ہر عضو کے واسطے مخصوص ہے مناسب ہے اس کے بعد زفت کا طلا کرنا چاہیے اور سانس کا روکنا بھی اسی تدبیر میں اخل ہے خصوصاً اگر عضو متصل سینہ کے ہو یا ریہ کے مثال اس کی یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کی دونوں پنڈلیاں پتلی ہوں ہم اس کو حکم کرتے ہیں کہ تھوڑا سا دوڑے اور دلک معتدل کرے اور طلا زفت کا اس حالت میں کرے پھر دوسرے دن مثل پہلے دن کے کرے اور ریاضت میں زیادتی کرے اور تیسرے دن دلک بدستور اور ریاضت میں زیادتی کرے مگر یہ کہ کسی دلیل سے رگوں کا وسیع ہو جانا اوران میں مواد کا اترنا ظاہر ہو پس جس عضو میں گمان حدوث ورم کا ہو اس کے مخالف تدبیر کی جائے اور جو آفت امتلاء کی اس عضو خاص کو پہنچنے والی ہو اس کے مخالف تدبیر کرنی چاہیے جیسے اس مقام پر اگر خوف دوالی اور داء الفیل کا ہو جب ان میں کسی کے آثار ظاہر ہوں جو ریاضت پہلے کی جاتی ہو اس میں اور دلک میں کمی کریں بلکہ اسے ٹھہرا کر اور لٹا کر پاؤں اونچے کر کے عضو مخصوص کی مالش کریں گے مثلاً جو ساق دبلی ہو اس کے پاؤں کو ملیں گے اور برعکس مالش اول کے کریں گے یعنی انگلیوں سے شروع کریں گے اور بیخ ران تک ملتے آئیں گے اور اگر تدبیر ایسی عضو کے واسطے درکار ہو جو قریب اعضائے تنفس کے ہے اور مثلاً وہ سینہ ہو چاہیے کہ اس کے نیچے ایک نہالچہ رکھیں جس کی کشش متوسط ہو اور عرض اس کا معتدل ہو بعد اس کے حکم کریں گے کہ وہ دونوں ہاتھوں کی ریاضات کا استعمال کرے اور سانس کو تنگ کرے اور بہت اچھی طرح سے روکے اور چیخے اور بڑی آواز لگائے اور مالش نرمی کرے اتنی تدبیر یہاں بیان ہوئی آئندہ کتاب زینت میں اس کی پوری تفصیل بیان ہو گی جو لوگ مسن ہیں اکثر ان کو بوجہ برودت اور یبوست کے یہ ضعف عارض ہوتا ہے اس کی تدبیر وہی ہے جو دق شیخوخت کی تدبیر ہے اور اس کی تدبیر کا اشارہ کتاب ارینیت میں کیا جائے گا

فصل بارھویں اس ماندگی کے بیان میں جو

ریاضت کے بعد عارض ہوتی ہے ماندگی کی تین قسمیں ہیں اور چوتھی قسم اس پر بڑھائی جاتی ہے اور ماندگی کے پیدا ہونے کی دو صورتیں ہیں تین قسمیں پہلی ماندگی کی یہ ہیں قروحی تمددی ورمی اور چوتھی جو اس پر بڑھائی جاتی ہے اس کا نام تشفی یبسی قضفی **اعیائے قروحی** اس ماندگی کہ کہتے ہیں جو ظاہر جلد میں محسوس ہو مشابہ اس کے کہ قروح کو کسی نے چوس لیا ہے یا جلد کے اندر محسوس ہو اور اس کے غار کے منہ اندر کی طرف ہوں اور کبھی چھونے سے بھی محسوس ہوتے ہیں اور صاحب اس ماندگی کا بروقت حرکت کے اس کا احساس کرتا ہے اور کبھی اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے کانٹے چبھتے ہیں اور یہ لوگ حرکات کو ناپسند کرتے ہیں تا اینکہ انگڑائی بھی ان کو ناگوار ہوتی ہے اور اگر انگڑائی لیتے ہیں تو بہت ضعیف جس وقت اس ماندگی میں شدت ہوتی ہے بدن میں پھر ہری سی پیدا ہوتی ہے اگر اس سے بھی زیادہ ماندگی پیدا لرزہ آجاتا ہے اور تپ پیدا ہوتی ہے سبب اس ماندگی کا کثرت ایسے فضول کی ہے جو رقیق اور گرم ہوں یا پگھلنا گوشت اور چربی کا بجہت شدت حرکت کے خلاصہ یہ ہے کہ ایسے اخلاط ردی اس ماندگی کے سبب ہوتے ہیں کہ اگر رگوں میں وہ اخلاط منتشر ہوئے اچھے خون کو ان کی آفت خراب کرتی ہے پھر چونکہ بوجہ ریاضت کے یہ اخلاط تنہا بطرف جلد کے نکل آتے ہیں ان کی اذیت بھی جلد تک آجاتی ہے کمتر اذیت ان کی یہی ہے کہ اس قسم کی ماندگی پیدا کریں پھر اگر تھوڑی سی حرکت ان میں پیدا ہو قشعریرہ پیدا کریں گے اگر اس سے زیادہ حرکت کریں لرزہ پیدا ہو گا کبھی ان اخلاط میں سے تیز خلط بطرف جلد کے دفع ہو جاتی ہے اور خام رگوں میں باقی رہ جاتی ہے اور کبھی خام گوشت میں بھی باقی رہتی ہے **اعیائے تمددی** میں صاحب ماندگی کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا بدن اس کا پاش پاش ہو گیا تا اینکہ انگڑائی تک بھی اس کو ناگوار ہوتی ہے خصوصاً اگر یہ ماندگی بوجہ تعب کے ہو اور بجہت ان فضول کے جو عضل میں محتبس ہیں پیدا ہو لیکن یہ فضول بہت ردی نہیں ہوتے ان کا جوہر اچھا ہوتا

ہے اوران میں لذع نہیں ہوتی اور یہ قسم کبھی ماندگی کی بجہت ریاح کے پیدا ہوتی ہے ان دونوں قسم کی ماندگی میں فرق بنظر خفت اور ثقل کے کیا جاتا ہے اکثر یہ ماندگی کچی نیند سے بھی پیدا ہوتی ہے اور اگر بعد پوری نیند کے یہ ماندگی پیدا ہو اس شخص کے بدن میں اور قسم کا اختلاف ہوگا اور وہ ماندگی بدترین اقسام ہے اور اس کا مادہ باریک ہڈیوں میں جو متصل عضل کے ہیں بشکل مستقیم ان میں ہوتا ہے **اعیائے ورمی** اس طرح پر پیدا ہوتی ہے کہ بدن میں گرمی عادت سے زیادہ پیدا ہو سبب اس کا یہ ہے کہ حکم میں بدن کے نفخ اور نوم میں تغیر پیدا ہو اور چھونے اور حرکت سے اذیت پہنچے اور اس اعیا کے ساتھ تمدد بھی محسوس ہوتا ہے **اعیائے قصفی** اس حالت کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے بدن کو ایسا پائے کہ اس کی خشکی بڑھ گئی ہے یہ ماندگی یا بجہت افراط ریاضت کے بشرطیکہ کیموس جید ہو اور ریاضت استرادادی یا خشونت بعد ریاضت اول کے کرے پیدا ہوتی ہے اور کبھی بجہت خشکی ہوا کے یا کم کرنے غذا اور روزہ رکھنے کے پیدا ہوتی ہے اور دو چیزیں سبب حدوث ماندگی کی ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ ماندگی یا بجہت ریاضت کے پیدا ہو اور وہ ماندگی اسلم اور بے خوف ہے اس کے علاج کا ایک طریقہ خاص ہے یا ماندگی خود بخود پیدا ہو اور یہ کسی مرض کا مقدمہ ہے اس کے علاج کا بھی طریقہ جداگانہ ہے کبھی اسباب ماندگی کے مرکب بھی ہو جاتے ہیں بحسب ترکیب مواد کے یا بالذات ترکیب ہوتی ہے یا بوجہ ریاضت کے مفرد اقسام ماندگی کی تدبیر جس وقت پہچان لی جائے پھر مرکب اقسام کی شناخت اس قاعدے پر جو ہم آگے بیان کرتے ہیں ہو سکتی ہے اور وہ تدبیر یہ ہے کہ زیادہ صرف توجہ سب سے پہلے اس طرف کرنا چاہیے جس کا اہتمام زیادہ ہے باوجودیکہ تدبیر اس کی کمتر ہے ہم اس مقام پر تدبیر بغرض تین باتوں کے ہوتی ہے یا بوجہ قوت کے یا بجہت شرافت عضو ماؤف کے یا بسبب جوہر مادہ کے جس وقت کسی ایک شخص میں ان میں سے دو باتیں مجتمع ہوں یا تین پس وہ اہم ہے مگر یہ کہ ایک قسم دوسرے شخص میں دو قسموں سے زیادہ

قوی ہو بہ نسبت پہلے شخص کے پس یہ دوسرا بجائے پہلے کے قرار دیا جائے گا جس میں دو سبب تھے اور اس کا ایک سبب بمنزلہ دو سبب کے قرار دیا جائے گا مثال اس کی اعیائے ورمی قوی بھی ہے اور اشرف بھی مگر جو ہر مادہ اعیائے قروحی کا اگر زیادہ تر بعید اعتدال سے ہو اور بہت مخالف مجرائے طبعی کے برابری کرے گا دونوں سبب اعیائے ورمی کے شرف اور قوت میں پس اس کی تدبیر اعیائے ورمی پر مقدم کی جائے گی اور اگر جو ہر مادہ اعیائے قروحی کا زیادہ تر بعید اعتدال سے نہ ہو تدبیر اعیائے ورمی کی اعیائے قروحی پر مقدم کی جائے گی

فصل تیرھویں بیان میں تمطی اور تثاؤب کے

تمطی انگڑائی کو کہتے ہیں اس کی پیدائش اس فضلہ سے ہوتی ہے جو عضل میں جمع ہو جائے اس واسطے اکثر انگڑائی بعد نیند کے پیدا ہوتی ہے اور اگر یہ فضول زیادہ جمع ہوں قشعریرہ یا لرزہ پیدا ہوتا ہے اگر اس سے زیادہ کثرت ہو تپ عارض ہوتی ہے تثاؤب جمائی کو کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی انگڑائی ہے ایک ایسا سبب عارضی پیدا ہوتا ہے ج کی جہت سے جبڑے اور ہونٹوں کے عضل میں انگڑائی پیدا ہوتی ہے اس کو جمائی کہتے ہیں صحیح آدمی کو اگر ابتدا بےوقت جمائی ہو بہت برا ہے اور بہتر ہے کہ جمائی بروقت ہضم آخر کے آئے اور اس سے دفع فضلہ مذکور کا ہو جائے کبھی جمائی اور انگڑائی بوجہ برودت کے اور تکاثف اور کمی تحلل میں اور جاگ اٹھنے نیند سے قبل پوری ہونے نیند کے پیدا ہوتی ہے اور جمائی اور انگڑائی سے جو دفع فضول کا ہوتا ہے یہ دفع عاجز ہے یعنی مادہ بخوبی دفع نہیں ہوتا ہے اگر شراب میں نصف حصہ پانی ملا کر استعمال کریں جمائی اور انگڑائی کے واسطے بہت اچھا ہے بشرطیکہ کوئی اور مانع نہ ہو

فصل چودھویں علاج میں ریاضت کی ماندگی کے

متوجہ ہونا علاج اعیا میں ذریعہ امان ہے بہت سے امراض کا از قسم حمیات کے لیکن اعیائے قروحی کا تدارک اس طرح پر واجب ہے کہ اگر اس ماندگی کے آثار ظاہر ہوں ریاضت میں کمی کی جائے بشرطیکہ یہی ریاضت سبب ماندگی کا ہو اور اگر اس کے ساتھ

کچھ اخلاط بھی بطرف جلد کے خارج ہوئے ہوں یا تخمہ فی الحال پیدا ہوا ہو ان دونوں کے ضرر کا تدارک بذریعہ گرسنگی اور استفراغ کے اور تحلیل کر دینے اس مادے کے جو بطرف جلد آ گیا ہے مالش کرنے سے جس میں نرمی بسبب استعمال کرنے ایسے روغن کے جس میں قبض نہ ہو کرنی چاہیے اور اس تدبیر اور اس مالش کے بعد دوسرے دن ریاضت استرداد کا بھی استعمال کرنا چاہیے اور پہلے دن استعمال اسی کیفیت کی غذا کا چاہیے جس پر عادت جاری ہو لیکن مقدار اس کی کم کرنی چاہیے دوسرے دن مرطبات سے غذا دینی چاہیے اور اگر رگیں مادہ سے پاک ہوں اور خلط خام گوشت میں حاجت ماندگی کی باقی ہو مالش سے کبھی اس کا نضج ہو جاتا ہے خصوصاً جس وقت قوت دواؤں گرم کی گوشت تک نفوذ کرے اور دہن الغرب یعنی روغن سفیدا سباب میں بہت نافع ہے اور روغن شبت اور بابونہ وغیرہ اور جوشاندہ بیخ چقندر روغن میں ڈال کر دوہرے برتن میں تیار کریں اور روغن بیخ خطمی اور بیخ کریلا اور بیخ قاشرا یعنی ہزار چشاں اور روغن اشنہ بہتر ہے اسی طرح سے جس روغن میں اشنہ داخل کیا جائے وہ مفید ہے اعیائے تمددی کے معالجہ سے غرض ڈھیلا کرنا پیٹ کا بذریعہ مالش نرم کے ایسے روغن نرم سے جو آفتاب میں گرم کیا گیا ہو ہوتی ہے اور نہانا نیم گرم پانی سے اور اس میں دیر تک ٹھہرنا بھی اس مراد کو پورا کرتا ہے جیسے کہ اگر ایک دن میں دو تین مرتبہ آبزن کیا جائے جائز ہے اور ہر نہانے کے بعد تیل لگانا چاہیے اور اگر بسبب عرق کے پوچھنے کے کہ اس کے ساتھ تیل بھی پوچھ جاتا ہے حاجت دوبارہ تیل لگانے کی ہو لگانا چاہیے اور غذائے مرطوب قلیل المقدار کھلائی جائے اس لئے کہ اعیائے تمددی میں تقلیل غذا کی حاجت بہ نسبت اعیائے قروحی کے زیادہ ہے اس ماندگی کو فقط ریاضت اور ماندگی کا رفع ہونا دور کر دیتا ہے اگر اس کا عروض بذاتہ بوجہ فضول کے ہو بدون استفراغ کے چارہ نہ ہوگا اور اگر بجہت ایسے ریاح کے پیدا ہو جس سے تمدد حاصل ہوتا ہے زیرہ اور شاہ زیرہ اور انیسون دفع ہو جائے گی اعیائے ورمی کا علاج تین فادوں کے واسطے کیا

پائے مگر یہ کہ کسی طرح کا اثر ماندگی کا عضل بطن میں پایا جائے اس وقت بہ نرمی و آسانی اس میں بھی تیل ملنا چاہیے غذا میں اس شخص کے توسع کرنا چاہیے اور غذا بڑھانی چاہیے مگر یہ بھی خیال رہے کہ حرارت غذا میں زیادہ ہو جو ماندگی بسبب حرارت کے پیدا ہوئی ہو پس ترک حرکت کا بروقت ابتدائے ظہور اثر ماندگی کے اس کے پیدا ہونے کو منع کرتا ہے اس کے بعد استعمال ریاضت استرداد کا کیا جاتا ہے تاکہ حرکت معتدل مواد کو بطرف جلد کے دفع کرے اور جلد کے مواد کو مالش تحلیل کرتی ہے وہ مالش جو درمیان سکوت حرکات ریاضت وغیرہ کے کی جاتی ہے یعنی جس وقت ریاضت کرتے کرتے ٹھہر جائیں اس وقت مالش کرنی چاہیے تجربہ اس کے حال کا استحمام سے کیا جاتا ہے اگر حمام سے لرزہ پیدا ہو تو پس یہ مادگی اس حد سے بڑھی ہوئی ہے کہ ایسی خفیف تدبیر سے دفع ہو جائے خصوصاً اگر استحمام سے تپ پیدا ہو اس وقت نہلانا حمام میں درست نہیں ہے بلکہ استفراغ مادہ کا کر کے اصلاح مزاج کی کرنی چاہیے اور اگر حمام میں نہانے سے لرزہ وغیرہ پیدا نہ ہو البتہ ایسی تدبیر خفیف سے نفع ہوگا بشرطیکہ حرارت آب حمام کی معتدل ہو اگر رگوں میں صاحب ماندگی کے اخلاط خام ہوں ابتدا میں ماندگی کی تدبیر کرنی چاہیے جیسے مناسب ہے بعد اس کے اخلاط خام کا نضج اور تلطیف اور اخراج کرنا چاہیے پھر اگر اخلاط زیادہ ہوں حکم سکون ترک ریاضت کا دینا چاہیے اس لئے کہ سکون زیادہ تر ہضم کرتا ہے اور فصد کو ترک کرنا چاہیے اس لیے کہ فصد سے اکثر اچھا خون نکل جاتا ہے اور خام باقی رہتا ہے اور مسہل کا بھی استعمال قبل اصلاح کے نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ نہ اس سے فنائے مادہ ہوتا ہے اور نہ کچھ اذیت ہوتی ہے البتہ ادرار کا مضائقہ نہیں ہے اور زیادہ گرم چیز بھی نہ دینی چاہیے کہ خلط کو تمام بدن میں منتشر کر دے اور چاہیے کہ استعمال گرم چیز کا ایسے شخص کے واسطے بہ نرمی اور بہ آسانی ہو اور واجب ہے کہ اس کی غذا میں فلفل اور کبر اور زنجبیل اور سرکہ جس میں کبر پڑا ہو اور سرکہ جس میں لہسن داخل ہو اور سرکہ جس میں اونٹ کٹارا شریک ہو اور جرم ان دواؤں

کے بھی استعمال کیے جائیں اور وہ جوارشیں جو مشہور ہیں بقدر مناسب اور بعد ظہور نضج اور ظہور رسوب کے بول میں اور نضج پانے خلط غالب کے استعمال شراب کا کرنا چاہیے اور ادرار مناسب ہے اور چاہیے کہ شراب لطیف اور رقیق ہو اور تے کا استعمال نہ کرنا چاہیے

فصل پندرھویں چند احوال کے بیان میں جو بعد ریاضت وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں

اکثر بعد ریاضت وغیرہ کے تکاثف اور تخلخل اور ترطیب زائد اور یبس مفرط پیدا ہوتا ہے ہم کو مناسب ہے کہ پہلے ان احوال کو بیان کر کے اس کے بعد اس ماندگی کی تدبیر ذکر کریں جو خود بخود پیدا ہوتی ہے منجملہ ان احوال کے کبھی تخلخل بدن کو عارض ہوتا ہے اور بیشتر اس کا عارض ہونا اس وقت ہوتا ہے جب تھوڑی سی مالش سختی کے ساتھ بذریعہ روغن قابض کے کریں منجملہ ان احوال کے تکاثف ہے کہ بوجہ برودت یا استعمال شے قابض کے یا بجہت کثرت فضول اور ان کی غلاظت اور لزوجت کے کہ اس وجہ سے احتباس فضول کا مسام جلد میں ہو جاتا ہے عارض ہوتا ہے ایضاً سبب ایسی ریاضت کے جو اخلاط اندر سے باہر کھینچ لائے بدون اس بات کے کہ پہلے سے کچھ اور اسباب تکاثف کے موجود ہوں یہی تکاثف عارض ہوتا ہے کبھی سبب تکاثف کا کوئی شے غباری ہوتی ہے جو بدن پر جم جائے یا مالش قوی اور سخت موجب تکاثف ہوتی ہے جو تکاثف بوجہ برودت اور قبض کے پیدا ہو اس کی شناخت یہ ہے کہ رنگ جلد کا سفید ہوتا ہے اور گرمی دیر میں قبول کرتا ہے اور پسینہ بھی دیر میں نکلتا ہے اور رنگ مائل بسرخی دیر میں ہوتا ہے بروقت ریاضت کے یہ لوگ اگر گرم حمام میں نہائیں اور جو فرش حمام میں ایسے مقام پر بچھے ہوئے ہیں جن کی حرارت معتدل ہے ان پر اس قدر لوٹیں کہ پسینہ آ جائے اور لطیف گرم روغن کی مالش کریں ان کے حق میں بہت بہتر ہے جو لوگ تکاثف میں بوجہ ریاضت کے پڑے ہوں ان کی علامت نہ ہونا اس علامت کا ہے جو تکاثف برودت کی مذکور ہوئی اور جلد کا میلا ہونا یہ علامت خاص ہے علاج اس تکاثف کا نکال

ڈالنا مادہ کا ہے اگر فضلہ موجود ہو بعد اس کے استعمال اس چیز کا جو تحلیل کرے حمام ہو یا تیل کی مالش کے اور چاہیے کہ مالش نرم قبل حمام یا بعد حمام کے کریں کبھی بعد افراط ریاضت کے بجہت قلت مالش کے ضعف اور تخلخل پیدا ہوتا ہے اور کبھی بوجہ جماع مفرط کے اور بسبب متواتر حمام کرنے کے بھی تخلخل عارض ہوتا ہے ایسے لوگوں کا علاج ریاضت استرداد سے اور خشک مالش جس میں سختی ہو کرنا چاہیے اور روغن قابض کا بھی استعمال ہو سکتا ہے غذائیں ایسی کھلانی چاہیے جس میں ترطیب ہو اور مقدار کم ہو اور حرارت اور برودت میں معتدل ہوں مگر اند کے مائل بحرارت ہوں یہی تدبیر کریں اگر ضعف یا بیداری یا غم عارض ہو یا خشکی بجہت غضب کے پیدا ہو پھر اگر ان لوگوں کو بدہضمی عارض ہو ریاضت استرداد بلکہ کسی قسم کی ریاضت نہ کریں گے کبھی بجہت زیادتی اہتمام کے یا کثرت استعمال غذا اور شراب کے یا زیادہ آسودگی اور خوشحالی کھانے اور پینے میں حاصل ہونے سے انسان زیادتی رطوبت کا اپنے اعضا میں احساس کرتا ہے خصوصاً اپنی زبان میں تا اینکہ زیادتی افعال اعضا کو ضرر پہنچاتی ہے پس اگر یہ زیادتی بجہت کسی سبب سابق کے پیدا ہوئی ہو اس کا علاج امراض جزوی کے ساتھ بیان ہوگا اور اگر کسی ایسے سبب سے جس کو ابھی ہم نے شمار کیا ہے عارض ہو مثلاً مشروبات میں زیادتی کرنا یا زیادہ آرام اور آسائش کرنا یا بافراط ایسے امور کا استعمال کرنا جن سے رطوبت پیدا ہو مثل حمام وغیرہ کے پس واجب ہے کہ یہ لوگ بہت اہتمام سے ریاضت قوی کریں اور مالش یا خشونت اور خشک بدون روغن کے یا تھوڑا سا روغن گرم بھی مالش میں استعمال کریں جو خشکی بافراط کوئی شخص اپنے بدن میں دریافت کرے اور از قسم اعیائے قشفی کے ہے اور اس کا علاج بھی وہی ہے جو اعیائے قشفی کا ہے

فصل سولھویں بیان میں اس ماندگی کے جو خود بخود پیدا ہوتی ہے

اگر اعیائے قروحی خود بخود پیدا ہو شناخت اس کے حال کی اس طرح پر کرنی چاہیے کہ جو خلط سبب اس ماندگی کا ہے اندر

رگوں کے دونوں جگہ میں قصد اصلاح مورث تغیر یا آفت عظیم کر کے جس سے آفت صغیر برپا ہوا سے چھوڑ دینا نہ چاہیے اگر ضرر دونوں سے برابر ہو پہلے قصد اس بات کا تنہا کیا جائے کہ ادویہ ہاضمہ مثل فلافلی کے استعمال کریں اور اگر اس معجون پر فطر اسالیون ہم وزن انیسون کے زیادہ کریں تاکہ ادرار شدید ہو ممکن ہے اور اگر اس میں تھوڑی سی معجون فودنجی ملائیں بعد ازانکہ مقدار شربت معجون کمونی اور فلافلی کی کم کریں جائز ہے اور بتدریج ایسا کرنا چاہیے کہ آخر میں فقط فودنجی باقی رہ جائے یعنی جس وقت اخلاط اندرونی عروق کا ہضم ہو کر اخراج ہو جائے اور فقط تدبیر ان اخلاط کی باقی رہے جو باہر رگوں کے ہوں معجون فودنجی اخلاط خارج عروق کے واسطے نافع ہے جیسا اوپر بیان ہوا اور اندرونی رگوں کے اخلاط کی نسبت مضر ہے اور یہ لوگ جن میں دونوں باتیں جمع ہیں ان کے واسطے مناسب ہے کہ اجتناب کریں کل ایسی چیزوں سے جو بشدت طرف خارج کے جذب اخلاط کریں یا بشدت اندر کی طرف اخلاط کو جذب کریں اسی واسطے ان کے حق میں جلدی تدبیر قے اور اسہال کی جائز نہیں ہے جب تک کہ پہلے تلطیف اور تقطیع اور انضاج نہ ہو لے ان کے حق میں ریاضت کثیر بھی مناسب نہیں ہے جس وقت ماندگی میں سکون پیدا ہو اور رنگ بدن کا اچھا ہونے لگے اور بول میں نضج دریافت ہو پس بخوبی ان کے بدن کی مالش کرنی چاہیے اور تھوڑی سی ریاضت کرانی چاہیے بعد اس تجربہ کرانا چاہیے اگر دلک اور ریاضت سے کسی قدر مرض عود کرے ترک کرنا چاہیے اور اگر نہ عود کرے ان کا استمرار بحسب عادت رفتہ رفتہ کرنا چاہیے تا اینکہ نوبت استحمام اور تیل کی مالش اور دلک اور ریاضت واجبی کی پہنچے اور آخر کو روغن قوی کا استعمال کرنا چاہیے پھر اگر یہ لوگ دوبارہ ماندگی میں مبتلا ہو جائیں اور اس کے ساتھ قروح کا بھی احساس کریں تدبیر مذکورہ بالا کو دوبارہ کرنی چاہیے اور اگر دوبارہ کی ماندگی میں احساس قروح کا نہ ہو تدبیر بذریعہ دلک استرداد کے کرنی چاہیے اور اگر دلائل ظہور ماندگی اور احساس قروح میں اختلاف اور ترکیب ہو اور ماندگی قوی

محسوس نہ ہو اس وقت مریض کو فقط راحت دینی چاہیے اعیائے تمددی کا سبب اس مقام پر فقط امتلاء بدون روائت خلط کے ہوتا ہے اس کا علاج ان ابدان میں جن کا مزاج ردی ہے فصد اور تدبیر لطیف سے کرنا مناسب ہے اور جس بدن کا ہم ذکر کر رہے ہیں اس کی تدبیر بذریعہ نطول اور تقطیع کے کرنی مناسب ہے بعد اس کے اعانت ایسے امور سے کی جائے جو مناسب ہو اعیا ورمی کا علاج یہ ہے کہ بہت جلد اس رگ کی فصد لیں جو مناسب بہ نسبت اس عضو کے ہو جس میں ماندگی زیادہ موجود ہو اور پہلے ظہور ماندگی کا جس میں ہوا ہو اور اگر ماندگی میں سب اعضا برابر ہوں فصد اکحل یعنی ہفت اندام کی لی جائے اور بیشتر حاجت ہوتی ہے کہ دوسرے دن بلکہ تیسرے دن فصد لی جائے پس پہلے دن جس وقت ظہور ماندگی کا ہو فوراً فصد کرنی چاہیے اور تاخیر نہ کرنی چاہیے تاکہ ماندگی متمکن اور تمام بدن میں ٹھہر نہ جائے اور دوسرے اور تیسرے دن شب کو فصد لی جائے پہلے دن غذا آب جو یا حریرہ خندروس سادہ کا دینا چاہیے اگر تپ عارض نہ ہو ورنہ فقط آب جو اور دوسرے دن روغن بارد ملا کر یا روغن معتدل جیسے روغن بادام شریک کر کے کھلائیں اور تیسرے دن وہ غذائیں جس میں کاہو اور کدو شریک ہو اور ملوکی اور حماضی کا استعمال کریں اور مثل سمک رضراضی کے بطور اسفیدراج کے پکا کر کھلائیں اور ان دنوں میں تا امکان پانی پینے سے منع کریں لیکن اگر تیسرے دن ان کو پیاس پر صبر نہ ہو سکے اور نہ غذا بخوبی ہضم ہو ماء العسل پلانا چاہیے یا شراب سفید رقیق یا پانی ملی ہوئی شراب دینی چاہیے اور اس بات سے پرہیز کرنا چاہیے کہ بعد ان استفراغات کے دفعتہً ان کو اتنی غذا دی جائے جو بقدر ان کی حاجت کے ہو اس واسطے کہ اگر پوری غذا دیں گے غیر منہضم کا جذب بطرف رگوں کے ہو جائے گا تین وجہوں سے **پہلی وجہ یہ ھے** کہ غذا جس وقت قلیل ہوتی ہے معدہ اس کو گرفت کر لیتا ہے اور باہر نکلنے نہیں دیتا اور قوت ماسکہ معدہ کی قوت جاذبہ کبد سے مقابلہ کرتی ہے اور جس وقت غذا زیادہ ہوتی ہے معدہ اس کو نہیں روکتا بلکہ بیشتر معدہ

جذب کبد کی اپنی قوت دافعہ سے اعانت کرتا ہے اور یہی حال ہر ایک طرف مقدم غذا کا ہے نسبت اپنے مابعد کے **دوسری وجہ یہ هے** کہ غذائے کثیر معدے میں بخوبی ہضم نہیں ہوتی **تیسری وجہ یہ هے** کہ بروقت کثرت غذا کے رگوں تک بھی زیادہ غذا پہنچتی ہے رگیں بھی اس کی ہضم سے عاجز ہوتی ہیں **فصل سترهویں بیان تدبیر ان ابدان کا جن کے مزاج اچھے نہیں هیں** یہ بدن یا مخطی ہیں یا از راہ خلقت کے ممنوہ ہیں مخطی سے وہ بدن مراد ہیں جن کے مزاج اصل خلقت میں اچھے ہیں مگر فی الحال بوجہ خطائے تدبیر کے ان کے مزاج میں برائی پیدا ہوئی ہے اور تدبیر میں اس قدر طول ہوا ہے کہ اب گویا بمنزلہ عادت کے ہوگئی ہے اور اس بدن میں جاگزیں ہوئی اور ممنوہ اس بدن کو کہتے ہیں جس کا مزاج اصل خلقت میں نادرست ہو بدن مخطی کی شناخت خطائے تدبیر کی کمیت اور کیفیت سے کی جاتی ہے تاکہ علاج ان کا بالضد کیا جائے اور کبھی حال سحنہ بدن کا بھی اس پر دلیل ہوتا ہے اور ممنوہ بدن میں فساد مزاج یا ابتدائے خلقت سے ہو یا ابتدائے اس سن کے جس سن میں اب بدن ہے ہم ابتدائے بیان معالجہ ابدان ممنوہ کا ابدان مشائخ سے کرتے ہیں **تعلیم تیسری** فن تیسرا اس میں چھ فصلیں ہیں۔

فصل پهلی بیان عام تدبیر مشائخ کا مجملی تدبیر ان لوگوں کی استعمال اس چیز کا ہے جس سے ترطیب اور تسخین ساتھ ہی حاصل ہو اور نیند کا بڑھانا بستر خواب پر زیادہ ٹھہرنا بہ نسبت جوانوں کے غذا میں ان کے اہتمام کرنا اور استحمام مشروبات مناسب حال تجویز کرنا ہمیشہ ادرار بول و اخراج بلغم کا ان کے معدوں سے براہ مثانہ اور امعا کے کرانا اور ہمیشہ ان کی طبیعت کو نرم رکھنا چاہیے مالش جو معتدل کمیت اور کیفیت میں ہو مع روغن کے بعد اس کے مشی کرنا یا سوار ہونا اگر مشی سے ضعف پیدا ہو ان کو بہت مفید ہے اور جو شخص ضعیف ہو اس کے بدن کی مالش

جنہیں بخوبی دودھ کے ہضم کی قوت ہو اور بعد ہضم کے کسی طرح کا تمدد بطرف جگر یا بطن کے نہ پیدا ہو اور نہ کسی قسم کی خارش اور نہ درد محسوس ہو اگر یہ باتیں نہ ہوں دودھ کا استعمال بے شک مفید ہے اس لئے کہ غذائے بدن بھی ہوتا جاتا ہے اور ترطیب بھی کرتا ہے بہت بہتر دودھ گوسفند اور مادہ خر کا ہے مادہ خر کے دودھ میں یہ بات ہے کہ وہ پھٹ کر معدے میں مثل پتھر کے نہیں ہو جاتا ہے اور بہت جلد معدے سے اتر جاتا ہے خصوصاً اگر اس کے ہمراہ شہد اور نمک ہو مگر اس کے چراگاہ کی خبر گیری کرنی چاہیے تاکہ کوئی چیز بلکھی خواہ تیز یا ترش یا شور چرنے نہ پائے ترکاریاں اور فواکہ جن کو مشائخ کھا سکتے ہیں وہ یہ ہیں جیسے چقندر اور تھوڑا سا گندنا اس کو مری اور زیت سے خوشبو کر کے خصوصاً قبل طعام کے اگر استعمال کریں تلیین طبیعت پر معین ہوگا جس وقت استعمال نوم کا کسی وقت میں کریں اور اس وقت سونے کی عادت بھی ہو اس سے فائدہ پاتے ہیں زنجبیل پروردہ ایسی دواؤں میں جو انہیں موافق ہیں اور اکثر گرم مربے کا بھی استعمال کرنا چاہیے مگر اتنا کہ جس سے گرمی پیدا ہو اور ہضم ہو جائے نہ اس قدر کہ جو بدن میں خشکی پیدا کرے پس واجب ہے کہ ان کی غذائیں مرطب ان مربیات سے بطریق ہضم اور تسخین کے اثر پذیر ہوں اور تجفیف کا اثر قبول نہ کریں واسطے تلیین طبیعت کے منجملہ ان چیزوں کے جو لائق ان کے بدن کے ہیں فواکہ میں سے انجیر تر اور آلوے بخارا گرمیوں میں اور انجیر خشک جو ماء العسل میں پکایا جائے جاڑوں میں مگر یہ سب چیزیں قبل طعام کے واسطے تلیین طبیعت کے دینی چاہئیں ایضاً لبلاب یعنی عشق پیچہ جو پانی اور نمک میں جوش دیا جائے اور مری اور روغن زیتون سے خوشبو کیا جائے اور بیخ بفسائج اگر شوربائے مرغ میں ڈالیں یا شوربائے چقندر یا کرنب میں شریک کریں وہ بھی مفید ہے اگر ان کی طبیعت کا یہ حال ہو کہ ایک دن نرم رہے اور بخوبی اجابت ہو اور دوسرے دن نہ ہو اس وقت مسہل اور مزلق چیزوں کی حاجت نہیں ہے اور اگر ایک دن نرم رہے اور دو دن قبض ہو فقط آب کرنب اور لبلاب اور لباب

قرطم یعنی شیرہ کڑ کا آب جو میں شریک کرے کافی ہے یا بمقدار ایک یا دو جوزہ کے صمغ بطم اور زیادہ مقدار اس کی تین جوزہ ہے کہ بالخاصیت ملین ہے اور احشاء میں جلا پیدا کرتی ہے بدون کسی اذیت کے ایضاً ان کو وہ دوا مفید ہے جو مرکب نبات قرطم سے ہو اور دس گونہ لباب قرطم سے اس میں انجیر خشک پڑا ہو مقدار شربت اس کی ایک جوزہ ہے حقنہ روغن سے کرنا بھی مفید ہے کہ اس میں باوجود قوت استفراغ کے تلیین احشاء کی بھی ہے خصوصاً زیت شیریں سے حقنہ کرنا تیز حقنوں سے ان لوگوں کو بچانا چاہیے کہ ان کی آنتوں میں خشکی پیدا ہوتی ہے اور حقنہ تر جس میں دہن داخل ہو مشائخ کو بہت نافع ہے جس وقت چند روز ان کی طبیعت میں قبض پیدا ہو ایضاً اور بھی واسطے مشائخ کے ادویہ ملین طبیعت ہیں جن کا ذکر قرابادین میں ہم خاص واسطے ان کے کریں گے واجب ہے کہ استفراغ کہول اور مشائخ کا تا امکان فصد سے نہ کیا جائے اسہال معتدل ان کے واسطے مناسب ہے

فصل تیسری شراب مشائخ کے بیان میں

بہترین شراب ان کے واسطے شراب کہنہ سرخ ہے تا کہ ادرار اور تسخین ساتھ ہی کرے اور نئی شراب جو سفید ہو اس سے پرہیز کرنا چاہیے ہاں بعد غذا کے اگر استحمام کریں اور پیاس معلوم ہو اس وقت تھوڑی سی شراب سفید رقیق پی سکتے ہیں گویا کہ وہ عوض پانی ہے شیریں شراب اور میٹھی چیزیں مشروب جن سے سدہ پڑنے کا خوف ہو چاہیے کہ اس سے پرہیز کریں

فصل چوتھی تفتیح سدد مشائخ کے بیان میں

اگر مشائخ کے بدن میں سدے پڑ جائیں اور آسان تر اخراج ان سدوں کا ہے جو بوجہ پینے کے شراب سے پیدا ہوں واجب ہے کہ تفتیح ان سدوں کی معجون فودنجی اور فلافلی سے کی جائے اور استعمال فلفل کا شراب کے اوپر اختیار کیا جائے اور اگر ان کی عادت استعمال پیاز اور لہسن کی ہو بدستور جاری رکھیں تریاق بھی ان کو بہت فائدہ کرتی ہے

خصوصاً جس وقت سدے پیدا ہوں اسی طرح اثاناسیا اور امروسیا جو ایک قسم کی خاص دوائیں مرکب ہیں لیکن واجب ہے کہ ترطیب ان کے بدن کی بعد استعمال ان چیزوں کے بذریعہ استحمام اور مالش روغن کے ونیز بذریعہ استعمال مرطب غذاؤں کے مثل ماء اللحم خندروس اور جو کے ساتھ کی جائے شراب العسل کا بھی استعمال ان کو نافع ہے سدون کے پیدا ہونے اور وجع مفاصل سے امان دیتا ہے بشرطیکہ بروقت محسوس ہونے سدے کے کسی عضو میں یا مستعد ہونے کسی عضو کے اس بات پر کہ سدہ پیدا ہو ماءالعسل میں ایسی چیزیں بڑھائی جائیں جو رفع سدہ کے واسطے مخصوص ہیں جیسے تخم کرفس کہ اعضائے بول تک اثر شراب العسل کا پہنچادیں اور اگر سدہ حصوی ہوں یعنی بشکل پتھری کے ہوں کرفس سے قوی دوا مثل فطراسالیون کے شراب العسل میں جوش دینی چاہیے اگر سدہ ریہ میں ہو اس وقت زوفا پرسیا دشان سلنجہ وغیرہ ملانا چاہیے

فصل پانچویں دلک مشائخ کے بیان میں

مالش مشائخ کے بدن کی معتدل مقدار اور کیفیت میں کرنی چاہیے اور جو اعضا ان کے بدن میں ضعیف ہیں یا مالش سے ان کو گزند پہنچتا ہے ان کی مالش ترک کرنی چاہیے اور اگر چند مرتبہ مالش کی جائے ہر مرتبہ پارچہ ہائے سخت سے یا خالی ہاتھوں سے کرنی چاہیے یہ تدبیر ان کو نافع ہے اور ان کے اعصاب کے امراض کے نوائب کو منع کرتی ہے اور حمام ہمراہ دلک کے یقیناً مفید ہوتا ہے

فصل چھٹی ریاضت مشائخ کے بیان میں

ریاضت مشائخ کی بحسب حالات ان کے مختلف ہوتی ہے یعنی جیسے ان کے بدن کے حالات ہوں اور جیسی بیماریاں ان کو عارض ہوتی ہوں اور جیسی عادت ان کو ریاضت میں ہو ویسی ہی ریاضت بھی ان کی مناسب ہوتی ہے اگر ان کے بدن نہایت درجہ اعتدال پر ہوں ریاضت معتدل ان کو موافق ہوگی پھر اگر کوئی عضوان کے بدن کا اپنے افضل حالات پر نہ ہو خاص اس عضو کی ریاضت بخلاف اور اعضا کے زیادہ کرنی

چاہیے مثلاً اگر سر میں دوار یا صرع عارض ہو یا سر سے مواد بطرف رقبہ کے گزرتے
ہوں خواہ سر کی طرف اکثر بخارات چڑھتے ہوں ایسی ریاضتیں ان کو مفید نہ ہوں گی
جس میں سر جھکانے کی حاجت ہو لیکن واجب ہے کہ ریاضت بذریعہ مشی اور دوڑنے
اور سوار ہونے کی کریں یا جو ریاضت ایسی ہو کہ اس میں نصف جسم اسفل کا متحرک ہو
اور اگر کوئی آفت ان کے پاؤں میں ہو ایسی ریاضت اختیار کریں جس میں اعضائے
فوقانی متحرک ہوں مثل اس کے کہ دو آدمی ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈال کے
چھوڑانے کا زور کریں اور پتھر پھینکنا یا اٹھانا اگر آفت وسط جسم میں ہو مثل طحال اور جگر
اور امعاء کے دونوں اطراف کی ریاضتیں یعنی ہاتھ اور پاؤں کی مفید ہوں گی اگر کوئی
اور مانع ان ریاضات کا نہ ہو اگر آفت بطرف سینہ کے ہو ان کو فقط ریاضت اعضائے
تحتانی کی مفید ہو گی اگر گردہ اور مثانہ میں آفت ہو فقط اوپر کے اعضا کی ریاضت نفع
دے گی ان کو یہ بات ممکن نہیں ہے کہ رفتہ رفتہ ان اعضا کی ریاضت بڑھا کر ان اعضا
کو بذریعہ ریاضت کے قوی کریں یہ بات مشائخ کے واسطے ایسی ہے جو اور سن میں
نہیں ہے اور کہول جو اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ جو چیز مشائخ کو موافق ہوتی ہے ان کو بھی
موافق ہے ان کے لیے بھی یہ بات خلاف ہے اس لئے کہول اپنے اعضائے ضعیفہ کی
تقویت بتدریج ایسی ریاضت سے کر سکتے ہیں جو ان اعضا کو موافق ہو اور ان اعضا
سے ہو سکے مشائخ کے جو اعضائے مریض ہوں بیشتر ان کی بھی ریاضت کر سکتے ہیں
اکثر ان کو اس کی اجازت نہیں دی جاتی ہے یعنی جس وقت وہ اعضا گرم یا خشک ہوں یا
ان میں ایسا مادہ ہو جس کی عفونت اور یبس کا خوف ہو جس میں نضج پیدا نہ ہو **تعلیم**

چوتھی بیان میں تدبیر اس بدن کے جس کا مزاج فاضل یعنی درست نہیں ہے

اور اس تعلیم میں پانچ فصلیں ہیں

فصل پہلی درست کرنا اس مزاج کا جس میں حرارت بڑھ گئی ہو

سوء مزاج گرم کے ساتھ کبھی یبوست اور رطوبت

میں اعتدال ہوتا ہے اور کبھی یبوست کا غلبہ ہوتا ہے یا رطوبت کا اگر سوءمزاج گرم میں یبوست اور رطوبت دونوں معتدل ہوں اس وقت زیادتی حرارت کی ایک اندازہ خاص پر ہوگی اور بافراط نہ ہوگی ورنہ خشکی ضرور زیادہ ہوتی جو سوءمزاج گرم خشکی کے ساتھ ہو یہ کیفیت مزاج کی زمانہ دراز تک ٹھہر سکتی ہے اور سوءمزاج حار رطوبت کے ساتھ دیر تک قائم نہیں رہ سکتا کبھی رطوبت غالب ہوکر حرارت کو بجھا دیتی ہے کبھی حرارت کے غلبہ سے رطوبت میں خشکی پیدا ہوتی ہے اگر حرارت پر رطوبت غالب ہو جائے ایسے شخص کا حال وقت منتہائے شباب کے اچھا ہوتا ہے کہ اس وقت دونوں کیفیتوں میں برابر ہو جاتا ہے جب شباب کا انحطاط شروع ہوتا ہے رطوبت غریبہ بڑھتی جاتی ہے اور حرارت گھٹتی جاتی ہے اب ہم کہتے ہیں مجملاً تدبیر گرم مزاجوں کی منحصر دوغرض میں ہے **اول یہ ہے** کہ ان کا مزاج معتدل کر دیا جائے **دوسرے یہ ہے** کہ ان کی صحت بروقت حرارت مزاج کے جیسی ہے ویسی ہی باقی رہے اور اس میں کمی نہ ہو پہلی تدبیر کا تمام ہونا بہ نسبت ان لوگوں کے خیال کیا جاتا ہے جو اکثر لذات کو ترک کریں اور پابندی اور التزام ان کے مزاج میں زیادہ ہو اور زمانہ دراز تک صبر کرسکیں تا اینکہ رفتہ رفتہ ان کا مزاج بطرف اعتدال کے رجوع کرے اس لیے کہ اگر ان کی تدبیر بلا تدریج کی جائے اکثر امراض پیدا ہوں گے دوسری تدبیر اسی غذا سے ممکن ہے جو مشابہ ان کے مزاج کے ہوتا کہ ان کی صحت موجود بحال خود باقی رہے جو لوگ گرم مزاج ایسے ہیں کہ ان کی رطوبت اور یبوست میں اعتدال ہے ابتدائے امور میں قریب بصحت ہوں گے اور ان کے مزاج میں سرعت دانتوں کے نکلنے کی اور بالوں کے پیدا ہونے کی ہوگی اور بیان ہر چیز کا اچھے طور پر کریں گے خوش بیانی کے ساتھ اور باتوں میں جلدی بلکہ چال میں بھی سرعت پیدا ہو گی پھر جس وقت جوان ہوں گے حرارت مزاج کی بڑھ جائے گی اور خشکی زیادہ پیدا ہو گی مزاج میں ان کے خلط کی لذاع پیدا ہوگی اور اکثر تولد صفرا کا ان کے بدن میں

زیادہ ہوگا ابتدائے سن میں یعنی سن صبی میں ان کی تدبیر وہی ہے جو معتدل مزاج لوگوں کی تدبیر ہے جب سن زیادہ بڑھے ان کی تدبیر ایسی ہونی چاہیے کہ اس سے ادرار بول اور استفراغ خلط صفرا کا اس طرف سے ہو جدھر ان کے فضول بالطبع مائل ہوں خواہ بطرف اسہال یا بطرف قے کے اور اگر تدبیر آمادہ خلط کی بطرف استفراغ کے کافی نہ ہو خفیف چیزوں سے طبیعت کی اعانت کرنی چاہیے قے کے واسطے تنہا آب گرم یا ہمراہ نبیذ کے اسہال کے واسطے خمیرہ بنفشہ تمر ہندی شیر خشت ترنجبین مناسب ہے ریاضت میں ان کے تخفیف کرنی چاہیے غذا ایسی ہو جس کا کیموس اچھا بنے کبھی ایک دن میں تین مرتبہ حمام کرانا چاہیے جو چیز گرمی پیدا کرے اس سے اجتناب کرنا چاہیے اگر بعد کھانے کے استحمام سے تمدد اور ثقل جانب کبد بطن کے پیدا نہ ہو چاہیے کہ استحمام کا استعمال کم کریں اور اگر ان میں سے کوئی چیز عارض ہو استعمال مفتحات کا مثل فیساندہ افسنتین اور دوائے صبر اور انیسون اور بادام اور مرمکی اور سکنجبین وغیرہ کے کریں اور بعد طعام کے استحمام نہ کریں واجب ہے کہ یہ مفتحات بعد ہضم طعام کے ایسے وقت استعمال کریں کہ دوسرے غذا کے وقت آنے میں دیر باقی ہو اور یہ وقت وہی ہے جب دن کے سونے سے اٹھیں کہ اس کے بعد استحمام کیا جاتا ہے ہمیشہ تیل کی مالش بدن میں کرانی شراب سفید اور رقیق کا پینا ان لوگوں کے مناسب حال ہے اور آب سرد بھی نافع ہے جن لوگوں کا مزاج خشک مائل بحرارت ہے ابتدائے سن میں یہ تدبیر ان کے بھی لائق ہے اور جن کا مزاج گرم اور تر ہے ان کے بدن عفونت مواد کی پیدا ہوتی ہے اور اکثر مادے بطرف اعضا کے گرتے ہیں چاہیے کہ ان کی ریاضت ایسی ہو جس سے تحلیل بکثرت پیدا ہو باانہمہ ریاضت میں نرمی رہے تاکہ سخونت نہ پیدا کرے ایسی حرکت کی بھی احتیاط رہے جس سے اخلاط میں ثوران نہ پیدا ہو اکثر اجتناب ریاضت سے ان لوگوں میں وہی شخص کرے جو ریاضت کا خوگر نہ ہو تدبیر صائب یہ ہے کہ ان کی ریاضت بعد استفراغ کے واقع ہو اور استحمام قبل از طعام اور تعب اور مشقت بعد دفع

کرنے کل فضول کے ہوا اور فصل ربیع میں ان پر احتیاطاً فصد اور استفراغ واجب ہے

فصل دوسری اصلاح مزاج اس شخص کی جس کے مزاج میں برودت زائد ہو

اقسام ان لوگوں کے بھی تین ہیں جن لوگوں کے مزاج میں باوجود زیادتی برودت کے رطوبت اور یبوست میں اعتدال ہو اس کو چاہیے کہ ایسی تدبیر کا قصد کریں جس سے حرارت غریزی میں حرکت پیدا ہو اور یہ تدبیر بذریعہ ایسی غذائے گرم کے ہو جو رطوبت میں اور یبوست میں معتدل ہو مثل اوہان مسخنہ اور معاجین کبار اور بذریعہ استفراغ کے جو خاص واسطے رطوبت کے ہے اور بذریعہ ایسے استحمام کے جن سے عرق برآمد ہو اور ایسی ریاضتیں جوان کے لائق ہیں اس لیے کہ یہ لوگ اگر چہ ان کی رطوبت میں اعتدال ہے لیکن بوجہ زیادتی برودت کے احتمال ہے کہ بعض اوقات میں ان کی رطوبت بڑھ جائے گی جو سرد مزاج ایسے ہیں کہ مزاج میں باوجود زیادتی رطوبت کے خشکی بھی ہے ان کی تدبیر اور مشائخ کی تدبیر ایک سی ہے

فصل تیسری تدبیر میں ان ابدان کے جو مرض کو بسرعت قبول کرتے ہیں

بسرعت قبول کرنا مرض کا یا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اخلاط بدن می بھرے ہوئے ہیں اس کی تدبیر یہ ہے کہ مقدار اخلاط کی بذریعہ تدبیر مذکور آئندہ کے کم کر کے بقدر معتدل باقی رکھی جائے یا بوجہ خامی اخلاط کے قبول مرض کا بسرعت کرتے ہیں اس کی تدبیر یہی ہے کہ اخلاط کی کیفیت درست کی جائے اور غذا ایسی اختیار کی جائے جو بتوسط جزو بدن ہو **قلت** اور کثرت میں تعدیل مقدار اخلاط کی مقدار غذا کی تعدیل سے اور ریاضت کی زیادتی اور مالش قبل استحمام کے اگر ان دونوں کی عادت ہو کرنی چاہیے اور اگر عادت نہ ہو ریاضت خفیف اور دلک خفیف کا استعمال کریں اور غذا چند اوقات میں کھلائی جائے ایک ہی مرتبہ اتنی نہ دی جائے جس میں سیری حاصل ہو اور اگر بدن ان کا ایسا ہو کہ پسینہ اس سے بآسانی نکل

سکے اور اس کا خوگر ہو بعض اوقات پسینہ نکالنے کی بھی تدبیر کرنی چاہیے اگر غذا کے وقت میں تاخیر کرنے سے انصباب صفرے کا معدے پر نہ ہوتا ہو چاہیے کہ غذا بعد حمام کے دی جائے ورنہ حمام کرنے پر مقدم کریں وقت معتدل استحمام کا اگر کوئی مانع نہ ہو چوتھا گھنٹہ دن کا ہے ان گھنٹوں سے دن کے جو برابر ہو اگر اتنی دیر تاخیر کرنے میں غذا کے احتمال انصباب صفرے کا معدے پر اس وقت سے پیشتر غذا دینی چاہیے اگر جگر میں سدے پڑنے کے علامات محسوس ہوں ایسے مفتحات سے جن کا ذکر ہو چکا ہے اور مناسب ان کے مزاج کے ہوں علاج کرنا چاہیے اور اگر اس کی جہت سے کوئی ضرر اس کے سر میں پیدا ہو اس کا تدارک مشی سے کرنا چاہیے اگر اس کے معدے میں طعام فاسد ہو پھر اگر خود بخود منحدر ہو جائے اس کو غنیمت جاننا چاہیے ورنہ اس کے انحدار کی تدبیر زیرہ اور انجیر جو ہمراہ اس قرطم کے معجون کیے جائیں جس کی صفت اوپر مذکور ہو چکی ہے کرنی چاہیے

فصل چوتھی فربہ کو لاغر کرنے کے بیان میں

اس کی تدبیر بہت جلد انحدار طعام کا معدے سے ہے تاکہ جداول غذا کو چوس نہ سکیں اور استعمال کرنا ایسے طعام کا جس کی مقدار زیادہ ہو اور تغذیہ کم کرے اور پے در پے حمام کرانا قبل طعام کے اور ریاضت شریف اختیار کرنا اور راوہان محلل کی مالش اور معاجین سے اطریفل صغیر اور دواء الملک اور تریاق اور پیناسر کہ کامری کے ساتھ نہار منہ اور زیادہ تفصیل اس تدبیر کی مقالہ زینت میں کی جائے گی **فصل پانچویں**

لاغر کو فربہ کرنے کے بیان میں بہت قوی سبب لاغری کا جیسا آگے مذکور ہوگا خشکی مزاج کی اور یبوست ماساریقا میں پیدا ہونی اور یبوست مواد کی ہے ماساریقا میں جب خشکی پیدا ہوتی ہے غذا کو قبول نہیں کرتی ہیں خشکی اور لاغری بڑھتی جاتی ہے۔ واجب ہے کہ مالش حمام سے پیشتر ایسی کی جائے جو خشونت اور لین کے درمیانی ہوتا اینکہ جلد سرخ ہو جائے بعد اس کے مالش سخت کی جائے اس کے بعد

زفت کو طلا کریں اس کے بعد اعتدال ریاضت کریں اس کے بعد استحمام اس طرح پر کریں کہ بہت جلد فارغ ہو جائیں بعد اس کے خشک رومالوں سے بدن کو چاک کریں بعد اس کے تھوڑے تیل کی مالش کریں اس کے بعد غذائے مناسب تناول کریں اور اگر بنظر سن اور فصل اور عادت کے آب سرد کا تحمل ہو سکتے بدن پر اپنے ڈالیں نہایت مقدار اس دلک سخت کی جو اس طلائے زفت پر مقدم ہے یہ ہے کہ جس قدر بدن مالش سے پھول اٹھے اس کا بیٹھنا شروع نہ ہو اور یہ دلک قریب اس کے ہے جو ہم نے چھوٹے عضو کے بڑے کرنے میں بیان کی ہے تمامی اس تدبیر کی مقالہ زینت کتاب چہارم میں آئے گی **تعلیم پانچویں انتقالات کے بیان میں** اور اس میں ایک فصل اور ایک جملہ ہے

فصل پہلی تدبیر فصول کے بیان میں

اوائل ربیع میں بہت جلد فصد اور اسہال بقدر واجب اور عادت کے کرنا چاہیے اور اسی فصل میں خاص کرتے کا استعمال بھی کیا جاتا ہے اور جو چیز گرمی اور رطوبت بکثرت پیدا کرے جیسے گوشت اور شراب وغیرہ ترک کی جاتی ہے غذا میں تلطیف یعنی کمی اور ریاضت معتدل جو زیادہ فصل صیف سے ہو اور ایک مرتبہ بقدر سیری کے غذا کھائی نہیں جاتی ہے بلکہ مختلف اوقات میں چند مرتبہ کر کے پوری غذا کھانی چاہیے شربت اور رب جن سے اطفائے حرارت کا اثر پیدا ہو استعمال کیے جاتے ہیں اور ہر ایک شے گرم اور تلخ اور تیز اور شور ترک کی جاتی ہے فصل صیف میں غذا اور مشروب اور ریاضت میں کمی کرنی چاہیے آسائش اور آرام کا التزام حرارت کی بجھانے والی چیزوں کا استعمال اور بے تکلف تے کرنا جس کو ممکن ہو اور سایہ دراز یادہ سایہ جو بوقت دوپہر کے ٹھہر جاتا ہے خواہ وہ جگہ جس میں شعاع اور دھوپ نہ آتی ہو ٹھہرنا چاہیے فصل خریف میں خصوصاً وہ خریف جس کی ہوا مختلف ہو عمدہ تدبیروں کا اہتمام کرے اور کل خشکی پیدا کرنے والی چیزوں کا ترک کرے اور جماع اور سرد پانی زیادہ پینے سے اور اس کو سر پر ڈالنے سے

اجتناب کرے اور سرد مقام میں سونے سے جہاں بدن میں پوست اترنے لگے بچانا چاہیے اور بروقت امتلائے طعام کے اس فصل میں سونا نہ چاہیے دوپہر کی گرمی اور رات کی سردی سے بچنا چاہیے فصلی فواکہ اور ان کا بکثرت کھانا چھوڑ دے استحمام سوائے آب نیم گرم اور پانی سے نہ کرے جب دن اور رات اس فصل میں برابر ہو جائے استفراغ بدن کا کرے تاکہ فصل شتا میں فضول اندر بدن کے متحقن نہ ہو جائیں علاوہ یہ ہے کہ اکثر ابدان ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مناسب حال یہی ہوتا ہے کہ اپنے اخلاط کے پراگندہ کرنے اور حرکت دینے میں مشغول نہ ہوں ان کو بھی مناسب ہے کہ بدستور جیسے اخلاط ٹھہرے ہوئے ہیں اسی طرح رہنے دیں قے کرنے سے فصل خریف میں اطباء منع کرتے ہیں اس لیے کہ تپ پیدا کرتی ہے شراب اس فصل میں ایسی چاہیے جس میں پانی بہت ملا ہوا ور زیادتی نہ کرنی چاہیے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ کثرت بارش کی فصل خریف میں اس کے شر سے امان دیتی ہے فصل شتا میں چاہیے کہ تعب بدن میں زیادہ پیدا کرے اور غذا میں زیادتی کرنی چاہیے لیکن اگر شتا جنوبی ہو اس وقت ریاضت میں زیادتی اور غذا میں کمی کرنی چاہیے اور واجب ہے کہ غذا میں ایسے گیہوں اختیار کرے کہ جس کی روٹی قوی تر ہو اور اس کے آٹے میں چسپیدگی زیادہ ہو بہ نسبت ان گیہوں کے جو گرمیوں میں کھائے جائیں اور یہی حال گوشت کی سب قسموں اور بھنے ہوئے گوشت وغیرہ کا ہے ترکاریاں اس فصل میں کرنب چقندر کرفس اور بھوا اور چولائی اور خرفہ اور کاسنی ترک کرے کمتر صحیح ابدان میں کوئی مرض اس فصل میں پیدا ہوتا ہے پھر اگر جاڑوں میں کوئی مرض پیدا ہو بہت جلد علاج کرنا چاہیے اور بہت جلد استفراغ اس مادہ کا کرنا چاہیے جس سے مرض پیدا ہوا ہے بشرطیکہ استفراغ واجب ہو اس لیے کہ جاڑوں میں مرض کا پیدا ہونا بدون آفت عظیم کے نہیں ہو سکتا خصوصاً اگر مرض حار ہو اس لئے کہ حرارت غریزی جو مدبر بدن ہے جاڑوں میں بہت قوی ہوتی ہے بوجہ اس کے کہ تحلل جاڑوں میں نہیں اور

بوجہ احتقان کے اندر بدن کے جمع ہو جاتی ہے اور تمامی قوائے طبعی اپنا فعل بہت عمدگی کے ساتھ کرتے ہیں **بقراط** کے نزدیک جاڑوں میں اسہال بہتر ہے سوائے فصد کے اور قے کو بھی ناپسند جانتا ہے اور گرمیوں میں قے کو مناسب جانتا ہے اس لئے کہ اخلاط گرمیوں میں اوپر آجاتے ہیں اور جاڑوں میں اخلاط تہ نشینی پر آمادہ ہوتے ہیں پس چاہیے کہ اسی کی عادت کرے ہوا جاڑوں کی اگر فاسد ہو جائے اور اس میں وبائیت آجائے چاہیے کہ بدن کے سبک کرنے پر اہتمام کیا جائے اور مکانات کی ہوا ایسی چیزوں سے معتدل کی جائے جو تدبیر اور ترطیب قوی پیدا کریں اور یہ تدبیر ہوائے وبائی کے واسطے واجب ہے یا مکان کی ہوا گرم کی جائے اور جس جہت سے فساد ہوا میں پیدا ہوا ہے اس کی ضد سے اصلاح کریں خوشبودار چیزیں ایسی ہوا کی اصلاح میں نہایت مفید ہیں خصوصاً اگر مخالف مزاج ہوائے وبائی کے ہوں ہوائے وبائی میں ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ زیادہ ہوا کے اشتیاق کی حاجت کم ہو جائے یہ بات اسی پر حاصل ہوگی کہ آرام اور راحت اختیار کرے اکثر فساد ہوائے زمین کی وجہ سے ہوتا ہے چاہیے کہ زمین پر بیٹھنا چھوڑ دیں اور تخت پر بیٹھنا اختیار کریں اور اونچے مقامات واسطے بیٹھنے کے اختیار کریں اور ہوا کی جلانے والی چیزیں تلاش کریں اکثر مبدء فساد ہوا کا خاص ہوا سے ہوتا ہے اسی جہت سے کہ قریب کی ہواؤں کا فساد اس ہوا میں آجاتا ہے یا فساد ہوا کا کسی امر آسمانی سے جس کی کیفیت آدمی سے پوشیدہ ہو پیدا ہوتا ہے واجب ہے کہ ایسی وبا میں ایسے تہ خانوں کے نیچے پناہ لیں اور ایسے گھروں میں سکونت اختیار کریں جن کی دیواریں اونچی ہوں اور جو مکانات خزانہ رکھنے کے قابل ہیں اس میں پناہ لے بخورات جو ہوا کی عفونت کی اصلاح کریں کندر سعد آس گل سرخ صندل سرکہ کا استعمال وبا میں اس کی آفات سے پناہ دیتا ہے امراض جزوی میں اس کی باقی ماندہ تدبیر بھی بیان کی جائے گی **جملہ تدبیر مسافر کے بیان میں** اس میں آٹھ فصلیں ہیں **فصل پہلی بیان**

زیادہ یا کیفیت ان چیزوں کی متغیر ہو جائے یہ سب امور کسی مرض کی خبر دیتے ہیں اسی طرح غیر طبعی عادت جاری ہوتی ہے جیسے خون بواسیر یا خون حیض باقی یا رعاف یا عادت اشتہا کسی شئے فاسد یا غیر فاسد کی پس عادت بھی بمنزلہ طبعیت کے ہے سوائے بری عادت کے اور عادت کا ترک نہ کرنا چاہیے اور اگر ترک کریں تو بتدریج ترک کریں کبھی امور جزئی بھی جزئیات امور پر دلالت کرتے ہیں جیسے ہمیشہ شقیقہ کے رہنے سے خوف انتشار عین اور نزول الماء آنکھ کا خیالات آنکھ کے سامنے چہرے کے مثل مچھر وغیرہ کے جس وقت یہ خیالات ثابت اور راسخ ہو جائیں اور آنکھ میں ضعف بصارت ہونے لگے دلیل نزول ماء کی آنکھ میں ہوتی ہے اگر گرانی خستگی دہنی طرف بدن کے پیدا ہو اور دیر تک رہے مرض جگر پر دلالت کرے گی گرانی اور تمدد اگر پیٹھ کے نیچے اور تہیگاہ میں پیدا ہو اور بول بھی خلاف عادت متغیر ہو جائے مرض گردہ پر دلالت ہوگی براز میں خلاف عادت اگر رنگ بالکل نہ ہو یرقان پر دلالت کرے گا اگر سوزش بول میں زمانہ دراز تک ہوا کرے مثانہ اور قضیب میں قروح ہونے پر دلالت کرے گی اسہال ایسا کہ جس سے مقعد جلنے لگے خراش امعاء پر دلالت کرتا ہے سقوط اشتہا کے ساتھ اگر قے اور نفخ شکم اور درد اطراف ہو قولنج پر دلالت کرے گا خارش مقعد میں اگر بوجہ چنچنے پڑنے کے نہ ہو بواسیر پر دلالت کرے گی دملوں اور سلع کا پیدا ہونا دبیلہ کبیرہ پر دلالت کرتا ہے جو حادث ہوا چاہتا ہے داد سے خوف برص اسود کا ہوتا ہے بہق ابیض سے خوف برص ابیض کا ہوتا ہے

فصل دوسری بیان عام تدبیر مسافروں کا

مسافر سے کبھی ایسی باتیں ترک ہو جاتی ہیں جن کا خوگر اپنے اہل وعیال میں ہوتا ہے اور سفر میں اس کو تعب اور ماندگی بھی پہنچتی ہے پس واجب ہے کہ اس کو ایسی چیز پر برانگیختہ کریں کہ اس کی خوگری اپنی ذات کی تدبیر میں ایسی مصروف ہو کہ اسے امراض کثیرہ عارض نہ ہونے پائیں زیادہ تر اہتمام مسافر کو اپنی غذا کا کرنا چاہیے اور ماندگی کی تدبیر

بھی ضرور ہے پس واجب ہے کہ اپنی غذا جید الجواہر اور مقدار معتدل مقرر کرے تا کہ بخوبی ہضم ہو جائے اور فضول رگوں میں باقی نہ رہیں اور چاہیے کہ بروقت امتلاء کے سوا نہ ہوتا کہ طعام اس کا فاسد نہ ہو جائے پانی کے پینے میں احتیاط کرے تا کہ پیٹ میں زیادہ ہلنے سے آواز پیدا نہ ہو اور پھیل نہ جائے اور تاخیر غذا میں یہاں تک کرے کہ منزل پر پہنچ جائے مگر کوئی سبب ایسا داعی ہو جو آگے ہم بیان کریں گے پھر اگر تناول غذا میں بیچارگی ہو تھوڑی سی غذا تناول کرے بر سبیل ناشتے کے مگر اتنی کم ہو کہ اس کے کھانے سے پیاس نہ لگے رات کو منزل کرے یا دن کو اور اپنی ماندگی اتارنے کی ایسی تدبیر کرے جو باب اعیا میں مذکور ہو چکی ہے اگر خون سے بدن ممتلی ہو یا اور کسی خلط سے چاہیے کہ بعد تنقیہ کے سفر کرے اگر تخمہ میں مبتلا ہو پہلے ایسی تدبیر کرے کہ بھوک پیدا ہو اور سو جائے بعد اس کے سفر کرے مسافر پر واجب ہے کہ رفتہ رفتہ مسافت بڑھائے بس ریاضت عادت سے تھوڑی کرے اور اگر احتیاج جاگنے کی راہ میں پیش نظر ہو تھوڑی تھوڑی عادت جاگنے کی ڈالے اگر تخمیناً یہ بات معلوم ہو کہ آئندہ سفر میں بھوک اور پیاس وغیرہ کی تکلیف ہوگی پہلے سے اس کا خوگر ہو جائے جس غذا کا سفر میں کھانے کا اتفاق ہوگا پہلے سے اس کو اختیار کرے مگر چاہیے کہ غذا ایسی تجویز کرے جو مقدار میں کم اور جزو بدن زیادہ ہو ترکاریاں اور فواکہ اور جو ایسی چیزیں ہیں کہ اخلاط خام پیدا کرتی ہیں ان کو ترک کرے مگر بضرورت معالجہ کے ہو جیسے اگر اس کا خیال ہو کہ آئندہ ان کے کھانے کی ضرورت ہوگی اکثر براہ اضطرار مسافر کو اس بات کا آمادہ رہنا پڑتا ہے کہ بھوک پر صبر کرے تا اینکہ بھوک اس کی کم ہو جائے اس امر پر معین ایسے طعام ہیں جو از قسم کلیجی بھنی ہوئی کے ہوں اور کبھی کلیجی کے کباب مع اور لزوجات اور پگھلائی ہوئی چربی قوی اور روغن بادام اور چربیوں میں گائے کی چربی کہ اس مرکب چیز سے اگر ایک کباب کھائے زمانہ معتدبہ تک بھوک پر صبر کر سکتا ہے بعض اہل تجربہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک رطل روغن بنفشہ اس میں تھوڑا سا موم پگھلا کر بشکل

قیروطی بنائے اور پی جائے دس دن تک بھوک نہ معلوم ہو گی اسی طرح مسافر کو پیاس پر صابر ہونے کی آمادگی درکار ہے پس واجب ہے کہ ان کے ساتھ وہ دوائیں جو پیاس میں تسکین دینے والی ہیں اور ان کا ذکر ہم کتاب ثالث کے باب عطش میں کریں گے موجود رہیں خصوصاً تخم خرفہ تین درم سرکہ کے ساتھ پی جائے اور جن غذاؤں سے پیاس بھڑکتی ہے جیسے مچھلی اور کبر اور نمکین اور میٹھی چیزیں اور کلام میں کمی اور چلنے میں نرمی کرے اگر پانی سرکہ کے ہمراہ پی لے تھوڑا پانی تسکین عطش میں کافی ہو گا جہاں بہت پانی نہ ملے

فصل تیسری حرارت کی حفاظت کا بیان خصوصاً سفر میں اور تدبیر اس شخص کی جو گرمی میں سفر کرے

جو لوگ گرمیوں میں سفر کرتے ہیں وہ بھی اگر اپنے مناسب تدبیر نہ کریں آخر میں یا ضعیف ہو جائیں گے یا ان کے قوئے متحلل ہو جائیں گے پھر ان میں طاقت حرکت کی باقی نہ رہے گی اور پیاس ان پر غالب ہو گی اور کبھی تمازت آفتاب کی دماغ کو مضرت پہنچاتی ہے پس واجب ہے کہ مسافرین کوشش اپنے چھپانے کی دھوپ سے زیادہ کریں اور سینہ کو بھی دھوپ سے زیادہ چھپائیں اور اس پر لعاب اسبغول اور عصارہ تخم خرفہ طلا کریں کبھی مسافرین کو قبل چلنے کے کچھ کھانے کی ضرورت ہوتی ہے مثل جو کے ستو اور شربت فواکہ وغیرہ کے اس لیے کہ اگر وہ سوار ہو جائیں اور پیٹ میں کچھ نہ ہو تحلل ان کو زیادہ ضعیف کرے گا بوجہ نہ ہونے بدل ماتحلل کے بدن میں اس واسطے واجب ہے کہ تھوڑا سا کھالیں ان چیزوں میں سے جن کا ذکر ہم نے کیا اس کے بعد اتنا ٹھہر جائیں کہ غذا معدے سے اتر جائے اور چلتے وقت پیٹ میں نہ ہلے اور واجب ہے کہ اپنے ہمراہ راہ میں روغن گل اور بنفشہ رکھیں کہ اس کو ساعت بساعت اپنے سر پر ملتے رہیں اکثر جس کو آفت گرمی کی سفر میں پہنچی ہے اپنی حالت اصلی پر سرد پانی میں تیرنے سے عود کرتا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ

استعمال سیاحت کا تھوڑا تھوڑا کریں اور رفتہ رفتہ بڑھاتے جائیں اگر لون مارنے کا خوف ہو چاہیے کہ اپنے نتھنوں اور منہ کو عمامہ اور دہان بند سے باندھیں اور مشقت پر صبر کریں اور پہلے سے پیاز دوغ میں ڈال کر پئیں خصوصاً اگر دوغ میں پروردہ کیا ہو یا رات سے بھگویا گیا ہو پیاز کو کھالے اور دہی کو پی لے واجب ہے کہ پیاز قبل دہی میں ڈالنے کے قوی ہو اور اس میں تقطیع زیادہ ہو اور چاہیے کہ روغن بادام اور روغن کدو کا استنشاق کریں روغن تخم کدو پینے سے بطور ہریرے کے لون کی وہ مضرت جس کی آئندہ واقع ہونے کی امید ہو دفع ہوتی ہے اگر کسی شخص کو لون کا صدمہ پہنچے اطراف بدن پر سرد پانی بکثرت ڈالے اور اسی سے اپنے منہ کو دھوئے اور غذا میں سرد تر کاری اختیار کرے اور سر پر سرور روغن چنبیلی روغن گل اور روغن بید سادہ اور عصارہ سرد چیزوں کے جیسے کلفہ وغیرہ اس میں کپڑا تر کرکے سر پر رکھے اور بعد اس کے سائے اور جماع سے پرہیز کرے مچھلی شور اس کو فائدہ کرتی ہے جس وقت اذیت لون کی برطرف ہو جائے پانی میں ملی ہوئی شراب بھی نافع ہے دودھ سے بہتر کوئی اس کی غذا نہیں ہے اگر تپ نہ ہو اور اگر تپ از قسم حمیات یومی ہو دوغ ترش کا استعمال کرے لون مارنے کے بعد اگر پیاس کا غلبہ ہو فقط کلی کرنے پر اکتفا کرے اور سیراب ہو کر پانی نہ پیے ورنہ اسی وقت مر جائے گا بلکہ کلی کرنے پر جرات کرتا رہے اگر بدون پانی پیے ہوئے چارہ نہ ہو جرعہ جرعہ پانی پیے جس وقت اذیت لون میں تسکین اور پیاس کی شدت بھی کم ہو جائے اس وقت پانی پینے سے پہلے روغن گل پی لے اور اس کے بعد پانی پیے تو بہت بہتر ہے خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو صدمہ آفتاب یا ہوا کا پہنچا ہو چاہیے کہ مکان سرد میں بیٹھے اور پاؤں کو سرد پانی سے دھوئے اور اگر پیاس ہو سرد پانی تھوڑا تھوڑا پیے اور غذا سریع الہضم اختیار کرے

فصل چوتھی تدبیر مسافر کے سردی پہنچنے کے بیان میں

مسافروں کو زیادہ سردی میں بھی عظیم خطرہ

ہوتا ہے اگر چہ احتیاط چلنے پھرنے میں کرے پھر بے احتیاطی میں کیا حال ہوگا بہت
سے مسافر جو خوب اوڑھے اور لپیٹے ہوئے بدن کو ایسے کپڑوں سے ہوتے ہیں جو ان کو
میسر ہیں پھر ان کو شدت بردکی اور اس دمہ کی جو شدت برودت سے پیدا ہوتا ہے قتل
کرتی ہے اس طرح سے کہ تشنج اور کزاز اور سکتہ پیدا ہوتا ہے اور اس سے مر جاتا ہے
جیسے کوئی افیون یا یبروج کھا کر مر جائے اگر کوئی اس حال تک نہ پہنچے اور مر نہ جائے
اکثر اس جوع میں مبتلا ہوگا جسے بولیموس کہتے ہیں اس کی تدبیر معالجہ کی جو واجب ہے
ہم نے اپنے مقام میں ذکر کی ہے پہلے سب سے زیادہ ان کو مناسب یہ ہے کہ ان کے
مسامات بند کیے جائیں اور ناک اور منہ اس طرح پر بند کریں کہ اس میں ہوائے سرد
داخل نہ ہونے پائے اور اطراف کو بھی بند کریں جس ترکیب سے ہم آگے ذکر
کریں گے جس وقت مسافر کا ہوائے سرد میں وارد ہو مناسب نہیں ہے کہ جھٹ پٹ
اپنے کو اوڑھنے والی چیزوں میں چھپائے بلکہ بتدریج تھوڑا تھوڑا اوڑھے اور تاپنے کا
استعمال بعجلت جائز نہیں ہے اس کے نزدیک نہ جانا چاہیے اگر بدون تاپنے کے چارہ
نہ ہو اس میں بھی رفتہ رفتہ زیادتی کرنی چاہیے نہایت مناسب وقت اس کے پرہیز کا وہ
ہے جس وقت اس کا ارادہ سرد ہوا میں چلنے کا ہو یہ تدبیرات اس کی ہیں کہ سردی کی وجہ
سے مسافر کے بدن میں سستی اور سقوط قوت پیدا نہ ہو لیکن جس وقت سردی جسم میں
اثر کر جائے ضرور بعجلت استعمال اوڑھنے اور روغن گرم کا خصوصاً جس روغن میں
تریاقیت ہو جیسے روغن سوسن کرنا چاہیے جس وقت مسافر سردی میں اترے اور بھوکا ہو
اور کوئی گرم چیز کھائے اس کی جہت سے ایسی حرارت پیدا ہوگی جیسے حمی عجیبہ مسافروں
کے واسطے چند غذائیں خاص ہیں کہ بروقت برودت کے بکار آمد ہوتی ہیں اور بآسانی
مل سکتی ہیں یہ وہ غذائیں ہیں جن میں لہسن اور جوز اور رائی اور ہینگ داخل ہو اور اگر
اس میں تھوڑا سا مصل یعنی کشک دوغ خشک شدہ داخل کریں لہسن کی بو جاتی رہے گی
جوز اور مسکہ بھی ان کے واسطے بہتر ہے خصوصاً اگر اس کے اوپر شراب خالص پئیں

مسافر کو احتیاج اس بات کی ہے کہ گرسنہ سردی میں سفر نہ کرے بلکہ غذا سے پر ہو کر تھوڑی دیر ٹھہر کرتا کہ غذا پیٹ میں قرار پکڑ لے اور طبخ معدے کی گرمی غذا میں آ جائے بعد اس کے سوار ہو اور چلے ہینگ بھی جس شخص کے بدن میں بوجہ سردی کے بستگی پیدا ہو گرمی پیدا کرتی ہے خصوصاً اگر مسلم شراب میں پڑے پوری مقدار شربت ایک درم ہینگ ایک رطل شراب میں پڑے مسافر کے واسطے چند چیزیں ایسی ہیں کہ اس کے بدن کو تاثیر برودت سے منع کرتی ہیں منجملہ ان کے روغن زیتون وغیرہ ہے لہسن بہت عمدہ چیز ہے واسطے اس شخص کے جس کو برودت ہوا کی پہنچے

فصل پانچویں حفاظ اطراف کی برودت سے

واجب ہے کہ مسافر پہلے اطراف کی مالش کرے تا اینکہ گرم ہو جائیں بعد اس کے روغن گرم طلا کرے جن میں خوشبو ہو جیسے روغن سوسن اور روغن بکائن اور سوسن کا لگانا ان کے واسطے بہت اچھا ہے اگر موجود نہ ہو روغن زیتون کافی ہے خصوصاً جس وقت فلفل عاقر قرحا فربیوں حلتیت جند بیدستر شریک کریں منجملہ ضمادات کے جو حافظ اطراف ہیں یہ ہے کہ ان پر قتہ یعنی بیروزا اور لہسن لگائیں کہ اس سے برودت کی امان حاصل ہوتی ہے اور قطران سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے جائز نہیں ہے کہ موزے اور دستانے اتنے تنگ ہوں کہ اس میں عضو حرکت نہ کر سکے اس لیے کہ حرکت عضو کی ایک سبب ہے برودت کے دفع کرنے کے اسباب میں سے جو عضو تنگ بندھا ہوا ہو اس میں برودت بشدت پہنچتی ہے اگر کسی عضو کو کاغذ سے منڈھ کر بال اور پشم جمائیں پوری حفاظت بردی کی ہو گی جس وقت ہاتھ پاؤں ٹھہر جائیں کہ ان میں حس بوجہ برودت کے باقی نہ رہے اور سکی پیدا نہ ہو اور کوئی تدبیر جدید حفاظت برودت کی کرنے سے یہ بات پیدا نہ ہوئی ہو جاننا چاہیے کہ جس میں بطلان عارض ہوا ہے اور برودت نے بخوبی اپنا عمل کر لیا ہے اب اس کی تدبیر جو ابھی معلوم ہو گی کرنی چاہیے لیکن جس وقت برودت کسی عضو میں ایسا عمل کرے کہ اس کی حرارت غریزی فنا ہو جائے اور جو چیز اس عضو

سے متحلل ہوتی ہے اس میں تخلخل ہو کر بستہ ہو جائے اور عفونت اس میں آجائے بیشتر ایسے وقت حاجت اسی تدبیر کی ہوتی ہے جو باب قروح میں ذکر کی جاتی ہے خصوصاً اکلہ خبیثیہ کے لیکن اگر بعد بعد ضرر پہنچنے برودت کے اگر عفونت نہ پیدا ہوئی ہو بلکہ آمادہ عفونت ہو رہا ہو پس تدبیر صائب یہ ہے کہ اس طرف کو آب شلجم میں خاص کر رکھیں یا اس پانی میں جس میں انجیر جوش دیا ہو اور آب کرنب اور آب ریاحین اور آب شبت اور آب بابونہ یہ سب بہتر ہے اور تر دوغ لطوخ جید ہے اور آب شیح اور آب غام اور ضماد کرنا شلجم کا دوائے جید اور نافع ہے واجب ہے کہ آگ سے پرہیز کرے اور آنچ سے اور فی الحال مشی کرے اور پاؤں اور طرف کو ہلائے اور اس کی ریاضت اور مالش کرے اور روغن ملے اور طلا کرے اس کے بعد انہیں دواؤں سے نطول کرے جن کا ابھی ذکر ہوا **یہ بھی جاننا چاہیے** کہ اطراف کو معلق سردی میں ٹھہرانا کہ ان میں حرکت نہ ہو اور نہ ان سے کچھ ریاضت لی جائے بڑا قوی سبب ہے اطراف میں سردی پہنچنے کا بعض آدمی اطراف کو سرد پانی میں ڈبو دیتے ہیں اس ترکیب سے ایک فائدہ ہوتا ہے گویا کہ اذیت اس کی جہت سے دفع ہوتی جاتی ہے جیسے کوئی سوکھا پھل سرد پانی میں ڈالا جائے اس وقت اس سے ایک سنسناہٹ پیدا ہوتی ہے اور جمد یا خشکی اس سے نکلتی ہے اور اس کی لکیریں یا قاشیں پھول پھول کر درست ہوتی جاتی ہیں پس نرم ہو کر اپنے پورے مقدار پر ہو جاتا ہے اگر یہ پھل آگ کے قریب رکھا جاتا فاسد ہو جاتا دلیل اس بات کی اور بیان اس کا کہ یہ کیوں ہوتا ہے طبیب اس کا محتاج نہیں ہے بلکہ حکیم طبعی اس کو دریافت کر سکتا ہے لیکن جس وقت طرف سردی پہنچا ہوا تیرہ ہونے لگے پچھنے لگاتا ضرور ہے اور خون اس سے نکال ڈالنا چاہیے لیکن جس عضو میں پچھنے لگائے جائیں گرم پانی کے اندر رہے تاکہ خون پچھنوں کے منہ پر جم نہ جائے اور نکلنا موقوف نہ ہو بلکہ بعد پچھنے لگانے کے اسی طرح چھوڑ دینا چاہیے تا اینکہ خود بخود نکلنا خون کا موقوف ہو اس کے بعد گل ارمنی اور سرکہ ملا کر اس مقام پر لگا دینا چاہیے کہ

اس سے اس مقام میں فساد پیدا نہیں ہوتا اور قطران ابتداء اور اخیر دونوں وقت فائدہ کرتا ہے اگر تیرگی سے بڑھکر رنگ عضو کا سیاہی یا سبزی کی طرف پہنچ جائے ھر کسی چیز کا استعمال بدون گرا دینے اس مقدار کے جو بہت جلد متعفن ہوتا جاتا ہے جائز نہیں ہے تا کہ مقدار صحیح جو قریب ہے اسے متعفن نہ کرے اور عفونت دوڑ نہ جائے بلکہ اس وقت وہی تدبیر کرنی چاہیے جو خراب زخم کے باب میں کہی گئی

فصل چھٹی حفاظت رنگ کرنے کا بیان سفر میں

چہرے پر بالزوجت اور چپکنے والی چیز جیسے لعاب اسبغول یا لعاب خرفہ طلا کرنا چاہیے یا کتیرا پانی میں گھول کر یا گوند سپیدی بیضہ مرغ یا نشاستہ خواہ مائدہ پانی میں بھیگا ہو یا وہ قرص جسے اقریطن نے تجویز کیا ہے اور قرابا دین میں مذکور ہوگا لیکن اگر چہرے کی جلد بجہت ہو یا برودت یا تمازت آفتاب کے شق ہو جائے اس کی تدبیر کتاب الزنیت میں تلاش کرنی چاہیے

فصل ساتویں مختلف پانی کی مضرت سے حفاظت کا بیان

نئے نئے مقامات کے پانی پینے سے اکثر مسافرین کو وہ امراض عارض ہوتے ہیں جو بوجہ اختلاف غذاؤں کے نہیں پیدا ہوتے پس واجب ہے کہ اس کی رعایت نگریں اور پانی کی مضرت کا تدارک کرتے رہیں ایک تدبیر یہ ہے کہ اس کو خوب صاف کریں اور ٹپکائیں سنگریزوں سے اور اس کو جوش دیں جیسا ہم نے بیان کیا اور اس کا سبب بھی ہم بیان کر چکے اور اس ذریعہ سے جیسا فصل سولھویں جملہ اول تعلیم دوم فن دوم میں بیان ہوا خالص پانی آمیزش سے الگ ہو جاتا ہے اکثر یہ ترکیبیں بذریعہ تقطیر اور تصعید پانے کے قرع انبیق وغیرہ میں کی جاتی ہیں کبھی اولی بتی بنا کر دو برتن رکھتے ہیں اور ایک میں پانی بھر دیتے ہیں اور اس میں بتی ڈال کر دوسرا سرا بتی کا خالی برتن میں ڈالتے ہیں پانی صاف ہو کر دوسرے برتن میں ٹپکتا ہے یہ ترکیب بہ نسبت پہلی ترکیب کے اچھی ہے خصوصاً اگر مکرر ٹپکایا جائے اسی طرح اگر انی

تلخ یا برا پکایا جائے اور بروقت جوش آنے کے سیاہ مٹی اور پشمی ٹکڑا مثل نمدے وغیرہ کے اس میں ڈالیں بعد اس کے پانی اس سے نچوڑیں یہ طریقہ بتی کے ٹپکانے سے بہتر ہے اسی طرح سے متھنا پانی کا سیاہ مٹی ایسی ڈال کر جس میں کوئی کیفیت ردی نہ ہو خصوصاً دھوپ کا اثر پہنچی ہوئی مٹی جو سوکھ گئی ہو بعد اس کے پانی کو نتھار لینا اس کے فساد کو دور کر دیتا ہے شراب کے ہمراہ پانی پینے سے بھی فساد اس کا باطل ہوتا ہے اگر اس قسم کا فساد ہو جو نفوذ میں پانی کی کمی ہوگئی ہو ایضاً اگر پانی کم ہو اور نہ ملتا ہو سرکہ ملا کر پینا چاہیے خصوصاً گرمیوں میں اس سے زیادہ پینے پانی کی خواہش مٹ جاتی ہے شور پانی میں سرکہ اور سکنجبین ملا کر پینا چاہیے اور اس میں خرنوب اور حب آلاس اور زعرور یعنی جنگلی سیب بھی شریک کرنا چاہیے جو پانی برا اور متعفن ہو جائے اس پر ایسی چیز پینی چاہیے جو ملین ہو اور اس پر شراب پینا بھی نافع ہو تلخ پانی پر چکنی اور میٹھی چیزیں استعمال کرنا چاہیے اور جلاب اس میں ملانا چاہیے اس سے پہلے آب نخود پی لینا چاہیے بعضوں نے کہا ہے کہ مثل اس کے اور جو چیز تلخ پانی کے ضرر کو دفع کرے استعمال کرنی چاہیے اسی طرح چنے چبانا بھی مفید ہے جو پانی گڑھے وغیرہ میں ٹھہرا ہو اور اس میں بوئے بد آ گئی ہو گرم غذا کھانی اس کے ساتھ مناسب نہیں ہے قابض چیزیں سردفواکہ یا ترکاری کا استعمال اس کے ساتھ کرنا چاہیے جیسے سیب اور بہ اور ریباس وغیرہ جو پانی غلیظ اور مکدر ہو گیا ہو اس کے پینے کے بعد لہسن کا استعمال ضرور ہے اور پھٹکری بھی ایسے پانی کو صاف کر دیتی ہے مختلف پانیوں کا فساد پیاز سے برطرف ہو جاتا ہے اس لیے کہ پیاز اس کا تریاق ہے خصوصاً پیاز اور لہسن شریک کر کے اور سرد چیزوں میں کاہو بھی مختلف پانی کے فساد کو دفع کر دیتا ہے ایک عمدہ تدبیر ایسے مسافر کو جس کو مختلف مقامات کے پانی پینے کی ضرورت پڑے یہ ہے کہ اپنے شہر یا گاؤں سے جب چلے تھوڑا سا پانی اپنے ساتھ لے لے اور جہاں دوسرا پانی ملے اس میں ملاتا ہوا اور پیتا ہوا سفر کرے تا اینکہ اپنے منزل مقصود کو پہنچ جائے پھر اس کو اختلاف سے پانی کے مضرت

نہ پہنچے گی اسی طرح اگر اپنے شہر سے تھوڑی سی تر مٹی لے کر جہاں پانی ملے اس میں خوب سا ہلائے اور نتھرا ہوا پانی پئے واجب ہے کہ پانی سامنے سے پیے تا کہ جونک وغیرہ نہ پی جائے اور بوجہ غلاظت پانی کے معلوم نہ ہو اور سوکھی گھانس جس کی تاثیر فاسد ہوا س کی بھی تمیز ہو جائے ترش ربوب سفر میں ہمراہ رکھا تا کہ ہر ایک مختلف قسم کے پانی میں ملا دیں عمدہ تدبیر ہے

فصل آٹھویں دریا کے مسافروں کی تدبیر کا بیان جہاز وغیرہ کی سواری میں مسافر کو کبھی دوران سر اور متلی اور قے عارض ہوتی ہے اور یہ باتیں اوائل سفر میں پیدا ہوتی ہیں بعد اس کے خود بخود طبیعت ٹھہر جاتی ہے اور تسکین پیدا ہوتی ہے واجب ہے کہ اپنے متلی اور قے پر حبس کرنے میں اصرار نہ کرے بلکہ اس کو بحال خود چھوڑ دے اگر قے میں افراط ہوا س وقت البتہ بند کر دینا چاہیے مسافر کی طبیعت کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ اس کو جہاز وغیرہ پر قے عارض نہ ہو کچھ مقام خوف نہیں ہے تدبیر اس کی یہ ہے کہ سیب اور انار اور ربہ وغیرہ کا استعمال کرے اور اگر شیرہ تخم کرفس یا خیسانده پیے متلی کے ہیجان کو منع کرتا ہے اور اگر متلی کی شدت ہوا س میں تسکین پیدا کرتا ہے افسنتین کا بھی یہی خاصہ ہے ترش چیزیں جو فم معدہ کو قوت دیں اور بخارات کے سر تک اٹھنے کو منع کریں ان کی غذائے مناسب یہ ہے جیسے مسور ہمراہ سر کہ اور انگور ترش اور تھوڑا سا فودنج اور حاشا کے شراب ریحانی ہے یا سرد پانی میں روٹی بھگو کر کھانا بھی فائدہ دیتا ہے حاشا بھی تنہا مفید ہے نتھنے کے اندر سفیدہ ملنا متلی اور قے کے روکنے کے واسطے بہت مفید ہے **فن چوتھا بیان میں اقسام وجوہ معالجات کے بحسب امراض کلی کے** اور اس میں اکتیس فصلیں ہیں **فصل پہلی بیان عام معالجہ کا** علاج تین باتوں سے تمام ہوتا ہے پہلی تدبیر اور غذا دوسری دواؤں کا استعمال کرنا تیسری اعمال دستکاری کی تدبیر سے ہماری مراد یہ ہے کہ اسباب ستہ

ضروریہ جس میں غذا بھی داخل ہے ان میں تصرف کرنا تدبیر کے احکام بنظر کیفیت کے مثل احکام دوا کے ہیں لیکن غذا کے احکام بنظر مقدار کے خاص ہیں کہ وہ دواؤں میں نہیں پائے جاتے اس لیے کہ غذا کبھی بالکل متروک کرانی چاہیے اور کبھی کم کرائی جاتی ہے کبھی مقدار معتدل پر دی جاتی ہے اور کبھی بڑھائی جاتی ہے ترک غذا کا اسی وقت ہوتا ہے جس وقت طبیعت کا قصد ہو کہ طبیعت مریض نضج اخلاط پر مشغول ہو اور کمی اس وقت ہوتی ہے کہ باوجود اس غرض کے مریض کی قوت کی بھی حفاظت رہے پس جتنی مقدار دی جاتی ہے بنظر بقائے قوت ہوتی ہے اور کمی جتنی کی جاتی ہے اس میں رعایت نضج مادہ کی ہوتی ہے یعنی اگر غذا کثیرہ دی جائے طبعیت اس کے ہضم کرنے میں مصروف ہو کر نضج مادہ سے کوتاہی کرتی ہے پھر ان دونوں میں جو زیادہ اہم ہوتا ہے اس کی رعایت مقدم کی جاتی ہے اگر قوت زیادہ ضعیف ہو اس کی تدبیر مقدم ہو گی اور اگر مرض زیادہ قوی ہو اسی کی تدبیر مقدم کی جائے گی غذا میں تقلیل دو جہت سے ہوتی ہے مقدار میں بھی کم کی جاتی ہے اور کیفیت میں بھی تقلیل ہوتی ہے ہم اپنی تجویز سے دونوں صورتوں کو ملا کر ایک تیسری قسم پیدا کرتے ہیں فرق مقدار میں کمی اور کیفیت کی کمی کا یہ ہے کہ بعض غذا مقدار میں زیادہ ہوتی ہے اور کیفیت میں کم ہوتی ہے یعنی جزو بدن کم ہوتی ہے جیسے ترکاری اور فواکہ جو شخص ان کے مقدار زیادہ استعمال کرے باوجود زیادتی کمیت کے اغتذا کی کم حاصل ہو گی اور بعض غذا ایسی ہے کہ مقدار میں کم ہوتی ہے اور جزو بدن زیادہ ہوتی ہے جیسے انڈا اور مرغ کے خصیے ہم کو کبھی حاجت اس بات کی ہوتی ہے کہ غذا کی کیفیت میں کمی کریں اور مقدار میں زیادتی یہ احتیاج اس وقت ہے کہ اشتہا مریض پر غالب ہو اد خام اخلاط رگوں میں بھرے ہوں پس واسطے تسکین اشتہا کے معدے کو غذا سے بھر دیتے ہیں اور چونکہ اس غذا میں تغذیہ کم ہوتا ہے بعد ہضم کے بہت کم حصہ اس غذا سے رگوں میں پہنچتا ہے جو اخلاط میں زیادتی پیدا کرے اسی وجہ سے اخلاط موجودہ کا نضج ہوا کرتا ہے اس میں کسی طرح کا ہرج نہیں ہوتا

ہے سوائے اس کے اور بھی بہت سے اغراض ہیں اور جس وقت اس کی حاجت ہو کہ غذا کی کیفیت زیادہ ہو اور کمیت کم ہو مثلاً ہم چاہیں کہ قوت مریض کی بڑھائیں اور معدے میں مقدار کثیر غذا کے ہضم کرنے کی طاقت نہ ہو اس وقت غذائے قلیل المقدار جو کثیر الکیفیت ہو کھلاتے ہیں اکثر تکلیف تقلیل غذا کی مریض کو ہم اس وقت دیتے ہیں خواہ مطلق تغذیہ موقوف کرتے ہیں جس وقت علاج امراض حادہ کا کرتے ہیں امراض مزمنہ میں بھی تقلیل غذا کی کرتے ہیں مگر بہ نسبت امراض حادہ کے بہت کم اس واسطے کہ توجہ ہمارا علاج میں امراض مزمنہ کی بطرف بقائے قوت کے زیادہ ہوتا ہے اس سبب سے کہ ان کا بحران اور منتہا دور رہوتا ہے اگر قوت کی حفاظت نہ کی جائے تاوقت بحران ثابت نہ رہے گی اور جس مادہ کا نضج مدت طولانی چاہتا ہے اس کے نضج میں قوت وفا نہ کرے گی امراض حادہ میں چونکہ بحران قریب ہوتا ہے اور ہم کو امید ہوتی ہے کہ قبل انتہائے امراض کے قوت زائل نہ ہوگی اس سے تقلیل غذا کی جائز رکھتے ہیں اگر زوال قوت کا امراض حادہ میں بھی خوف ہو زیادہ اہتمام تقلیل غذا میں نہ کریں گے اور جس قدر مرض قریب زمانہ ابتدا کے ہو اور اعراض میں سکون ہو غذا بخوبی واسطے زیادہ کرنے قوت کے دیتے ہیں اور جس وقت مرض کا زمانہ شروع ہو اور امراض میں زیادتی پیدا ہو غذا کی تقلیل کرتے ہیں باعتماد تدبیر سابق کے اور بخیال اس بات کے کہ قوت کو وقت مجاہدہ مرض کے دوطرف متوجہ ہونے کا بوجھ نہ پڑے اور بروقت منتہا کے تلطیف تدبیر زیادہ کی جاتی ہے اور جس قدر مرض میں حدت زیادہ ہو اور بحران اس کا قریب تر ہو تدبیر میں تلطیف زیادہ ہوگی مگر ایسے اسباب مخصوص پیدا ہوں گے جو تلطیف تدبیر کے مانع ہوں جن کا ذکر امراض جزئیہ میں کیا جائے گا غذا کو بنظر جزو بدن ہونے کے دو فضیلتیں اور ہیں اول سرعت نفوذ یعنی بہت جلد ہضم ہو جانا جیسے شراب دوسری بطوء نفوذ یعنی بدیر ہضم ہونا جیسے بھنی ہوئی چیزیں اور قلیہ اور ایک یہ بھی کیفیت غذا کی ہے کہ کسی غذا سے خون غلیظ پیدا ہوتا ہے اور چپکتا ہوا جیسے سور کے

گوشت سے خون پیدا ہو یا گوشت بچہ گاؤ سے اور کبھی کسی غذا سے رقیق پیدا ہوتا ہے اور بہت جلد اس میں تحلل عارض ہوتا ہے جیسے وہ خون جو شراب اور راجیر سے پیدا ہو ہم کو احتیاج سریع النفوذ اور نفوذ غذا کی اس وقت ہوتی ہے جس وقت تدارک سقوط قوت حیوانیہ کا ہم کو منظور ہو اور اس کا خبر دار کرنا مطلوب ہو اور مدت اور قوت اتنی وفا نہ کرے کہ غذائے بطی الہضم استعمال کی جائے اور غذائے سریع الہضم سے ہم اس وقت پرہیز کرتے ہیں اگر پہلے سریع الہضم غذا کھا چکا پس اس کا خوف ہو کہ دونوں غذائیں مل کر وہ اضطراب ہضم پیدا کریں جس کا بیان فصل پندرھویں جملہ تعلیم دوسری فن دوسرے میں ہو چکا ہے اور غذائے غلیظ بطی النفوذ سے مریض کو ہم اس وقت بچاتے ہیں جب خوف سدے پڑنے کا ہو مگر ہم غذائے قوی جو بطی الہضم ہو اس شخص کے واسطے اختیار کرتے ہیں جس کا قوی کرنا اور اس کو آمادہ بریاضات کرنا مطلوب ہو غذائے کمزور اس کے واسطے تجویز کرتے ہیں جس کے مسام میں تکاثف بہت جلد ہو جاتا ہے **معاجلہ دوائی** کے تین قاعدے ہیں اول دوا کی کیفیت کا اختیار کرنا یعنی اس کی حرارت اور برودت اور رطوبت اور یبوست کو اختیار کرنا دوسرا قاعدہ دوا کے مقدار کا اختیار کرنا اور اس قاعدے کی تقسیم بطرف وزن دوا اور اندازہ کیفیت دوا یعنی درجات اس کے حرارت اور برودت کی طرف ہوتی ہے تیسرا قاعدہ ترتیب وقت دوا کا اختیار کیفیت دوا کا قاعدہ علی الاطلاق اسی طرح سے دریافت ہوتا ہے جب قسم مرض پر آگاہی ہو جس وقت کیفیت مرض پہنچانی جائے واجب ہے کہ دوا مخالف کیفیت مرض کے اختیار کریں اس لیے کہ علاج مرض کا بالضد ہوتا ہے اور حفظ صحت بالمثل کے کیا جاتا ہے اندازہ مقدار دوا کا دو طرح سے ہوتا ہے اول بطریق حدث صناعی بنظر طبیعت عضو کے یعنی طبیب کو کرتے کرتے ایک مشق ایسی بہم پہنچتی ہے کہ طبیعت عضو جس قدر وزن دوا کو متحمل ہے فوراً بلا فکر پہچان لیتا ہے دوسرے مقدار مرض سے بھی مقدار دوا کی کی جاتی ہے اور جن چیزوں سے موافقت اور مناسبت دوا کی

اس واسطے اعضا کے معلوم ہوتی ہے وہ جنس اور سن اور عادت اور بلد اور صناعت اور قوت اور سحنہ ہے شناخت طبیعت عضو کی چار چیزوں کی شناخت پر موقوف ہے مزاج عضو کا اور اس کی خلقت اور اس کی وضع بہ نسبت قرب اور بعد کے معدن غذا یعنی معدے سے اور اس کی قوت مزاج عضو کا اصلی جس وقت پہچانا جائے بعد اس کے جو مزاج بوجہ مرض کے عارض ہوا ہے وہ بھی پہچانا جائے حدث صناعی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا مزاج عارضی مزاج طبعی سے کتنا بعید ہے بعد اس کے جتنے مقدار کی دوا اس کے مناسب ہے وہ بھی دریافت ہو سکتی ہے مثلاً کسی عضو کا مزاج اصلی حالت کا بارد ہو اور مزاج عارضی مرض کا گرم پیدا ہو اس مزاج کو مزاج اصلی سے نہایت بعد ہے پس اس کو حاجت زیادہ تبرید کی ہو گی اور اگر دونوں مزاج اصلی اور عارضی حار ہوں اس میں فقط تبرید خفیف کی ضرورت ہو گی خلقت عضو کی شناخت اس کو ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ خلقت کتنی معنوں پر استعمال کی جاتی ہے اور کون کون سی چیز خلقت میں داخل ہے اس بات کو فصل پہلی تعلیم پانچویں فن اول میں دیکھنا چاہیے بعد اس کے یہ جاننا چاہیے کہ بعض اعضا اپنی خلقت میں ایسے ہیں کہ ان کے منافذ داخلی یا خارجی کسی شے کے جانے آنے کو بسہولت قبول کرتے ہیں اس عضو کا فضلہ دوائے معتدل اور لطیف سے دفع ہو سکتا ہے اور جو عضو ایسے نہیں ہیں اس کے دفع فضول میں دوائے قوی کی حاجت ہے اسی طرح سے بعض اعضا متخلخل ہیں اور بعض متکاثف اور سخت ہیں متخلخل میں لطیف دوا کافی ہے اور کثیف عضو میں بے استعمال دوائے قوی کے کچھ اثر نہیں ہوتا اکثر وہی اعضا محتاج دوائے قوی کے ہیں جن میں تجویف نہیں ہے جانب اندرونی اور بیرونی میں اور نہ اس کے واسطے فضائے وسیع ہے دونوں جانبوں میں لیکن وہ عضو سخت اور کثیف ہے جیسے گردہ اس کے بعد وہ عضو جس کے دو جانبوں میں تجویف ہے وہ کمزور ہے جیسے ریہ وضع عضو سے اس طرح پر شناخت ہوتی ہے کہ چونکہ وضع جیسا اوپر معلوم ہو چکا ہے دو باتوں کا مقتضی ہے پہلی مقام خاص اس عضو کا دوسری مشارکت

اس کی باعتبار قرب اور بعد کے دوسرے عضو سے مشارکت کے جاننے سے جو فائدہ اختیاری معالج کو حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس عضو کی ذا کا جذب کرنا اور کسی دوسرے مخرج کی طرف نکالنا یا کسی دوسرے عضو مشارکت کی طرف سے غذا کو بطرف اس عضو کے لانا مثال اس کی یہ ہے اگر مادہ کسی مرض کا محدب جگر میں ہو طبیب اس کے جذب کی تدبیر بذریعہ مدارات کے کرے گا تاکہ اس کا استفراغ بذریعہ بول کے ہو جائے اور اگر مادہ مقعر جگر میں ہو اس کا استفراغ بذریعہ اسہال کے کرنا چاہیے پہلی صورت میں استفراغ مادہ کا بذریعہ بول کے اس واسطے مناسب ہے کہ محدب جگر کو مشارکت اعضائے بول سے ہے دوسری صورت میں استفراغ مادہ کا بذریعہ اسہال اس لیے مناسب ہے کہ مقعر جگر کو مشارکت امعاء سے ہے مقام خاص عضو کے جاننے سے فائدہ تین طرح کا ہوتا ہے اول بجہت قرب اور بعد کے مثلاً اگر کوئی عضو قریب منفذ دوا کے ہو مثل معدے کے اثر دوائے معتدل کا بھی تھوڑے زمانے میں اس تک پہنچے گا اور اگر منفذ دوا سے دور ہو جیسے ریہ اس عضو تک پہنچتے پہنچتے قوت دوائے معتدل کی فاسد ہو جائے گی اس لیے ایسے عضو کی تدبیر میں دوائے قوی کے استعمال کی حاجت ہے جو عضو قریب ہے اور اس تک اثر دوا کا بآسانی پہنچتا ہے اس وقت واجب ہے کہ قوت دوا کی ضد مقابل قوت مرض کے ہو اور اگر اثر دوا کا عضو بدیر پہنچتا ہے اور وہ عضو ایسا کثیف ہے کہ جس دوا میں قوت غائصہ قوی ہو اسی کا اثر اس تک پہنچے گا ایسی صورت میں دوا میں بہ نسبت قوت مرض کے اثر زیادہ درکار ہے جس طرح عرق النساء وغیرہ کے ضمادات کی کیفیت ہے دوسری وجہ عضو کی مقام خاص جاننے کی یہ ہے کہ مقام خاص کے جاننے سے یہ بھی فائدہ ہوتا ہے اور اس کی بھی شناخت ہوتی ہے کہ اس دوا میں کیا چیز شریک کی جائے تاکہ اثر دوا کا اس عضو تک جلد پہنچے جیسے اعضائے بول کی دوا میں مدرات اور قلب کی دوا میں زعفران تیسری وجہ یہ ہے کہ جس وقت عضو کا مقام خاص معلوم ہوتا ہے کہ اس عضو تک دوا کس راہ سے پہنچے گی مثلاً اگر ہم کو معلوم ہو

کہ قرحہ نیچے کی آنتوں میں ہے دوا بذریعہ حقنہ کے پہنچائیں گے اگر یہ جانا جائے کہ قرحہ اوپر کی آنتوں میں ہے مشروبات سے تدبیر کریں گے کبھی مقام خاص اور مشارکت عضو دونوں سے ساتھ ہی فائدہ ہوتا ہے یہ اس وقت ہے کہ ہم تدبیر کریں جس وقت کہ مادہ بالکل عضو خاص میں گر چکا ہو باہم تدبیر کریں اور مادہ ابھی گرتا ہو اس لیے کہ مادہ ابھی گر رہا ہے اس کو مقام انصباب سے بعد رعایت کرنے چار شرطوں کے ہم جذب کر لیں گے پہلی رعایت مخالفت جہت کی کہ اگر داہنی طرف گرتا ہو بائیں طرف جذب کریں گے یا اوپر کی طرف گرتا ہو نیچے کی طرف جذب کریں گے دوسری رعایت عضو مشارک کی جیسے خون حیض بند کیا جاتا ہے پستان پر پچھنے لگانے سے بوجہ مشارکت پستان کے واسطے رحم کے جیسا باب تشریح میں گزرا تیسری رعایت محاذات کی جیسے امراض جگر میں داہنے ہاتھ کی باسلیق کھولی جاتی ہے یا امراض طحال میں بائیں ہاتھ کی باسلیق چوتھی رعایت مادے کے دور گرانے کی تاکہ جس عضو کی طرف جذب کر کے مادہ کو لے جائے قریب اس عضو کے نہ ہو جس عضو سے مادہ کو جذب کیا ہے لیکن اگر مادہ بالکل گر چکا ہے اس وقت مقام خاص اور مشارکت دونوں کا فائدہ ساتھ ہی ہوتا ہے اس طرح سے کہ باہم اس مادہ کو اسی عضو خاص سے جذب کر لیں یا اس کو عضو قریب مشارک کی طرف نقل کر کے وہاں سے نکالیں جیسے فصد صافن کی امراض رحم میں یا فصد اس رگ کی جو زیر زبان ہے ورم لوزتین میں اگر معالج کا قصد ہو کہ جذب مادہ کا بطرف مخالف کے کرے پہلے درد میں عضو کی تسکین پیدا کر دے اس کے بعد دیکھے کہ بروقت جذب کرنے مادہ کے اس مادہ کا گزر کسی عضو رئیس تک ہے یا نہیں قوت عضو کی شناخت سے تین طرح کا فائدہ ہوتا ہے پہلی رعایت اس بات کی کہ عضو رئیس اور مبدء ہے اس لیے کہ ہم اعضائے رئیسہ پر قوی دوائیوں کے استعمال کی جرات تا امکان نہیں کرتے اس خوف سے کہ اگر اذیت دوا کی عضو رئیس تک پہنچے گی تمام بدن میں اس کا ضرر عام ہو گا اسی واسطے دماغ اور جگر سے استفراغ مادہ کا دفعۃ

واحد میں نہیں کرتے اور نہ ان کی تبرید شدید کرتے ہیں اگر جگر پر ضماد ادویہ محللہ کا کرتے ہیں اس میں کچھ دوائیں قابض خوشبو واسطے حفظ قوت کے ضرور شریک کرتے ہیں اسی طرح جو مشروبات بغرض مذکور استعمال کرتے ہیں ان میں بھی اس کی رعایت ملحوظ رہتی ہے اس رعایت میں سب سے زیادہ مقدم قلب ہے اس کے بعد دماغ اس کے بعد جگر دوسرا فائدہ مراعات فعل شارک عضو کا ہے اگرچہ وہ عضو رئیس نہ ہو جیسے معدہ اور ریہ اسی واسطے کسی تپ میں بروقت ضعف معدہ کے بہت سرد پانی نہیں پلاتے

یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ استعمال ادویہ مرنیہ کا اعضائے رئیس میں اور جو اعضا کہ بعد اعضائے رئیس کے مثل اعضائے رئیس کے ہیں زیادہ تر باعث کوتاہی حیات ہے تیسرا فائدہ مراعات اس بات کی کہ وہ عضو ذکی الحس ہے یا حس میں کند ہے پس جو اعضا کہ ذکی الحس اور عصباتی ہیں واجب ہے کہ ان میں استعمال ایسی دواؤں کا جو ردی الکیف اور لذاع اور موذی ہوں مثل تیوعات یعنی وہ گھانس جس کے کاٹنے سے دودھ نکلے وغیرہ کے نہ کریں اور تا امکان ان اعضاؤں کو ایسی دواؤں سے بچائیں جن دواؤں کے استعمال سے اجتناب چاہیے تین قسم کی ہیں محللات اور مبردات قوی جیسے افیون اور وہ دوائیں جن میں کیفیات مخالف ہیں مثل زرنگار اور سفیداب قلعی یعنی اسفیداج اور نحاس سوخت وغیرہ یہ سب بیان بتفصیل اختیار دوا کا بسبب طبیعت عضو کے تھا اب بہ اعتبار مقدار مرض کے دیکھنا چاہیے جس مرض کی مقدار حرارت ارضی شدید ہو اس میں حاجت حرارت بجھانے کی نہایت بارد دوا سے ہوتی ہے اور جس مرض کی مقدار برودت ارضی شدید ہو اس سے زیادہ تسخین کی ضرورت ہوتی ہے اگر حرارت اور برودت میں قوت نہ ہو کم قوت دوا پر اکتفا کریں گے وقت مرض سے اس طرح پر شناخت ہوتی ہے پہچاننا چاہیے کہ مرض کا کونسا زمانہ ہے مثلاً اگر ورم کا زمانہ ابتدائی ہو فقط دوائے رادع کا استعمال کریں گے اور اگر زمانہ منتہا کو پہنچا ہو فقط دوائے محلل کا استعمال کریں گے اور درمیان زمانہ ابتدا اور انتہا کے ہو

رادع اور محلل دونوں کو ملا کر استعمال کریں گے اگر مرض حار ہو زمانہ ابتدا میں تدبیر باعتدال کریں گے اور اگر ایسا مرض منتہا کو پہنچے تلطیف تدبیر میں مبالغہ کریں گے اور اگر مرض مزمن ہو ابتدا میں اتنی بھی تلطیف نہ کریں گے اور بروقت منتہا کے تدبیر معتدل کریں گے علاوہ یہ ہے کہ اکثر امراض مزمنہ سوائے حمیات کے فقط تدبیر لطیف سے زائل ہو جاتے ہیں ایضاً اگر اور مرض کا مادہ کثیر ہو اور ہیجان مادہ میں زیادہ ہو ابتدا میں بدون انتظار نضج کے استفراغ کریں اگر مقدار مادہ کی معتدل ہو اور ہیجان بھی زیادہ نہ ہو پہلے نضج کرلیں گے بعد اس کے استفراغ کریں گے جن چیزوں سے بوجہ ان کی مناسبت کے حالات مرض پر بحث کرتے ہیں ان کی شناخت آسان ہے منجملہ ان کے ہوا ایسی چیز ہے کہ اس کی رعایت مقدم ہے اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ ہوا دوا کی معین ہے یا مرض کی یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ جن امراض میں اندیشہ زیادہ ہو اور تدبیر واجب میں تاخیر ہونے سے یا اس میں کمی کرنے سے قوت سے بےخوفی نہ ہو ایسے امراض میں واجب ہے کہ قوی علاج سے ابتدا کی جائے اور جو امراض ایسے نہ ہوں ان میں رفتہ رفتہ علاج قوی کا استعمال کرنا چاہیے اگر دوائے سبک کافی نہ ہو معالج پر واجب ہے کہ تدبیر صائب سے جدا نہ ہو اگرچہ تدبیر صائب کی دیر میں پیدا ہوتی ہو یعنی ظہور تاثیر میں اگر تاخیر ہو بشرطیکہ تدبیر صائب ہو اسے ترک نہ کرنا چاہیے اور تدبیر غلط پر گو ضرر اس کا ظاہر نہ ہو قائم نہ رہنا چاہیے اور باایں ہمہ علاج واحد پر دوائے واحد سے اکتفا نہ کرنی چاہیے بلکہ ایک ہی قسم کا علاج دوائیں بدل بدل کر کرنا چاہیے اس لئے کہ جس دوا کی طبیعت کو خوگری ہو جاتی ہے اس کا اثر قبول نہیں کرتی ہے اور ہر ایک بدن بلکہ ہر ایک عضو بدن کو ایک وقت کسی دوا کے اثر قبول کرنے کی خصوصیت ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت دوسری دوا کا اثر ایسا پیدا نہیں ہوتا اگر مرض کے پہچاننے میں اشکال ہو طبیعت پر چھوڑ دینا چاہیے اور علاج میں عجلت نہ کرنی چاہیے پس طبیعت یا مرض پر غالب آئے گی یا مرض بخوبی ظاہر ہو گا اگر مرض کسی کے ہمراہ درد یا مدد کی

کھٹمک یا سبب درد کا جیسے ضربہ وسقطہ مجتمع ہو تسکین درد سے علاج شروع کرنا چاہیے اگر احتیاج استعمال مخدرات کی ہو خشخاش سیاہ سے زیادہ مخدر دوا استعمال نہ کی جائے اس لئے کہ یہ دوا مالوف ہے اور کھانے میں بھی آتی ہے اگر کسی عضو میں حس زیادہ ہو اس کے علاج میں ایسی غذا جس سے خون غلیظ پیدا ہو کھلانی چاہیے اور اگر خوف زیادہ تبرید کا نہ ہو غذائے بارد مثل کاہو وغیرہ کے جائز ہے اور **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ معالجات جیدہ میں سے جو اکثر بے ضرر نافع ہوتے ہیں اعانت چاہنا ان چیزوں سے جو قوائے نفسانی اور حیات کو قوی کریں جیسے فرحت اور ملاقات اس شخص کی جس سے مریض مانوس ہو اور بالتزام موجودگی اس شخص کی جس کے موجود رہنے سے مریض مسرور رہو اور اکثر بالتزام موجودگی ان لوگوں کی جو محتشم اور بزرگ ہوں خواہ اس شخص کی جس سے مریض کو حیا دامنگیر ہو یہی نفع کرتی ہے اور جن چیزوں سے مریض کو ضرر پہنچتا ہے اس کی مضرت کو باز رکھتی ہے قریب اس کے یہ بھی معالجہ ہے کہ مریض کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں لے جائیں اور ایک ہوا سے دوسری ہوا میں پہنچائیں اور ایک ہیات سے دوسری ہیات بدل دیں اور بتکلف ایسی ہیات اور حرکات پیدا کریں جن سے ہیات کسی عضو کی درست ہو جائے اور وہ ہیات بتکلف بنی ہوئی بمنزلہ مزاج اصلی کے ہو جائے جیسے لڑکے کو جو احول یعنی بھنگا ہو تکلیف دی جاتی ہے کہ چمکتی ہوئی چیز کو تیز نظر سے دیکھے یا صاحب لقوہ کو آئینہ چینی کے دیکھنے کی تکلیف دی جاتی ہے کہ آئینہ چینی کی طرف دیکھے پس یہ دونوں تدبیریں احول کی آنکھ اور صاحب لقوہ کے چہرے کو بتکلف درست کر دیتی ہیں اس واسطے کہ احول اپنی آنکھ کو بتکلف چمکتی ہوئی چیز کے دیکھنے پر قائم کرتا ہے اور صاحب لقوہ اپنے چہرے کو بھی اسی طرح درست کرتا ہے پس اکثر دونوں درست ہو جاتے ہیں منجملہ ان قواعد کے جن کا حفظ ضرور ہے یہ بھی ضرور ہے کہ معالجات قوی کا استعمال فضول قوی میں تا امکان ترک کرنا چاہیے جیسے اسہال قوی اور داغ دینا اور ربط یعنی چاک کرنا اور قے

حمائے غب کا استفراغ بجہت غلبہ صفرا کے سقونیا سے اگر سبب مرض کا حرارت اور برودت میں مشتبہ ہو اور ارادہ یہ ہو کہ تجربہ سے دریافت کریں چاہیے کہ قوی دوا سے تجربہ نہ کیا جائے ورنہ جو تاثیر دوائے قوی سے کیفیت بالعرض پیدا ہوگی اصلی سبب کے پہچاننے میں دھوکا کھائے گا یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ تبرید اور تسخین دونوں کی زیادتی کا ضرر یکساں ہے مگر اندیشہ تبرید کی زیادتی میں زیادہ ہے اس لئے کہ حرارت طبیعت کے مناسب ہے اور خطرہ ترطیب اور یبس یعنی خشکی پیدا کرنے میں برابر ہے لیکن مدت ترطیب پیدا ہونے کی زیادہ ہے ہر ایک کی رطوبت اور یبوست سے حفاظت بذریعہ تقویت اسباب ہر ایک کے اور تبدیل اسباب ضد اس کے سے ہوتی ہے حرارت کی تقویت کے اسباب کو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں اور جو چیزیں حرارت غریزی کو بہ ہوشیاری قائم اور برپا کرتی ہیں ان سے بھی تقویت حرارت کی ہوتی ہے جیسے ثقل بدنی اور امتلائی کو دور کرنا اور سدون کی تفتیح کرنی اس کے بعد حرارت کی حفاظت رطوبت معتدل سے ہوتی ہے اور برودت کی تقویت اس کے اسباب کی تقویت سے ہوتی ہے اور حرارت کے اندر بدن کے بستہ ہونے سے اور بجہت اس چیز کے جو بافراط تحلیل کرے بالذات یہ فعل یبوست کا ہے اور بالعرض حرارت کا جو شخص علاج افراط حرارت کا بذریعہ تفتیح سدون کے کرے اس کو لائق ہے کہ تبرید مفرط سے احتراز کرے کہ اس کی جہت سے سدے میں تحجر اور سختی پیدا ہوتی ہے پس سوءمزاج حار بڑھ جائے گا بلکہ لائق ہے کہ علاج میں نرمی کرتا رہے پس پہلے ایسی چیز سے دوا کرے جو جلا پیدا کرتی ہے اگر جلا کرنے والی سرد دوا کافی ہو جائے جیسے آش جو اور آب کاسنی پھر اس سے کیا بہتر ہے اور اگر نہ کافی ہو پس ایسی دوا جلا کرنے والی جو حرارت اور برودت میں معتدل ہو اگر یہ کافی نہ ہو ایسی دوا دینی چاہیے جس میں حرارت لطیف ہو اور اس کا چنداں خوف نہ ہو اگرچہ یہ دوا تفتیح کا نفع مع تبرید کے کرتی ہے مگر اس کا یہ نفع بہ نسبت ضرر تسخین کے جو اس سے حاصل ہوتی ہے اور جس کا اطفا اور بجھ جانا بعد تفتیح کے آسان

ہے بہت زیادہ ہے بہ نسبت ضرر تسخین کے اکثر بافراط بجھانا حرارت کا بذریعہ ادویہ
مطفیہ کے نضج اخلاط مادہ کو مانع ہوتا ہے اگر چہ بعض اطبا اس رائے کے ابطال میں
نہایت مصر ہیں اور ان کے نزدیک افراط ادویہ مطفیہ کی واجب ہے سبب یہی ہے کہ
ان لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ قوی دواؤں سے حرارت کا بجھانا قوت اصلی کو
ساقط کر دیتا ہے خصوصاً وہ قوت جو بوجہ مرض کے ضعیف ہو جاتی ہے اگر چہ اصلاح
مادے کی بخوبی کرتا ہے لیکن بعد اصلاح کے اور امراض دوسرے پیدا کرتا ہے یعنی کبھی
سوءمزاج بارد مفرد اور کبھی سوءمزاج مادی جس کا مادہ مخالف ان مواد کے ہو جن کی
اصلاح ادویہ لطیفہ نے کی ہے سرد مزاج کی تسخین بہت دشوار ہے بعد استحکام برودت
کے اور بہت آسان ہے ابتدا میں حاصل یہ ہے کہ تسخین بارد کی ابتدا میں آسان تر ہے
بہ نسبت تبرید حار کے ابتدا میں مگر تبرید حار کی انتہا کو پہنچے گویا موت طبیعت کی وہی ہے
اور موت کو اپنے ساتھ کھینچ لاتی ہے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ تبرید
سے کبھی خشکی حاصل ہوتی ہے اور کبھی ترطیب حاصل ہے جس برودت کا پیدا کرنا
منظور ہو بہت جلد پیدا ہوتی ہے کبھی یبوست کے پیدا کرنے پر تمام اسباب حرارت
کے معین ہوتے ہیں جس وقت حرارت میں افراط ہو اور ترطیب پر اعانت تمامی
اسباب برودت کے بشرط افراط کرتے ہیں لیکن کوئی سبب ترطیب میں قائم مقام آرام
دہی اور ہمیشہ استحمام خفیف اور آبزن کے نہیں ہے اور اس کا بیان فصل دوسری تعلیم
دوسری جملہ دوسرا فن دوسرے میں ہو چکا ہے شراب پانی ملی ہوئی ترطیب میں زیادہ
قوی ہے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ شیخ جس وقت محتاج تبرید اور
ترطیب کا ہو اس کے واسطے ایسی تدبیر جو باعتدال اس کو اس کیفیت کی طرف پھیر
لائے کافی نہیں ہے بلکہ جو حد اعتدال سے بڑھ کر ہوتا کہ بوجہ اپنی برودت اور رطوبت
کے اس حرارت اور یبوست کو کہ جو شیخ کے مزاج میں عارض ہوئی ہے دفع کرے اس
لیے کہ اگر چہ یہ مزاج عارضی ہے مگر بمنزلہ مزاج طبعی کے واسطے شیخ کے ہو گا واجب ہے

جاننا اس بات کا کہ اکثر ادویہ مسخنہ کی ہمراہ سرکے کے حاجت ہوتی ہے جس وقت کسی عضو کی تسخین منظور ہو اور سرکے کی آمیزش اس واسطے ہوتی ہے تا کہ قوت دوا کی اندر عضو کے پہنچ جائے جیسے استعمال زعفران کی حاجت ادویہ مبردہ قلت کے ہمراہ ہوتی ہے تا کہ اثر تبرید کا قلب تک پہنچے اور اکثر کوئی دوا قوی التاثیر تبدیل مزاج میں ہوتی ہے مگر اتنی دیر تک نہیں ٹھہرتی ہے کہ اس کا فعل تمام ہو جائے پس حاجت ملانے ایسی دواؤں کی ہوتی ہے جو کثیف ہو اور اس کو اتنی دیر تک ٹھہرائے اگر چہ یہ دوائے کثیف اس دوائے لطیف کی ضد ہوتی ہے جیسے روغن بلسان میں آمیزش موم وغیرہ کی کرتے ہیں تا کہ روغن بلسان اتنی دیر تک ٹھہرے کہ اس کا فعل تمام ہو جائے

فصل تیسری اس بات کے بیان میں کہ استفراغ کس وقت اور کس طرح پر کرنا چاہیے جو چیزیں صواب حکم پر استفراغ میں دلالت کرتی ہیں وہ دس ہیں ایک امتلاء اخلاط قوت بدن مزاج وہ اعراض جو مناسب کسی خاص استفراغ کے ہوں مثلاً جو طبیعت خواہش اسہال کی کرتی ہو اور اس کو اسہال پہلے سے عارض نہ ہوا ہو وہی مناسب استفراغ اسہال کے ہو گی اس لیے کہ اسہال حالت اسہال میں اندیشہ کی بات ہے سمنہ سن فصل کیفیت ہوائے بلد عادات پیشہ اس شخص کا جس کا اسہال منظور ہو یہ دسوں چیزیں اگر دلالت خلاف استفراغ پر کریں استفراغ جائز نہ ہو گا خلا یعنی امتلا کا نہ ہونا ضرور استفراغ کو منع کرتا ہے اسی طرح سے ضعف کسی قوت کا قوائے ثلاثہ سے بھی مانع استفراغ کا ہے لیکن ہم کبھی اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اگر ضعف کسی قوت میں ہو جائے مگر ترک استفراغ کا ضرر پیدا نہ ہو اور یہ بات قوائے حس و حرکت کے ضعف میں ہم تجویز کرتے ہیں اور کبھی ہم ضرر استفراغ کو بجہت ضعف قوت کے ناجائز سمجھتے ہیں اور ایسا خیال کرتے ہیں کہ ترک استفراغ سے تدارک ضعف قوت کا ہو گا اور یہ بات بہ نسبت تمامی قوی کے ملحوظ رہتی ہے جو مزاج گرم اور خشک ہے اس میں باین نظر استفراغ منع کیا جاتا ہے

اور جو مزاج سرد اور تر ہے کہ اس میں حرارت مفقود ہو یا حرارت ضعیف ہے اس میں بھی بلحاظ ضعف قوت کے استفراغ ناجائز سمجھتے ہیں اور گرم اور تر مزاج میں قے شدید کیا استفراغ کی اجازت دی جاتی ہے سحنہ کا یہ حال ہے کہ بافراط لاغر اور متخلخل ہونا استفراغ کو بخوف تحلیل قوت کے منع کرتا ہے اسی واسطے طبیب پر واجب ہے کہ تدبیر ضعیف ونحیف کی جس کے خون میں صفرے کی کثرت ہو ایسی آسانی سے کرے کہ اس کو نوبت استفراغ کی نہ پہنچے اور غذا اس کی جید ہو جو خون عمدہ پیدا کرے اور مزاج اس غذا کا مائل بہ برودت اور رطوبت ہو پیشتر ایسی تدبیر سے اصلاح اس کے مزاج اور خلط کی ہو جاتی ہے اور کبھی یہی تدبیر اس کو اتنا قوی کر دیتی ہے کہ متحمل استفراغ کا ہو جاتا ہے اسی طرح واجب ہے کہ استفراغ پر قلیل الغذا کے جس کی عادت کم کھانے کی ہو اقدام نہ کیا جائے جب تک اس کے استفراغ سے گریز ہو سکے فربہی مضرط بھی مانع استفراغ سے ہے بنظر خوف غلبہ برودت کے اور اس خوف سے کہ رگوں میں گوشت تنگی پیدا کرے اور بروقت خالی ہونے رگوں کے گوشت بھی رگوں کی اطاعت کرے گا پس حرارت اندر بستہ ہو جائے گی اور فضول بطرف احشاء کے بطور نچوڑنے کے کھنچ جائیں گے جو اعراض ردی ہیں جیسے مستعد ذرب یعنی اسہال اور تشنج کا ہونا مانع استفراغ ہے جو سن بھی تمام نشو کو نہ پہنچا ہو اور جو سن حد ذبول سے گزر گیا ہو یہ بھی مانع استفراغ کا ہوتا ہے فصل نہایت گرم اور نہایت سرد میں بھی استفراغ نہ کرنا چاہیے بلد جنوبی جو بہت گرم ہے اس میں بھی استفراغ ناجائز ہے اس لیے کہ اکثر مسہل کی دوائیں گرم اور تر ہیں اور دو قسم کی تیزی کا تحمل نہیں ہو سکتا ایضاً چونکہ قوی ایسے مقامات میں ضعیف اور ڈھیلے ہوتے ہیں اور یہی حرارت خارجی مادہ کو بطرف خارج جذب کرتی ہے اور دوا کی حرارت مادے کو بطرف اندر کے جذب کرے گی پس دونوں جذب میں تعارض واقع ہو گا اور دونوں کا اثر باطل ہو جائے گا جو بلد شمالی اور بہت سرد ہے وہ بھی استفراغ کو منع کرتا ہے قلت عادت استفراغ کی بھی مانع استفراغ ہوتی

ہے جس صناعت میں استفراغ زیادہ ہوتا رہے جیسے حمامی یا حمال اس کا بھی استفراغ ناجائز ہے مناسب جاننا اس بات کا ہے کہ غرض ہر استفراغ کی ایک بات پانچ باتوں میں سے ضرور ہوتی ہے پہلے نکالنا اس چیز کا جس کا استفراغ واجب ہے بعد اس کے نکل جانے کے راحت ضرور پیدا ہوتی ہے مگر جس وقت اوعیہ میں کسی قدر وہ شے یا اس کا اثر باقی رہ جائے یا بعد استفراغ کے غلبہ حرارت ادویہ وغیرہ کا پیدا ہو یا حرارت حمائے یوم کی بڑھ جائے یا کوئی مرض ایسا پیدا ہو جیسے خراش امعاء بوجہ اسہال کے خواہ قرحہ مثانہ کا بوجہ ادرار کے کہ یہ استفراغ اگرچہ نافع ہوتا ہے بالکل اس کی منفعت محسوس نہیں ہوتی ہے بلکہ تا زوال عارض جدید اذیت اس استفراغ کی منفعت سے زیادہ ہوتی ہے دوسرے ہر استفراغ میں متوجہ ہونا مادہ کا کسی جہت خاص میں بھی لحاظ کرنا چاہیے جیسے اگر کسی مادہ سے متلی پیدا ہوا سے بذریعہ قے دفع کرے اور جس مادہ سے پیچ امعاء میں پیدا ہوا سے بذریعہ اسہال دفع کرنا چاہیے تیسرے مخرج اور طریقہ نکلتے اس خلط کا جہت میل سے دریافت کرنا چاہیے جیسے امراض جگر کے واسطے داہنی باسلیق ہے نہ داہنے ہاتھ کی سرارو اگر اس امر میں خطا ہوگی اندیشہ پیدا ہوگا یہ بھی واجب ہے کہ جس طرف مادہ نکالا جائے وہ عضو خسیس اور کم رتبہ ہو بہ نسبت اس عضو کے جس میں سے مادہ نکالا جاتا ہے تاکہ مادہ بطرف اشرف کے مائل نہ ہو یہ بھی واجب ہے کہ مخرج مادے کا طبعی ہو جیسے اعضائے بول واسطے محدب جگر کے اور امعاء اور اعضائے غذا واسطے مقعر جگر کے بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ جس عضو سے مادہ دفع کیا جاتا ہے کسی عضو کی طرف وہ عضو خود ایسا ہوتا ہے کہ اس میں ایک قسم کا مرض ہوتا ہے اور خوف ہوتا ہے کہ اگر وہ اخلاط اس عضو کی طرف منتقل ہوں گے مرض میں زیادتی ہوگی اس وقت جس طرف مادہ کا انتقال اصوب ہوتا ہے اس کے خلاف جہت میں مادہ لے جانا پڑتا ہے اسی طرح کبھی وہ عضو جذبہ انتقال مادہ کا مناسب ہے اگرچہ اس میں کوئی مرض نہیں ہوتا لیکن اس مادہ کے آنے سے مرض جدید پیدا ہونے کا خوف ہوتا ہے

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

ہے پانچویں مقدار مادہ کی جس قدر استفراغ کرنی چاہیے اس کی شناخت مقدار مادہ موجود سے ہوسکتی ہے اور قوت مریض سے بھی مقدار دریافت ہوسکتی ہے اور بعد استفراغ کے جو اعراض پیدا ہونے والے ہیں ان سے بھی اس مقدار کی تعین ہوسکتی ہے اس لیے کہ اگر استفراغ سے اس مادہ کے کوئی عارض جدید پیدا ہو مقدار کالنے مادہ کی کم کرنی چاہیے اور جتنا مادہ نکالنا مقصود ہے اس میں سے اسقدر گھٹانا چاہیے کہ اس کا بقای رہنا اس غرض کے حدوث کو مانع ہو جیسے تشنج امتلائی میں یہی تدبیر کی جاتی ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ استفراغ مادہ کا اور اس کا ہٹانا اپنے مقام سے دو طرح پر ہوتا ہے یا بجہت جذب کے طرف جانب مخالف بعید کے دوسرا جذب بطرف جانب مخالف قریب کے بہترین اوقات استفراغ بطور جذب کے یہ ہیں کہ بدن میں امتلائے مفرط نہ ہو اور جس عضو کی طرف جذب مادہ منظور ہے اس طرف توجہ مواد کا خود بخود ہو اس حکم کے بیان کے واسطے تمثیلاً ایک آدمی ایسا فرض کرتے ہیں کہ جس کے منہ کے اوپر کی جانب یعنی فک اعلی سے بہت سا خون بہتا ہو اور ایک عورت ہے کہ اس کے بواسیر کا خون جاری ہے ان دونوں صورتوں میں ہماری تدبیر دو حال سے خالی نہ ہوگی اگر استفراغ با امالہ قریب کریں پہلی صورت میں یعنی جس کے منہ سے خون جاری ہے رعاف کی تدبیر مناسب ہوگی اور دوسری صورت میں استفراغ خون کا رگوں سے اور ان مقام سے جو اسفل بدن میں ہیں کرنا چاہیے اور دوسری صورت میں ان رگوں سے اور ان مقامات سے جو اعلائے بدن میں ہیں استفراغ کرنا چاہیے امالہ بعید میں واجب نہیں ہے کہ وہ مقام دونوں قطر میں بعید ہو بلکہ قطر واحد کو بعد ہونا چاہیے پس اگر مادہ اعالی بدن کے داہنے جانب میں ہو اس کا جذب اسافل کے بائیں طرف نہ کرنا چاہیے بلکہ یا داہنے اسافل کے اور یہ تدبیر واجب اور نہایت درست ہے یا بائیں طرف کے اوپر کے اعضا میں جذب کرنا چاہیے اگر وہ عضو ایسا بعید ہو جیسے ایک شانہ سے دوسرا شانہ اور اس کا حال نزدیکی میں مثل سر کے دونوں جانبوں کے نہ ہو اس لیے

کہ مادہ اگر سر کے داہنی طرف ہو اس کا امالہ بطرف اسافل کے کیا جاتا ہے نہ سر کے بائیں طرف اگر ارادہ جذب مادہ کا جہت بعید میں ہو پہلے تسکین وجع کی موضع ماؤف سے کر لینی چاہیے تاکہ درد کی شدت جمعیت جذب کی نہ کرے اس لیے کہ درد بھی ادہ کو اپنی طرف جذب کرتا ہے اگر مادہ جذب ہونے میں نافرمانی کرے اور جس مقام پر جذب کر کے لے جانا مطلوب ہے اس کا جانا نہ ہو سکتے پس سختی جذب میں نہ کرنی چاہیے اس لیے کہ بیشتر سختی جذب کی مادہ کو متحرک کر کے رقیق کر دیتی ہے اور با ایں ہمہ چونکہ جذب پیدا نہیں ہوتا بہت جلد مقام وجع میں یکجا ہو جاتا ہے اکثر فقط تدبیر جذب کی کافی ہوتی ہے اور استفراغ کی حاجت نہیں ہوتی اس لیے کہ جذب کرنے سے بوجھ مادہ کا بطرف موضع ماؤف کے رک جاتا ہے گو اخراج مادہ کا نہ ہو پس فقط جذب سے غرض مطلوب حاصل ہوتی ہے ایسے مقام پر اقتصار اسی قدر تدبیر پر کیا جاتا ہے کہ اعضائے مقابل کو باستواری باندھیں یا دبائیں یا خالی پچھنے لگائیں یا ایسی دوائیں جو ان اعضا کو سرخ کر دیں خلاصہ یہ ہے کہ ایسی تدبیر کریں جس سے اعضائے مقابل کو کسی قدر الم پہنچے جو مادہ رگوں میں ہے اس کا استفراغ بہت آسانی سے ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ مادہ جو اعضا اور مفاصل میں ہو کہ اس مادہ کے اخراج میں کبھی دشواری بھی ہوتی ہے اور ضرور اس کے استفراغ میں مادہ صالح جو قابل استفراغ کے نہیں ہوتا ہے نکل جاتا ہے جس شخص کے مادہ کا استفراغ کیا جائے چاہیے کہ بہت جلد اغذیہ کثیرہ اور خام تناول کرے تاکہ طبیعت آنکھ قبل ہضم کے جذب کرے اگر کسی طرح ضرر ہو چاہیے کہ تھوڑی تھوڑی غذا استعمال کرے تاکہ رفتہ رفتہ داخل بدن ہو کر ہضم جید ہوتا جائے فصد ایک استفراغ خاص ہے واسطے ہر ایک خلط کے برابر یعنی اس سے استفراغ چاروں خلط کا برابر ہوتا ہے ایک خلط خاص اگر مقدار میں زیادہ ہو جائے یا کیفیت اس کی فاسد ہو جائے اس کا استفراغ فصد سے نہیں ہوتا جو استفراغ بافراط ہو اکثر تپ پیدا کرتا ہے جس شخص کی عادت اسہال کی ہو اور رک جائے اور اس سے کوئی

مرض پیدا ہو دوبارہ پیدا ہونا اس استفراغ کا اکثر اس کو نجات دیتا ہے اس مرض سے جو بجہت رکنے اسہال کے پیدا ہوا ہے جیسے کسی شخص کے کان کا میل یا فضلہ بینی رکنے سے سدر پیدا ہوا اور پھر دوبارہ یہ دونوں فضول جاری ہوں سدر زائل ہو جاتا ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ باقی رہنا کسی قدر مادہ کا بعد استفراغ کے اتنا ضرر پیدا نہیں کرتا جس قدر بکثرت نکل جانا مادہ کا اور پہنچنا استفراغ کا اس درجہ تک کہ قوت میں ضعف پیدا ہو مضر ہے اس لیے کہ بقیہ مادہ کو طبیعت خود بخود تحلیل کر لیتی ہے جب تک وہ خلط جس کا استفراغ کرنا درکار ہے باقی رہے اور مریض متحمل استفراغ کا ہو اس وقت تک خوف افراط استفراغ سے نہ کرنا چاہیے بلکہ اکثر حاجت اس قدر افراط استفراغ کی ہوتی ہے کہ نوبت غشی کی پہنچ جائے جیسے سونوخس میں جس کی قوت قوی نہ ہو اور مادہ اخلاط ردی کا زیادہ ہو تھوڑا تھوڑا استفراغ کر کے تمام مادہ کا اخراج بہ تیزی چاہیے اور اگر مادہ بشدت لپٹا ہوا نہ ہو یا خون سے زیادہ ملا ہوا ہو اس کا استفراغ دفعہ واحد میں ممکن ہے جیسے عرق النساء اور وجع مفاصل مزمن اور سرطان اور خارش مزمن اور دمل جو مزمن ہوں یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ اسہال جذب مادہ کا اوپر سے کرتا ہے اور نیچے کی طرف سے دفع کرتا ہے پس اس کے ذریعہ سے جذب بجانب مخالف اور جذب بطرف موافق دونوں پائے جاتے ہیں اور بعد مستقر ہو جانے اور ٹھہر جانے مواد کے موافق ہے پس اگر مواد بجانب تحت کے ہوں ان کو بطرف خلاف کے جذب کر کے دفع کر دیتا ہے اور جس جگہ مواد ٹھہرے ہوئے ہیں وہاں سے بھی دور کرتا ہے اور قے کا فعل جذب اور قلع میں بالعکس ہے یعنی جذب مواد کا نیچے سے کر کے اوپر سے دفع کرتی ہے فصد کا حال بحسب اختلاف مقامات کے مختلف ہے اور اس کا جذب اور دفع برطبق ان مقامات کے ہوتا ہے جس جگہ کا خون لیا جائے جیسا اوپر معلوم ہو چکا ہے بہت کم حاجت استفراغ کی اس شخص کو ہوتی ہے جس کی غذا جید ہو اور ہضم تام غذا کا ہو جاتا ہو اسی طرح گرم بلاد کے رہنے والے کمتر محتاج استفراغ کے ہوتے ہیں

فصل چوتھی بیان میں مشترک قے اور اسہال کے اور اشارہ طرف کیفیت جذب مسہل اور قے کے

پسندیدہ یہ بات ہے کہ جو شخص ارادہ مسہل لینے یا قے کرنے کا کرے اپنے طعام کو متفرق اوقات میں تناول کرے اور جو مقدار غذا کی معمولی روزانہ ہے اس کو ایک دن میں چند مرتبہ تناول کرے اور ایک قسم کے کھانے پر اکتفا نہ کرے بلکہ چیزیں کھانے پینے کی مختلف اختیار کرے اس لیے کہ معدے کو بروقت ایسی تدبیر کے اشتیاق دفع کرنے کا ان چیزوں کے جو معدے میں ہوں اوپر یا نیچے کی طرف سے ہوتا ہے ایک ہی قسم کا طعام جس کے اوپر دوسرے قسم کا طعام داخل نہ کیا ہو اس کے نکل جانے پر معدہ نجل اور خست کرتا ہے اور اس کو بقوت گرفت کرتا ہے خصوصاً اگر ایسے طعام کی بھی مقدار کم ہو مگر جس کی طبیعت خود بخود نرم ہو اس کو اس تدبیر کی کچھ حاجت نہیں ہے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ حاجت طرف قے اور اسہال وغیرہ کے ضروری نہیں ہے اور اس شخص کو احتیاج قے اور اسہال کی نہیں ہے جس کی تدبیر درست ہو اس لیے کہ درستی تدبیر کی خفیف استفراغ کی محتاج ہوتی ہے جو قے اور اسہال سے کم ہو بیشتر ایسے شخص کو ریاضت اور دلک اور حمام کافی ہوتا ہے پھر اگر اس کے بدن میں امتلا پیدا ہو ایسے شخص کے بدن میں امتلاء عمدہ اخلاط یعنی خون کا اکثر ہوتا ہے جب بھی اس کو حاجت فصد کی ہوگی نہ اسہال اور قے کی تاہم اگر ضرورت متقضی فصد اور استفراغ دونوں کی ہو فصد پہلے کریں گے اور استفراغ ادویہ قوی سے مثل خربق وغیرہ کریں گے یہ ایک وصیت بقراط کی ہے منجملہ ان وصایا مے جو کتاب ابیدیمیا میں مذکور ہیں اگر اخلاط بلغمی خون سے ملے ہوں جب بھی یہی تدبیر مناسب ہے لیکن اگر اخلاط باردہ میں لزوجت ہو بیشتر بوجہ فصد کے غلاظت یا لزوجت میں زیادتی پیدا ہوتی ہے اس وقت واجب ہے کہ ابتدا مسہل سے کریں مختصر یہ کہ اگر اخلاط چاروں برابر ہوں تقدیم فصد کی کرنی چاہیے اگر بعد فصد کے بھی غلبہ اخلاط کا باقی رہے

استفراغ باسہال کرنا چاہیے اور اگر اخلاط برابر نہ ہو پہلے استفراغ اسی خلط کا کیا جائے جو زیادہ ہوتا ہے کہ برابر ہو جائیں بعد اس کے فصد کی جائے جو شخص دوائے مستفرغ کو فصد پر مقدم کر دے حال آنکہ اس مقام پر مناسب تقدیم فصد کی ہونا چاہیے کہ چند روز فصد میں تاخیر کریں اور جس شخص کے فصد کا زمانہ تھوڑا ہو اور پھر محتاج استفراغ کا ہو کر کوئی دوا واسطے استفراغ کے استعمال کرے البتہ یہ دوا موافق ہو گی اور فصد کی ضرورت نہ ہو گی اور اکثر جس مقام پر فصد واجب ہو اگر بدون فصد کے دواے مسہل پلائیں تپ اور اضطراب پیدا ہوتا ہے پھر اگر بعد استعمال مسکنات کے بھی تسکین نہ ہو یقین کرنا چاہیے کہ اس مقام پر تقدیم فصد کی لازم تھی ہر استفراغ محتاج الیہ کی ضرورت منحصر افراط امتلاء میں نہیں ہے بلکہ زیادتی مرض کی بھی اور امتلاء مستدعی بحسب کیفیت استفراغ کی ہوتی ہے نہ بحسب کمیت اکثر درستی تدبیر کی فصد واجب سے وقت معین میں مستغنی کر دیتی ہے بیشتر کسی وجہ سے استفراغ کی ضرورت ہوتی ہے اور ایک مانع ایسا پیدا ہوتا ہے کہ استفراغ کر نہیں سکتے اس وقت چارہ کار منحصر اس میں ہوتا ہے کہ تکلیف صوم اور نوم کی ی جائے اور تدارک اس سوء مزاج کا جو بوجہ امتلاء کے پیدا ہوا ہے کیا جائے کبھی استفراغ بوجہ اخلاط کے کیا جاتا ہے جیسے کسی شخص کو دورہ نقرس یا صرع وغیرہ کا ہوتا ہے ایک وقت معلوم میں اس کو حاجت استفراغ کی ہوتی ہے خصوصاً ربیع میں پس احتیاطاً قبل دورے کے استفراغ کرایا جاتا ہے اسی قسم کا استفراغ مکرض سے خصوصیت رکھتا ہے فصد ہو یا اسہال کبھی استعمال مجففات کا خارج سے بھی کیا جاتا ہے اسی طرح جو دوائیں رطوبت کو چوس لیتی ہیں وہ بھی خارج سے مستعمل ہوتی ہیں جس طرح اصحاب استسقائے مائی کے بدن میں ضماد اور دھورا وغیرہ لگاتے ہیں خواہ ریگ میں مدفون کرتے ہیں کبھی طبیب کو حاجت استعمال ایسی دوا کی ہوتی ہے جو ہم جنس کیفیت میں اس خلط کے ہو جس کا استفراغ کیا جاتا ہے جیسے استفراغ صفرا سقمونیا سے اس وقت واجب ہے کہ اس میں ایسی دوا شریک کریں جو کیفیت میں

اس دوا کے مخالف ہو اور قوت مسہلہ میں موافق جیسے ہلیلہ اور اس دوسری دوا میں یہ بھی فائدہ ہو کہ تدارک اس سوءمزاج کا کرے جس کے پیدا ہونے کا خوف پہلی دوا سے ہو جن کے احشاء میں ورم ہے ان کا اسہال اور قے دشوار ہوتا ہے اگر باضطرار حاجب ہو ادو یہ مسہلہ مثل لبلاب اور قرطم آب بسفائج اور املتاس وغیرہ کے استعمال کریں **بقراط کہتا ہے** جو شخص لاغر ہو اور اس کی طبیعت بآسانی قے کو قبول کرے مناسب اس کے تنقیہ میں بھی ہے کہ استعمال قے کا کرایا جائے گرمی خواہ ربیع یا خریف میں سوائے جاڑوں کے جس شخص کا سحنہ معتدل ہو اور کوئی داعی اس کے استفراغ کو بوجہ قے کے خواہش کرے اس کے قے کرانے کے واسطے انتظار زمانہ ضعیف کا کرنا چاہیے اور بدون مقام حاجت کے اس کو قے سے بچانا چاہیے واجب ہے کہ قبل استفراغ قے کے اس خلط کی تلطیف کرنی چاہیے جس کا استفراغ منظور ہے اور مجاری کی توسیع اور تفتیح بھی کرنی چاہیے کہ اس تدبیر سے بدن کے تعب پیدا ہونے سے امان ہوتی ہے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ عادت ڈالنا طبیعت کا نرم چیز پر اور مجیب کر دینا طبیعت کا اس وقت تک جبکہ اسہال باقی کرانا منظور ہے کہ بسہولیت قبل استعمال دوائے قوی کے اجابت پیدا ہوا کرے نہایت مناب تدبیر ہے اور فلاح اور رستگاری پیدا کرے اسہال اور قے اس شخص کو بہت دشوار ہے جس کا مراق لاغر ہو اور اکثر ایسے شخص کو تعب پیدا ہوتا ہے خالی اندیشہ سے نہیں ہے قے لانے والی دوا کبھی خاصیت مسہل کی پیدا کرتی ہے اگر معدہ قوی ہو یا شدت گرسنگی میں پی جائے خواہ پینے والا ذرب یعنی اسہال معدہ میں مبتلا ہو یا اس کی طبیعت نرم ہو باقی کا عادی نہ ہو یا دوا ثقیل ہو کہ بہت جلد معدے میں اتر جائے اسی طرح دوائے مسہل سے بھی قے پیدا ہوتی ہے اگر معدہ ضعیف ہو یا ثقل امعاء کا نہایت خشک ہو یا دوا کریہہ الطعم یا بدبو ہو یا پینے والے کو تخمہ عارض ہو جو دوائے مسہل اسہال پیدا نہ کرے یا ناپختہ اخلاط کو دفع کرے ایسی دوا سے تحریک اس خلط کی ہوتی ہے جس کا اسہال کر

رہی ہے اور تمام بدن میں وہ خلط منتشر ہو جاتی ہے پس اور اخلاط بدن کے اسی خلط کی طرف مستحیل ہو جاتے ہیں اسی وجہ سے اس خلط کی بدن میں کثرت ہو جاتی ہے بعض اخلاط قے کو زیادہ قبول کرتے ہیں جیسے صفرا اور بعض قے کی طرف رجوع نہیں ہوتے مثل سودا کے اور بعض اخلاط کا حال کبھی کچھ ہوتا ہے اور کبھی کچھ محموم کے واسطے اسہال بہ نسبت قے کے زیادہ مفید ہے اور جس کی خلط بطرف اسفل کے اترتی ہو جیسے وہ لوگ جنہیں زلق الامعاء عارض ہو ان کا قے کرانا جائز ہے بدترین ادویہ مسہلہ وہ دوا ہے جو مرکب ایسے اجزا سے ہو جن میں اختلاف شدید زمانہ اسہال میں پیدا ہو یعنی کوئی دوا اثر اسہال کا جلد کرنے والی ہو اور کوئی دوا دیر میں اثر کرتی ہے اس کی جہت سے اضطراب اسہال میں عارض ہوتا ہے اور پہلی دوا کا اسہال قبل دوسری دوا کے پیدا ہوتا ہے اور کبھی دوائے اول سے اسہال دوائے ثانی کا ہو جاتا ہے جو شخص استعمال دوائے مسہل اور مقی بلا ضرورت کرے حال آنکہ بدن اس کا مواد سے پاک ہو ضرور مبتلائے دوار اور مغص یعنی مروڑ اور کرب میں ہوگا اور اگر کسی چیز کا استفراغ ہوگا تو بہت دشواری سے ہوگا حاصل یہ ہے کہ جب تک دوائے مسہل وغیرہ سے اخراج فضول کا ہوتا ہے اس وقت اضطراب پیدا نہیں ہوتا ہے اور بعد پیدا ہونے استفراغ کے خلط صالح کا نکلنا متیقن ہو جاتا ہے جس وقت خلط کا استفراغ بذریعہ قے یا مسہل کے ہوتے ہوتے خلط بدل جائے اور دوسری خلط نکلنی شروع ہو بدن کے صاف ہو جانے پر اس خلط سے جس کا استفراغ مقصود تھا یقین کرنا چاہیے اگر یہ تغیر بطرف خراطہ یعنی ایسے مادہ کے ہو جو مثل بھوسی وغیرہ کے ہو یا بعد تغیر کے کوئی چیز سیاہ بدبو نکلے یہ تغیر برا ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ بعد اسہال اور قے کے اگر پیاس کی شدت ہو دلیل استفراغ تام اور عمدگی تنقیہ پر ہوگی یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ دوائے مسہل جس چیز کا اسہال کرتی ہے بذریعہ قوت جاذبہ کے خاص اسی خلط کو جذب کرتی ہے پس پیشتر غلیظ کو جذب کر کے رقیق کو چھوڑ دیتی ہے جیسے مسہل خلط سودا کا اور بعض لوگ جو کہتے ہیں

کہ جس خلط کا دوائے مسہل جذب کرتی ہے اس کو بدن میں پیدا بھی کر دیتی ہے اس قول کی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ محض باطل ہے اسی طرح یہ بھی قول بے اصل ہے کہ دوائے مسہل پہلے خلط رقیق کو جذب کرتی ہے **جالینوس** باایںہمہ مہارت علی الاطلاق اس کا قائل ہے کہ جس دوائے مسہل میں سمیت نہ ہو اور اسہال پیدا نہ کرے بلکہ ہضم ہو جائے وہی خلط پیدا کرے گی جس کے جذب اور دفع کی اس میں خاصیت تھی اور یہ قول درست نہیں ہے اس قول کا حال اس مقام سے ظاہر ہوتا ہے جس جگہ جالینوس تحقیق کر کے یہ تجویز کرتا ہے کہ درمیان دوائے جاذب اور خلط مجذوب کے ذاتی مشابہت ہے اسی واسطے جذب پیدا ہوتا ہے اور یہ مسئلہ خود غلط ہے اس لیے کہ اگر جذب بوجہ مشابہت جوہری کے ہوتا بالضرور لوہا مقناطیس کو جذب کرتا جبکہ مقدار لوہے کی مقناطیس سے زیادہ ہوتی ہے اسی طرح سونے کا بڑا ٹکڑا چھوٹے ٹکڑے کو کھینچ لیتا ہے پورا بیان اس استدلال کا غیر طبیب پر واجب ہے یعنی حکیم طبعی پر **یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ** اخلاط کا جذب ہونا بعد پینے دوائے مسہل یا مقی کے انہیں راہوں سے ہوتا ہے جن راہوں سے دفع ہو کر یہ اخلاط امعاء اور معدے میں حاصل ہوئے ہیں اور اس مقام سے طبیعت بطرف ان کے دفع کرنے کے سمت خارج میں متحرک ہوتی ہے اور کمتر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ بروقت پینے مسہل کے بطرف معدہ کے یہ اخلاط چڑھیں اگر چڑھتے ہیں طبیعت کا میلان بطرف قے کے ہوتا ہے ان اخلاط کا نہ چڑھنا بطرف معدے کے دو وجہ سے ہوتا ہے اول یہ کہ دوائے مسہل بہت جلد طرف امعا کے نفوذ کر جاتی ہے دوسرے یہ کہ بروقت پینے دوائے مسہل کے طبیعت کو عجلت دفع اخلاط میں اور وہ ماساریقا سے نیچے اور اسفل کی طرف ہوتی ہے نہ اوپر کی طرف اس لیے کہ اسفل کی جانب واسطے نکالنے مواد کے اسہل اور اقرب ہے اور اس جہت سے کہ جس کے سبب سے پیدائش اخلاط کی ہوتی ہے وہ اسے انہیں مقامات سے چڑھنے کو بطرف فوق کے منع کرتا ہے اور اس مزاحمت سے تحریک

طبیعت کی طرف دفع کرنے کے جانب قریب اور اقرب طرق سے ہوتی ہے پھر اگر واسطے دوا کے قوت جاذبہ لازم فرض کی جائے ہر آئینہ قوت دافعہ لائق تر اس بات کے ہوگی کہ صحیح اور قوی میں فعل غالب کرے علاوہ یہ ہے کہ دوا ابھی جذب اخلاط کا ایک طریق معین سے کرتی ہے لیکن حال دوائے مقی کا برخلاف دوائے مسہل کے ہے اگر وہ معدے میں ہو اسی میں ٹھہر جاتی ہے اور امعاء سے اخلاط کو اپنی طرف جذب کر کے بجانب قے دفع کر دیتی ہے اور اس دوا کی قوت پر اور جو مقابلہ قوت کا طبیعت پر ہے اس پر غالب آتی ہے یہ بھی جاننا چاہیے کہ اکثر جذب ہونا اخلاط کا بذریعہ دوا کے رگوں سے ہوتا ہے لیکن جو مادہ بہت قریب ہو وہ سوائے رگوں کے اور مقامات سے بھی کھنچ جاتا ہے جیسے وہ اخلاط جو ریہ میں ہوتے ہیں کہ بجہت قرب کے بطرف معدے اور امعاء کے کھنچ جاتے ہیں گو رگون کی راہ سے نہ آئیں یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ اکثر خشک دواؤں سے جو نشف رطوبت حاصل ہوتا ہے اس کے سبب سے استفراغ رطوبات بدن کا ہو جاتا ہے جیسے استسقے میں

فصل پانچویں بیان اسہال اور مسہل کے قواعد کا

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسہل کے واسطے پہلے سے بدن آمادہ قبول مسہل کا کر لیا جائے اور توسیع مسامات اور تلیین طبیعت خصوصاً امراض باردہ میں بخوبی کر لینی چاہیے خلاصہ یہ ہے کہ نرم ہو جانا طبیعت کا قبل اسہال کے قانون جید ہے اس سے اکثر خوف والی چیزوں سے امان ہوتی ہے مگر یہ تدبیرات واسطے اس شخص کے مناسب نہیں ہیں جو آمادہ ذرب کا ہو ورنہ افراط اسہال میں پیدا ہوگی بلکہ ایسے شخص کے مسہل میں ایسی دوائیں پلانی چاہئیں جن سے قے پیدا ہوتی ہے تا کہ بعجلت معدے سے اتر نہ جائیں اور قبل اس کے کہ فعل دوا کا تمام ہو یہ دوا نافذ نہ ہو جائے بلکہ دونوں دواؤں کی قوت معدے میں معتدل ہو کر مسہل اپنا فعل کرے اور مقی اپنا فعل اس وقت کرے جس وقت حاجب اسہال کی کم اور قے کی زیادہ ہو واقع یعنی تو تلا

مستعد ذرب کا اس کو تحمل دوائے قوی کا نہیں ہے اکثر تو تلوں کو ذرب بجہت نوازل سر کے ہوتا ہے ایک خطرہ مسہل کے پینے میں یہ ہے کہ بروقت پینے مسہل کے کوئی خشک فضلہ امعا میں موجود ہو بلکہ واجب ہے کہ پہلے اس کا اخراج کر لیں گو بذریعہ حقنہ یا چکنے شوربے کے ہو استعمال حمام چند روز کا قبل دوائے مسہل کے معین جید ہے مگر یہ کہ کوئی مانع پیدا نہ ہو واجب ہے کہ درمیان حمام اور شراب دوائے مسہل کے تھوڑا زمانہ فاصل ہو اور بعد شرب مسہل کے استعمال حمام کا جائز نہیں ہے کہ حمام کرنا جذب مادہ کا بطرف خارج کے کرتا ہے حبس اسہال کے واسطے البتہ جائز ہے اور معونت اسہال کے واسطے ناجائز ہے جاڑوں میں اگر بیت اول میں حمام کے داخل ہوں بشرطیکہ اس کی حرارت قادر جذب مادے پر نہ ہو بلکہ تلیین خفیف بدن میں پیدا کر دے اس صورت میں البتہ جائز ہے اس لیے کہ ہوا مسہل پینے والے کے واسطے وہی مناسب ہے جس میں تھوڑی سی حرارت ہو نہ اتنی حرارت کہ اس سے پسینہ نکلے اور کرب پیدا ہو بلکہ معتدل ہو کہ اعتدال ہو اور مائل بحرارت منجلہ معدات مسہل کے ہے یعنی طبیعت کو آمادہ اسہال پر کرتا ہے مالش بدن کی اور روغن کی بھی مالش از قسم معدات کے ہے جس شخص کو عادت دوا پینے کی نہ ہو یا کہ اس نے کبھی دوا نہ پی ہو ایسے شخص کو مسہلات قوی پلانے طبیب کی احتیاط سے دور ہے جن لوگوں کو تخمہ ہو یا اختلاط لزج ان کے بدن میں ہوں یا شراسیف میں ان کے تمدد ہو یا ان کے احشاء میں التہاب خواہ سدے ہوں ان کو بھی دوائے مسہل پلانا بدون اصلاح ان فسادات کے ضرور نہیں ہے پہلے بذریعہ غذائے ملین کے یا حمام اور راحت کے یا ترک کرانے اس چیز کے جو باعث التہاب اور حرکت ہیں اصلاح کر لینی چاہیے جو لوگ آب راکد یعنی آب بستہ پینے کے خوگر ہیں اور مطحول ان کا مسہل دوائے قوی سے ہوتا ہے اگر دوائے مسہل قوی ہو مناسب یہ ہے کہ قبل عمل مسہل کے مسہل پینے والا سو جائے اور ضعیف دوا پی کر سونا مناسب نہیں ہے اس لیے کہ طبیعت اس دوا کو ہضم کر دیتی ہے اور جس وقت عمل دوا کا شروع

ہو سو جانا مناسب ہے کیسی ہی دوا کیوں نہ ہو بعد دوا پینے کے فوراً کسی طرح کی تحریک نہ کرنی چاہیے اتنا ٹھہر جائے کہ طبیعت اس پر متوجہ ہو پس دوا میں عمل کرے اس لیے کہ طبیعت جب تک دوا میں عمل نہیں کرتی دوا بھی طبیعت میں کچھ اثر نہیں کرتی البتہ بعد پینے دوا کے ایسی چیزیں سونگھنی چاہیں جو متلی کو منع کریں جیسے پودینہ اور تلی اور کرفس اور بہ اور گل خراسانی جس پر گلاب چھڑکا ہوا ہو اور تھوڑا سرکہ پھر اگر بروقت پینے دوا کے اس کی بو نا گوار ہو نتھنے بند کرے جس شخص کو دوائے مسہل پینے میں ناگواری طبع پیدا ہو چاہیے کہ پہلے تھوڑا اطرخون چبائے تا کہ قوت منہ کی مخدر ہو جائے اور اگر قے کرنے کا خوف ہو اطراف کو مضبوط باندھے اور پینے کے بعد کوئی چیز قابض کھائے اطباء حب مسہل کو شہد سے ملا دیتے ہیں او کبھی اس کے اوپر شہد قوام کیا ہوا یا شکر قوام کی ہوئی لگا دیتے ہیں تا کہ گولی مسہل کی اس سے چھپ جائے ایک حیلہ عمدہ یہ بھی ہے کہ گولی کے اوپر قیروطی لگا دے نہایت عمدہ یہ تدبیر ہے کہ منہ میں پانی خواہ اور کوئی چیز بھر کر گولی اتار جائے یا اور حیلے ایسے کرے جس سے پوری دوا اتر جائے حاصل سب حیلوں کا یہی ہے کہ اصل جرم دوا کا ظاہر نہ ہو دوائے مسہل اگر بطور جوشاندہ کے ہو نیم گرم پینی چاہیے اور گولی ہو نیم گرم پانی کے ساتھ اور پہلے مسہل پینے والے کا معدہ گرم کر لینا چاہیے بعد دوا پینے کے جب متلی میں تسکین ہو اٹھے اور تھوڑی تھوڑی حرکت کرے کہ یہ حرکت معین ہوتی ہے اور ایک ایک گھونٹ گرم پانی وقتاً فوقتاً پیتا رہے مگر اتنا پانی نہ پیے جو خود دوائے مسہل کو نکل دے اور اس کی قوت توڑ ڈالے اتنا آب کثیر بروقت روکنے اسہال کے البتہ جائز ہے تھوڑا تھوڑا گرم پانی پینا بوجہ تریاقیت کے مضرت دوا کو دفع کرتا ہے جس کا مزاج گرم ہو اور ترکیب اعضا میں اس کے ضعف ہو اور معدہ بھی کمزور ہو اس کو مناسب ہے کہ قبل پینے دوائے مسہل کے تھوڑا آشجو یا آب انار پی لے تا کہ فی الجملہ غذائے لطیف اور سیک معدے میں پہنچ جائے اور جو شخص ایسا نہ ہو اسے نہار منہ مسہل پینا چاہیے اکثر جس شخص کا مسہل گرمیوں میں ہوا سے تپ آ جاتی

ہے مسہل کے پینے والے پر واجب ہے کہ جب تک دوا اپنے عمل سے فارغ نہ ہو کھانا پینا ترک کر دے اور جب تک اجابت ہوا کرے سونے کو بھی ترک کرے ہاں اگر ارادہ مسہل کے روکنے کا ہو اس وقت مضائقہ نہیں ہے پھر اگر اس کا معدہ متحمل بھوک کا نہ ہو مثلاً معدہ پر صفراویت غالب ہو کہ بہت جلد حالت گرسنگی میں انصباب صفرے کا ہو جاتا ہے یا چونکہ مدت سے یہ شخص پرہیز کر رہا ہے اور بھوک کی تکلیف سے مدت سے پہنچ رہی ہے ایسے شخص کو روٹی کسی شربت میں بھگو کر تھوڑی سی بعد پلانے دوا اور قبل شروع ہونے اسہال کے دے سکتے ہیں اس تدبیر سے بیشتر فعل دوا پر اعانت ہو سکتی ہے اور شارب مسہل کو سرد پانی سے دھونا معدے کا جائز نہیں ہے اطبا یہ بھی کہتے ہیں کہ جو مسہل حبوب کا ہو اس کے ساتھ جوشاندہ بھی مناسب اثر اسی گولی کے شریک کرنا چاہیے مثلاً گولی مسہل صفر اہمراہ جوشاندہ شاہترہ کے اور مسہل سودا ہمراہ جوشاندہ افتیمون اور بسفائج وغیرہ اور مسہل بلغم کے ہمراہ جوشاندہ قنطوریوں پلانا چاہیے اگر احتیاج استفراغ بدن خشک اور سخت گوشت کی دوائے قوی مثل خربق وغیرہ سے ہو پہلے اس کے بدن کی ترطیب چکنی غذاؤں سے کر لینی چاہیے حاصل یہ ہے کہ دوائے قوی مثل خربق وغیرہ کے خطرہ شدید سے خالی نہیں ہے کہ جو بدن اخلاط سے پاک ہو اس میں تشنج پیدا کرتی ہے اور جس بدن میں اخلاط بھرے ہوں اس کی رطوبت میں ایسی تحریک پیدا کرتی ہے جس سے خناق پیدا ہوتا ہے اور احشاء کی طرف ایسی چیزیں کھنچ لی جاتی ہیں جس کا دفع دشوار ہوتا ہے تو عات نوہر دار مثل ماذریوں اور شبرم وغیرہ کی مضرت اگر بافراط استعمال دہی کا ہو برطرف ہو جاتی ہے اور اسہال بند کر دیتا ہے اکثر دوا کی بو معدے میں مختلف طور کی ہوتی ہے اور جو کے ستو سے جو بو دوا کی باقی رہ جاتی ہے مٹ جاتی ہے یہ سفوف بھی مناسب ہے بہ نسبت اور سفوفات کے اگر مسہل کے بعد بعد دیر تک اجابت نہ ہو اور تخفیف ممکن ہو یعنی کسی طرح کی حرکت دینا دوا کو ضرور نہ ہو یہی کرنا چاہیے اور اگر اجابت نہ ہونے سے کسی طرح کا خوف ہو تدبیر

صائب یہی ہے کہ ماءالعسل یا شراب العسل ایک ایک گھونٹ پیے یا نطرون پانی میں گھول کر استعمال کرے یا کوئی فتیلہ بطور شیاف کے رکھے یا حقنہ کرائے کوتاہی دوائے مسہل کی اپنے عمل میں یا بسبب تنگی مجاری کے اپنی خلقت میں خواہ تنگی مجاری کی کسی مزاج عارضی کی وجہ سے خواہ بوجہ قریب ہونے مجاری کے کسی مرض سے ہوتی ہے پس جن کو مرض فالج یا سکتہ عارض ہو اس کے مجاری ادویہ اس قدر تنگ ہو جاتے ہیں کہ دوا کا پہنچنا مواد تک نہیں ہوسکتا ہے اسی جہت سے ان کے اسہال میں دشواری ہوتی ہے ایک دن دو مسہل پینا اندیشہ کی بات ہے اور صواب سے دور ہے جو دوائے مسہل خاص کسی خلط کی ہے اگر بدن میں وہ خلط نہیں پاتی ہے مشوش ہو جاتی ہے اور بدشواری اسہال پیدا کرتی ہے اسی طرح اگر اس خلط کو اس کے اضداد میں ڈوبا ہوا پاتی ہے پہلے ہر ایک دوائے مسہل اسی خلط کا اخراج کرتی ہے جس سے خاص ہے اس کے بعد جو خلط اس کی خلط خاص کے قلت اور کثرت اور رقت میں قریب ہو اور بتدریج اور خلط کا جو اس قریب کے قریب ہو اخراج کرتی رہتی ہے سوائے خون کے کہ وہ بطور ذخیرہ کے جمع رہتا ہے اور طبیعت اس کے نکلنے میں بخل کرتی ہے ہر ایک دوا سے جذب خلط بعید کا دشوار ہوتا ہے جس شخص کو خوف کرب یا متلی کا بعد دوا پینے کے ہوتی دن خواہ دو دن پہلے قے کر ڈالے تخم ترب پانی میں جوش دے کر یا مولی کھالے جس شخص کا ارادہ مسہل لینے کا ہو نمک کی زیادتی کھانے میں نہ کرے اکثر دوائے مسہل سے کرب اور غشی اور متلی اور خفقان اور پیچ شکم پیدا ہوتا ہے خصوصاً جس وقت اجابت نہ ہو اور پسینا زیادہ نکلے اور اکثر دوائے مسہل کے قے کر ڈالنے کی ایسے وقت حاجت ہوتی ہے اور بیشتر یہ دشواری فقط قابض چیزوں کے کھانے سے دفع ہو جاتی ہے آشجو بعد اسہال کے پینا اذیت مسہل کی دفع کر دیتا ہے اور جو مواد خواہ دوائیں گزرگاہ اور رناہوں میں چسپیدہ ہو رہی ہیں ان کو دھوڈالتا ہے جس شخص کا مزاج سرد ہو اور بلغمیت مزاج پر غالب ہو بعد عمل مسہل کے چاہیے کہ ترہ تیزک گرم پانی میں جمو کر تناول کرے اس میں تھوڑا روغن

زیتون بھی شریک کریں اور جس کا مزاج گرم ہو اسپغول ہمراہ سرد پانی اور روغن بنفشہ
اور شکر طبرزد اور جلاب کے استعمال کریں اور معتدل مزاج تخم کتان جس شخص کو خوف
خراش امعاء کا ہو گل ارمنی آب انار کے ساتھ تناول کرے لیکن یہ استعمال بعد اسہال
اور قطع ہو جانے اجابت کے واجب ہے جس شخص کو بعد مسہل پینے کے تپ عارض ہو
مناسب دوا اس کے حق میں آش جو ہے سکنجبین کے استعمال سے سحج یعنی خراش امعاء
پیدا ہوتا ہے اس لیے دو تین دن سکنجبین کا استعمال نہ چاہیے تاکہ قوت امعاء کی بحال
خود برقرار ہو جائے واجب ہے کہ بعد مسہل کے دوسرے دن حمام میں داخل کریں
اگر بقیہ اخلاط کا بدن میں رہے اور حمام میں جانے سے طبیعت خوش ہو اور لذت پائے
اس سے معلوم ہو گا کہ بقیہ اخلاط کا تنقیہ حمام نے کر دیا پھر اسے مسہل نہ دینا چاہیے اور
اگر حمام میں جانے سے لذت نہ پائے اور دل تنگ ہو حمام سے باہر نکال لینا چاہیے یہ
بھی جاننا ضرور ہے کہ جس کے امعاء ضعیف ہوں اکثر دوائے مسہل سے ایسا اسہال
شدید اس کو عارض ہوتا ہے کہ اس کے بند کرنے میں نہایت دقت ہوتی ہے اور بہت
سے علاج کے بعد اس کے دست بند ہوتے ہیں اسی طرح مشائخ کا حال ہے کہ ادویہ
مسہلہ کی دقتیں ان کو درپیش ہوتی ہیں یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ نبیذ کا پینا بعد مسہل کے
حمیات اور اضطراب پیدا کرتا ہے اور اکثر بعد اسہال اور فصد کے ایک درد جگر میں پیدا
ہوتا ہے اور فقط آب گرم کے پینے سے دفع ہو جاتا ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ بروقت
طلوع شعری صبور کے اور بروقت برودت شدید اور بروقت برف ریزی کے پہاڑوں
پر دوائے مسہل کا استعمال جائز نہیں ہے پس چاہیے کہ دوائے مسہل کو ربیع یا خریف
میں استعمال کرے اور چونکہ فصل ربیع کی صیف سے پہلے ہوتی ہے اور گویا گرمیوں کا
استقبال کرتی ہے اس واسطے فصل ربیع میں سوائے مسہل لطیف کے کثیف اور قوی کا
دینا جائز ہے ہاں فصل خریف میں ہر قسم کے مسہل قوی کا موقع ہے طبیعت کو دوائے
مسہل کا خوگر کر لینا تھوڑی سی حاجت تلین کی اگر ہو مناسب نہیں ہے اس لیے کہ یہی

عادت پختہ ہو جاتی ہے اور اس کا خوگر اسی شغل میں مدت العمر رہتا ہے اور انجام اس کا بہت بد ہوتا ہے جس شخص کا مزاج یابس ہو دوائے قوی اس کو ناتواں کر دیتی ہے دوائے ضعیف کے پینے کے بعد حرکت کم کرنی چاہیے تاکہ قوت دوا کی تحلیل نہ پائے منجملہ ادویہ ضعیفہ کے جو مبارک ہے یعنی بے ضرر ہو بنفشہ اور شکر ہے جس شخص کو حاجت مسہل کی جاڑوں میں ہو چاہیے کہ منتظر ہوائے جنوبی چلنے کا رہے اور گرمیوں میں بقول بعض اطبا کے انتظار ہوائے شمالی کا کرنا چاہیے مگر اس قول میں تفصیل ہے کہ اگر اسہال خلط رقیق صفراوی کا منظور ہو انتظار ہوائے شمالی کا کرے اور خلط غلیظ کے اسہال میں کچھ ضرورت نہیں ہے مریض جس وقت محتاج مسہل ضعیف کا ہو استعمال دوائےضعیف کا کرے اور کچھ اثر ظاہر نہ ہو پھر تحریک جائز نہیں ہے بلکہ بحال خود چھوڑ دینا چاہیے اکثر ہیجان خون کا اسہال سے ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے تپ پیدا ہوتی ہے اس کے دور کرنے میں تنہا فصد کافی ہوتی ہے

فصل چھٹی افراط مسہل کا بیان اور وقت اس کے بند کرنے کا

منجملہ ان علامات کے جن سے وقت بند کرنے مسہل کا بالضرور پہچانا جاتا ہے یہ ہے کہ بعد اسہال کے پیاس معلوم ہو اس لیے کہ اگر برابر دست جاری رہیں اور پیاس نہ معلوم ہو روکنا نہ چاہیے اور افراط اسہال سے خوف کرنا نہ چاہیے ہاں پیاس کا پیدا ہونا فقط کثرت اسہال اور افراط اجابت سے نہیں ہوتا پس اس کی شناخت ضرور کرنی چاہیے کہ پاس بھی بسبب کیفیت معدے کے پیدا ہوتی ہے کہ معدہ اگر گرم یا خشک ہے دونوں کیفیتیں معدے میں ہوں بہت جلد پیاس پیدا ہوتی ہے اور کبھی بسبب حال دوا کے بھی پیاس پیدا ہوتی ہے جس وقت اگر گرم اور لذاع ہو اور کبھی بنظر نفس کیفیت مادہ کے بھی پیاس پیدا ہوتی ہے جس وقت کہ مادہ گرم ہو مثل مادہ صفراوی کے ایسے اسباب کی نظر سے بعید نہیں ہے کہ پیاس جلد معلوم ہو اور ابھی تنقیہ تام نہ ہو چنانچہ اگر اضداد ان اسباب کے پائے جائیں بعید نہیں ہے کہ

پیاس بدیر معلوم ہو بہر حال جس وقت پیاس میں افراط ہو اور اجابت بھی زیادہ ہو چکی ہو روک دینا چاہیے خصوصاً اگر اسباب سرعت عطش موجود نہ ہوں بلکہ بروقت موجود نہ ہونے اسباب عطش کے اگر پیاس ظاہر ہوتا خیر جبس میں کسی قدر جائز نہیں ہے کبھی جو مادہ نکل رہا ہے وہ بھی دلیل مسہل کے بند کرنے پر ہوتا ہے مثلاً اط خلط صفراوی کے مسہل میں اگر نوبت بلغم کے نکلنے کی پہنچے جاننا چاہیے کہ اسہال میں افراط ہوئی چہ جائیکہ مسہل صفراوی سے خلط سوداوی کے نکلنے تک نوبت پہنچے پھر اگر ایسے مسہل سے خون کے نکلنے کی نوبت پہنچے اندیشہ عظیم پیدا ہوگا اور بہت دشواری پڑے گی جس شخص کو مسہل میں مغص یعنی مڑروڑ انجام کار میں پیدا ہو اس کی تدبیر کتاب سوم کے امراض امعا میں دیکھنے چاہیے

فصل ساتویں تدبیر اس شخص کی جس کو افراط مسہل کی پیدا ہو

افراط اسہال یا بوجہ ضعف عروق کے عارض ہوتا ہے یا بجہت وسیع ہو جانے رگوں کے منہ کے یا اس وجہ سے کہ دوائے مسہل رگوں کے منہ میں لذع پیدا کرے یا اس وجہ سے کہ بدن کو دوائے مسہل سے کوئی سوءمزاج نیا عارض ہو خواہ ایسی چیز جو قائم مقام سوءمزاج کے ہو بہر حال بروقت افراط اسہال کے اطراف کو اوپر اور نیچے سے باندھنا چاہیے ہاتھوں کو بغل سے اور پاؤں کو بیخ ران سے شروع کر کے نیچے اترتا ہوا جائے اور تریاق یا تھوڑی سی فلونیا اس کو پلانی چاہیے اور اگر ممکن ہو حمام یا آب گرم بخار سے پسینا اس کے بدن کا نکالا جائے اس طرح پر کہ تمام بدن کپڑوں کے نیچے چھپا ہو اور سر کھلا ہو پھر اگر باوجود زیادہ پسینا برآمد ہونے کے بھی اسہال منقطع نہ ہو قابض دوائیں پلائی جائیں اور بدن کی مالش کی جائے اور خوشبو لخلخے جواب ہریاصین اور صندل اور کافور اور قشروط فواکہ سے بنائی جائیں سونگھائی جائیں مالش اعضا کی کرنی چاہیے جو اعضائے خارجی ہیں اور ان کو گرم کر دینا بھی چاہیے گو بذریعہ مجمہ ناری کے گرم کیے جائیں اس طرح پر کہ

محجمہ نیچے اضلاع اور درمیان دونوں شانوں کے لگایا جائے پھر اگر احتیاج اس کی ہو کہ اس کے معدہ یا اس کے احشا پر ضماد آرد اور قابض تر چیزوں کا لگایا جائے یہ بھی جائز ہے اور ادہان میں سے روغن بہ ادر اور روغن مصطگی بھی مفید ہے یہ بھی واجب ہے کہ سرد ہوا سے ان کو بچائیں اس لیے کہ سرد ہوا بطریق عصر کے اسہال پیدا کرتی ہے اور گرم ہوا سے بھی اجتناب کرنا چاہیے کہ اس کی وت سست کر دیتی ہے یہ بھی واجب ہے کہ ان کی تقویت خوشبودار چیزیں سونگھا کر کرنی چاہیے اور ایک ایک گھونٹ قوابض اور کعک یعنی کلچہ شراب ریحانی میں ملا کر پلانا چاہیے اگر یہ چیزیں گرما گرم پلائی جائیں بہتر ہے اور اس سے پیشتر روٹی آب انار میں خواہ اقسام سویق یعنی ستو سے یا پوست خشخاش پسی ہوئی استعمال کی جائے مجرب دوا یہ ہے کہ ہالوں تین ورم بھون کر دوغ ترش میں جوش دیں تا اینکہ بستہ ہو جائے بعد اس کے استعمال کریں بس یہی نہایت مفید ہے واجب ہے کہ ان کی غذا قابض ہو اور برف میں سرد کی جائے جیسے آب انگور ترش وغیرہ منجملہ ان تدبیروں کے جو ان کے حبس اسہال پر معین ہوں یہ ہے کہ گرم پانی پلا کر قے پر آمادہ کریں اور اطراف بدن کے بھی گرم پانی میں رکھیں اور ان کو حرکت نہ دیں اگر چہ ان پر غشی طاری ہوئی ہو شراب کا استعمال ان لوگوں کو قطعاً جائز نہیں ہے یہ جتنی تدبیریں اوپر بیان کی گئیں اگر ان میں سے کوئی تدبیر کارگر نہ ہو آخر کار استعمال مخدرات کا اور ان معالجات قویہ کا جو باب منع اسہال میں کتاب سوم کے بیان میں ہو گا کریں بہت لائق ہے کہ طبیب بنظر احتیاط قرص اور سفوف قابض قبل از وقت حاجت تیار کر رکھے اور احتیاطاً حقنے کو اور جو آلات احتقان کے ہیں انہیں بھی موجود رکھے تا کہ بروقت حاجت تلاش کی نہ ہو

فصل آٹھویں تدبیر اس شخص کی جس پر دوائے مسہل نے اثر نہ کیا ہو

جب دوائے مسہل اثر نہیں کرتی ہے مغص اور تشوش اور بدر اور صداع پیدا کرتی ہے انگڑائی اور جمائی پیدا ہوتی

ہے ایسے وقت واجب ہے کہ حقنہ کریں اور حمول مسہل کا استعمال کریں جن کا ذکر قرابا

دین میں ہوگا اور مصطگی تین کزمہ یعنی تین ربع ورم نیم گرم پانی میں ملا کر پئیں کبھی

قوابض کے پلانے سے ایسے وقت دوائے مسہل کا عمل ظاہر ہو جاتا ہے جیسے سیب اور

بہ کہ یہ چیزیں فم معدہ کو نچوڑ کر متلی میں تسکین دیتی ہیں اور قوام دوا کا غلیظ کر کے اوپر کی

طرف حرکت کو روک کر نیچے کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور طبیعت کو تقویت دیتی ہیں اگر

حقنہ سے فائدہ نہ ہو اور اعراض ردی پیدا ہوں کہ تمام بدن کی رگیں اور پٹھے کھنچنے لگیں

اور آنکھیں باہر نکل آئیں اور دوا کو حرکت اوپر کی جانب ہو ضرور فصد کر دینی چاہیے

بلکہ اگر دوائے مسہل عمل نہ کرے اور اس کے بعد اعراض بد پیدا نہ ہوں جب بھی فصد

کرنا چاہیے گو دو تین دن بعد کیوں نہ ہو اس لیے کہ اگر فصد نہ لی جائے خوف حرکت

اخلاط کا طرف بعض اعضائے رئیس کے ہوتا ہے

فصل نویں احوال ادویہ مسہلہ کے بیان میں

بعض ادویہ مسہلہ ایسے ہیں کہ ان کا ضرر بہت زیادہ ہوتا ہے جیسے خربق سیاہ یا تربد اگر

سفید نہ ملے بلکہ زرد ہو یا غاریقون اگر سفید اور خالص نہ ملے بلکہ مائل بسیاہی ہو یا

ماذریون کہ دوائیوں نہایت بد ہیں اگر ان دواؤں میں سے کسی دوا کے پینے کا اتفاق

ہو اور اس کے بعد اعراض ردی پیدا ہوں تدبیر صائب یہی ہے کہ تا امکان اس دوا کو

بدن سے بذریعہ قے یا منحدر کر دینے کے دفع کر دیں اور اس کے بعد تریاق سے علاج

کریں اکثر ان دواؤں میں ایسی چیزیں ہیں جن کا شر اور فساد جوارواح میں پیدا ہوا ہو

بہت سرد پینے سے دور ہو جاتا ہے نہایت ٹھنڈے پانی میں بیٹھنے سے تربد زرد یا تربد جو

متعفن ہو گیا ہو اسی طرح جو چیز دوا کی تیزی کو بوجہ برانگیختہ کرنے اور تلیین کے اور

بجہت اس چکنائی کے جو اس میں ہو اور مثل سریشم کے چپکتی ہو توڑ ڈالے ان ادویہ کے

شر اور فساد کو دفع کرتی ہے بعض دوائیں مسہل کی ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو مناسبت بعض

امزجہ سے ہوتی ہے اور بعض امزجہ سے ان کو مناسبت نہیں ہوتی مثلاً سقمونیا ایسی دوا ہے

طرح سے پیدا ہوتا ہے کبھی بجہت تحلیل کے بالخاصہ اثر کرتی ہے جیسے تربد اور کبھی اسہال بوجہ عرض کے بالخاصہ پیدا کرتی ہے جیسے ہلیلہ کہ یہ مادہ کو نچوڑ کر بذریعہ قبض اسہال پیدا کرتا ہے کبھی اثر دوائے مسہل کا بجہت تلیین اور نرم کرنے طبیعت کے بالخاصہ پیدا ہوتا ہے جیسے شیر خشت اور کبھی بجہت ازلاق کے اثر کرتی ہے یعنی بوجہ لعاب کے مادہ پھسل جاتا ہے جیسے لعاب اسبغل اور آلوے بخارا اکثر قوی دوائیں جن میں سمیت ہے وہ اسہال کو اس طرح پیدا کرتی ہیں کہ طبیعت پر غالب آجاتی ہیں اسی واسطے واجب ہے کہ ایسی دواؤں کی اصلاح ان چیزوں سے کرنی چاہیے جن میں قوت فادزہر کی موجود ہو کبھی تلخی اور تیزی اور قبض اور عفوصت یعنی بکھٹا ہونا اور حموضت یعنی کھٹا ہونا بہت کچھ اعانت فعل دوائے مسہل کی کرتا ہے جس وقت یہ کیفیتیں فعل دوائے مسہل کے قریب ہوں اور اپنی خاصیت کے مناسب اس کی خاصیت پائیں مثلاً تلخی اور تیزی تحلیل پر معین ہے پس جو دوا بذریعہ تحلیل کے مسہل ہے مثل تربد کے اس کے ساتھ تلخ اور تیز دوا معین ہو سکتی ہے اسہال پر اور عفوصت سے کہ عصر پیدا ہوتا ہے جو دوا مسہل بوجہ عصر کے ہے جیسے ہلیلہ اس کے ہمراہ بکھٹی چیزیں شریک کرنے سے اعانت پیدا ہوتی ہے ترشی تقطیع معدے کی بوجہ ازلاق کے کرتی ہے پس مثل آلوے بخارا کے ہمراہ لعاب اسپغول کے معین اسہال ہوگی یہ بھی واجب ہے کہ دوائے مزلق کے ہمراہ وہ دوا جو بالعوض مسہل ہو استعمال نہ کریں مثلاً اسپغل ہمراہ ہلیلہ کے مگر یہ ممانعت اس وقت ہے کہ جب قوتیں دونوں دواؤں کی برابر ہوں بلکہ ایسے وقت میں اصلح یہ ہے کہ ایک کی قوت دوسرے کی قوت سے زیادہ ہو کہ اس کا اثر پہلے ظاہر ہو جائے مثلاً ایک دوائے ملین یا زلاق اپنا فعل قبل فعل دوائے عاصر کے کر لے بعد اس کے جب دوائے عاصر اپنا فعل شروع کرے جس چیز کی اس نے پہلے تلیین کردی ہے یہ اس کو باسہال دفع کرے اسی قیاس پر اور قواعد ادویہ مسہلہ کے اور مقامات سے دریافت کرنے چاہئیں

فصل دسویں بیان میں ان چیزوں کے جنھیں اور ابواب میں تلاش کرنا چاہیے ہماری قرابادین میں ادویہ مسہلہ اور ملینہ کا بخوبی بیان ہوا ہے اس میں سے ادویہ مذکورہ کو طلب کرنا چاہیے اور جن دواؤں کا لگانے سے خواہ اور کسی ترکیب سے ان کا استعمال مسہل اور تلیین ہے وہ بھی اسی مقام پر مذکور ہیں اور جو مسہلات ہر سن کے موافق ہیں ان کا بھی اسی جگہ پر بیان ہوا ہے اور ادویہ مفردہ کے بیان میں اصلاح ہر ایک دوائے مفرد کی اور اس کے ضرر کا تدارک اور اس کے پلانے کی کیفیت بیان ہوئی ہے گولیاں دوا کی اگر سوکھ کر مثل پتھر کے ہو جائیں ان کا استعمال درست نہیں اور گیلے یا تر حبوب بھی جو دبتے ہوں اور اس قدر گیلے ہوں کہ تھوڑے سے دبانے سے پھر صورت ان کی بدل جائے وہ بھی کام کے نہیں بلکہ جس وقت حبوب خشکی پکڑ لائیں اور کرارے ہونے لگیں مگر انگلیوں کے نیچے دبانے سے دب سکیں اس وقت ان کا استعمال کرنا چاہیے۔

فصل گیارھویں قے کرانے کا بیان طبیب کا قے کرانا اس شخص کو زیادہ ناروا ہے جس کی طبیعت اور خلقت ایسی ہو کہ اس شخص کا سینہ تنگ اور سانس کی درآمد برآمد کی کیفیت نہ رہی ہو اور جو شخص بنظر وآثار اور علامات کے آمادہ نفث الدم اور خون تھوکنے کا ہو خواہ اس کی گردن باریک ہو جو آمادہ اس بات کا ہو کہ اس کے حلق میں اورام پیدا ہوتے ہوں خواہ وہ شخص جس کا معدہ فضول سے پاک ہو خواہ نہایت فربہ اور موٹا آدمی کہ یہ لوگ بالطبع لائق اسہال کے ہیں لاغر آدمی چونکہ صفراوی مزاج ہوتا ہے اس کے حق میں قے بہت مفید ہے بنظر عادت کے قے کرانی اس کو مناسب ہے جس کو قے بآسانی نہ ہو سکے اور دشواری ہو اور انہیں قے کرنے کی عادت ہو پس یہ لوگ اگر قوی دواؤں سے قے کرائے جائیں تھوڑے زمانہ میں ان کی رگیں اعضاء نفس کی پھٹ جائیں گی اور مرض سل میں گرفتار ہوں گے جس شخص کا حال مشتبہ ہو کہ اس کو قے مناسب ہے یا نہیں پہلے خفیف دواؤں سے تجربہ کرنا چاہیے اگر

بآسانی قے ہو جائے زیادہ قے کرانے پر جسارت کرنی چاہیے قوی ادویہ سے مثل خربق وغیرہ کے اگر یہ شخص ایسا ہو کہ قے کرنا اسے گوارا نہ ہو اور طبیب کو بنظر ضرورت قے کرانی واجب ہو پہلے اسے آمادہ قے کرنے پر کرنا چاہیے اور خوگر کرانا چاہیے کہ اس کی غذا نرم یا روغن اور شیریں تجویز کرے اور اس کی ریاضت میں کمی بلکہ رفتہ رفتہ موقوف کرا دینی چاہیے بعد ازاں استعمال مقئی چیزوں کا کرنا چاہیے اس طرح پر کہ پہلے چکنی چیزیں اور روغن ہمراہ مشروبات کے پلائی جائیں اور غذائیں خوشگوار جن کا کیموس جید ہو کھلائی جائیں خصوصاً جس کو قے بدشواری ہوتی ہو اس لیے کہ یہ شخص بیشتر باوجود پلانے ادویہ مقئی کے قے نہیں کرتا اس کی طبیعت اخراج مواد کو بطرف قے کے بخل کرتی ہے اسی واسطے اچھی غذا کھلانی چاہیے کہ اگر قے نہ ہو اور معدے میں باقی رہے اس وقت اچھی غذا کا باقی رہنا بہتر ہے بہ نسبت باقی رہنے غذائے ردی کے جو شخص بعد ایسے طعام کے جو بغرض قے کرنے کے کھلایا گیا تھا قے کرے دوبارہ کھانا جب تک خوب بھوک نہ لگے اسے کھانا مناسب نہیں ہے اور پیاس ایسے شخص کی شربت سیب سے فرو کرنی چاہیے پانی نیم گرم خواہ جلاب اور سکنجبین کا استعمال اچھا نہیں ہے اس لیے کہ ان کے دینے سے متلی پیدا ہوتی ہے غذائے مناسب ایسے شخص کو بچہ ہائے مرغ اس طرح پر پکائیں کہ پہلے پانی میں جوش دیں بعد اس کے ان کے پیٹ میں مصالحہ گرم بھر کے آگ پر مثل کباب کے بھونیں اور تین پیالے شراب عد غذا کے پلانے چاہئیں جس کو کھٹی قے ہو اور پہلے کبھی عادت ایسی قے کی نہ ہو اور اس کی نبض میں تھوڑی سی تپ بھی ہو چاہیے کہ غذا دوپہر تک دن کے نہ کھائے اور قبل از غذا گلاب گرم کر کے پیے اور جس شخص کو قے سوداوی ہو چاہیے اسفنج کا ٹکڑا گرم سرکہ میں ڈبو کر معدہ پر رکھے بہتر یہ ہے کہ جو طعام بغرض قے کرانے کے کھلایا جائے کئی طرح کا ہو اس لیے کہ ایک ہی قسم کے کھانے کو کبھی معدہ ایسا قبول کر لیتا ہے کہ پھر اس کے اخراج میں بخل کرتا ہے اور اپنی طرف پھیر لیتا ہے جب قے بافراط ہونے اور رطوبت بلغمی

نکلنے لگے غذا میں گوشت کنجشک اور کبوتر کے بچوں کا جو قریب اڑنے کے ہوں نافع ہے مگر ہڈیاں اور اطراف ان چیزوں کی نہ کھلانی چاہیں اس لیے کہ یہ ثقیل ہیں دیر میں ہضم ہوتی ہیں اور ہوائے حمام میں بھی داخل کرنا چاہیے اور بروقت پلانے دوائے قے آور کے ایسی حرکات کریں جس میں دوڑنے کی ضرورت ہو اور ریاضت کریں اور تعب اور مشقت کریں بعد اس کے قے کریں اور یہ امور ٹھیک دوپہروں کو کرنے چاہئیں ایضاً بروقت قے کرنے کے دونوں آنکھیں اوپر چڑھا کر پٹی باندھی چاہیے اور پیٹ پر بھی ایک کپڑا بطور نہالچہ کے لپیٹنا ضرور ہے مگر نرم ہو اور بندش میں اعتدال رہے قے پر آمادہ کرنے والی چیزیں جیسے جرجیر اور مولی اور طرنج یعنی چھوٹی مچھلی اور فوتج کو ہی تروتازہ اور پیاز اور گندنا اور آش جو مع ثفل کے شہد کے ساتھ اور میٹھا حریرہ باکلے کا اور شراب شیریں اور قریب اس کے بادام ہمراہ شہد کے اور جو چیز مشابہ بلکند یعنی نیم خام روٹی جو روغن میں پکا کر میٹھے قوام یا شکر وغیرہ میں بھگو دی جائے جیسے جلیبی وغیرہ کے یا اور روٹی خمیری جو روغن سے پختہ کی جائے اسی طرح خربزہ اور کھیرا اور دونوں کے بیج خواہ ان کی جڑیں پانی میں بھگو کر کوٹی جائیں اور شیرینی ملائی جائے اور جس شوربے میں مولی پڑی ہو جو شخص شراب مسکر بغرض قے کرنے کے پیے جائیے کہ تھوڑی سی پی کر قے نہ کرے بلکہ بہت سی پی لے اور قے کرے فقاع ہماہ اشہد کے اگر بعد حمام کے پیے قے فوراً ہو جائے گی اور بآسانی ہوگی اور مسہل بھی ہے جس شخص کا ارادہ کسی دن قے کرنے کا ہو قریب اس روز کے چاہیے کہ بخوبی چبا کر کوئی چیز نہ کھائے اگر کوئی شخص دوقو اور مثل خربق کے استعمال کرے چاہیے کہ نہار منہ استعمال کرے اور اگر کوئی مانع نہ ہو دو گھنٹے دن جب چڑھے اور بول و براز سے فارغ ہو کر قے کرے اگر پر ڈال کر قے کرے اور بآسانی ہو جائے بہتر ہے ورنہ پر کو کسی قدر حرکت دے اگر پھر بھی قے نہ ہو حمام میں داخل کیا جائے اور جس پر سے قے کرتا ہے مناسب ہے کہ اس میں روغن حنا تھوڑا سا لگا دیا جائے اگر تقطیع اور کرب پیدا

ہو آب گرم اور روغن زیتون پلانا چاہیے کہ یا قی ہو جائے گی خواہ اسہال عارض ہو گا قے کرنے پر اعانت اس تدبیر سے بھی ہوتی ہے کہ معدہ اور اطراف گرم کیے جائیں کہ اس سے متلی پیدا ہوتی ہے اگر دوائے مقی بہت جلد تاثیر کرے اور جھٹ پٹ قے پیدا ہو چاہیے کہ قے کو روکیں اور ٹھہرائیں اور خوشبو اور معطر چیزیں سونگھائیں اور اطراف کو دبائیں اور ملین اور تھوڑا سا سرکہ پلائیں اور بہی اور سیب کھلائیں تھوڑی سی مصطگی ملا کر یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ حرکت کرنے سے قے زیادہ ہوتی ہے اور سکون سے کم ہوتی ہے اور گرمی کی فصل سب سے پہلے قابل اس کے ہے کہ قے کا اس میں استعمال کیا جائے اگر احتیاج ہو ایسے شخص کے قے کرانے کی جس کا نسخہ بدن مناسب قے کرانے کے نہیں ہے پس فصل صیف میں البتہ اجازت ایسے شخص کو قے کرانے کی دی جاتی ہے سب سے زیادہ کی فائدہ کی قے کرنے میں بنظر تنقیہ اول کے تنہا معدہ کو ہے سوا امعا کے اور بنظر دوسرے تنقیہ کے سر کو اور تمام بدن کو ہے اور جذب اور قلع مادہ کا فائدہ اسافل بدن کو ہوتا ہے مفید قے کی شناخت غیر مفید سے اس طور پر ہوتی ہے کہ بعد قے مفید کے خفت اور اشتہا جید اور سانس اچھی اور نبض جید ہوتی ہے اور یہی حال سب قوتوں کا ہے اور اس قے سے پہلے متلی ہوتی ہے اور اکثر اس کے ہمراہ لذع شدید معدہ میں اور سوزش پیدا ہوتی ہے اگر دوائے مسہل قوی ہو مثل خربق کے خواہ جو دواخربق سے مرکب ہو شروع میں ایسی قے کے منہ سے لعاب چھوٹتا ہے اور بعد لعاب کے قے میں بلغم کثیر بدفعات گرتا ہے اس کے بعد ایک شے سیال اور رواں صاف صاف برآمد ہوتی ہے اور لذع خواہ درد جس قدر ہوتی ہے بحال خود ثابت رہتی ہے اس سے اور قسم کے بعد اعراض کے سوائے متلی اور کرب قے کے پیدا نہیں ہوتی اور کبھی شکم بھی رواں ہو جاتا ہے بعد اس کے چوتھی ساعت میں سکون طبیعت پیدا ہوتا ہے اور مائل براحت ہو جاتی ہے بری قے کی شناخت یہ ہے کہ اولاً طبیعت مجیب نہیں ہوتی اور قے کا پیدا ہونا دشوار ہوتا ہے اگر بجبر پیدا بھی ہوئی کرب

عظیم ظاہر ہوتا ہے اور ہاتھ پاؤں کھنچے جاتے ہیں اور آنکھ اندر کو گھسی جاتی ہے چہرہ زیادہ سرخ ہو کر تمتما جاتا ہے اور آنکھ میں سرخی زیادہ پیدا ہوتی ہے پسینا بہت نکلتا ہے آواز بند ہو جاتی ہے اور جس کو کیفیت عارض ہو اور جلد تدارک نہ کیا جائے فوراً مر جاتا ہے تدارک اس کا بذریعہ حقنہ کے اور شہد اور نیم گرم پانی پلانے سے کرنا چاہیے اور جن اوہان میں تریاقیت ہے جیسے روغن سوسن وغیرہ ان کا استعمال کرنا چاہیے اور تابمقدور کوشش کر کے قے کرانی چاہیے اگر قے ہو جائے اختناق پیدا نہ ہوگا ایضاً حقنہ جو پہلے سے طیار رکھا ہوا ہے استعمال کرنا چاہیے بہت مناسب استعمال قے کا ان امراض میں ہے جو مزمن ہوں جیسے صرع اور استسقا اور جذام مالیخولیا نقرس عرق النسا قے میں اگرچہ منافع ہیں تاہم اکثر امراض بوجہ قے کے پیدا ہوتے ہیں جیسے طرش یعنی بطلان سماعت بعد قے کے متصل فصد نہ کرنی چاہیے بلکہ تین دن کا وقفہ دے کر فصد کا استعمال مناسب ہے خصوصاً اگر فم معدہ میں خلط موجود ہو اکثر دشواری قے میں بوجہ رقت خلط کے پیدا ہوتی ہے پس پہلے اس خلط کو غلیظ کرنا مناسب ہے سویق جب الرتان کا استعمال کر کے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ اسہال تخمی بعد قے کے دلیل اس بات پر ہے کہ مادہ تخمہ کا بطرف اسفل کے دفع ہوا ہے اور اسہال کے بعد قے کا عارض ہونا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ قے اعراض اسہال سے ہے افضل اوقات قے کرنے کے واسطے گرمیوں میں ٹھیک دوپہر ہے اگر بوجہ درد کے قے کی جائے بدن کے واسطے قے نافع ہے اور آنکھ کے حق میں مضر ہے حاملہ کو قے کرانی مناسب نہیں ہے اس لیے کہ فضول حیض کے اس قے سے دفع نہ ہوں گے اور تعب سے قے کے اضطراب میں پڑے گی پس اس تسکین کرنی چاہیے اور قے نہ کرنی چاہیے اور سب لوگ سوائے حاملہ کے جس کو قے عارض ہو چاہیے کہ مدد کی چیزیں جن سے قے ہو جائے پلائی جائیں

فصل بارھویں بیان میں ان چیزوں کے جو قے کرنے والے کو چاھئیں

قے کرنے والا جب قے کرنے سے

فارغ ہوا اپنے منہ اور چہرے کو سرکہ میں پانی ملا کر دھوئے تا کہ سر میں گرانی پیدا نہ ہو اور آب سیب کے ساتھ تھوڑی مصطگی ملا کر پیے اور کھانے سے منع کیا جائے اور راحت اور آرام کا التزام کرے اس کے شراسیف میں روغن لگائیں اور داخل حمام کریں اور جلد نہلا کر باہر نکالیں اگر بوجہ کسی ضرورت کے کھلانا واجب ہے کوئی لذیذ شے کھلائیں جس کا جوہر پاکیزہ ہو اور سریع الہضم ہو

فصل تیرھویں منافع قے کے بیان میں حکیم بقراط

ایک مہینہ میں دو مرتبہ قے کرنے کا حکم کرتا ہے یعنی دو دن پے در پے قے کرنی چاہیے تا کہ دوسرے روز باقی ماندہ روز اول کا بوجہ کمی خواہ دشواری روز اول کے نکل جائے اور جو کچھ معدہ میں کھنچ گیا ہو وہ بھی نکل جائے بقراط کہتا ہے کہ میں ضامن حفظ صحت کا اس شخص کے واسطے ہوں جو یہ تدبیر التزام کیا کرے اور بکثرت قے کرنی بد ہے اور قے مذکورہ بالا سے استفراغ بلغم اور صفراکوی اور سوداوی خلط کا بھی ہوتا ہے اور معدہ کا تنقیہ ہوتا ہے اس لیے کہ معدے کے تنقیہ کے واسطے تنقیہ کرنے والی کوئی ایسی شے نہیں جیسے امعا کے واسطے وہ صفرا ہے جو بطرف ان کے آتا ہے اور تنقیہ کرتا ہے ایسی قے سے سر کی گرانی بھی دور ہو جاتی ہے اور بصارت میں جلا پیدا ہوتی ہے اور تخمہ دفع ہو جاتا ہے ایضاً یہ قے اس شخص کو بھی مفید ہے جس کے معدہ پر صفرا گرتا ہے اور طعام کو فاسد کر دیتا ہے اگر طعام سے پہلے قے کرے پھر اس کی غذا بروقت صفائی معدہ کے پہنچے گی اور فاسد نہ ہو گی اس قے سے معدہ کی نفرت چکنی غذا سے برطرف ہو جاتی ہے اور جو سقوط اشتہائے صحیح معدہ میں ہو یا اشتہا تیز اور ترش اور کھٹی چیزوں کی معدہ میں پیدا ہو وہ بھی زائل ہو جاتی ہے اور بدن ترہل اور ڈھیلا پن بھی دور ہوتا ہے اور جو قروح گردے اور مثانہ میں ہوں یہ قے ان کو بھی نافع ہوتی ہے جذام کے واسطے یہ قوی علاج ہے اور رنگ میں برائی پیدا ہونے کا بھی علاج قوی ہے اور صرع جو بشرکت معدہ کے ہو اور یرقان اور انتصاب نفس یعنی سیدھے کھڑے ہو کر سانس آئے

ورنہ دشواری ہو اس کے واسطے اور عشاء فالج کے واسطے یہ قے مفید ہے قوبا کا بھی علاج کامل اس قے سے ہوتا ہے واجب ہے ہر مہینہ میں ایک مرتبہ خواہ دو مرتبہ بروقت امتلائے معدے کے قے کرے مگر دورہ مقرر نہ کرے اور شمار ایام کا ملحوظ نہ رکھے بہت موافق اس کو قے ہوتی ہے جس کا مزاج صفراوی ہو اور بدن اس کا لاغر ہو

فصل چودھویں مفرط قے کے ضرر کا بیان

قے بافراط کرنی معدہ کو مضر ہے کہ اس میں ضعف پیدا کرتی ہے اور اس کو بمنزلہ نشانہ کے واسطے متوجہ ہونے مواد کے کرتی ہے اور سینہ اور آنکھ کی بصارت کو اور دانتوں کو اور درد سر کو جو مزمن ہو مضر ہے مگر وہ درد سر جو شرکت معدہ سے ہو اور جو صرع فقط سر کی وجہ سے ہو اور کسی عضو کی شرکت پیدا نہ ہوئی ہو جو سر سے نیچے ہے اس کو بھی مضر ہے افراط زائد قے میں جگر کو بھی مضر ہے اور ریہ اور چشم کو اور بیشتر بعض رگیں پھٹ جاتی ہیں بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ خوب پیٹ بھر کر بہت جلد کھا لیتے ہیں اور بعد ازاں قے کر ڈالتے ہیں اس طریقہ سے اکثر امراض ردی اور مزمن پیدا ہوتے ہیں ایسے شخص کو پرخوری سے منع کرنا چاہیے اور طعام اور شراب میں اعتدال کر دینا چاہیے

فصل پندرھویں بیان میں تدارک ان احوال کے جو قے کرنے والوں کو ہوتے ہیں

قے کے روکنے کی تدبیر پہلے بیان ہو چکی اور رغد او روجع جو شراسیف کے نیچے پیدا ہوں گرم پانی اور روغن ملین کے سینکنے سے خواہ محجمہ ناری لگانے سے دفع ہوتے ہیں جو لذع شدید بعد قے کے معدے میں باقی رہ جائے اس کو تناول شوربائے روغن دار سریع الہضم دفع کر دیتا ہے اور مقام درد پر مالش روغن بنفشہ کی جس میں روغن شب بو اور تھوڑا سا موم شریک ہو بھی مفید ہے ہچکی اگر پیہم عارض ہو چھینک پیدا کرنے سے دفع ہوتی ہے اور جرعہ جرعہ گرم پانی تھوڑا تھوڑا پلانا بھی نافع ہے قے کے دفع کرنے کی تدبیر چودھویں فصل میں خواہ جہاں مضار قے کا بیان ہوا اور کزاز اور دیگر امراض باردہ اور سبات اور انقطاع صوت

جو بعد قے کے عارض ہو ان اطراف کی بندش او ان کا بیکدیگر متصل باندھنا نافع ہے اور معدہ کو روغن زیتون جس میں سداب کو جوش دیا ہو اور کریلا جوش دیا ہو اس سے سینکنا اور شہد ہمراہ آب گرم کے پلانا مفید ہے اور جس کو سبات عارض ہو اس کے لیے یہی ادویہ مستعمل کی جائیں اور اس کے کان میں پکار کر باتیں کریں

فصل سولھویں تدبیر افراط سے قے عارض ہونے کی

اس کو سلانا چاہیے اور جس تدبیر سے نیند پیدا ہو پیدا کرنی چاہیے اور اس کے اطراف کی بندش ایسی کرنی چاہیے جس طرح افراط اسہال میں کی جاتی ہے اور معدہ کا علاج بذریعہ قابض ضماد اور مقوی کے کرنا چاہیے پھر اگر قے میں افراط ہو اور خون برآمد ہو دودھ میں شراب چار قوطولی جو تخمیناً پاؤ آثار کسرے زائد بوزن ہندوستان ہوئی شریک کر کے پلائیں کہ اذیت دوائے مقی کی کم کر دیتی ہے اور خون بند کر دیتی ہے اور طبیعت نرم کر دیتی ہے اگر ارادہ ہو کہ اطراف صدر اور معدہ خون سے پاک ہو جائیں کہ خون ان مقامات میں بستہ نہ ہو جائے اس وقت سکنجبین برف سے سرد کر کے تھوڑی تھوڑی پلانی چاہیے اس پچھلے امر کے فائدہ کے خیال سے آب برگ خرفہ ہمراہ گل ارمنی کے استعمال کرتے ہیں پس جس شخص کو قے بافراط عارض ہو چاہیے کہ بہت دوا پلائی جائے جو ادویہ مقی ہیں ان کی قوت کے درجات کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور اس کا بھی خیال ضرور رہے کہ ہر ایک دوا کیونکر پلانے کے لائق ہے اور خصوصاً خربق کے استعمال کے شروط قرابادین اور ادویہ مفردہ کے باب میں ملاحظہ کرنے چاہئیں

فصل سترہویں حقنہ کے بیان میں

حقنہ ایک علاج عمدہ ہے آنتوں کے فضول دفع کرنے کے واسطے اور تسکین درد گردہ اور مثانہ اور ران کے اورام کے بارہ میں بھی نافع ہے اور امراض قولنج کو بھی مفید ہے اور جذب فضول کا اعضاء رئیسہ جو معدے سے اوپر ہیں بھی کرتا ہے مگر تیز حقنہ سے ضعف جگر پیدا ہوتا ہے

اور تپ عارض ہوتی ہے اور مادہ بعد استفراغ کے امعا وغیرہ میں باقی رہ جائے اس کے نکالنے پر حقنہ سے اعانت ہوتی ہے جس آلہ سے حقنہ کیا جاتا ہے اور جس طرح کرنا چاہیے اس کا ذکر قولنج کے باب میں کیا جائے گا غالباً افضل اوقات حقنہ لینے والے کے یہ ہیں کہ مستلقی ہو اور پھر چت لیٹ جائے اور بطرف درد کے مائل ہو کر لیٹے اور راس وقت ہوا سرد ہو یعنی دونوں وقت صبح اور شام کے اور ایسے وقت میں کرب اور اضطراب اور غشی کم ہوتی ہے حمام کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے اخلاط میں ثوران اور تفرق پیدا ہوتا ہے اور حقنہ اخلاط بستہ کو جذب کرتا ہے اسی واسطے بہتر نہیں ہے کہ قبل حقنہ کے حمام کرے جس شخص کے امعا میں عقر یا بستگی ہو اور بسبب حمی خواہ اور کسی مرض کے حاجت حقنہ کی ہو اور خوف یہ ہو کہ شاید حقنہ سے اخراج مواد نہ ہو بلکہ دوائے حقنہ بھی رک جائے اس پر واجب ہے کہ اپنی مقعد اور ناف کو اور گرداگرد اس کے سینک کرے باجرے وغیرہ کو گرم کر کے

فصل اٹھارہویں طلا کے بیان میں

طلا کرنا بھی معالجات کے اقسام میں ایسا ہے کہ خاص مقام پر اس کا اثر پہنچتا ہے اور کبھی کسی دوا میں دو قوتیں ہوتی ہیں لطیف اور کثیف اور حاجت بطرف قوت لطیف کے زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت کثیف کے اس لئے کہ کثافت سے تعدیل لطافت کی ہوتی ہے اگر اس وقت یہ دوا بطور ضماد کے مستعمل ہو لطیف قوت دوا کی نافذ ہو جائے گی اور کثیف قوت نافذ ہونے سے رک رہے گی پس جو قوت لطیف نافذ ہوئی ہے اس کا نفع پیدا ہوگا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے دھنیا جو کے ستو کے ساتھ خنازیر پر ضماد کی جائے ضماد اور طلا کا فائدہ ایک سا ہے مگر ضماد میں کسی قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور طلا رقیق ہوتا ہے اکثر طلا پارچہ اور چیتھڑوں کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے اور اگر اعضائے رئیسہ مثل قلب اور جگر کے تدبیر بذریعہ طلا مدنظر ہو کپڑوں کے ٹکڑے عود اور صندل میں لسے ہوئے کام طلائے خوشبو کا کرتے ہیں جب ان سے اعضائے مذکورہ گرم کیے جائیں

فصل انیسویں نطولات کے بیان میں

نطول تر بڑے کو کہتے ہیں یہ بھی ایک قسم کا عمدہ علاج ہے اگر تحلیل مادہ کی سر وغیرہ دیگر اعضا سے مرکوز ہو خواہ کسی عضو کا مزاج بدلنا ضرور ہو جو اعضا محتاج نطول کے ہیں گرم ہو خواہ سرد پھر اگر اس میں فضول کا انصباب نہ ہوتا ہو پہلے نطول گرم کا استعمال کرنا چاہیے بعد ازاں آب سرد سے تریڑا دینا چاہیے تاکہ جو نرمی نطول گرم سے پیدا ہوئی ہے بعد پہنچنے آب سرد کے عضو مذکور مضبوط ہو جائے اور اگر انصباب مواد کا اس عضو میں ہوتا ہو پہلے سرد پانی سے نطول کر کے بعد ازاں نطول گرم کا استعمال کریں

فصل بیسویں فصد کے بیان میں

فصد ایک استفراغ حاکم ہے کہ اس سے کثرت مادہ کی نکالی جاتی ہے اور کثرت سے مراد زیادتی اخلاط کی ہے جو برابر رگوں میں زیادہ اور کسی رگ میں کم اور بیش نہ ہو فصد کا استفراغ دو شخصوں کے واسطے درکار ہے اول تو جو شخص آمادہ امراض کا ہو اور اس کا خون بڑھ گیا ہو دوم جو مریض ہو یہ دو شخص ایسے ہیں کہ ان کی فصد یا بوجہ کثرت خون کے کی جائے یا خون کی برائی کے لحاظ سے فصد تجویز ہو خواہ دونوں ضرر مجتمع ہوں یا وہ امراض جن سے جو شخص مستعد عرق النسا اور نقرس دموی اور وجع مفاصل دموی کا ہو خواہ جس کو نفث الدم بوجہ شگافتہ ہونے اس رگ کے عارض ہوتا ہو جو اس کے پھیپھڑے میں باریک سی لگی ہوئی ہے جب اس میں خون زیادہ پیدا ہوتا ہے پھٹ جاتی ہے خواہ جو لوگ مستعد صرع اور سکتہ اور مالیخولیا کے ہوں اور ان کے بدن میں خون کی کثرت ہو خواہ مستعد خوانیق اور اورام احشا کے اور رمد حار کے ہوں خواہ جو لوگ کہ ان کی بواسیر کا خون بند ہو گیا ہے اور عادت اس کی جاری رہنے کی تھی خواہ جس عورت کا حیض بند ہو گیا ہو اور یہ دونوں ہمیشہ ان کے الوان وجوب فصد پر دلیل نہیں ہوتے ہیں اس لیے کہ ان کے رنگ میں تیرگی اور سپیدی اور سبزی پیدا ہوتی ہے ایضاً جو لوگ ایسے ہوں کہ ان کے اعضائے باطنی میں ضعف ہو اور مزاج ان کے گرم ہوں پس ان لوگوں کو لائق یہی ہے کہ فصل ربیع میں

فصد ان کی کھولی جائے اگر چہ ان امراض میں مبتلا نہ ہوں اور بھی جو لوگ ایسے ہوں کہ انہیں صدمہ چوٹ کا مارنے خواہ گر پڑنے سے پہنچا ہو اور کبھی بنظر اس احتیاط کے ان کی فصد بلا حاجت بھی لی جاتی ہے اگر چہ خون میں کثرت نہ ہو یہ بھی واضح رہے کہ ان امراض کا جب تک خوف وقوع ہے اور پیدا نہ ہوں ان میں زمانہ جواز فصد کا وسیع ہے اور اگر یہ امراض پیدا ہو جائیں اوائل میں ان امراض کی فصد کو ترک کرنا لازم ہے اس لیے کہ اس وقت فصد سے فضول میں رقت پیدا ہوتی ہے اور رقیق ہو کر تمام بدن میں جاری ہوتے ہیں اور خون صالح سے مل جاتے ہیں اور بیشتر وہ خون جس کے نکالنے کی ضرورت ہے فصد سے اوائل میں ان امراض کے خارج نہیں ہوتا اور چند مرتبہ فصد کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس سے ضعف قوت پیدا ہوتا ہے پھر جس وقت نضج مادہ کا ظاہر ہو اور زمانہ ابتدائے مرض کا گزر جائے اور زمانہ انتہا کا بھی تمام ہو جائے اس وقت اگر فصد واجب ہو اور کوئی مانع بھی نہ ہو فصد کھولنی چاہیے پھر بھی اس کا خیال رہے کہ بروز حرکت مرض کے فصد اور کوئی استفراغ نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ وہ روز راحت و آرام کا ہے اور اس دن سونا مفید ہوتا ہے اور اس دن مرض کا ثوران اور غلبہ ہوتا ہے اگر مرض کے بحران چند ہونے والے ہوں اوسان بحرانات کا زمانہ طولانی ہو پس زیادہ خون کا نکالنا ہرگز زائد نہیں ہے بلکہ اگر بدون فصد کے سکون مرض کا ممکن ہو یہی کرنا چاہیے اور اگر سکون مرض بدون فصد کے ناممکن ہو تھوڑا سا خون بذریعہ فصد کے نکالنا چاہیے اور بہت سا خون باقی رکھنا چاہیے کہ اگر ضرورت ہو چند مرتبہ فصد کھولی جائے اور قوت بدنی واسطے مقابلہ بحران کے باقی رہے جس شخص کی فصد زمانہ دراز سے نہ کھلی ہو اور جاڑوں میں زیادتی خون کی بوجہ ہاتھ پاؤں ٹوٹنے کے شکایت کرے فصد کھولنا جائز ہے مگر بقیہ خون اس قدر رہے جو یبوست فصل کو مانع ہو اور فصد خون کو بجانب مخالف جذب کرتی ہے بوجہ روکنے طبیعت کے اگر بوجہ فصد کے ضعف قوت پیدا ہو بوجہ زیادہ نکل جانے خون کے اخلاط کثیرہ پیدا ہوتے ہیں اور غشی اول فصد میں واقع ہوتی ہے

اس واسطے کہ دفعتہً غیر معتاد چیز پیدا ہوتی ہے یعنی جاری ہونا خون کا اگر قے ہوئی ہو فصد لینے سے خون برآمد نہیں ہوتا اور اسی طرح کہ اگر بعد فصد کھولنے کے قے ہو خون بند ہو جاتا ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ خون فصد کا خود بخود بند نہیں ہوتا جب تک بند نہ کیا جائے اور قولنج کے ہمراہ فصد نہیں ہوتی ہے حاملہ اور حائض کی فصد بدون ضرورت شدید کے جائز نہیں مثلاً حیض قوی روکنا مرکوز ہو اگر قوت وفا کرے یہ بھی ضرور معلوم رہے کہ جس وقت علامات امتلائے خون کے پیدا ہوں جو اوپر مذکور ہو چکے فصد واجب نہیں ہوتی بلکہ اکثر امتلاء اخلاط خام کی ہوتی ہے اس وقت فصد نہایت درجہ مضر ہوتی ہے اس لیے کہ اگر بلا نضج فصد لی جائے خوف ہلاکت مریض کا ہوتا ہے جس کے بدن میں خلط سوداوی غالب ہو مضائقہ نہیں کہ پہلے اس کی فصد کھولی جائے بعد ازاں بذریعہ اسہال کے استفراغ کریں بلکہ طبیب پر مراعات حال رنگ بدن کی واجب ہے ان شروط سے جو آئندہ ہم مذکور کریں اور اعتبار تمدد کا بھی کرنا چاہیے کہ ظہور تمدد سے اطمینان کامل ہوتا ہے کہ فصد واجب ہے جس شخص کے بدن میں خون صالح کم ہو اور اخلاط ردی کی بدن میں کثرت ہو اور اگر اس کی فصد کھولیں خون صالح نکل جائے گا اور خلط ردی غالب ہو جائے گی اور جس کا خون فاسد ہو اور کم بھی ہو اور کسی عضو کی طرف متوجہ ہو کہ اس کا مائل ہونا ضرر عظیم اس عضو میں پیدا کرے گا اور بدون فصد کھولنے کے چارہ نہ ہو واجب ہے کہ فصد کھول کر تھوڑا سا خون نکالیں اور بعد ازاں غذائے خوشگوار کھلائیں اور پھر دوبارہ فصد کھولیں چند روز کے بعد تا کہ تمام خون فاسد نکل جائے اور اچھا خون باقی رہ جائے اگر فاسد خون میں اخلاط صفراوی ملے ہوں ان کے استفراغ کے واسطے پہلے اسہال لطیف خواہ قے کی تدبیر کرنی چاہیے خواہ ان کے تسکین کی فکر کی جائے اور مریض کو سکون اور آرام دینے میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور اگر اخلاط غلیظ ہوں قدماء اطبا ایسے وقت مریض کو تکلیف استحمام کی دیتے تھے اور اپنے کارہائے ضروری میں چلنے پھرنے کو زیادہ حکم کرتے تھے اور بیشتر

ہنوز رقیق ہو خواہ ناری ہو اور سحنہ سوکھتا جاتا ہے ابتدائے مرض سے پس ہرگز فصد نہ کھولنی چاہیے رنگ خون کا بھی دیکھنا چاہیے اگر رقیق مائل بسپیدی ہو فوراً بند کر دینا چاہیے مجملاً یہ بھی لحاظ رہے کہ فصد سے مریض پر غلبہ ہیجان اخلاط صفراوی کا نہ ہو اور نہ اخلاط خام بارد غلبہ کرے پھر اگر تپ میں فصد بنظر قواعد عام خواہ حکم خاص کے واجب ہو اس قول کی طرف التفات نہ کرنا چاہیے کہ بعد روز چوارم کے محموم کی فصد مناسب نہیں ہے اس لیے کہ بعد وجوب فصد کے چالیس دن کی مدت میں بھی ہر وقت فصد جائز ہے یہ رائے جالینوس کی ہے لیکن روز چہارم سے پیشتر فصد اولی ہے بہ نسبت بعد اس زمانہ کے اگر دلائل وجوب فصد کے صحیح ہوں اور فصد میں تقصیر ہو جائے پھر جو وقت کیوں نہ ہو اسی وقت فصد کھول دینی چاہیے بعد رعایت دس چیزوں کے اکثر بعض حمیات میں گو حاجت ہو مگر فصد سے طبیعت کو مادہ کے دفع اور مقابلہ کی قوت پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ کچھ مقدار مادہ کی فصد کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے مگر یہ فصد بلا حاجت اسی وقت جائز ہے کہ سحنہ اور قوت وغیرہ رخصت فصد کی دیتے ہوں حمی دموی میں استفراغ بذریعہ فصد کے ضرور ہوتا ہے مگر ابتدا میں خون بافراط نکالنا جائز نہیں ہے اور بروقت نضج کے فصد مفرط ضرور ہے اور اکثر حمی دموی بعد فصد کے فوراً زائل ہو جاتی ہے جو مزاج بشدت بارد ہو اس کے بدن کی فصد نہ کھولنی چاہیے اور جو بلاد بہت سرد ہوں ان میں بھی استعمال فصد کا ناجائز ہے اور بروقت درد شدید کے اور بعد ایسے استحمام کے جو محلل ہو اور عصب جماع کے اور تا امکان اس سن میں جو چودہ برس سے کم ہو ایضاً سن شیخوخت میں بقدر امکان ہاں اگر اعتماد سحنہ پر ہو اور پر ہونا عضل کا اس طرح پر کہ مسترخی اور ڈھیلے نہ ہو اور کشادگی رگوں کی اور ان کا پر ہونا اور سرخی رنگ کی ظاہر ہو ایسے مشائخ اور کم سن لوگوں کی فصد پر جرات ہو سکتی ہے کم سن لڑکے بتدریج اور تھوڑی تھوڑی فصد سے خوگر کیے جاتے ہیں جن کے بدن زیادہ لاغر ہوں خواہ زیادہ فربہ ہوں خواہ بدن میں زیادہ تحلل اور ڈھیلا پن ہو خواہ بدن سفید اور ڈھیلے ہوں خواہ

چیزیں پڑی ہوں خواہ پودینہ کا شربت اور معجون ممسک اور شربت میبہ ممسک پلا کر بعد ازاں فصد کھولی جائے اور جس کے معدہ میں صفرا پیدا ہوتا ہے پہلے اس کو قے آب گرم سے ہمراہ سکنجبین کے کرا کے اس کے بعد چند لقمہ کھلائیں اور تھوڑی دیر آرام دے کر بعد ازاں فصد کھولی جائے اور بدل ماتحلل اس خون جید کا جو فصد سے خارج ہوگا اس کا تدارک کریں اگر قوی ہو کباب مع اس کے ثفل کے کھلائیں کہ اگر وہ ہضم ہو جائے گا زیادہ تغذیہ کرے گا مگر مقدار میں کم دینا چاہیے کہ معدہ ضعیف ہے بعد ازاں فصد کرنی چاہیے کبھی نکسیر زیادہ چلنے کی وجہ سے کسی رگ سے فصد کرتے ہیں خواہ رحم سے خون جاری ہونے کو روکنے کے واسطے خواہ خون مقعد اور سینہ کے خون کے روکنے کے واسطے خواہ اور جراحات کے خون بند کرنے کے واسطے تا کہ خون بطرف خلاف کے جذب ہو کے بند ہو جائے اور یہ علاج قوی ہے اور نافع ہے ایسی فصد میں زخم کا تنگ زیادہ ہونا واجب ہے اور چند مرتبہ کھولنا چاہیے نہ کہ ایک ہی روز مگر باضطرار ایک ہی روز بھی ہو سکتا ہے بلکہ ایک دن کے بعد دوسرے روز ہر مرتبہ خون کم لیا جائے اگر ممکن ہو حاصل یہ ہے کہ شمار میں فصدوں کا زیادہ ہونا بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک ہی مرتبہ خون کی مقدار کثیر کا اخراج کریں جو فصد بلا حاجت کھلتی ہے اسی سے صفرے کا ہیجان ہوتا ہے اور اس کے بعد خشکی زبان وغیرہ کی ہوتی ہے اس کا تدارک آب شعیر اور شکر وغیرہ سے کریں اور جو شخص دوبارہ فصد کھلوائے اور پہلی فصد سے اسے کچھ مضرت فالج وغیرہ کی نہ پہنچی ہو چاہیے کہ دوبارہ کی فصد میں اس کی رگ طول میں کھولی جائے تا کہ حرکت مفصل کی اس کے التحام اور رک جانے سے باز رکھے اور فصد وسیع کھولی جائے اور اگر باایں ہمہ خوف یہ ہو کہ خون بند ہو جائے گا بہت جلد مقام زخم پر ایک کپڑا روغن زیتون اور نمک سے بھگو کر رکھیں اور اوپر اسی مقام سے پٹی باندھیں اور اگر نشتر میں بروقت فصد کے روغن لگا دیں بسرعت التحام یعنی زخم کے بھر آنے کو منع کرے گا اور درد بھی کم ہو جائے گا اور مقام سے پٹی باندھیں اور اگر نشتر میں بروقت

فصد کے روغن لگادیں بسرعت التحام یعنی زخم کے بھر آنے کو منع کرے گا اور درد بھی کم
ہو جائے گا اور مقام فصد کو ملین اور روغن زیتون وغیرہ اس مقام پر لگائیں اور مالش بہ
نرمی ہو خواہ پہلے زیتون سے ملیں اس کے بعد کپڑے سے ملیں سو رہنا درمیان فصد اول
اور فصد دوم کے ہیئت مقام فصد کو ملتحم کر دیتا ہے وہ قواعد بھی یاد کرنے چاہئیں جو
استفراغ کی نسبت فصل ستائیس میں بیان ہوئے ہیں کہ فصد کے واسطے بھی انتظار اس
روز کا کریں جس دن ہوائے جنوبی چلے جیسا اور استفراغ کے واسطے اس کی ضرورت
ہے **یہ بھی جاننا ضرور ہے** کہ فصد ان لوگوں کی جن کے مزاج میں
وسوسہ ہے اور فصد مجانین کی اور جو لوگ محتاج فصد کے رات کو اور زمانہ نوم میں ہوں
ضیق یعنی تنگ ہونی چاہیے تاکہ نزف الدم پیدا نہ ہو اسی طرح جو شخص محتاج دوسری
مرتبہ فصد کا نہ ہو یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ دوبارہ فصد کھولنی تاخیر زمانہ کی زیادہ چاہتا ہے
درمیان فصد اول اور دوم کے بوجہ ضعف مقصود کے اگر مقصود ضعیف نہ ہو نہایت کم یہ
ہے کہ ایک ساعت کا وقفہ دونوں فصد میں کیا جائے ارسال دم سے مراد یہ ہے کہ دن
بھر خون فصد کا بند نہ کیا جائے فصد مورب یعنی ترچھی مناسب اس کی ہے جو ایک دن
دوسری فصد کھلوانے کا قصد کرے اور عرض میں فصد اس کو مناسب ہے جو دوسری فصد
بعد ایک ساعت کے کھلوائے اور طولانی فصد اس کی کھولنی چاہیے جو دو فصد سے زیادہ
تین خواہ چار مرتبہ کھلوانے کا قصد کرے اور جس کا یہ ارادہ نہ ہو کہ چند دنوں تک ہر روز
فصد کھلوائے جس قدر فصد کے بعد درد زیادہ ہو زخم پورا ہوتا ہے فصد دوسری میں خون
زیادہ نکالنے سے غشی پیدا ہوتی ہے مگر اینکہ دوبارہ فصد لینے والا کچھ کھالے پہلی اور
دوسری فصد کے بیچ میں سو رہنے سے فضول کا اخراج ہمراہ خون کے نہیں ہوتا اس لیے
کہ نوم کی وجہ سے اخلاط اندر بدن کے سما جاتے ہیں منجملہ فوائد دو مرتبہ فصد کھولنے کے
بڑا فائدہ یہ ہے کہ قوت مقصود کی محفوظ رہتی ہے اور استفراغ بھی پورا ہو جاتا ہے جس
قدر استفراغ واجب ہے دوسری فصد بہتر یہ ہے کہ دو خواہ تین دن کی تاخیر کر کے کھولی

جائے بعد فصد کے بہت جلد رہنے سے اکثر اعضا میں انکسار اور ٹوٹنا پیدا ہوتا ہے قبل فصد کے استحمام سے اکثر بدشواری خون برآمد ہوتا ہے اس لیے کہ جلد میں غلاظت پیدا ہوتی ہے اور جلد کی نرمی اور آمادہ ہونا اس کا واسطے لغزش اور پھیلنے کے مانع برآمد خون کا ہوتا ہے ہاں اگر مفصود کا خون بہت غلیظ ہو اس وقت استحمام سے یہ مضرت زائد پیدا نہیں ہوتی فصد کھلوانے والے کو مناسب ہے کہ فصد کے بعد سیر ہو کر کھانا خواہ پینا ترک کرے بلکہ بتدریج غذا کو بڑھائے اور پہلے غذائے لطیف کا استعمال کرے اور اسی طرح بعد فصد کے ریاضت پوری بھی ترک کرے بلکہ لیٹنے اور استراحت کی طرف میلان خاطر رکھے اور استحمام محلل بعد فصد کے نہ کرے جس شخص کے ہاتھ میں بعد فصد کے ورم پیدا ہو چاہیے کہ بقدر تحمل دوسرے ہاتھ کی فصد کھلوائے خواہ مقام ورم پر مرہم اسفیداج رکھے اور گرد اس کے مبردات قویہ کو طلا کرے جس شخص کے بدن میں اخلاط کا غلبہ ہو اور فصد کھلوائے بوجہ فصد کے ثوران اور جوش اخلاط میں پیدا ہوگا اور تمام بدن میں یہ اخلاط جاری اور رواں ہو جائیں گے پھر ان کی اصلاح محتاج فصد متواتر کی ہوگی خون سوداوی بھی محتاج فصد متواتر کا ہے فی الحال تو خفت پیدا ہو جاتی ہے اور زمانہ شیخوخت میں چند امراض پیدا ہوتے ہیں از انجملہ سکتا ہے اکثر بوجہ فصد کے حمیات کا ہیجان پیدا ہوتا ہے اور یہ حمیات اکثر تحلیل عفونت کرتے ہیں جو صحیح آدمی فصد کھلوائے اس پر واجب ہے استعمال اس چیز کا جو باب شراب میں مذکور ہو چکی ہیں یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ فصد کی رگیں اوردہ بھی ہیں اور شرائین بھی مگر شرائین کمتر کھولی جاتی ہے اور بوجہ اس خطرہ کے جو شریان کے کھولنے سے پیدا ہوتا ہے اس کے چھیڑنے سے احتراز کرتے ہیں اور وہ خطرہ یہ ہے کہ خون جاری ہو جاتا ہے کم سے کم ضرر یہ ہے کہ ابوسیما یعنی سیلان خون پیدا ہوتا ہے اور یہ بات اس وقت ہوتی ہے جب نشتر باریک اور تنگ لگایا جائے باینہمہ اگر شریان کا خون بعد نکلنے بمقدار ضرورت کے بند ہو جائے نفع عظیم پیدا ہوتا ہے ان امراض میں جن کی جہت سے فصد کھولی گئی

ہواور اکثر شریان کی فصد اسی وقت نافع ہوتی ہے کہ جب کوئی شریان قریب اس عضو
کے ہو جس میں کوئی مرض ردی پیدا ہوا ہے اوراس مرض کا سبب خون لطیف اور تیز ہو
اس وقت جب ایسے شریان قریب کی کھولی جاتی ہے بہت نافع ہوتی ہے بشرطیکہ اس
کے کھولنے میں خطرہ اور اندیشہ نہ ہو جو رگیں ساکن ہاتھ کی کھولی جاتی ہیں شمار میں چھ
ہیں قیفال یعنی سرارو اور اکحل یعنی ہفت اندام باسلیق اور حبل الذراع اور اسلیم اور ابطی
جو شعبہ باسلیق کا ہے اور سرارو سب سے زیادہ اسلم ہے یعنی اس کے کھولنے میں خوف
شریان پر پہنچنے کا نہیں ہے پہلے تینوں رگیں اکحل باسلیق ابطی مابض کے اوپر کھولی
جائیں یعنی جو مقام پہنچے اور بازو کے بیچ میں جھکتا ہے اور جہاں ہاتھ میں خم پیدا ہوتا
ہے اس سے تھوڑا اوپر ہی ہے کھولنی چاہیے یعنی پٹی نیچے باندھ کر جب رگ اوپر برآمد
ہو کھولی جائے اور مابض کے نیچے خواہ برابر کھولنا نہ چاہیے تا کہ خون بخوبی برآمد ہو جس
طرح دھار چھوٹی ہے جاری رہے اوراس مقام کے نشتر لگانے میں پٹھے پر آفت پہنچنے
کا خوف نہیں رہتا اور نہ شریان کو آفت پہنچتی ہے اوراسی طرح قیفال کی اگر فصد طول
میں کھولی جائے دیر میں زخم پورا ہوتا ہے اس لیے کہ یہ رگ جوڑے سے تعلق رکھتی ہے
اور جو رگ مفصلی نہ ہو اور جوڑے بے تعلق ہو اس کی فصد طول میں اچھی ہے عرق النسا
اوراسلیم کی ونیز اور رگوں کی فصد میں رائے صائب یہی ہے کہ طول میں کھولی جائے
اور معہذا مناسب ہے کہ قیفال کی فصد اس عضلہ کی سر سے نشتر دور پڑے جو موضع نرم
میں اوپر مابض کے واقع ہے اور وسیع زخم لگایا جائے اور دوہرا نشتر نہ لگانا چاہیے کہ ورم
پیدا ہوگا اکثر فصار کو اکثر مقام قیفال میں خطا ہوتی ہے ایک نشتر لگانے سے برائی پیدا
نہیں ہوتی گو کہ گہرا لگایا ہو بلکہ اذیت کا پیدا ہونا فقط مکرر زخم لگانے سے ہوتا ہے پور جانا
زخم قیفال کا دیر میں اسی وقت ہوتا ہے کہ فصد طول میں ہو اور گہری فصد کھولنی اس وقت
چاہیے کہ دوبارہ پھر کھولنے کی ضرورت ہو اگر قیفال نظر نہ آئے اور ملنا دشوار ہو اس کا
کوئی شعبہ جو گھٹنے کی جانب وحشی یعنی بیرونی جانب میں بطرف انگوٹھے سیدھے میں

تلاش کر کے کھول دیا جائے ہفت اندام کے نیچے ایک پٹھا ہے اس میں نشتر لگنے کا خوف ہے اور کبھی بیچ میں دو پٹھوں کے ہوتی ہے لہذا واجب ہے کہ یہ رگ طولاً کھولی جائے اور لٹکا کر فصد کھولنی چاہیے یعنی اچھلتا ہوا نشتر لگانا چاہیے جو گہرا نہ ہو اور کبھی ہفت اندام کے اوپر ایک باریک پٹھا ایسا دراز ہوتا ہے جیسے وتر پس اس کی شناخت کر کے فصد کھولنی چاہیے اور احتیاط کامل رہے ایسا نہ ہو کہ نیشتر اسی پٹھ تک پہنچے ورنہ حذر مزمن پیدا ہوگا جس کی رگ موٹی اور نمودار ہوتی ہے اس کے ہاتھ میں یہ شعبہ پٹھے کا بہت ظاہر ہوتا ہے اگر خطا سے اس پٹھ میں نشتر لگ جائے بہت اذیت ہوگی اگر غلطی سے پڑ جائے پھر فصد کے پورنے کی تدبیر کرنی چاہیے اور اس پر ایسی چیز رکھنی چاہیے کہ پور جانے سے منع کرے اور علاج وہی کرنا چاہیے جو عصب کے جراحات کا علاج ہے اور اس کا بیان کتاب چہارم میں کیا گیا ہے بہت بڑی احتیاط رہے کہ اس زخم کے قریب کوئی شئے تبرید کرنے والی نہ پہنچے جیسے آب برگ مکو اور صندل وغیرہ بلکہ اس کے گرداور تمام بدن میں روغن گرم کی مالش کرنی چاہیے حبل الذراع کا بھی مورب کھولنا مناسب ہے مگر اینکہ دونوں طرف سے کٹی ہوئی ہو اس وقت بنا چاری طول میں کھولنی چاہیے باسلیق میں خوف یہ ہے کہ اس کے نیچے شریان ہے اس کی حفاظت ضرور ہے اس لیے کہ اگر شریان تک نشتر پہنچے گا خون بند نہ ہوگا خواہ بند بدشواری ہوگا بعضے آدمی کی باسلیق کے گرد دو شریان ہوتی ہیں جب ایک شریان دکھائی دے فصاد گمان کرتا ہے کہ اب نشتر شریان تک پہنچنے کی رہائی حاصل ہوئی اور اس اطمینان سے دوسرے شریان پر نشتر بیدھڑک مارتا ہے لہذا اس کو پہلے سے پہچان لینا واجب ہے جب پٹی باندھتے ہیں اکثر اوقات وہ مقام پھول جاتا ہے لیکن یہ پھولنا کبھی بوجہ برآمد ہونے شریان کے ہوتا ہے اور کبھی باسلیق پھولتی ہے اور کوئی کمیون نہیں پھولے چاہیے کہ پٹی کھول کر لیں اور نرم نرم مالش کریں بعد ازاں پھر پٹی باندھیں اگر پھر پھولے دوبارہ یہی ترکیب کریں پھر بھی اطمینان نہ ہو کچھ حرج نہیں باسلیق کو چھوڑ کر اس کا شعبہ جس کا نام ابطی

اور یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ قیفال سے اکثر اس خون کا استفراغ ہوتا ہے جو رقبہ اور گردن سے اوپر ہے اور بہت کم گردے کے نیچے کا خون برآمد ہوتا ہے اور اطراف جگر اور شراسیف سے بڑھکر سرارہ کا استفراغ بکار آمد نہیں ہوتا اور شراسیف کا تنقیہ اس فصد سے نہیں ہوتا اور اسافل بدن کا تنقیہ ایسا جو تنقیہ میں شمار ہو سکے ہفت اندام کا حکم متوسط ہے درمیان سرارہ اور باسلیق کے اور اس کے فصد سے استفراغ اطراف تنور بدن یعنی از سینہ تا اسفل ہوتا ہے جبل الذراع مشابہ قیفال کے ہے اسیلم کا ذکر اس واسطے کیا جاتا ہے کہ داہنے ہاتھ کی یہ رگ کھولنی درد جگر کو مفید ہے اور بائیں ہاتھ کی اوجاع طحال کو مفید ہے اس پر پٹی نہیں باندھی جاتی ہے جب تک خون خود بخود بند نہ ہو جائے اور جس کے بدن کی یہ فصد کھولی جائے اس کا بدن آب گرم میں رکھنا چاہیے تا کہ خون بند نہ ہو اور بسہولت نکلے اگر خون بضعف نکلتا ہو جیسے اکثر مقصود کا یہی حال ہوتا ہے افضل فصد اسیلم کی یہی ہے کہ طول میں ہو ابطی کا حکم اور باسلیق کا ایک ہی ہے جو شریان داہنے ہاتھ کی کھولی جاتی ہے وہی ہے جو ہتھیلی کے پشت درمیان سبابہ اور ابہام کے واقع ہے اس کا فائدہ واسطے درد جگر اور حجاب کے جو مزمن ہو عجیب ہے جالینوس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اسے اس رگ کی فصد کا حکم دیتا ہے اور اس وقت جالینوس درد میں گرفتار تھا خواب سے چونک کر فصد کھولی اور فوراً درد زائل ہو گیا کبھی ایک اور شریان جو بہ نسبت اس رگ کے مائل بطرف بطن کف کے ہے اسی فائدہ کے واسطے کھولی جاتی ہے جو شخص ہاتھ کے کسی رگ کی فصد کھلوائے اور خون نہ برآمد ہو پس براہ غلط اس کے پیچیدہ کرنے اور اس پر سخت پٹی باندھنے اور مکرر نشتر لگانے میں احتراز نہ کرے بلکہ دو دن خواہ ایک ہی روز یوں ہی رہنے دے پھر اگر ضرورت دوبارہ نشتر لگانے کی ہو مقام نشتر اول سے اوپر دوبارہ نشتر لگائے اور اس سے نیچے ہرگز نشتر لگانا جائز نہیں ہے زور سے باندھنا ورم پیدا کرتا ہے پٹی کو سرد کرنا اور اس کو گلاب خواہ آب سرد سے تر کرنا بہتر ہے واجب ہے کہ پٹی بندھی ہوئی ہو قبل فصد کے نہ ہٹائے

اور بعد فصد کے بھی اس کا سر کا نا جائز نہیں ہے لاغر اندام کو پٹی بہت کس کر باندھنے کی ضرورت ہے اس لیے کہ ان کی رگیں خالی ہوتی ہیں اور جب خون نکلتا ہے بدون سخت بندش کے اس کا بند ہوتا نہیں ہو سکتا ہے اور سخت بندش سے عضو مشددہ کی گویا موت پیدا ہوتی ہے اور اس عضو میں فساد عارض ہوتا ہے اور فربہ اندام کی رگیں جب تک کس کر باندھی نہ جائیں بخوبی ظاہر نہیں ہوتی اس لیے ڈھیلی باندھنی مناسب نہیں کبھی بعض فصاد جو خوب واقف اور ماہر ہیں ایک لطف کی یہ بات کرتے ہیں کہ درد مخفی ہو جاتا ہے اس طرح کہ ہاتھ کو نیچا کر کے پٹی مضبوط باندھتے ہیں اور تھوڑی دیر نیچا رہنے دیتے ہیں شاید درد نیچے تک اتر کر متفرق ہونے کی جہت سے پوشیدہ ہو جاتا ہے او بعض فصاد نرم دستہ خواہ نشتر کے باریک سرے کو اس مقام پر تیل لگا کر ملتے ہیں اور یہ ترکیب جیسی ہم اوپر بیان کر چکے ہیں درد میں تخفیف پیدا کرتی ہے زخم کے بند ہو جانے کو دیر تک روکتی ہے جو رگیں اوپر مذکور ہو چکی ہیں اگر ہاتھ میں ظاہر نہ ہوں اور ان کے شعبے ظاہر ہوں لازم ہے کہ شعبہ کے مقام پر ہاتھ کو دبائیں اور ملتے رہیں اور دیکھیں اگر بعد ترک مالش اور دباؤ کے خون ان شعبوں کی طرف گرتا ہے اور ان کو پھولا دیتا ہے انہیں شعبوں کی فصد کھولنی چاہیے ورنہ ہرگز ان شعبوں کو نشتر سے نہ چھیڑیں اگر ہاتھ کا دھونا بعد فصد کے ہو پہلے جلد کو کھینچیں تا کہ زخم چھپ جائے اور بعد دھو ڈالنے کے پھر بصورت اول پھیر لائیں او پٹی کو درست کر کے باندھیں یا ڈھیلا کر دیں یا روغن کتان سے پھاہا روئی کا تر کر کے پٹی نیچے رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ پٹی گول ہو جیسے ڈورا بٹا ہوا اگر زخم کے منہ پر چربی ظاہر ہو چاہیے کہ بہ نرمی دور کریں اور کاٹنا مناسب نہیں ہے اور ایسے لوگوں کی دوسری فصد اور جگہ سے کھولی جائے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ خون کے بند کرنے اور بندش کے اوقات معین ہیں اگرچہ مختلف ہیں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے بدن سے اگر پانچ رطل یعنی بوزن دو سیر نمبری کسرے زائد خواہ چھ رطل یعنی ڈھائی سیر خون عین حالت حمی میں نکالا جائے انہیں اس کا عمل ہو سکتا ہے اور بعض

لوگوں کے بدن سے ایک رطل نکلنا دشوار ہوتا ہے اور نہ انہیں اس کا تحمل ہوتا ہے مگر اس مقدار کے بارہ میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیے اول بقوت خون کا نکالنا اور کمزوری سے نکلنا دوسرے خون کا رنگ اور بیشتر پہلے غلیظ نہیں نکلتا ہے بلکہ رقیق اور سفید نکلتا ہے اس وجہ سے غلطی واقع ہوتی ہے اگر اس مقام پر علامات امتلائے خون کے موجود ہوں اور شاہد حال فصد واجب ہو پس فصد کرنے میں سستی کرنی نہ چاہیے کبھی بوجہ رنگ خون کے بھی غلطی واقع ہوتی ہے صاحب ورم کے بدن میں اس لیے کہ ورم خون کو اپنی طرف جذب کرتا ہے اس وجہ سے خون میں پہلے رنگ کم ہو جاتا ہے پھر جب ورم کے قریں کا خون آتا ہے سیاہ اور غلیظ ہوتا ہے تیسرے نبض کی رعایت بھی بروقت نکالنے خون کے بطرف فصد کے ضرور کرنی چاہیے اگر زور سے نکلنا خون کا موجب خوف مفصود کا ہو خواہ رنگ خو کا بدل جائے یا نبض صغیر ہو جائے خصوصاً وہ صغیر جو مائل بہ ضعف ہو اس وقت خون کو بند کر دیا چاہیے یا اگر جماہی خواہ انگڑائی یا ہچکی خواہ متلی پیدا ہو اور اس کے پیدا ہوتے ہی جھٹ پٹ رنگ متغیر ہو جائے بلکہ تیزی سے نکلنا خون کا بھی بدل جائے اس وقت اعتماد نبض پر کر کے بشرط صغر اور ضعف کے روکنا چاہیے جن لوگوں کو فصد سے بہت جلد غشی پیدا ہوتی ہے وہی لوگ ہیں جو حار مزاج اور نحیف اور لاغر خواہ جن کے بدن ڈھیلے اور متخلخل ہوتے ہیں او جتنی دیر میں غشی لاحق ہوتی ہے ان کے بدن معتدل اور گوشت ان کے سخت ہوتے ہیں اطباء کہتے ہیں کہ فصاد کے ہمراہ مناسب ہے کہ نشتر بہت سے ہوں نوک دار بھی ہوں اور بے نوک کے بھی ہوں اور نوک دار بہتر ہوتے ہیں متحرک رگوں کے واسطے جیسے دواج وغیرہ ایضاً فصاد کے ہمراہ ریشم کا لچھا خواہ چپک ہونی چاہیے اور آلہ قے کرانے کا چوبی خواہ پر کا بھی اس کے ہمراہ ضرور رہا چاہیے اور خرگوش کے بال اور دوائے صبر اور کندر او رنافہ مشک اور دواء المسک او قرص مشک کا پاس فصاد کے رہنا ضرور ہے شاید کسی مفصود کو غشی آجائے اور یہ بڑا امر ہے جس کا خوف فصد کھولتے وقت ہوتا ہے اور اکثر اوقات ان چیزوں کا

پاس موجود ہونا باعث رستگاری مفصود کی موت سے ہوتا ہے اس طرح سے کہ بروقت غش کے فوراً لچھا ریشمی اس کے حلق سے اتار دے اور آلہ قے سے قے کرائے اور خوشبو نافہ کی سونگھائے اور دواء المسک تھوڑی سے پلائے خواہ قرص مشک کھلائے کہ فوراً قوت مفصود کی برانگیختہ ہو جاتی ہے اگر خون بند ہو جائے پس موئے خرگوش اور دوائے کندر سے پر کر دینا چاہیے اکثر غشی تاوقتیکہ خون جاری رہے پیدا نہیں ہوتی بلکہ بعد بند ہونے خون کے پیدا ہوتی ہے لیکن اگر بافراط نکلے اس وقت اثنائے برآمد خون میں بھی خوف عروض غشی کا ہوتا ہے لیکن حمی مطبقہ میں فصد کی وجہ اگر مریض قریب بغشی پہنچے کچھ مضائقہ نہیں اسی طرح ابتدائے سکتہ اور خوانیق اور ایسے اورام جو عظیم اور مہلک ہوں خواہ ایسے درد جو شدید اور محلل ارواح ہوں لیکن ایسی فصد اس وقت مناسب ہوتی ہے کہ قوت بدنی مریض کی قوی ہو اس مقام پر عجیب اتفاق ہوا کہ ہم ہاتھوں کی رگوں کا بیان بہت بسط سے کر رہے ہیں او بات میں بات نکلتی چلی آتی ہے اور پاؤں کی رگوں کا حال چھوٹا جاتا ہے اور سوائے پاؤں کے اور مقامات کی رگیں جن کی فصد کھولی جاتی ہے وہ بھی رہی جاتی ہیں لہذا مناسب ہے کہ اسی سلسلہ میں ان رگوں کا بیان بھی مسلسل کر دیں پاؤں میں ایک رگ عرق النسا نام رکھتی ہے اور اس کی فصد بجانب وحشی کعب کے نیچے خواہ اوپر کھولی جاتی ہے اور اس مقام سے اوپر ورک سے کعب تک پٹی باندھی جاتی ہے اور ایک بڑا کپڑا خواہ عصابہ لپیٹا جاتا ہے مناسب یہ ہے کہ اس فصد کے کھولنے سے پیشتر استحمام کرے اور صواب یہ ہے کہ طول میں یہ رگ کھولی جائے اور پوشیدہ ہو اور اگر نہ ملے اس کا شعبہ درمیان خنصر اور بنصر پاؤں کی انگلیوں سے کھولا جائے اس فصد کا فائدہ عرق النسا کے مرض میں بڑا ہے اسی طرح نقرس اور دوالی میں اور داء الفیل جسے پیل پا کہتے ہیں اور دوبارہ کھولنا عرق النسا کا دشوار ہے ایک رگ پاؤں میں اور ہے جسے صافن کہتے ہیں اور یہ رگ بطرف انسی کعب کے ہے اور بہ نسبت عرق النسا کے یہ رگ زیادہ ظاہر ہے اور اس کی فصد واسطے امراض ان اعضا کے

مفید ہے جو زیر جگر واقع ہیں اور اطراف عالیہ کے مواد کا امالہ بطرف اعضائے سافلہ کے بھی اس فصد سے پیدا ہوتا ہے اسی جہت سے اور ارحیض کا بخوبی ہوتا ہے اور بواسیر کے منہ بھی کھل جاتے ہیں قیاس عقلی اس کا مقتضی ہے کہ عرق النسا اور صافن کا فائدہ ایک سا ہو جیسے ماہران تشریح پر مخفی نہیں لیکن تجربہ سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ مرض عرق النسا میں فصد عرق النسا کا فائدہ بہت زیادہ ہے شاید یہ بات بوجہ محاذات کے پیدا ہوتی ہے فصد صافن کی افضل حالت یہی ہے کہ بطور توریت کھولی جائے بجانب عرق عرض کے منجملہ پاؤں کی رگوں کے مابض بھی ہے اور یہ رگ اندرون رانوں میں واقع ہے اس کا فائدہ اور صافن کا ایک ہی ہے لیکن صافن سے یہ زیادہ قوی ہے واسطے اور ارحیض کے اور اوجاع مقعد اور بواسیر کے منجملہ ان کے وہ رگ ہے جو پس عرقوب یعنی پے پاشنہ واقع ہے شاید یہ رگ شعبہ صافن کا ہے اس کا حال بھی وہی ہے جو صافن کا فصد میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ پاؤں کی رگیں ایسی ہیں کہ ان کی فصد سے فائدہ ایسے امراض میں ہوتا ہے جن کے مواد بطرف سر کے مائل ہوں خواہ وہ امراض سوداوی ہوں مگر فصد پاؤں کی رگوں کی ضعف زیادہ پیدا کرتی ہے بہ نسبت ہاتھ کی رگوں کے جو رگیں اطراف میں سر کے کھولی جاتی ہیں سوائے دواج کے اور رگوں کی فصد مورب کھولنی افضل ہے یہ رگیں بھی کچھ از قسم اوروہ ہیں اور کچھ از قسم شرائین کے ہیں اوروہ جیسے کہ عرق جبہ یعنی پیشانی کی جو دونوں ابرو کے بیچ میں کھڑی ہے یہ فصد گرانی سر کو فائدہ دیتی ہے خصوصاً اگر موخر میں سر کے گرانی پیدا ہو اور آنکھوں کی گرانی کو مفید ہے اور جو دردسر مزمن اور لازم ہو اور جو رگ سر کے بیچ میں ہے شقیقہ کے اور قروح سر کے واسطے کھولی جاتی ہے دونوں رگیں جو کنپٹیوں پر لپٹی ہوئی ہیں اور دونوں جو ماقین میں ہیں اور اکثر ظاہر نہیں ہوتی ہیں بدون خوب دبانے کے مگر واجب ہے کہ نشتر گہرا نہ لگایا جائے ورنہ اکثر ناصور پڑ جاتا ہے اور ان رگوں سے خون بہت کم نکلتا ہے اور ان کی فصد سے دردسر او شقیقہ اور آشوب چشم جو مزمن ہو اور دمعہ یعنی ڈھلکہ اور جھلی جو آنکھ پر

ہے اور دوسرے طحال پر داہنی رگ استسقا میں اور بائیں امراض طحال میں کھولی جاتی
ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ فصد کے واسطے دو وقت ہیں ایک وقت اختیاری اور دوسرا
وقت اضطراری اختیاری وقت دوپہر دن کا ہے بعد تمام ہونے ہضم غذا اور بعد دفع
فضول بول اور براز کے اور وقت اضطراری وہ ہے کہ جس وقت تاخیر فصد کی کرنے
سے کوئی آفت پیدا ہو اور گنجائش تاخیر کی نہ ہو اس وقت کسی مانع کی طرف التفات نہیں
کیا جاتا ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ نشتر کند سے مضرت زیادہ پیدا ہوتی ہے اس لیے
کہ اس سے خطا پیدا ہوتی ہے اور رگ تک نہیں پہنچتا ہے اور ورم پیدا ہوتا ہے اگر نشتر
درست ہوا سے اندر چبھونا جائز نہیں ہے بلکہ بآسانی رگ تک سرا نشتر کا پہنچانا چاہیے
اور یہی کوشش کرنی چاہیے کہ رگ خوب ابھر آئے اور نشتر گڑونا پڑے اور نشتر چبھونے
سے کبھی یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ اس کی نوک ٹوٹ کر اندر رہ جاتی ہے اور پھسلتی ہوئی
رگ میں رہتی ہے اور رگ سے نہیں نکلتی ہے اگر اس کے نکالنے میں زیادہ کوشش کی
جائے خواہ زخم زیادہ بڑا کیا جائے ضرر زیادہ بڑھ جاتا ہے اسی طرح قبل چھیڑنے رگ کے
کیفیت چسپیدگی نشتر کی جلد پر لگا کر دریافت کرنی چاہیے اور جب ایک طرف ضرب
نشتر کی پوری نہ پڑے خواہ رگ خون نہ دے اور دوبارہ لگانا منظور ہو از سر نو امتحان نشتر
کی تیزی اور کندی کا کر لینا چاہیے ایسی کوشش کرنی چاہیے کہ رگیں خوب نمودار ہو
جائیں اور خون سے بھر جائیں اور پھول جائیں کہ پھر پھسلنا اور ہٹ جانا رگوں کا کم ہو
جائے گا اگر باوجود اہتمام مبلغ کے رگیں بخوبی نمودار نہ ہوں اور ان میں خون کی پری ہو
جائے اور جہاں پر نشتر لگانا چاہیے اس مقام میں بخوبی ظہور نہ ہو پٹی کھول کر پھر دوبارہ
مالش کر کے بندش کرنی چاہیے اور رملتے ملتے جہاں رگوں کا گنج ہے اترتے ہوئے پھر
چڑھنا چاہیے تا کہ دبانا صدمہ رگ کو خبردار کرے اور ظاہر ہو جائے اور اس کا تجربہ دوا
انگلی سے بند کرے اور پھر ایک انگلی سے بند کرے اور دوسرے سے خون کو رواں کرے
تا کہ ٹھہرے ہوئے کا بروقت روانی خون کے اور جذبہ بروقت خالی ہونے کے خون

سے محسوس ہو نشتر کا سرا اتنا بڑا ہونا چاہیے کہ رگوں میں در آئے اور زیادہ بڑا نہ ہو کہ دوسری طرف پار ہو جائے اور نیچے اس رگ کے جو شریان خونہ پٹھ ہے اس تک پہنچے زیادہ ابھرنا رگ کا اسی مقام میں ضرور ہوتا ہے جس کی رگیں باریک ہوں لیکن جس وقت نشتر فصاد ہاتھ میں بار اوہ فصد کے لے چاہیے کہ انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے گرفت کرکے اور سبابہ واسطے چھونے اور مس کرنے کے بیچ میں چھوڑ دے اور نشتر کے آدھے پھل سے گرفت کرے اس سے کم بطرف دنبالہ کے گرفت کرنی جائز نہیں ورنہ قرار نشتر کو اچھی طرح نہ ہوگا اور اگر رگ کسی ایک طرف ہٹتی ہو اس کی جہت مقابل میں بندش کر دے اور اگر دونوں طرف جنبش کرتی ہو طول میں اس رگ کو کھول دے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ بندش اور دبانا بقدر احوال جلد کے سختی اور غلاظت اور بقدر کثرت لحم اور زیادتی گوشت کے کم وبیش ہونی چاہیے اور پٹی قریب مقام نشتر لگانے کے باندھنی چاہیے اگر قریب باندھنے سے رگ چھپ جائے اس پر نشان سیاہی وغیرہ سے پٹی سرکا کر باندھنا چاہیے اور نشان لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ محاذات اور سامنا جاتا رہے اور باا‌ہنمہ گہرا زخم نہ لگانا چاہیے اگر رگ اونچی نہ ہو اور ابھر نہ سکے لاغر اندام میں شگاف جلد کرکے رگ پیدا کرنا جائز ہے اور پھر گدی کپڑے کی لگا کر پٹی باندھیں مفصل اور کہنی کے پاس پٹی باندھنے خواہ بندش کرنے سے امتلا رگوں کی بخوبی خون سے نہیں ہوتی ہے یہ بھی جاننا ضرور ہے کہ جس شخص کے بوجہ امتلاء بدنی کے پسینا بکثرت نکلتا ہو وہ محتاج فصد کا ہے اور اکثر جس محموم کے دردسر ہو اور اس کے لیے فصد کی تجویز ہو خود بخود اسہال طبعی عارض ہوتا ہے پس فصد سے استغنا ہو جاتی ہے جس وقت بعد فصد کے دھونے کا ارادہ ہو جلد کو ہاتھ کی اپنی انگلی سے خوب کھینچ کر ملیں تا کہ سوراخ زخم کا چھپ جائے بعد ازاں دھوئیں اور پونچھیں اور پٹی رکھیں اور جلد کو چھوڑ دیں کہ اپنی وضع سابق پر آ جائے

فصل اکیسویں حجامت کا بیان حجامت پچھنے لگانے کو کہتے

ہیں اور پچھنے کا فائدہ جلد کے قربت کے مادہ میں تنقیہ کرنے سے وہ ہے بہ نسبت فصد
کے اور حجامت سے خون رقیق بہ نسبت غلیظ کے زیادہ برآمد ہوتا ہے منفعت اس کی
فربہ اور شاداب بدن میں کہ اس خون میں غلاظت زیادہ ہو اور بوجہ فرط غلیظ کے بخوبی
نکل نہ سکے بہت کم ہے اس لیے کہ حجامت خون کو بخوبی اخراج نہیں کرتی بلکہ جو خون
نہایت رقیق ہو وہ بھی بہ تکلف نکلتا ہے اور بعض عضو ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بوجہ حجامت
کے ان میں ضعف پیدا ہوتا ہے اور حجامت کا حکیم طبیب اول ماہ میں نہیں دے سکتا ہے
اس لیے کہ ابتدائے مادہ میں اخلاط میں حرکت پیدا نہیں ہوتی اور آخر مہینے میں بھی بوجہ
نقصان ہو جانے کے اخلاط میں بوجہ زیادتی نور ماہ کے اس وقت ہوتی ہے اور مغز
سروں میں زیادہ ہو جاتا ہے اور پانی ایسی نہروں میں جن میں جذر اور مد ہو بڑھ جاتا
ہے افضل اوقات حجامت دن کی دوسری خواہ تیسری ساعت ہے اور بعد حمام کے
حجامت سے پرہیز کرنا چاہیے ہاں جس شخص کا خون غلیظ ہو اس کو استحمام واجب ہے
اور پھر ایک ساعت گرم ہو کر حجامت کرائے اکثر آدمی اگلے بدن میں حجامت ناپسند
کرتے ہیں اور خوف کرتے ہیں کہ اس سے حس اور ذہن کو ضرر پہنچتا ہے حجامت نقرہ پر
یعنی گردن یا پس گردن پر قائم مقام فصد اکحل کے ہے اور گرانی ابرو کو مفید ہے اور پلکوں
کو سبک کر دیتی ہے اور آنکھ کی کھجلی بھی دور کرتی ہے اور گندہ دہنی کو بھی فائدہ ہوتا ہے
اور حجامت بیچ میں دونوں شانوں کے قائم مقام فصد باسلیق کے اور وجع منکب یعنی
مونڈھے اور حلق کو مفید ہے اور جو اعضا سر میں ہیں جیسے چہرہ اور دانت چھوٹے اور
بڑے اور کان اور آنکھ اور حلق اور ناک کو مفید ہے مگر نقرہ پر حجامت سے نسیان بالتحقیق
پیدا ہوتا ہے جیسا جناب رسالت مآب صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
اس لیے کہ مؤخر دماغ مقام حافظہ کا ہے اور اس مقام میں بوجہ حجامت کے ضعف پیدا
ہوتا ہے اور درمیان دونوں شانوں کے حجامت سے فم معدہ اور اخدعین کی حجامت سے
اکثر سر میں رعشہ پیدا ہوتا ہے لہذا واجب ہے کہ نقرہ کی حجامت تھوڑا نیچے اتر کے کرنی

چاہیے اور کاہل کی حجامت تھوڑی اوپر چڑھ کر مگر اینکہ اس سے امید معالجہ نزف الدم کو نافع ہے امراض میں سینہ کے جو دموی ہوں اور ربو دموی کو مفید ہے مگر معدہ کو ضعیف کرتی ہے اور خفقان پیدا ہوتا ہے ساق پر حجامت قریب فصد کے ہے اور خون کو اخراج کرتی ہے اور حیض کا ادرار کرتی ہے اور جو شخص سفید رنگ ہو اور اس کا بدن متخلخل اور خون اس کا رقیق ہو اس کے واسطے حجامت سافین کی بہت مناسب ہے بہ نسبت فصد صافن کے حجامت سپش سر کی اور سر کی بموجب دعوؤں بعض اطباء کے اختلاط عقل اور درد کو نافع ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ شیب یعنی پیری دیر تک پیدا نہیں ہوتی مگر ہم کو اس قول میں اعتراض ہے اس لیے کہ یہ حکم کلی نہیں بعض ابدان میں یہ فائدہ ظاہر ہوتا ہے اور بعض میں نہیں ہوتا ہے بلکہ بعض ابدان میں اس حجامت کی وجہ سے شیب بہت جلد پیدا ہوتا ہے یہ حجامت امراض چشم کو بھی نافع ہے اور یہ منفعت بہت زیادہ ہے کہ جرب عین اور ثبور اور مور سرخ کو فائدہ تامہ ہوتا ہے مگر ذہن کو مضر ہے اور حماقت اور نسیان اور روائت جگر میں پیدا ہوتی ہے اور امراض مزمن اور قسم کے بھی پیدا ہوتے ہیں اور جن کی آنکھوں میں پانی اتر آیا ہو ان کو ضرر پہنچتا ہے ہاں اگر وقت اور حال مریض دونوں ایسے ہوں کہ اس وقت اس کا استعمال واجب ہے پھر یہ ضرر پیدا نہیں ہوتا زیر ذقن کی حجامت سے دانت اور چہرہ اور حلقوم کو فائدہ ہوتا ہے اور سر اور دونوں فک یعنی جبڑوں کو مفید ہے حجامت قطن یعنی میان دوران کے ان کے دنبل اور خارش اور ثبور کو نافع ہے اور نقرس اور بواسیر اور داء الفیل اور ریاح مثانہ اور رحم اور پشت کی خارش کو فائدہ ہوتا ہے اگر یہ حجامت آگ کے ذریعہ پچھنے لگا کر خواہ بدون پچھنے کے ہو جب بھی فائدہ دے گی اور پچھنے لگا کر زیادہ قوی ہے سوائے مادہ ریحی کے واسطے اور ریحی مادہ میں خالی سینگی ٹور وانا قوی ہے کہ تحلیل اور استیصال ریاح اس مقام سے بلکہ ہر مقام سے ہو جاتا ہے دونوں ران پر حجامت آگے کی طرف ورم خصیتین کو نافع ہے اور خراجات ران اور ساقین کو بھی مفید ہے اور رانوں کے نیچے اور رانوں کے اور پیچھے کی

طرف سے اورام اور خراجات جو اپستین میں پیدا ہوتے ہیں خواہ اسفل رکیہ پر پر بان زکیہ کو جو بوجہ اخلاط حارہ کے پیدا ہوا ہو فائدہ مند ہے اور اخراجات ردی اور قروح کہنہ جو ساق میں اور پاؤں میں ہوں ان کو مفید ہے کعبتیں پر حجامت احتباس حیض اور عرق النسا اور نقرس کو فائدہ دیتی ہے حجامت بلا شرط کبھی واسطے جذب مادہ کے اس طرف سے جدھر متحرک کی جاتی ہے جیسے پستان پر محجمہ واسطے بند کرنے خون حیض کے رکھتے ہیں کبھی محجمہ سے غرض یہ ہوتی ہے کہ جو ورم اندروار ہے باہر کو ابھر آئے تاکہ دوا کا اثر اس ورم تک پہنچے اور کبھی غرض یہ ہوتی ہے کہ عضو رئیس کا ورم بطرف عضو خسیس کے منتقل ہو جائے جو رئیس کے قریب میں ہے اور کبھی یہ مطلب ہوتا ہے کہ عضو معین میں گرمی پیدا ہو اور خون اس کی طرف کھنچ کر پہنچے اور جو ریاح عضو میں بھرے ہوئے ہیں ان کی تحلیل ہو جائے کبھی یہ مراد ہوتی ہے کہ جو عضو اپنے موضع طبعی سے اتر گیا ہو خواہ الگ ہو گیا ہو اپنے مقام اصلی کی طرف پلٹ آئے جس طرح مرض قیلہ میں کیا جاتا ہے کبھی تسکین درد کے واسطے وضع محاجم کرتے ہیں جیسے درد قولنج لازم میں ناف پر وضع محاجم کرنا خواہ ریاح شکم میں خواہ رحمی اوجاع میں جو بروقت حرکت خون حیض کے پیدا ہوتے ہیں ناف پر وضع محاجم سے تسکین ہوتی ہے خواہ ورم پر سینگی توڑنے عرق النسا کو فائدہ ہوتا ہے یا اگر خوف اتر جانے اور خلع کا ہو ورک پر واضع محجمہ سے روک ہو جاتی ہے مابین دونوں ورک کی حجامت دونوں ورک اور دونوں رانوں کو اور بواسیر اور صاحب قیلہ اور جنہیں نقرس کا مرض ہو مفید ہے مقعد پر حجامت تمام بدن سے جذب کرتی ہے اور سر سے بھی جذب کرتی ہے اور امعا کے امراض کو نافع ہے اور فساد حیض کو نافع ہے اور بدن میں بوجہ اس کے سبکی پیدا ہوتی ہے حجامت باشرط کے تین فائدے ہیں پہلا فائدہ یہ ہے کہ خاص عضو محجوم سے استفراغ مادہ کا ہو جاتا ہے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جوہر روح کا باقی رہتا ہے اور بہ تبعیت اس خلط کی جو حجامت سے مستفرغ ہوتی ہے استفراغ جوہر روح کا نہیں ہوتا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اعضائے رئیسہ سے استفراغ

نہیں ہوتا واجب ہے کہ پچھنے گہرے لگائے جائیں تا کہ اندر سے مادہ نکل آئے اور اکثر موضع چسپاں ہونے محجمہ کا سوج جاتا ہے پھر اس کا چھوٹنا دشوار ہوتا ہے چاہیے کہ چھپروں سے خواہ اسفنج یعنی ابر مردہ سے نیم گرم پانی میں بھگو کر چھڑ رائیں اور گرد پچھنے کے پہلے گرم پانی سے سینکیں اور یہ صورت اکثر پیدا ہوتی ہے جب گرد پستان کے واسطے بند کرنے رعاف یا خون حیض کے پچھنے لگائے جاتے ہیں اسی واسطے خاص پستان پر نہیں لگاتے ہیں اگر پچھنے لگانے کے مقام میں روغن کی مالش کرنی چاہیے کہ بعد اس کے فوراً حجامت کی جائے اور تاخیر اور مدافعت جائز نہیں ہے اور پہلے بار سبک اور نرم لگائیں جو بہت جلد اور آسانی سے چھوٹ جائے بعد ازاں رفتہ رفتہ گہرے لگانے چاہیے جس کی حجامت کرتے ہیں اس کی غذا بعد ایک گھنٹہ کے کرنی چاہیے لڑکے کی حجامت دو برس کے سن میں جائز ہے اور ساٹھ برس کے بعد ہرگز حجامت کرنی جائز نہیں ہے اوپر کے اعضا کی حجامت سے اسفل بدن میں انصباب مواد کی امان حاصل ہوتی ہے اور صفراوی مزاج بعد حجامت کے دانہ انار اور آب انار آب کاسنی ہمراہ شکر کے اور کاہو ہمراہ سرکہ کے تناول کریں

فصل بائیسویں علق کے بیان میں علق جونک کو کہتے ہیں حکمائے ہند کا یہ قول ہے کہ بعض جونک کی طبیعت میں سمیت ہوتی ہے پس چاہیے کہ جو بڑے سر کی جونک ہو اور رنگ بدن کا سرمہ گون ہو خواہ اس کا رنگ سبز ہو اور جس کے بدن میں بال ہوں اور جو کہ شبیہ مارماہی کے ہو اور جس کے بدن پر لاجوردی لکیریں ہوں خواہ شبیہ الوان بوقلموں کے ہو کہ جمیع ان اقسام میں سمیت ہے بہر حال ان سے اجتناب کرنا چاہیے اور اگر احیاناً ایسی جونک لگائی جائے ورم اور غشی اور نزف الدم اور تپ اور استرخا اور قروح ردی پیدا کرتی ہے ایسی جونک کہ سیاہ مٹی اور ردی پانی سے پکڑی گئی ہو اسے بھی استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ ایسے پانی کی جونک جس میں کائی پڑتی ہو اور جس میں مینڈک ہوں اختیار کرنی چاہیے اور جو لوگ ایسے پانی کی جونک

جس میں مینڈک پیدا ہوتے ہیں بری تجویز کرتے ہیں ان کے قول پر اعتماد کرنا درست نہیں ہے اور چاہیے کہ رنگ جونک کا ماشی ہو کہ اس پر سبزی غالب ہو اور اس پر دو لکیریں برنگ ہرتال طبقی کے ہوں اور ریوسیگوان اور پہلو اس کے گول خواہ برنگ جگر اور کلیجی کے ہوں خواہ وہ جونک جو مشابہ چھوٹی ملخ کے ہو خواہ وہ قسم میں مشابہ دم خوش کے ہو اور پتلی جونک جس کا سر چھوٹا ہے اور شکم سرخ جس سے سبزی ظاہر ہوتی ہے خصوصاً اگر آب جاری سے پکڑی جائے اختیار کرنی چاہیے جونک خون کو بہ نسبت پچھنے کے زیادہ جذب کرتی ہے اندر بدن سے اور ایک دن لگانے سے پہلے تالاب وغیرہ سے پکڑنی چاہیے اور منہ کے بھل الٹی لٹکا کرتے کرائیں تاکہ اندرونی آلائش اس کی نکل جائے اگر یہ بات ممکن ہو اس کے بعد تھوڑا سا خون بچہ گوسفند کا سامنے کریں کہ اس سے غذا پائے قبل رہا کرنے کے اسکے بعد پکڑ کر اس کی لزوجت اور میل وغیرہ اسفنج سے پاک کریں اور جس مقام سے جونک بدن میں چپٹے اس جگہ کو بورہ ارمنی سے دھوئیں اور مالش سے سرخ کرکے جس وقت ارادہ لگانے کا ہو اس سے تھوڑی دیر پیشتر آب شیریں میں ڈال کر نکال لیں اور پھر صاف کرکے لگائیں جونک کو چسپیدگی اچھی طرح سے اس طرح پر بڑھتی ہے مقام چسپیدگی کو سر کے ملنے کی مٹی یا خون سے ملیں جب خوب سا خون بدن کا پی چکے اور چھڑانے کا ارادہ ہو تھوڑا نمک یا راکھ یا خاکستر پارچہ کتان یا اسفنج سوختہ یا پشم سوختہ چھڑکیں اور بہتر یہ ہے کہ بعد دور کرنے جونک کے اس مقام کو پچھنے سے چوسیں تاکہ مقام چسپیدگی میں جو ضرر جونک کے کاٹنے کا ہے دفع ہو جائے اگر خون بند نہ ہو مازوئے سوختہ یا چونہ یا راکھ یا پسی ہوئی اینٹ وغیرہ جو حابسات خون کے ہیں اس میں سے کوئی چیز چھڑکیں مگر واجب ہے کہ بروقت جونک لگانے کے یہ چیزیں تیار رہیں استعمال جونک کا امراض جلد میں بہتر ہے جیسے سعفہ اور داد وغیرہ

فصل تینسویں حبس استفراغات کا بیان بند کرنا

استفراغ کا یا بغرض امالہ مادہ بالاستفراغ دوسرے قسم کے ہوتا ہے یا واسطے استفراغ کے مع امالہ بند کیا جاتا ہے یا واسطے اعانت خاص استفراغ کے یا سرد دواؤں سے حبس کیا جاتا ہے یا قابض دواؤں سے یا مغزیات سے یا ادویہ کاویہ سے یعنی وہ دوائیں جو جلد کو سمیٹیں اور مسامات کو بند کریں یا حبس استفراغ کا اطراف کے باندھنے سے کیا جاتا ہے پہلے طریقہ کا حبس جس میں جذب مادہ بلا استفراغ ہو اس کی مثال یہ ہے کہ لپستان پر محجمہ لگائیں تاکہ جریان کو رحم سے روکے یہ جذب بہتر اسی وقت ہے کہ پہلے اس عضو کے درد میں تسکین پیدا کر لی جائے جس کے مادہ کا جذب کرنا منظور ہے بعد اس کے تدبیر حبس کی کریں اور دوسری قسم کا حبس جس میں جذب مع استفراغ ہوتا ہے اس کی مثال جیسے فصد باسلیق واسطے رحم کے خون روکنے کے باقی کا بند کرنا بوجہ اسہال پیدا کرنے کے یا اسہال کا روکنا قے کرانے سے یا دونوں کا روکنا پسینا نکالنے سے تیسری قسم کا حبس جو واسطے اعانت استفراغ کے کیا جاتا ہے اس کی مثال جیسے معدے اور امعاء کا پاک کرنا اخلاط بالزوجت سے جن سے ذرب پیدا ہونے کا خوف ہو اور وہ اخلاط مراق بھی ہوں بذریعہ ایارج یا کوشش کرنا تنقیہ فم معدے میں بذریعہ قے کے واسطے قطع کرنے اس مادہ قے کے جو فم معدے میں بھرا ہوا ہے اور چوتھی قسم کا حبس جو سرد دواؤں سے کیا جاتا ہے اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ جو مادہ مائل اور رواں ہے بستہ ہو جائے اور منہ رگوں کے بند اور صاف ہو جائیں پانچویں قسم کا حبس قابض دواؤں سے بغرض قبض مادہ اور ملانے مجاری کے کیا جاتا ہے چھٹی قسم کا حبس ادویہ مغزیہ سے اس واسطے کیا جاتا ہے کہ سدے مجاری کے منہ میں پڑ جائیں اگر یہ دوائیں تیز اور مجفف ہوں زیادہ مؤثر ہوں گی ساتویں قسم کا حبس جو ادویہ کاویہ سے ہوتا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ مجرے کے منہ پر خشک ریشہ پڑ جائے پس مادہ حرکت سے ٹھہر جائے اور بستہ ہو جائے بعض ادویہ کاویہ قابض بھی ہوتی ہیں جیسے پھٹکری اور بعض میں قبض نہیں ہوتا جیسے آہک آب انار میں جن ادویہ کاویہ میں قبض ہوتا ہے ان کی مقدار اس وقت

زیادہ استعمال کی جاتی ہے کہ خشک ریشے کا ثابت رہنا دیر تک منظور ہو اور ادویہ کاویہ یر قابضہ اس وقت زیادہ کی جاتی ہیں جب خشک ریشہ کا جلد گر پڑنا منظور ہو آٹھویں قسم کا حبس جو بذریعہ بندش کے کیا جاتا ہے کبھی ایسی بندش ہوتی ہے کہ مجری مادہ کا بستہ ہو جائے اور بحرکت قصری ایسی وضع مناسب پر پہنچے کہ قریب مل جانے کے ہو جیسے پہنچے کے اوپر کی بندش بروقت خطا کرنے فصاد کے باسلیق کے نشتر لگانے میں کہ شریان تک نشتر پہنچ جائے اور بعض قسم کی بندش ایسی ہوتی ہے کہ زخم کے منہ میں وہ چیز بھر دیں جس سے راہ مادہ کے نکلنے کی بند ہو جائے جیسے پشم خرگوش مقام جراحت میں بھر کر پٹی باندھیں یہ بھی ہم کہتے ہیں کہ جو نزف الدم بوجہ کھل جانے رگوں کے منہ کے ہو ادویہ قابضہ سے عیاج کیا جائے گا تا کہ منہ بند ہو جائے اور اگر بوجہ جل جانے کے ہو ادویہ قابضہ مغزیہ سے علاج کرنا چاہیے جیسے گل مختوم اور اگر بوجہ سڑ جانے کے ہو ایسی دوا سے علاج کریں جو گوشت پیدا کرے اور زخم کو صاف کر دے

فصل چوبیسویں سدون کے علاج کا بیان

سدے یا اخلاط غلیظ سے پڑتے ہیں یا ان اخلاط سے جن میں لزوجت ہو یا ان اخلاط سے جن میں کثرت ہو اخلاط کثیرہ کے سدے اگر ان میں کوئی سبب نہ ہو فقط فصد و اسہال سے ان کی مضرت واقع ہو جاتی ہے اور اگر مادہ غلیظ ہو ایسے محللات جن سے جلا پیدا ہو ان کی بھی حاجت ہوتی ہے اگر اخلاط میں لزوجت ہو خصوصاً بروقت رقیق ہونے کے مقطعات کے استعمال کی بھی حاجت ہوتی ہے غلیظ اور لزج کا فرق اوپر بیان کر چکے ہیں مجمل فرق اس کا یہ ہے جیسے گوندھی ہوئی مٹی اور پگھلایا ہوا سریشم مادہ غلیظ محتاج تحلیل کا ہوتا ہے کہ اس میں رقت پیدا ہو پس اس کا دفع آسان ہو جائے اور مادہ لزوج محتاج تقطیع کا ہوتا ہے تا کہ درمیان اس مادہ کے اور جس میں وہ مادہ لپٹا ہوا ہے دوا نفوذ کرے اور در آئے پس اس مادہ کو اس مقام سے جدا کر دے اور اس کے اجزا چھوٹے چھوٹے کر دے اس واسطے کہ مادہ لزج بجہت لپٹ جانے اور ایک جزو دوسرے جزو

کے متصل ہونے سے سدہ پیدا کرتا ہے واجب ہے کہ غلیظ کی تحلیل میں دو چیزوں متضاد سے خوف کیا جائے اول تحلیل ایسے عضو ضعیف کی جس سے تخلخل مادہ زیادہ ہو اور حجم اس کا بڑھ جائے بدون اس کے کہ بقدر حاجت تحلیل حاصل ہو اس جہت سے سدون میں زیادتی پیدا ہوتی ہے دوسری تحلیل شدید قوی ایسے مادہ لطیف کی جو بطور بخارات کے متغیر ہو اور کثیف متحجر ہو جائے پس جس وقت حاجت تحلیل قوی کی ہو فوراً بطرف تلیین لطیف اس مادہ کے جس میں غلاظت نہ ہو باندک حرارت معتدل اعانت کرنی چاہیے کہ یہ تدبیر سدے ڈالنے والی شے کی کلیتہ تحلیل کردے بہت دشوار سدے وہی ہیں جو رگوں میں پڑیں اور رگوں میں سخت تر وہی ہیں جو شرائین میں پڑیں اور شرائین میں سخت وہی ہیں جو اعضائے رئیسہ میں پڑیں جس وقت ادویہ مفتحہ میں قبض اور تلطیف مجتمع ہو بہت اچھی بات ہے اس لیے کہ قبض کے ذریعہ سے سختی دوائے ملطف کے عضو سے برطرف ہو جاتی ہے

فصل پچیسویں معالجہ اورام کے بیان میں

ورم گرم بھی ہوتا ہے اور سرد بھی اور سرد ورم ڈھیلا بھی ہوتا ہے اور سخت بھی اور سب اقسام کا شمار اور بیان تفصیلی فصل پانچویں تعلیم پہلی فن دوسرے میں ہو چکا ہے اور ان کے اسباب کا بیان یعنی فصل اٹھارھویں تعلیم تیسری فن دوسرے میں مذکور ہو چکا ہے اس مقام پر بھی اشارۃً اتنا مذکور ہوتا ہے کہ اسباب اورام کے چند طرح کے ہوتے ہیں کچھ اسباب مادیہ ہیں یعنی جو چیزیں بدن پر خارج سے وارد ہو کر بلا واسطہ موثر ہوں اور بعض اسباب سابقہ ہوتے ہیں جیسے امتلاء بدن کا اخلاط سے حادث ہو یا بروقت اعتدال اخلاط پیدا ہو جو ورم اسباب سابقہ سے یا اس مادہ سے جو بدن میں بھرا ہو اس کی بھی دو صورتیں ہیں یا ایسے اعضا میں ہو جو قریب اعضائے رئیسہ کے ہیں اور اعضائے رئیسہ ان کے واسطے بمنزلہ مقام انحدار کے واقع ہیں یا ایسے اعضا میں نہ ہوں اگر ورم ایسے اعضا میں جو قریب اعضائے رئیسہ کے ہیں ان اعضا کے اورام میں

ابتداءً محللات کا استعمال جائز نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ اصلاح عضو دافع کی کی جائے اگر عضو متورم کے واسطے کوئی عضو دافع ہو یعنی یہ مادہ اس طرف ہٹ سکے ورنہ تمام بدن کی اصلاح کی جائے اگر اس کے واسطے کوئی عضو مفرد نہ ہو اسی ابتدا میں کوئی شئے رادع کا یا دوائے جاذب جو برخلاف جذب کرے یا دوائے قابض کا استعمال جائز نہیں ہے اکثر خلاف اس عضو کے مادہ کو ایسی طرف جذب کرتے ہیں جس عضو کی وضع جانب مخالف عضو متورم کے ہو مگر یہ جذب بذریعہ ریاضت یا کسی وزنی چیز اٹھانے کے ہوتا ہے بیشتر اگر کسی ہاتھ میں ورم ہو اور دوسرے ہاتھ سے بھاری چیز اٹھا کر تھوڑی دیر تک لیے رہیں اس تدبیر سے اس ہاتھ کا ورم دفع ہو جاتا ہے قابضات کا یہ حال ہے کہ اورام گرم میں قابضات رادعہ جن کا مزاج خالص بارد ہو استعمال کیے جاتے ہیں اور اورام سرد میں ایسے قابضات جن میں آمیزش اجزائے حارہ کی ہو استعمال کیے جاتے ہیں جیسے اذخر اور اظفار الطیب اور جس قدر ان دونوں قسموں کے اورام میں زیادتی ہو قابضات کے وزن میں کمی اور محللات کی آمیزش زیادہ ہونی چاہیے تاکہ زمانہ انتہا کا پہنچے اس وقت قابض اور محلل مساوی استعمال کرنا چاہیے اور زمانہ انحطاط میں بروقت شروع ہونے انحطاط کے محلل اور مرخی دوا پر اقتصار کرنا چاہیے بلغمی ورم جو سرد اور ڈھیلا ہوتا ہے اس میں واجب ہے کہ دوائے محلل ایسی ہو جو رطوبت کو کھینچے اور خشکی زیادہ پیدا کرے بہ نسبت اس دوائے ناشف کے جو ورم گرم میں مستعمل ہوتی ہے یہ معالجہ اورام مادی کا تھا اور جو ورم سبب خارجی سے پیدا ہو بشرطیکہ بدن میں امتلائے اخلاط نہ ہو اس کا معالجہ واجب ہے کہ ابتدا میں دوائے مرخی اور محلل سے کیا جائے اور اگر امتلائے اخلاط بھی ہو پس مثل اس علاج کے جو ورم مادی میں بیان ہوا کرنا چاہیے اگر عضو متورم کسی عضو رئیس کا مقام انحدار مادہ ہو جیسے مواضع غدوی گردن سے گردونوں کانوں کے واسطے دماغ کے یا بغلیں واسطے قلب کے یا کش ران واسطے جگر کے کہ یہ مقامات فرودگاہ مواد اعضائے رئیسہ کے ہیں ان کے اورام کے معالجہ میں

رادعات کا استعمال جائز نہیں اور عدم جواز کچھ اس نظر سے نہیں ہے کہ ان اعضا کے ورم کا علاج دوائے رادع سے ہو نہیں سکتا اس لیے کہ علاج ان کے ورم کا حقیقت میں یہی ہے لیکن ہم کو احتیاط اس بات کی ہے کہ اگر رادعات سے ان کا علاج کیا جائے اور زیادہ کوشش جذب مادہ میں بطرف ان اعضا کے کی جائے اور شدت ضرر عضو متورم سے معالج بے پروا ہو جائے اس میں کسی قدر خلاف مصلحت عضو رئیس کے لازم آتا ہے اور ہم کو خوف اس بات کا ہوتا ہے کہ اگر ردع اس مادہ کا کریں یہ مادہ پلٹ کر بطرف عضو رئیس کے چلا نہ جائے اور ایسی خرابی نہ پڑے جس کا تدارک ہماری طاقت سے باہر ہو لہذا اس عضو خسیس کے ضرر سے ہم گریز بنظر منفعت عضو رئیس کے کرتے ہیں اور تا امکان ہماری کوشش یہی رہتی ہے کہ جذب اس مادہ کا طرف عضو خسیس کے کر کے اس میں ورم زیادہ پیدا کریں گو بذریعہ حجامت کے ہو یا جو دوائیں جاذب گرم ہیں ان کے ضماد کے ذریعہ سے ہو اگر ایسے اورام یکجا ہو جائیں خصوصاً ان مقامات میں جو حشو نرم ہے خالی ہوں یا مواد جذب کرنے والے ہوں اپنی طرف تو کبھی خود بخود شگافتہ ہو جاتے ہیں اور کبھی چاک کرنے سے اور کبھی محض بذریعہ نضج دینے کے اور کبھی احتیاج نضج دینے اور چاک کرنے کی ساتھ ہی ہوتی ہے نضج ایسی دواؤں سے تمام ہوتا ہے جس میں قوت تحلیل اور سدے ڈالنے کی اور قوام کے چسپیدہ کرنے کی ہو کہ اس کی جہت سے حار غریزی قوام میں محصور اور بند ہو جائے جو شخص ایسے منضجات سے قصد انضاج کا کرے اس پر واجب ہے کہ کیفیت حار غریزی کی بتامل دیکھے اگر حرارت غریزی کو ضعیف پائے اور عضو کو مائل بطرف فساد کے دیکھے سدہ ڈالنے والی اور چسپندہ دواؤں کو ترک کرے اور منضجات کا استعمال کر کے پچھنے لگائے اس کے بعد وہ دوائیں جن میں تحلیل اور تجفیف ہو استعمال کرے جیسا کتاب ثالث میں بیان ہوگا اکثر ورم اندر کی طرف زیادہ ہوتا ہے اس کے مادہ کے جذب میں بطرف جلد کے حاجت پڑتی ہے گو فقط مجمرہ ناری سے کیوں نہ ہو اورام سخت جب زمانہ ابتدا سے گزر

جائیں قانون ان کے علاج میں یہ ہے کہ جن دواؤں کی تخفیف اور تسخین کم ہو اور ورم میں نرمی پیدا کریں انہیں اختیار کریں تا کہ مادہ کثیف ان اورام کا بجہت شدت تحلیل کے متحجر نہ ہو جائے بلکہ تمام مادہ مستعد تحلیل کا رہے اس کے بعد اس کی تحلیل کرنے میں اہتمام شدید کرنا چاہیے پھر اگر تحلیل کی تدبیر میں اس بات کا خوف ہو کہ جتنا مادہ قابل تحلیل کے ہے اس کی تحلیل ہو جائے گی اور باقی ماندہ متحجر ہو جائے گا دوبارہ اس کی تلیین کرنی چاہیے اور ہمیشہ یہی تدبیر کرتے رہیں کہ سارا مادہ اسی تلیین اور تحلیل سے فنا ہو جائے جو اورام بطور نفخ کے پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج ایسے مسخنات سے کریں جس کا جوہر لطیف تحلیل ریح کی بھی کر دے اور مسامات میں توسیع پیدا کرے اس واسطے کہ سبب اورام نفخیہ کا غلیظ ہونا ریح اور انسداد مسامات کا ہوتا ہے یہ بھی واجب ہے کہ توجہ خاطر بطرف قطع کرنے اس مادہ کے جس سے تولد بخار ریحی کا ہوتا ہے کریں بعض اورام قروحی بھی ہوتے ہیں جیسے نملہ پس ان کی تبرید مثل نفلغمونی کے واجب ہے لیکن ترطیب ان کی مناسب نہیں ہے اگرچہ ورم مقتضی ترطیب کا ہے بلکہ ایسے اورام کی تجفیف مناسب ہے اس وجہ سے کہ عرض یعنی قرحہ کا خوف اس مقام پر سبب یعنی ورم کے خوف سے بڑھا ہوا ہے اور قرحہ یا واقع ہو چکا ہے یا اس کے واقع ہونے کی امید ہے بہر حال اس کا علاج تجفیف ہے اور ترطیب سے زیادہ کوئی چیز قرحہ کو مضر نہیں ہے اورام باطنی کا مادہ بذریعہ فصد اور اسہال کے کم کرنا واجب ہے اور جسے یہ ورم عارض ہو حمام اور شراب اور حرکات بدنی اور نفسانی جو بافراط ہوں مثل غضب وغیرہ کے ان سے اجتناب کرے بعد کم کرنے مادہ کے ابتداء استعمال ایسی دوائے رادع کا کرے جس میں قوت زیادہ نہ ہو اور تحمل شدید کی ضرورت نہ پڑے خصوصاً اگر یہ ورم معدہ اور جگر میں ہو اور جب وقت تحلیل کا آپہنچے پس واجب ہے کہ دوائے محلل شرکت سے دوائے قابض خوشبو کے خالی نہ ہو چنانچہ اوپر اس کی طرف اشارہ کر چکے ہیں جگر اور معدہ ایسی دوا کا زیادہ محتاج ہے بہ نسبت ریہ کے اور جو ملینات طبیعت کے مستعمل

ہوں ان میں ایسی دوائیں درکار ہیں جو باوجود انضاج کے اورام سے بھی مناسب ہوں جیسے عنب الثعلب اور املتاس خصوصاً عنب الثعلب کو ایک خاصیت زائد ہے بہ نسبت اورام حارہ باطنی کے ایسے مریض کو سوائے غذائے لطیف کے اور کچھ مناسب نہیں ہے اور وہ بھی غیر وقت نوبت میں دینی چاہیے اگر ان اورام کے واسطے نوبت ہو اور غیر وقت ابتدائے نوبت کے مگر یہ کہ ضعف شدید کا خوف ہو جو شخص باوجود ورم اندرونی کے بوجہ نہ پانے غذا کے سقوط قوت کے قریب ہو جائے وہ موت کی راہ پر کھڑا ہے اس لیے کہ قوت غذا کے حاصل نہیں ہوتی اور غذا سے زیادہ چیز ورم اندرونی کو مضر نہیں ہے اگر اورام باطنی کی تحلیل ہو جائے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور اگر شگافتہ ہو جائیں واجب ہے کہ ایسی دوائیں پلائیں جو ان کو دھوڈالیں جو ماء العسل اور شکر اور بعد اس کے وہ چیز جو نضج آسانی دے اور تجفیف بھی پیدا کرے اس کے بعد فقط مجففات کا استعمال کرنا چاہیے اس کا بیان کتاب ثالث کے امراض جزوئی میں ایسا مفصل اور مبشرح کیا جائے گا جیسا چاہیے کبھی اورام باطنی اور ان اورام میں جو نیچے بطن کے ہیں اس بات کی غلطی ہوتی ہے کہ وہ بیشتر ورم نہیں ہوتے بلکہ وہ فتق ہوتا ہے یعنی تفرق اتصال جھلی اور پردے کا اور بیشتر اس کے چاک کرنے میں اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی ورم باطنی ہوتا ہے اور پردے میں نہیں ہوتا بلکہ نفس امعاء میں ہوتا ہے اس کے جاک کرنے میں بھی خطرہ ہے

فصل چھبیسویں بط یعنی جاک کرنے کے بیان میں

جو شخص چاک کرنے کا عمل کرے چاہیے کہ جس طرف شکن اس عضو میں پڑتی ہو ادھر استرے سے چاک کرے لیکن عضو اگر مثل پیشانی کے ہو اس میں اگر چاک بطرف شکن کے ہوگا عضلہ پیشانی کٹ جائے گا اور ابرو ساقط ہو جائے گی اور جن اعضا میں چاک استرے کا مخالف لیف عضل کے ہو اس میں بھی یہی قباحت واقع ہوگی بطاط یعنی چاک کنندہ کو علم تشریح میں بخوبی مہارت درکار ہے تا کہ اعصاب اور وہ

اور شرائین کو بخوبی پہچانے اور رگ پٹھوں کو بخوبی لے جا کر چاک کرے اور واجب ہے کہ اس کے پاس حبس کرنے والی خون کی دوائیں اور درد کے تسکین دینے والے مرہم موجود رہیں اور ایسے آلات اور اسباب جوان دونوں فائدوں میں کام دیں جیسے دوائے جالینوس جو بحث فصد میں بیان ہوئی یا خرگوش کے بال خواہ مکڑی کا الا یا انڈے کی سفیدی اور جتنے آلات داغ دینے کے ہیں وہ سب خون کو روک دیتے ہیں اگر براہ خطا یا ضرورت خون نکالا گیا ہو اسی طرح اس کے پاس ادویہ مرثیہ بھی رہنی چاہئیں اگر کسی پھوڑے کو چاک کیا ہو اس کی آلائش سب نکل جائے بعد اس کے پانی خواہ روغن نہ لگانا چاہیے اور نہ ایسا مرہم جس میں چربی یا روغن زیت غالب ہو جیسے باسلیقون بلکہ مرہم قلقطار کا استعمال کرنا چاہیے اور اس کے اوپر شراب قابض میں اسفنج بھگو کر رکھنا چاہیے

فصل ستائیسویں فساد عضو اور اس کے کاٹنے کا بیان

عضو جس وقت فاسد ہو جائے کسی مزاج ردی کی وجہ سے مادی ہو یا غیر مادی اور فصد اور حجامت اور طلا وغیرہ سے اس کی اصلاح جیسی کتب جزئیہ میں لکھی ہے پس ضرور ہے کہ گوشت فاسد اس کا کاٹ کر نکال ڈالا جائے بہتر یہ ہے کہ بدون لوہے کے استعمال کے نکال ڈالا جائے اس لیے کہ لوہا اکثر کنارے عضو پر اور جھندہ رگوں کی کسی قدر خرابی پہنچاتا ہے اگر اس قدر کاٹنا کافی نہ ہو اور فساد عضو کا گوشت تک پہنچے خود اس عضو کو کاٹ ڈالنا ضرور ہے اور بعد کاٹنے کے کھولتے ہوئے تیل میں داغ دے کر تل دینا چاہیے تا کہ اس کے قریب کا عضو اس کے ضرر سے محفوظ رہے اور خون کا نکلنا بند ہو جائے اور اس کے مقام قطع پر گوشت یا نئی جلد غیر مناسب پیدا ہو جو نہایت مشابہ سختی میں گوشت کے ہو جس وقت ارادہ کاٹنے کا ہو انگلی سے دبا کر ہڈی کے گرد دیکھیں جہاں اتصال شدید گوشت کو ہڈی سے ہے اور دبانے سے درد پیدا ہوتا ہے وہاں تک حد سلامت ہے اور جہاں کا گوشت ڈھیلا اور ہڈی سے بضعف متصل ہے وہ قابل

کاٹنے کے ہے کبھی اس ہڈی کے گرد کی شے میں سوراخ کر دیتے ہیں جہاں پر کاٹ ڈالنا منظور ہے تا کہ بر مایا ہوا گوشت کٹ کر گر پڑے اور کبھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں جب اس ترکیب کا ارادہ ہو کاٹنے اور سوراخ کرنے والے آلہ میں اور درمیان گوشت کے کوئی چیز از قسم دوا بیچ میں حائل کر دیتے ہیں تا کہ درد پیدا نہ ہو اگر کوئی ہڈی جس کا کاٹنا منظور ہے کنارہ کسی عضو کا ہو کہ بعد کاٹنے کے پھر درست نہ ہو اور نہ اس کے درستی کی امید ہو اور اس کے فساد سے متصل کے عضو کے فاسد ہونے کا خوف ہو ایسی ہڈی سے ہم گوشت جدا کر لیتے ہیں کبھی چاک کر کے پھر ایسی بندش کرتے ہیں جو خلاف جہت فاسد میں لے جائے یا اور چند حیلے کیے جاتے ہیں جن کا لطف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے درمیان عضو شریف اور اس کے جس کا کاٹنا منظور ہوتا ہے ایک شے حائل مقرر کرنا ضرور ہے مثل پارچہ وغیرہ کے بشرطیکہ اس جگہ یہ بات ممکن ہو اگر عضو فاسد استخوان کے اقسام سے ہو جیسے استخوان ران کے اور پٹھوں سے بہت قریب ہو اور شرائین اور وہ اس کے نزدیک بہت ہوں اور اس کا فساد زیادہ خرابی پیدا کرتا ہو پس طبیب کو اس سے گریز مناسب ہے

فصل اٹھائیسویں معالجات تفرق اتصال کے بیان میں

اور نیز اقسام قروح کے معالجات اور ہڈی بٹھلانے کا طریقہ اور سخت چوٹ لگنے بذریعہ گر پڑنے خواہ مارنے کے علاج تفرق اتصال بڑے بڑے علاج برابر درست کر کے باندھنے سے اور ملائم بندش کرنے سے جس کا ذکر مقام جبر میں آتا ہے کیا جاتا ہے اور بعد اس تدبیر کے مریض کو سکون اور آرام دینا چاہیے اور استعمال ایسی غذا کا چاہیے جو مغری ہو یعنی لزوجت پیدا کرنے والی جس سے امید یہ ہو کہ غضروفی مادہ پیدا ہو کر دونوں کنارے ٹوٹنے کے مقام کے جوڑ جائیں گے اور باہم چسپیدہ ہو جائیں گے جیسے کفشیر یعنی وہ گوشت جس سے تانبے کے پتر وغیرہ جوڑے جاتے ہیں اور مومیائی کا استعمال بالتزام کرنا چاہیے کہ جوڑ جانا استخوان شکستہ کا اور

The image cannot be displayed. Your computer may not have enough memory to open the image, or the image may have been corrupted. Restart your computer, and then open the file again. If the red x still appears, you may have to delete the image and then insert it again.

یہ بھی صحت قرحہ کا مانع ہے اور اس کی مضرت اور کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ اس ہڈی کی اصلاح کی جائے اور ہڈی کو چھیل ڈالیں اگر اکا چھیلنا منتہی فساد عضو پر ہو خواہ اس ہڈی کو نکال ڈالیں یا کاٹ ڈالیں اکثر احتیاج قرحہ کے معالجہ میں ایسے مراہم کی ہوتی ہے جو ہڈی کی کرچیں اور ریزہ خواہ پوست اور جلد کے ٹکڑے جو قرحہ میں ہوں ان کو جذب کریں اور نکال دیں ورنہ درستی قرحہ اور صحت کو یہ چیزیں مانع ہوں گی غذا دینے کی ضرورت بوجہ بقاء قوت کے ہے اور تقلیل غذا کی بنظر قطع مادہ مدہ کے ہوتی ہے اور ان دونوں مقتضی میں خلا ہے اس لیے کہ زمانہ دراز تک مرض کا رہنا مستدعی تقویت کا ہے اور یہ باستعمال غذا کے حاصل ہوگی اور مادہ بوجہ غذائے قوی کے زیادہ پیدا ہوگا اس واسطے ترک غذا کا واجب ہے لہذا طبیب کو لازم ہے کہ اس تناقض اور اختلاف خواہش میں بخوبی غور اور فکر کرتا رہے اور دیکھے اگر قرحہ کا زمانہ ابتدا خواہ تزید کا ہو اس وقت مریض کو حمام میں داخل نہ ہونے دے اور آب گرم اس کے بدن تک نہ پہنچنے پائے ورنہ ایسی شے بطرف قرحہ کے جذب ہوگی جس سے ورم میں زیادتی ہوتی ہے پھر جب قرحہ میں سکون پیدا ہو اور ریم پڑ جائے اس وقت حمام وغیرہ کی اجازت مل سکتی ہے جو قرحہ بہت اچھا ہو ہو کر پھر پلٹتا ہو اس میں خوف ناصور پڑنے کا ہے یہ بھی واجب ہے کہ ہر وقت مدہ کا رنگ اور زخم کے منہ کو دیکھتا رہے جب کثرت سے مدہ برآمد ہو اور غذا میں کثرت نہ ہوئی ہو وہی زمانہ نضج کا ہے اب ہم فسخ کا علاج بیان کرتے ہیں اور چونکہ فسخ وہ تفرق اتصال ہے جو طول میں عضلہ کے واقع ہو اور اندر کو غائر ہو اور اجزا زیادہ ہوں اسی وجہ سے یہ بات ظاہر ہے کہ اس کے علاج میں وہ ادویہ درکار ہیں جن کی قوت زیادہ ہو بہ نسبت ان دواؤں کے جو کھلے ہوئے قروح جلدی وغیرہ میں درکار ہوتی ہیں اور پھر چونکہ خون کی تلاش ایسے قرحہ میں زیادہ ہوتی ہے اس لیے دوائے محلل کی بھی حاجت ضرور ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ اس کی دوائے محلل میں زیادہ تجفیف بھی نہ ہو ورنہ جزء لطیف کی تحلیل کر کے جزء کثیف کو متحجر کر دیں گی پھر

جب محلل کے استعمال سے فراغ حاصل ہو دوائے ملحم یعنی گوشت پیدا کرنے والی دوا جو ملطف ہو استعمال کرنی چاہیے تاکہ زمانہ اتصال اور زخم کے بھرنے تک چرک وغیرہ اس میں رہ نہ جائے کہ تھوڑے سبب سے متعفن ہو جائے خواہ چرک کی وجہ سے جو کھرنڈ یا پپڑی پڑی ہوا کھڑ نہ جائے کہ پھر از سر نو تفرق اتصال پیدا ہو جائے گا اگر فسخ زیادہ اندر کی طرف گہرا ہو مقام ماؤف میں پچھنے لگائیں گے تاکہ دوا زیادہ نہ غواص ہو جائے اگر فسخ اور رض یعنی تفرق اتصال وسط عضلہ کا جو پاشان ہو خفیف ہو اور بہت گہرا نہ ہو اس کے علاج میں تنہا فصد کافی ہوتی ہے اور اگر ہمراہ نسخ کے شدخ بھی ہو یعنی پٹھ کا تفرق اتصال جو طول میں ہو اور اجزا زیادہ ہوں پہلے شدخ کا علاج کرنا چاہیے تاکہ فسخ کا معالجہ ممکن ہو پھر پٹھ کا تفرق اتصال یعنی شدخ اگر زیادہ ہو مجففات سے اس کا علاج کریں گے اور اگر کم ہو جیسے کانٹے کا چبھنا اسے طبیعت پر چھوڑ دینا چاہیے مگر یہ کہ اس کا نشان باقی رہنے کا خوف اور متلف ہو یعنی خوف تلف ہو خواہ درد زیادہ پیدا ہو خواہ پٹھ تک پہنچ جانے کی وجہ سے ورم خواہ ضربان پیدا ہوے کا خوف ہو اس وقت علاج خفیف کا مضائقہ نہیں تدبیر وتی یعنی اکھڑے اور ہٹے ہوئے عضو خواہ ہڈی کے بٹھلانے کی تدبیر اس میں فقط بندش خفیف درکار ہے جس سے درد پیدا نہ ہو اور اس پر بٹھلانے والی دوائیں رکھنی چاہئیں سقطہ اور ضربہ کے علاج میں فصد جانب مخالف کی اور تلطیف غذا کی درکار ہوتی ہے اور تا زمان صحت خورش گوشت وغیرہ کی ترک کرنی چاہیے اور طلا اور مشروبات جو کتاب سوم میں تحریر کیے جائیں گے استعمال کیے جائیں پٹھوں اور ہڈیوں میں جو اور طرح کا تفرق اتصال ہوتا ہے اس کا بیان ہم آئندہ کریں گے اور خدا زیادہ تر عالم ہے

فصل انتیسویں کی کے بیان میں

کی بمعنی داغ نہاون کے ہے اور داغ دینے سے بہت بڑا نفع یہ ہوتا ہے کہ فساد کا انتشار بر طرف ہو جاتا ہے اور جس عضو کا مزاج بارد ہو گیا ہو اس کی تقویت بھی اس سے حاصل ہوتی ہے اور جو

مادہ فاسد عضو میں ٹھہرا ہو اس کی تحلیل ہو جاتی ہے اور خون کسی طرح کا جاری ہو داغ دینے سے بند ہو جاتا ہے داغ دینے کے واسطے سب دھاتوں سے بہتر اور افضل سونا ہے اور جس مقام پر داغ لگایا جائے اگر ظاہر اور نمودار ہو اسے دیکھ کر اور موقع اور محل دریافت کر کے داغ لگانے کا استعمال کریں گے اور اگر وہ مقام ظاہر نہ ہو بلکہ غائر اور پوشیدہ ہو جیسے ناک اور منہ خواہ مقعد وغیرہ ایسے مقام کو حاجت ایک قالب کی ہوتی ہے کہ اس پر ابرک اور گیرو سرکہ میں بھگو کر طلا کرے پھر ایک کپڑا اس پر لپیٹ کر اسے گلاب خواہ اور قسم کے عصارات سے سرد کرتے ہیں اور یہ قالب اس مقام پر لے جا کر اس طرح چسپاں کرتے ہیں کہ موضع ماؤف جہاں کی کا استعمال منظور ہو اس سانچہ کے منہ میں سما جائے بعد اس کے داغ کرنے والی شے اس کے سوراخ کی طرف سے اس جگہ پہنچاتے ہیں ایسی احتیاط سے فائدہ یہ مرکوز ہوتا ہے کہ سوائے مقام ماؤف کے اور جگہ اذیت داغ دینے کی نہ پہنچے اور خصوصاً جس وقت آلہ داغ لگانے والا سانچے کے ڈوروں سے باریک تر ہو اس وقت سانچے کے ڈوروں کو نہ گرانا چاہیے کاوی یعنی داغ لگانے والا اس کا خیال ضرور رکھے کہ داغ کی اذیت پٹھے تک نہ پہنچنے پائے اور نہ رباطات اور اوتار کو کچھ گزند اس کا پہنچے اور اگر داغ واسطے روکنے خون کے ہو چاہیے کہ قوی تر داغ لگائے تاکہ خشک ریشہ کے واسطے عمق اور ثخن پیدا ہو کہ بسرعت گر نہ پڑے کہ اگر یہ خشک ریشہ گر پڑے گا آفت عظیم برپا ہو گی بہ نسبت اس آفت کے جو پہلے نزف الدم کی وجہ سے تھی اگر کسی گوشت فاسد کی جہت سے داغ لگایا جائے اور صحیح جگہ دریافت کرنا منظور ہو تو اس کی شناخت یہی ہے جہاں چٹکی کا اثر اور درد معلوم ہو اس مقام کا گوشت فاسد نہیں ہے اور بیشتر ہمراہ گوشت فاسد کے تلے کی ہڈی بھی داغ لگائی جاتی ہیں یعنی جس پر وہ گوشت ٹھہرا ہوا ہے تاکہ جمیع فساد از سر جاتا رہے اگر یہ ہڈی مثل سر کی کے ہڈی کے ہو زیادہ گرمی آگ کی نہ پہنچانی چاہیے تاکہ دماغ میں جوش پیدا نہ ہو اور نہ حجاب وغیرہ میں تشنج واقع ہو اور پورا داغ ایسے مقام پر کچھ اندیشہ کی

بات نہیں ہے

فصل تیسویں درد میں تسکین پیدا کرنے کا بیان

جن اسباب سے درد کی پیدائش ہے ان کا انحصار دو قسموں میں ہے یا مزاج میں دفعتۂ تغیر پیدا ہو یا تفرق اتصال عارض ہو پھر یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ تفصیل ان اخیر اسباب کی بھی ہے کہ ایک کیموس گرم خواہ سرد خواہ یا بس بلا مادہ پیدا ہو خواہ مادہ بھی کوئی ہو یا کوئی ریح یا ورم پیدا ہو اور تسکین وجع کی تدبیر مخالفت سے انہیں اسباب کی ہوتی ہے اور مخالفت اسباب کا بھی جو طریقہ ہے وہ بھی بخوبی اوپر بیان ہو چکا اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ سوء مزاج یا ورم خواہ ریح کا معالجہ کیونکر کرنا چاہیے اور جو وجع شدید ہو اکثر قاتل ہوتا ہے اور کبھی پہلے پہل یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ بدن سرد ہو جاتا ہے اور ایک لرزہ اور جنبش سی پیدا ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے نبض صغیر ہو جاتی ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ برودت کا اس قدر غلبہ بدن پر ہوتا ہے کہ اس کے سبب سے حرارت غریزی اور اصلی کے برپا کرنے سے استغنا ہو جاتی ہے بعد ایسی حالت کے مریض کی موت واقع ہوتی ہے تمام اشیا جو کہ درد میں تسکین پیدا کرنے والے ہیں یا مزاج کو بدل دیتے ہیں یا مادہ کو تحلیل کریں خواہ مخدر ہوں اور تخدیر یعنی سن کر دینے سے درد زائل ہو جاتا ہے اس لیے کہ عضو کی حس باطل ہو جاتی ہے اور حس کا بطلان مخدر سے دو جہت سے پیدا ہوتا ہے بوجہ افراط تبرید کے خواہ ایک قوت سمی جو خلاف قوت عضو ماؤف کے دوائے مخدر میں ہوتی ہے اس کی وجہ سے بطلان حس پیدا ہوتا ہے ادویہ مرخیہ اور ڈھیلا کرنے والی دوائیں بھی کچھ ایسی ہیں کہ تحلیل با آسانی پیدا کرتی ہیں جیسے تخم شبت یعنی سویا اور تخم کتان اکلیل الملک بابونہ تخم کرفس بادام تلخ اور جو دوا اول درجہ میں گرم ہو خصوصاً اگر اس میں چسپیدگی بھی ہو جیسے صمغ آلو اور نشاستہ اور سپیدہ زعفران لادن خطمی حماما کرنب شلجم اور ان کا جوشاندہ اور چربی اور زوفائے رطب اور وہ روغن جو ادویہ مذکور سے طیار کیے جائیں اور ادویہ مسہلہ اور متفرغہ کیسی ہی کیوں نہ ہو اسی قسم میں

داخل ہیں لیکن مرخیات کا استعمال بعد استفراغ کے کرنا لازم ہے اگر ضرورت استفراغ کی ہوتا کہ جو مادہ بطرف عضو کے گرتا ہے اس کا انصباب منقطع ہوجائے ایضاً ادویہ مرخیہ میں وہ بھی چیزیں داخل ہیں جو اورام میں نضج پیدا کریں اور ورم کو توڑ دیں مخدرات میں قوی تر افیون ہے اور تفاح اور اس کے بیج اور اس کی کلی اور اس کے جڑ کے چھلکے اور خشخاش اجوائن خراسانی اور شوکران اور سیاہ مکو جو مخدر ہے اور تخم کاہو اور برف اور آب سرد بھی اس میں داخل ہے اکثر ایک قسم کی غلطی اوجاع کی شناخت میں یہ پڑتی ہے کہ سبب درد کا کوئی امر خارجی ہوتا ہے جیسے حرارت آگ خواہ آفتاب کی خراہ برے طور پر تکیہ لگانا خواہ بری طرح سے لیٹنا خواہ بیٹھنا خواہ بیہوشی اور مستی کے وقت گر پڑنا کہ واقع میں سبب درد کا ان میں سے کوئی امر ہوتا ہے اور طبیب براہ غلط یا بوجہ بے علمی کے سبب مادی اندرون جسم کے طالب کرتا ہے اور اس وجہ سے غلطی پیدا ہوتی ہے اسی واسطے واجب ہے کہ پہلے وقوع سے ایسے اسباب کی استفسار کرلیا جائے بعد ازاں سبب داخلی کی شناخت پر استدلال بقواعد مقررہ معلومہ کرنا چاہیے اور یہ بھی پہچان لینا چاہیے کہ اس قوت امتلاء اخلاط ہے یا نہیں اور درد سے پہلے اسباب امتلائے معلوم کے پیدا ہوئے تھے یا نہیں اور کبھی سبب درد کا خارج سے بدن پر وارد ہوتا ہے اور بعد ازاں بمنزلہ سبب داخلی کے جاگزین ہوجاتا ہے جس طرح کوئی شخص ٹھنڈا پانی پیے اور درد شدید پیدا ہو اطراف معدہ اور جگر میں اور اکثر ازالہ درد جگر میں امر عظیم کے از قسم استفراغ وغیرہ کی حاجت ہوتی ہے پس اکثر ایسے درد میں استحمام اور نوم کافی ہے بلکہ سو رہنا نہایت درجہ مفید ہے اور جیسے کوئی شخص کوئی گرم چیز کھائے اور اس کی جہت سے دردسر پیدا ہو اور درد شدید ہو ایسی صداع کی تدبیر فقط آب سرد سے ہوتی ہے کبھی جس سے امید زوال وجع کی ہو دیر میں اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور مریض بھی اس زمانہ تک متحمل صعوبت درد کا ہوسکتا ہے جیسے استفراغ اس مادہ کا جس سے درد قولنج پیدا ہوا ہے اور وہ مادہ لیف امعاء میں محتبس ہو رہا ہے اور کبھی دوا تو سریع التاثیر

ہوتی ہے مگر اس میں ضرر عظیم بھی موجود ہوتا ہے جیسے مخدرات کا استعمال وجع قولنج میں
ایسے وقت بنظر بطوء اور سرعت اثر کے معالج کو اختیار رو دوا میں تحیر پیدا ہوتا ہے کہ کونسی
دوا کو استعمال کرے پس چاہیے حدس قوی کے ذریعہ سے دریافت کرے دو مدت میں
سے کونسی طولانی ہے ثبات قوت یا زمانہ بقائے درد یعنی تا زمانہ بقائے وجع قوت ساقط نہ
ہوگی اور اس کا بھی لحاظ کرے کہ زیادہ مضرت بقائے درد میں ہے یا دوائے مخدر سریع
الاخر سے جو مضرت پیدا ہوگی وہ زیادہ ہے اور پھر جو اصوب ان دونوں میں ہے تقدیم
کرنی چاہیے اس لیے کہ اکثر بقائے درد کا ضرر یہ ہوتا ہے کہ نوبت بہارگ پہنچ جاتی
ہے اور دوائے مخدر سے ہلاکت نہیں پیدا ہوتی گو اور طرح کی مضرت ضرور ہوتی ہے
پھر مخدر کی مضرت کی تلافی بھی ممکن ہے کہ دوبارہ ایسی تدبیر صائب علاجی کی جائے کہ
یہ ضرر بھی مرتفع ہو اور مرض قولنج بھی متحمل ہو جائے باایںہمہ ترکیب مخدر اور اس کی
کیفیت تخدیر کا لحاظ کرنا ضرور ہے تا کہ اہل مخدرات کا استعمال کیا جائے اور جو تریاق
اس مخدر کی مضرت کا ہے اس کے ہمراہ مرکب کر کے مستعمل ہو لیکن اگر درد میں بہت
ہی شدت ہو اس وقت بدون استعمال مخدر قوی کے چارہ نہیں ہوتا بیشتر بعض اعضا
ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے مخدر کرنے سے کوئی ضرر عظیم بھی پیدا نہیں ہوتا جیسے دانت
کہ اگر ان پر دوائے مخدر رکھی جائے کچھ ایسا ضرر نہیں ہے اکثر شراب مخدر کا استعمال
بجائے اور قسم کے مخدر کے واسطے درد چشم کے بہتر ہوتا ہے بہ نسبت اس کے کہ کوئی
دوائے مخدر بطور سرمہ کے آنکھ میں لگائیں کہ شراب مخدر کے پینے کا ضرر دیگر اعضا
کے ذریعہ سے دفع ہوسکتا ہے ہاں مگر قولنج میں اس کا ضرر زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ مادہ
وجع کی برودت زیادہ ہوتی ہے اور جمود اور بستگی اس مادہ میں بوجہ استعمال مخدر کے زیادہ
ہوتی ہے ادویہ مخدرہ کبھی درد میں تسکین بوجہ پیدا کرنے نیند کے کر دیتی ہیں اس لیے کہ
نوم بھی ایک سبب ہے منجملہ اسباب کے جو درد کے مسکن ہیں خصوصاً اگر بھوک کی نیند
وجع مادے میں پیدا ہو جو مخدرات مرکب ایسے ہوں کہ ان سے قوت میں کمی پیدا ہو

بذریعہ آمیزش ان اجزا کے جو مثل تریاق کے واسطے مخدرات کے ہیں ایسے مخدرات کا استعمال اسلم ہے بہ نسبت ایسے مخدرات کے جن کے اجزا کا سر دتریاقیہ سے نہ ہوں اور وہ اسلم مخدرات جیسے فلونیا اور قرص مثلث وغیرہ لیکن ان ادویہ مرکبہ میں تخدیر کم ہوتی ہے ہاں تازہ تیار کی جائیں تخدیر قوی پیدا کریں گی اور کہنہ اور مدت کی بنی ہوئی شاید کسی قدر تخدیر پیدا نہیں کرتے اور متوسط درمیان نئے اور پرانے کے ان کی تقویت تخدیر بھی درمیانی ہوتی ہے بعض اقسام کے درد ایسے ہوتے ہیں کہ باوجود شدت وجع کے علاج ان کا آسان ہوتا ہے جیسے ریحی درد کہ بیشتر گرم پانی کا گرانا مقام درد میں کافی ہوتا ہے اور فوراً درد میں تسکین پیدا کرتا ہے لیکن اس تدبیر میں خطرہ بھی ہے کہ اکثر سبب درد کا ورم ہوتا ہے اور طبیب ریحی گمان کر کے آب گرم کا نطول کرتا ہے اس وقت حدر عظیم پیدا ہوتا ہے پھر ریحی درد کو بھی کبھی نطول آب گرم مضر ہوتا ہے جب اتنی گرمی نہ ہو کہ ریح کی تحلیل کر سکے بلکہ اس کا حجم پھیلا دے کہ درد میں اور شدت ہو جاتی ہے تکمید یعنی سینکنا بھی ریحی درد کا علاج کامل ہے بشرطیکہ ایسی چیز سے سینکیں جو خشکی پیدا کرے جیسے باجرہ مگر جو مقام تکمید کا متحمل نہیں جیسے آنکھ اسے کپڑے سے سینکنا چاہیے بعض قسم کی سینک گرم کیے ہوئے روغن سے بھی ہوتی ہے منجملہ قوی کمادات کے یہ ہے کہ آرو کرسنہ یعنی مٹر کا آٹا سرکہ میں پکا کر خشک کریں اور اس سے پوٹلی بنا کر سینکیں اور اس سے ضعیف یہ ہے کہ بھوسی سرکہ میں پکا کر بدستور سابق استعمال کریں نمک کی سینک سے بخار میں لذع پیدا ہوتی ہے اور باجرہ نمک سے بہتر ہے اور اثر میں ضعیف ہے کبھی پانی سے بھی اس طرح تکمید کرتے ہیں کہ مثانہ میں آب گرم بھر کے اس پھوکنے کے مقام درد پر رکھتے ہیں اور یہ طریقہ سلیم اور نرم ہے مگر اس کا بھی ضرروہی ہے جو نطول آب گرم کا اوپر بیان ہوا جس وقت شناخت وجع ریحی اور ورمی کی نہ کی جائے محجمہ ناری سے بھی فائدہ تکمید کا حاصل ہوتا ہے اور وجع ریحی کی تسکین میں اس کا اثر قوی ہے اور دو مرتبہ کے استعمال سے درد بالکل زائل ہو جاتا ہے مگر اس کا

ضر بھی وہی ہے جو نطول کا ضرر ہے بشرطیکہ دردورمی ہو منجملہ مسکنات وجع کے مالش نرم دیر تک کرنی کہ اس سے ارخا پیدا ہوتا ہے اسی طرح مشہور چربی کے اقسام اور جو روغن کہ اوپر جا بجا مذکور ہو چکے ہیں اور مغنی خوش آواز کا گانا خصوصا وہ گانا جس سے نیند پیدا ہوتی ہے اور مضر حات سے مشغلہ کرنا بھی مسکن قوی درد کا ہے

فصل اکتیسویں مثل خاتمہ کے ہے اس فصل میں یہ بات بیان ہوتی ہے کہ بروقت اجتماع امراض شروع معالجہ کا کیونکر کرنا چاہیے ہمارا طریقہ یہ ہے کہ بروقت اجتماع امراض کے کہ جس میں تین خاصیت میں سے کوئی خاصیت موجود ہو اس سے شروع علاج کا کرتے ہیں وہ مرض علاج میں مقدم کیا جاتا ہے جس کے زوال کے بدون کوئی دوسرا مرض اچھا نہ ہو سکے جیسے اگر قرحہ اور ورم مجتمع ہوں اس صورت میں ہم پہلے علاج ورم کا کرتے ہیں تا اینکہ وہ سوءمزاج جو ہمراہ ورم کے ہے برطرف ہو جائے وجہ تقدیم علاج ورم کی یہی ہے کہ تاوقتیکہ ورم باقی ہے قرحہ اچھا نہیں ہو سکتا دوسری یہ بات ہے کہ پہلے علاج اسی مرض کا ہم کرتے ہیں جو دوسرے کے واسطے بمنزلہ سبب کے ہو جیسے حمی سدے سے پیدا ہو پہلے علاج سدہ کا کریں اور بعد تفتیح سدہ کے علاج تپ کا کریں گے اور تفتیح میں سدہ کی اگر حاجت دوائے گرم کی پڑے تپ کے خوف سے اسے ترک نہ کریں گے اسی طرح مرض سل میں گو کہ تپ لازم ہوتی ہے مگر ہم مجففات کا استعمال کریں گے اور تپ کا لحاظ نہیں کرتے اس لیے کہ یہ بات محال ہے کہ سبب تپ کا مثلاً حمی سدی میں سدہ اور سل میں قرحہ باقی رہے اور تپ زائل ہو جائے اور ان دونوں تپ کا سبب بذریعہ تجفیف کے علاج پذیر ہوتا ہے اور تجفیف سے ظاہر ہے کہ تپ کو ضرر ہے تیسرے یہ بات ہے کہ تقدیم علاج میں اس مرض کو ہونی چاہیے کہ جس کی اذیت زیادہ ہو جیسے اگر سوناخس یعنی حمی دموی اور فالج مجتمع ہوں ہم پہلے علاج سوناخس کا بذریعہ تطفیہ حرارت خون اور فصد کے کریں گے اور مبردات جن سے اطفائے حرارت خون کا ہوتا ہے بخوف فالج

بارد کے کریں گے اگر کوئی مرض اور عرض مجتمع ہو ابتدائے علاج مرض سے کریں گے ہاں اگر عرض کی اذیت غالب ہو ایسے وقت پہلے عرض کی تدبیر کریں گے اور مرض کی طرف کچھ التفات نہ کریں گے جیسے درد قولنج میں مخدرات کا استعمال واسطے تسکین درد کے جو عرض ہے کرتے ہیں اگرچہ تخدیر مرض قولنج کو مضر ہے جیسا فصل سابق میں بیان ہو چکا اسی طرح کبھی ہم فصد واجب میں بخیال ضعف معدہ کے تاخیر کرتے ہیں خواہ بنظر اسہال مقدم یا متلی کے جو فی الحال موجود ہے تاخیر فصد میں کر دیتے ہیں اور بیشتر مطلق تاخیر نہیں کرتے بلکہ فصد کو فوراً کر دیتے ہیں مگر اس قدر تنقیہ جس سے قطع سبب ہو جائے نہیں کرتے جیسے مرض تشنج میں تمام خلط کا اخراج نہیں کرتے بلکہ تھوڑا سا بقیہ چھوڑ دیتے ہیں تاکہ حرکت تشنجی سے اس کی تحلیل ہو جائے اور نہ یہ حرکت اصلی رطوبت کی تحلیل کر دے گی اب اس قدر بیان پر گو کہ مختصر ہے فن کلیات علم طب میں ختم کر کے اس مقدار کو کافی سمجھتے ہیں اور اس کے بعد ادویہ مفردہ کا بیان دوسری کتاب میں شروع کرتے ہیں انشاء اللہ تعالی

تم الکتاب بعون اللہ تعالی والصلوۃ علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

خاتمہ الطبع نتائج فکر ارجمند مولوی سید محمد علی صاحب خلف الصدق حضرت مترجم جناب مولوی حکیم سید غلام حسنین صاحب کلیات حمد اسی حکیم مطلق اور خدائے برحق کی درگاہ کے قابل ہیں جس نے تمام عالم و عالمیان کا قانون وجود فقط ایک لفظ کن کہنے سے درست فرمایا اور ادنی اشارے میں ہر ایک کے لیے علامات ہست و بود اپنے اسباب قدرت سے آشکار فرمائے بھلا عاجز بندے اور بے زبان مخلوق سے اس کی قدرت نمائی اور عالم آرائی کی تشریح بجز آئیہ وافی ہدایہ فتبارک اللہ احسن الخالقین تلاوت کریں گے اور کیا ہو سکتے بعد حمد کے طیب اور پاکیزہ سلام اور درود کے کلمے اور اعلی سے اعلی ثنا نعت کے فقرے ان بارگاہوں عرش جاہوں میں نذر

کرنی باعث حفظ صحت ایمان ہیں جن نفوس قدسیہ نے اپنی صائب تدبیروں اور سچے معالجوں سے ہم سب کو ضلالت اور ہلاکت کے محرق چتوں اور حاد بخاروں سے بچایا صلوات اللہ وسلامہ علی نبینا محمد المصطفی وآلہ المجتبی۔ ہر ایک صاحب فہم و کیاست کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ جب کسی ممدوح کا مرتبہ بہت بلند ہو یعنی جس کی تعریف لکھنی منظور ہو آدمی ہو یا اور کوئی شے موجودات عالم سے تو مداح کو کوئی چارہ نظر نہیں آتا اور اس کے اوصاف مدائح میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا بجز اس کے کہ میرے ممدوح کا رتبہ عالی ہر کس و ناکس جانتا اور اس کا مقام رفیع ایک عالم پہچانتا ہے مثلاً شیخ الرئیس ابو علی بن عبداللہ بن سینا جیسا فیلسوف اعظم اور اس جان ارسطو وروان جالینوس کا سا حکیم ویگانہ عالم یا اس کی کتاب قانون الطب جو فی الواقع فن طبابت کے لیے ایسا مستحکم اور مضبوط قانون ہے کہ آج تک اس کی ایک بھی دفعہ اور ادنی سے ادنی قاعدہ کوئی کونسل اطبا اور پارلیمنٹ حکماء منسوخ نہ کرسکے پس ایسی کتاب اور ایسے مصنف کی جس قدر تعریف کی جائے گی کم ہوگی لہذا اس سے گریز ہی کرنا اور کلمات عجز و اعتراف زبان پر لانا خوب ہے یہ تو سب کچھ ہے لیکن اس کتاب کے عربی ہونے سے اور عربی بھی کیسی دقیق جس کا لکھنے والا جناب شیخ سا محقق فرزانہ و مدقق یگانہ آفاق ہے اس وجہ سے کتاب مذکور کا فیض و فائدہ اب تک انہیں لوگوں میں محدود رہا جو کہلائے دہر و یکتائے عصر ہوتے چلے آئے ادنی اور متوسط درجہ کے طبیب بہرہ پانے سے محروم ہی رہے اگرچہ علامہ محمد اکبر ارزانی نے فن طب کی بہت کچھ ارزانی فرمائی اور فارسی زبان میں کثرت سے تالیف و تصنیف کی پھر بھی بہت سے اجناس کی گرانی باقی رہی علی الخصوص ہم لوگ اردو زبان دانوں کے لیے تو حساب سے سبھی قسموں کا نرخ چڑھا ہوا ہے اس مقام پر ایک ذرا سا یہ بھی جملہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ظاہرا ہمیشہ ایسا ہی کچھ قاعدہ رہا کہ جب ایک مشکل اور خاص فہم زبان سے کسی علم کا ترجمہ دوسری

زبان عام فہم میں ہو تو وہ خاص لوگ علم مذکور کے جاننے والے اپنے مایہ کمال کے عام اور آسان ہو جانے سے ضرور آشفتہ خاطر ہوتے رہے ہیں مثلاً جب یونانی سے علوم عربی میں عقلیہ نقل ہوئے تو یونانی والوں نے غل مچایا دوسری مرتبہ حکیم محمد اکبر پر عربی دانوں نے حملہ کیا علی ہذا القیاس اگر اب تیسری نقل وترجمہ پر طنز وچشمک زنی ہو تو کچھ عجب نہیں ہمارے گمان میں شاید بعض لوگوں کا یہ خیال صحیح ہو کہ ہر ایک علم جیسا کچھ اپنے محاورہ اور روزمرہ زبان میں سمجھا جاتا ہے غیر زبان میں اس درجہ کا فائدہ جبھی حاصل ہو گا کہ شخص طالب اس کا اہل زبان ہو جائے اور اتنی استعداد بہم پہنچائے کہ اس میں اور زبان دانوں میں بہت ہی کم فرق ہو سکے لیکن ہر ایک کو اتنی مقدار کا کمال پیدا ہونا سبھی جانتے ہیں کہ نہایت دشوار ہے میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے بالآخر اگر سچ پوچھیے تو آج کم استعداد دوائے طبیبوں کو جو جویائے تحقیق ہیں پر ان کو زمانہ تحصیل طب عربی کی مہلت نہیں دیتا و نیز قانون پڑھنے والے طالب علموں کو جنہیں بروقت مطالبہ شرح وغیرہ دیکھنے کی حاجت ہوتی ہے ایک مژدہ جان بخش اور نوید مسرت افزا سنائی جاتی ہے کہ قانون الطب سے مسیحا نفس نے قریب نوے برس کے بعد عربی پوشاک اتار کے اردو کا گراں بہا خلعت زیب تن فرمایا تفصیل اس خبر مجمل کی یہ ہے کہ جناب منشی صاحب عالی جاہ رفیع بارگاہ والاحشم عالی ہمم جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای مرحوم و مغفور نے محض اپنی دریا دلی و عالی ہمتی و اولوالعزمی و خواستگاری اشاعت علوم کے خیال سے عالی جناب معلیٰ القاب جامع علوم عقلیہ ونقلیہ حاوی فنون علمیہ و شرعیہ اکمل الکملاء عمدۃ العلماء ملاذ الفضلاء حضرت والدی العلامہ جناب مولوی حکیم سید غلام حسنین صاحب اوام اللہ ابامہ کو قانون شیخ الرئیس کے ترجمہ بہ زبان اردو عام فہم ہو جانے پر مقرر فرمایا چنانچہ جناب مولانا دام ظلہ العالی نے پانچوں جلدوں کا ترجمہ فرمایا ترجمہ کی عمدگی اور خوبی لکھنی کیا ضرور عیان راچہ بیان ناظرین خود ہی معرف